علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثراہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ بک ایجنسی ۞ مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

نہج البلاغہ

علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثراہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ بک ایجنسی ✿ مارٹن روڈ کراچی

Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

نام کتاب: نہج البلاغہ

مترجم: علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

پہلا ایڈیشن (ہندوستان): مارچ ۱۹۹۸ء

پہلا ایڈیشن (پاکستان): مارچ ۱۹۹۹ء

تعداد: ۱۰۰۰

ناشر (ہندوستان): تنظیم المکاتب، لکھنؤ

ناشر (پاکستان): محفوظ بک ایجنسی۔ کراچی

قیمت: ڈیلکس ایڈیشن -/250

سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو ○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

رسمِ ناشرانہ

نہج البلاغہ ـــــــ بابِ مدینۃ العلم اور خطیبِ منبرِ سلونی کے خطبات و مکتوبات پر مشتمل محض ایک جامع کتاب ہی نہیں بلکہ اپنے اسلوبی و فکری ابعادِ ثلاثہ کے اعتبار سے ایک مکمّل جامعہ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

یہ منزلت، اِس کتابِ ادب نصاب اور حکمت مآب کو وحیٔ ربّانی اور حدیثِ رسولِ آخرزمانی سے بلاغتاً و فصاحتاً متصل ہونے کے سبب ظہور میں آئی ہے۔

لاریب، اِس کتابِ مظہر العجائب کو تحتِ کلام الخالق و فوق کلام المخلوق سمجھنا ایک علمی دیانت وطہارت کا السب اظہار ہے۔

علوم و معارفِ امامیہ کی نشر و اشاعت کے ضمن میں محفوظ بک ایجنسی اب بین الاقوامی سطح پر ایک قابلِ اعتماد روایت کی حامل ہو چکی ہے۔ اسی روایت کی استواری و پاسداری میں ادارہ، بعد از قرآن افضل ترین کتاب، نہج البلاغہ کے ایک جدید، عام فہم اور منفرد ترجمے کی اشاعتی سعادت سے مشرف ہو رہا ہے۔

عہدِ حاضر میں یہ ترجمہ اہلِ خبر و نظر کے لئے ایک نعمت ہے اور یہ نعمت علامہ سیّد ذیشان حیدر جوادی مدظلہ نے مرحمت فرمائی ہے۔

اِس بے مثال کاوش کے توسّط سے علامہ سیّد ذیشان حیدر جوادی مدظلہٗ ایک لائق و فائق مترجم اور شارح کی حیثیت سے حرف و ظفر کی بزم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

رئیس احمد جعفری، مولانا مفتی جعفر حسین اور مرزا یوسف حسین کے تراجم کی اہمیت اپنی جگہ مُسلّم لیکن پیش نظر ترجمہ عصری ملحوظات اور محققانہ رسائیوں کے باعث اُردو تراجم کی صف میں ایک اِمتیازی نوعیت سے باریاب ہوا ہے۔ اِس امتیازی نوعیت میں ترجمے کی زبان نہایت سلیس رکھی گئی ہے۔ الفاظ کی تراکیب اور محاورات سازی سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ خطبات وکلمات کے حوالہ جات کی تحقیقی توسیع کے باوجود احتیاط کو مقدّم رکھا گیا ہے۔

مزید براں، تاریخی واقعات کو تفہیم و تشریح کی حدوں سے متجاوز ہونے نہیں دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، اِس ترجمے کی سب سے نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ الفاظ کی ایک مختصر فرہنگ اور خطبات وکلمات کے جواز اور مقاصد پر بڑی جانگسل محنت کی گئی ہے۔

آخر میں، صاحب نہج البلاغہ کی بارگاہ برکت پناہ میں، دست بہ دُعا ہوں کہ وہ اپنی توجہ خاص سے علامہ سیّد ذیشان حیدر جوادی مدظلہٗ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین) مَیں ادارے کے محترم کرم فرما جناب نصیر ترابی کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اِس ترجمے کے اشاعتی مراحل میں اپنے بے لوث مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیاز کیش

سیّد عنایت حُسین

فہرستِ مضامین

نہج البلاغۃ : حصہ اول

نہج البلاغۃ : حصہ دوم مکاتیب و رسائل، فرامین و عہود وصایا و نصائح

نہج البلاغۃ : حصّہ سوم جوامع الکلم کلمات وحکمات

۱۳۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں لوگوں کو نصیحت فرمائی ہے اور زہد کی ترغیب دی ہے)

شکر ہے خدا کا اس پر بھی جو دیا ہے اور اس پر بھی جو لے لیا ہے۔ اس کے انعام پر بھی اور اس کے امتحان پر بھی۔ وہ ہر مخفی کے اندر کا بھی علم رکھتا ہے اور ہر پوشیدہ امر کے لئے حاضر بھی ہے۔ دلوں کے اندر چھپے ہوئے اسرار اور آنکھوں کی خیانت سب کو بخوبی جانتا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور اس گواہی میں باطن ظاہر سے اور دل زبان سے ہم آہنگ ہے۔

خدا کی قسم وہ شے جو حقیقت ہے اور کھیل تماشہ نہیں ہے۔ حق ہے اور جھوٹ نہیں ہے وہ صرف موت ہے جس کے داعی نے اپنی آواز سب کو سنا دی ہے اور جس کا ہنکانے والا جلدی مچائے ہوئے ہے لہٰذا خبردار لوگوں کی کثرت تمہارے نفس کو دھوکہ میں نہ ڈال دے۔[1] تم دیکھ چکے ہو کہ تم سے پہلے والوں نے مال جمع کیا۔ افلاس سے خوفزدہ رہے۔ انجام سے بے خبر رہے۔ صرف لمبی لمبی امید اور موت کی تاخیر کے خیال میں رہے اور ایک مرتبہ موت نازل ہوگئی اور اس نے انھیں وطن سے بے وطن کر دیا۔ محفوظ مقامات سے گرفتار کر لیا اور تابوت پر اٹھوا دیا جہاں لوگ کاندھوں پر اٹھائے ہوئے۔ انگلیوں کا سہارا دئے ہوئے ایک دوسرے کے حوالے کر رہے تھے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دور دراز امیدیں رکھتے تھے اور مستحکم مکانات بناتے تھے اور بے تحاشہ مال جمع کرتے تھے کہ کس طرح ان کے گھر قبروں میں تبدیل ہوگئے اور سب کیا دھرا تباہ ہوگیا۔ اب اموال ورثہ کے لئے ہیں اور ازواج دوسرے لوگوں کے لئے۔ نہ نیکیوں میں اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ برائیوں کے سلسلہ میں رضائے الٰہی کا سامان فراہم کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو جس نے تقویٰ کو شعار بنا لیا وہی آگے نکل گیا اور اسی کا عمل کامیاب ہوگیا۔ لہٰذا تقویٰ کے موقع کو غنیمت سمجھو اور جنت کے لئے اس کے اعمال انجام دے لو۔ یہ دنیا تمھارے قیام کی جگہ نہیں ہے۔ یہ فقط ایک گذرگاہ ہے کہ یہاں سے ہمیشگی کے مکان کے لئے سامان فراہم کرلو لہٰذا جلدی تیاری کرو اور سواریوں کو کوچ کے لئے اپنے سے قریب تر کرلو۔

۱۳۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اللہ کی عظمت اور قرآن کی جلالت کا ذکر ہے اور پھر لوگوں کو نصیحت بھی کی گئی ہے)

(پروردگار) دنیا و آخرت دونوں نے اپنی باگ ڈور اسی کے حوالہ کر رکھی ہے اور زمین و آسمان نے اپنی کنجیاں اسی کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ اس کی بارگاہ میں صبح و شام سرسبز و شاداب درخت سجدہ ریز رہتے ہیں اور اپنی لکڑیوں سے چمکدار آگ نکالتے رہتے ہیں اور اسی کے حکم کے مطابق پکے ہوئے پھل پیش کرتے رہتے ہیں۔

[1] انسانی زندگی میں کامیابی کا راز یہی ایک نکتہ ہے کہ یہ دنیا انسان کی منزل نہیں ہے بلکہ ایک گذرگاہ ہے جس سے گذر کر ایک عظیم منزل کی طرف جانا ہے اور یہ مالک کا کرم ہے کہ اس نے یہاں سے سامان فراہم کرنے کی اجازت دیدی ہے اور یہاں کے سامان کو وہاں کے لئے کارآمد بنا دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ دونوں جگہ کا فرق یہ ہے کہ یہاں کے لئے سامان رکھا جاتا ہے تو کام آتا ہے اور وہاں کے لئے راہ خدا میں دے دیا جاتا ہے تو کام آتا ہے۔ غنی اور مالدار دنیا سجا سکتے ہیں لیکن آخرت نہیں بنا سکتے ہیں۔ وہ صرف کریم اور صاحب خیر افراد کے لئے ہے جن کا شعار تقویٰ ہے اور جن کا اعتماد وعدۂ الٰہی پر ہے۔

القرآن

منها: وَ كِتَابُ اللهِ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نَاطِقٌ لَا يَعْيَا لِسَانُهُ، وَ بَيْتٌ لَا تُهْدَمُ أَرْكَانُهُ، وَ عِزٌّ لَا تُهْزَمُ أَعْوَانُهُ.[1]

رسول الله (ﷺ)

منها: أَرْسَلَهُ عَلَىٰ حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَ تَنَازُعٍ مِنَ الْأَلْسُنِ، فَقَفَّىٰ بِهِ الرُّسُلَ، وَ خَتَمَ بِهِ الْوَحْيَ، فَجَاهَدَ فِي اللهِ الْمُدْبِرِينَ عَنْهُ، وَالْعَادِلِينَ بِهِ.

الدنيا

منها: وَ إِنَّمَا الدُّنْيَا مُنْتَهَىٰ بَصَرِ الْأَعْمَىٰ، لَا يُبْصِرُ مِمَّا وَرَاءَهَا شَيْئاً، وَالْبَصِيرُ يَنْفُذُهَا بَصَرُهُ، وَ يَعْلَمُ أَنَّ الدَّارَ وَرَاءَهَا. فَالْبَصِيرُ مِنْهَا شَاخِصٌ، وَالْأَعْمَىٰ إِلَيْهَا شَاخِصٌ. وَالْبَصِيرُ مِنْهَا مُتَزَوِّدٌ، وَالْأَعْمَىٰ لَهَا مُتَزَوِّدٌ.[2]

عظة الناس

منها: وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَ يَكَادُ صَاحِبُهُ يَشْبَعُ مِنْهُ وَ يَمَلُّهُ إِلَّا الْحَيَاةَ فَإِنَّهُ لَا يَجِدُ فِي الْمَوْتِ رَاحَةً. وَ إِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْحِكْمَةِ الَّتِي هِيَ حَيَاةٌ لِلْقَلْبِ الْمَيِّتِ، وَ بَصَرٌ لِلْعَيْنِ الْعَمْيَاءِ، وَ سَمْعٌ لِلْأُذُنِ الصَّمَّاءِ، وَ رِيٌّ لِلظَّمْآنِ، وَفِيهَا الْغِنَىٰ كُلُّهُ وَالسَّلَامَةُ. كِتَابُ اللهِ تُبْصِرُونَ بِهِ، وَ تَنْطِقُونَ بِهِ، وَ تَسْمَعُونَ بِهِ، وَ يَنْطِقُ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، وَ يَشْهَدُ بَعْضُهُ عَلَىٰ بَعْضٍ، وَ لَا يَخْتَلِفُ فِي اللهِ، وَ لَا يُخَالِفُ بِصَاحِبِهِ عَنِ اللهِ. قَدِ اصْطَلَحْتُمْ عَلَى الْغِلِّ فِيمَا بَيْنَكُمْ، وَ نَبَتَ الْمَرْعَىٰ عَلَىٰ دِمَنِكُمْ. وَ تَصَافَيْتُمْ عَلَىٰ حُبِّ الْآمَالِ، وَ تَعَادَيْتُمْ فِي كَسْبِ الْأَمْوَالِ. لَقَدِ اسْتَهَامَ بِكُمُ الْخَبِيثُ، وَتَاهَ بِكُمُ الْغُرُورُ، وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ نَفْسِي وَ أَنْفُسِكُمْ.

١٣٤

و من كلام له (ع)

و قد شاوره عمر بن الخطاب في الخروج إلى غزو الروم

وَ قَدْ تَوَكَّلَ اللهُ لِأَهْلِ هَذَا الدِّينِ بِإِعْزَازِ الْحَوْزَةِ، وَ سَتْرِ الْعَوْرَةِ، وَالَّذِي نَصَرَهُمْ، وَ هُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَصِرُونَ، وَمَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا

غِلّ - کینہ اور اس پر اتفاق
دِمَن - غلاظت کا ڈھیر
استہام - حیران و سرگردان ہوگیا
حوزہ - جسے مالک جمع کرکے اس کی حفاظت کرے

[1] انسان اپنی زندگی کے لئے ایک ٹھکانے کا محتاج ہوتا ہے جہاں سکون کی زندگی بسر کرسکے اور ایک حیثیت کا محتاج ہوتا ہے جس سے دنیا میں قابل احترام ہوسکے اور پھر حقائق کے اظہار کے لئے ایک نطق کا محتاج ہوتا ہے جس سے اپنے ضروریات کی تکمیل کرسکے اور ہر مرحلہ پر ہدایت حاصل کرسکے۔ اسلام نے تینوں ضروریات کا انتظام ایک قرآن مجید سے کردیا ہے کہ یہی ٹھکانہ بھی ہے اور یہی عزت بھی ہے اور اسی کے ہدایات سے زندگی کا دستور مرتب کیا جاسکتا ہے۔

[2] ایک اندھے کی آنکھ اور صاحب بصیرت کی آنکھ میں یہی فرق ہوتا ہے کہ اندھے کی آنکھ حجابات کو چاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے اور بصیرت کی آنکھ حجابات کو چاک کردیتی ہے۔ دنیادار کی آنکھ اندھے کی آنکھ ہوتی ہے جس میں ماوراء حجابات دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے اور دیندار کی آنکھ ہمیشہ آخرت کے مناظر پر نگاہ رکھتی ہے لہذا وہ دنیا سے بے نیاز بھی ہوتا ہے اور آخرت سے خوفزدہ بھی رہتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۳۳ نہایہ ۴ ص ۲۵، کتاب الاموال ابوعبید ص ۲۵۲، شرح نہج البلاغہ ابن میثم ۳ ص ۱۶۲

(قرآن حکیم) کتاب خدا نگاہ کے سامنے ہے۔ یہ وہ ناطق ہے جس کی زبان عاجز نہیں ہوتی ہے اور یہ وہ گھر ہے (۵۱) جس کے ارکان منہدم نہیں
[ہو]تے ہیں۔ یہی وہ عزت ہے جس کے اعوان و انصار شکست خوردہ نہیں ہوتے ہیں۔
(رسول اکرمؐ) اللہ نے آپ کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور زبانیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں۔ آپ کے ذریعہ
[رس]ولوں کے سلسلہ کو تمام کیا اور وحی کے سلسلہ کو موقوف کیا تو آپ نے بھی اس سے انحراف کرنے والوں اور اس کا ہمسر ٹھہرانے
[وا]لوں سے جم کر جہاد کیا۔
(دنیا) یہ دنیا اندھے کی بصارت کی آخری منزل ہے جو اس کے ماوراء کچھ نہیں دیکھتا ہے جب کہ صاحب بصیرت کی نگاہ
[ا]س پار نکل جاتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ منزل اس کے ماوراء ہے۔ صاحب بصیرت اس سے کوچ کرنے والا ہے اور اندھا اسکی
[ط]رف کوچ کرنے والا ہے۔ بصیر اس سے زاد راہ فراہم کرنے والا ہے اور اندھا اس کے لئے زاد راہ اکٹھا کرنے والا ہے (۵۲)
(موعظہ) یاد رکھو کہ دنیا میں جو شے بھی ہے اس کا مالک سیر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے علاوہ زندگی کے کہ کوئی شخص موت میں
[ر]احت نہیں محسوس کرتا ہے اور یہ بات اس حکمتؑ کی طرح ہے جس میں مردہ دلوں کی زندگی، اندھی آنکھوں کی بصارت، بہرے کانوں کی
[س]ماعت اور پیاسے کی سیرابی کا سامان ہے اور اسی میں ساری مالداری ہے اور مکمل سلامتی ہے۔
یہ کتاب خدا ہے جس میں تمہاری بصارت اور سماعت کا سارا سامان موجود ہے۔ اس میں ایک حصہ دوسرے کی وضاحت کرتا ہے
[او]ر ایک دوسرے کی گواہی دیتا ہے۔ یہ خدا کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتا ہے اور اپنے ساتھی کو خدا سے الگ نہیں کرتا ہے۔ مگر تم
[لوگوں] نے آپس میں کینہ و حسد پر اتفاق کر لیا ہے اور اسی گھورے پر سبزہ اُگ آیا ہے۔ امیدوں کی محبت میں ایک دوسرے سے ہم آہنگ
[ہ]و اور مال جمع کرنے میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ شیطان نے تمہیں سرگرداں کر دیا ہے اور فریب نے تم کو بہکا دیا ہے۔ اب اللہ
[ہ]ی میرے اور تمہارے نفسوں کے مقابلہ میں ایک سہارا ہے۔

۱۳۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب عمرؓ نے روم کی جنگ کے بارے میں آپ سے مشورہ کیا)

اللہ نے صاحبانِ دین کے لئے یہ ذمہ داری لے لی ہے کہ وہ ان کے حدود کو تقویت دے گا اور ان کے محفوظ مقامات کی حفاظت
کرے گا۔ اور جس نے ان کی اُس وقت مدد کی ہے جب وہ قلت کی بنا پر انتقام کے قابل بھی نہ تھے اور اپنی حفاظت کا انتظام بھی
نہ کر سکتے تھے وہ ابھی بھی زندہ ہے اور اس کے لئے موت نہیں ہے۔

---

[۱] اگر چہ دنیا میں زندہ رہنے کی خواہش عام طور سے آخرت کے خوف سے پیدا ہوتی ہے کہ انسان اپنے اعمال اور انجام کی طرف سے مطمئن نہیں ہوتا ہے
اور اسی لئے موت کے تصور سے لرز جاتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ خواہش عیب نہیں ہے بلکہ یہی جذبہ ہے جو انسان کو عمل کرنے پر آمادہ کرتا ہے
اور اسی کے لئے انسان دن اور رات کو ایک کر دیتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس خواہش حیات کو حکمت کے ساتھ استعمال کرے اور
اس سے ویسا ہی کام لے جو حکمت صحیح اور فکر سلیم سے لیا جاتا ہے ورنہ یہی خواہش وبال جان بھی بن سکتی ہے۔

يَمُوتُونَ، حَيٌّ لَا يَمُوتُ

إِنَّكَ مَتَى تَسِرْ إِلَى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ، فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبْ، لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ كَانِفَةٌ دُونَ أَقْصَى بِلَادِهِمْ. لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ، فَابْعَثْ إِلَيْهِمْ رَجُلاً مِحْرَباً، وَ احْفِزْ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَ النَّصِيحَةِ، فَإِنْ أَظْهَرَ اللهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ، وَ إِنْ تَكُنِ الْأُخْرَىٰ، كُنْتَ رِدْءاً لِلنَّاسِ وَ مَثَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ.

١٣٥

و من كلام له ﴿ع﴾

و قد وقعت مشاجرة بينه وبين عثمان فقال المغيرة بن الأخنس[١] لعثمان:

أنا أكفيكه، فقال علي ﴿ع﴾ للمغيرة:

يَا ابْنَ اللَّعِينِ الْأَبْتَرِ، وَالشَّجَرَةِ الَّتِي لَا أَصْلَ لَهَا وَ لَا فَرْعَ، أَنْتَ تَكْفِينِي؟ فَوَاللهِ مَا أَعَزَّ اللهُ مَنْ أَنْتَ نَاصِرُهُ، وَ لَا قَامَ مَنْ أَنْتَ مُنْهِضُهُ. اخْرُجْ عَنَّا أَبْعَدَ اللهُ نَوَاكَ، ثُمَّ ابْلُغْ جَهْدَكَ، فَلَا أَبْقَى اللهُ عَلَيْكَ إِنْ أَبْقَيْتَ!

١٣٦

و من كلام له ﴿ع﴾

في أمر البيعة

لَمْ تَكُنْ بَيْعَتُكُمْ إِيَّايَ فَلْتَةً[٢]، وَلَيْسَ أَمْرِي وَأَمْرُكُمْ وَاحِداً. إِنِّي أُرِيدُكُمْ لِلّٰهِ وَ أَنْتُمْ تُرِيدُونَنِي لِأَنْفُسِكُمْ.

أَيُّهَا النَّاسُ، أَعِينُونِي عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ، وَ ايْمُ اللهِ لَأُنْصِفَنَّ الْمَظْلُومَ مِنْ ظَالِمِهِ، وَ لَأَقُودَنَّ الظَّالِمَ بِخِزَامَتِهِ، حَتَّى أُورِدَهُ مَنْهَلَ الْحَقِّ وَ إِنْ كَانَ كَارِهاً.

١٣٧

و من كلام له ﴿ع﴾

في شأن طلحة و الزبير و في البيعة له

كانفہ - پناہ گاہ
حفز - تیزی سے ہنکانا
اہل البلاء - ماہرین جنگ
ردہ - ملجاء
مثابہ - مرجع
ابتر - جس کی کوئی نسل نہ ہو
نویٰ - دور - گھر
فلتہ - بے سوچے سمجھے کام کرنا
خزامہ - نکیل

(١) مغیرہ کا باپ اخنس مشہور ترین منافقین میں تھا جس نے فتح مکہ کے موقع پر جبراً اسلام قبول کر لیا تھا ورنہ اس کا دوسرا بیٹا احد میں صاف صاف اسلام سے برسرِ پیکار تھا اور امیر المومنینؑ کی تلوار سے قتل بھی ہوا تھا جس کے نتیجہ میں مغیرہ کو دونوں طرف سے آپ سے عداوت ہو گئی - بھائی کا قتل بھی سبب بنا اور باپ کا نفاق بھی

مغیرہ کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا جسے بروایتے سرکار دو عالمؐ نے ملعون قرار دیا ہے جب تک اس میں کسی کی شرافت کردار ثابت نہ ہو جائے -

امیر المومنینؑ نے انھیں خصوصیات کا لحاظ کر کے اسے ملعون بھی قرار دیا اور اس کے باپ کو ابتر بھی کہ ایسی نسل کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے اور ایسی اصل کا وجود اس کے عدم کے مساوی ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے!

(٢) یہ حضرت عمرؓ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت ایک ناگہانی حادثہ تھی جس کے شر سے خدا نے بچا لیا لیکن اب کوئی اس طرح کی بیعت کرے گا تو واجب القتل ہو جائے گا -

مصادر خطبہ ١٣٥ - الفتوح احمد بن اعثم کوفی ٢ ص ١٦٥

مصادر خطبہ ١٣٦ - ارشاد مفیدؒ ص ١٢٢، نہایۃ ابن اثیر ٣ ص ٣٦٧

مصادر خطبہ ١٣٧ - الاستیعاب ابن عبد البر ٢ ص ٢١١، اسد الغابہ ص ٦١، کتاب الجمل مفیدؒ ص ١٣٣، نہایۃ ابن اثیر ٣ ص ٣١٨، الامامۃ والسیاسۃ ١، الغارات ابن ہلال ثقفی - المسترشد طبری ص ٩٥، کشف المحجۃ السید ابن طاؤسؒ ص ١٧٣، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت ، تاریخ طبری ٦ ص ٣٤٣، ارشاد مفیدؒ ص ١١٨، العقد الفرید ٢ ص ١٣٥

تم اگر خود دشمن کی
جائے گی اور تمہا
مرجع دو اور اس کے
اگر اس کے خلاف
(جب آپ کے اور
اسے بدنسل ملعون
اس کے لئے عزت نہ
کرلے - خدا تجھ پر
میرے ہاتھوں
چاہتا ہوں اور تم
لوگو! اپنی نفس
میں نکیل ڈال کر
ان جنگ میں نکبت
اور نہ تمہارے بس
سب کا وقار برقرار
دیتی ہے اور مجا
یہ بھی امیر المو
ان کے حق میں
ملتا ہے اور اسلا

اگر خود دشمن کی طرف جاؤ گے اور ان کا سامنا کرو گے اور نکبت[1] میں مبتلا ہو گئے تو مسلمانوں کے لئے آخری شہر کے علاوہ کوئی پناہ گاہ
ے گی اور تمہارے بعد میدان میں کوئی مرکز بھی نہ رہ جائے گا جس کی طرف رجوع کر سکیں لہٰذا مناسب یہی ہے کہ کسی تجربہ کار آدمی
و اور اس کے ساتھ صاحبانِ خیر و مہارت کی ایک جماعت کو کر دو۔ اس کے بعد اگر خدا نے غلبہ دے دیا تو یہی تمہارا مقصد ہے
س کے خلاف ہو گیا تو تم لوگوں کا سہارا اور مسلمانوں کے لئے ایک پلٹنے کا مرکز رہو گے۔

۱۳۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب آپ کے اور عثمانؓ کے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور مغیرہ بن اخنس[۵۱] نے عثمانؓ سے کہا کہ میں ان کا کام تمام کر سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا)

اے بدنسل ملعون کے بچے! اور اس درخت کے پھل جس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ فرع۔ تو میرے لئے کافی ہو جائے گا؟ خدا کی قسم جس کا تو مددگار
ں کے لئے عزت نہیں ہے اور جسے تو اٹھائے گا وہ کھڑے ہونے کے قابل نہ ہوگا۔ نکل جا۔ اللہ تیری منزل کو دور کر دے۔ جا اپنی کوششیں
لے۔ خدا تجھ پر رحم نہ کرے گا اگر تو مجھ پر ترس بھی کھائے۔

۱۳۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(بیعت کے بارے میں)

میرے ہاتھوں پر تمہاری بیعت کوئی ناگہانی حادثہ نہیں[۵۲] ہے اور میرا اور تمہارا معاملہ ایک جیسا بھی نہیں ہے۔ میں تمہیں اللہ کے
ہتا ہوں اور تم مجھے اپنے فائدہ کے لئے چاہتے ہو۔
لوگو! اپنی نفسانی خواہشات کے مقابلہ میں میری مدد کرو۔ خدا کی قسم میں مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلواؤں گا اور ظالم کو اس کی
یں نکیل ڈال کر کھینچوں گا تاکہ اسے چشمۂ حق پر وارد کر دوں چاہے وہ کسی قدر ناراض کیوں نہ ہو۔

۱۳۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(طلحہ و زبیر اور ان کی بیعت کے بارے میں)

دان جنگ میں نکبت و رسوائی کے احتمال کے ساتھ کسی مرد میدان کے بھیجنے کا مشورہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ میدان جہاد میں ثبات قدم تمہاری تاریخ نہیں
ور نہ تمہارے بس کا کام ہے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ کسی تجربہ کار شخص کو ماہرین کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کر دو تاکہ اسلام کی رسوائی نہ ہو سکے
ذہب کا وقار برقرار رہے۔ اس کے بعد تمہیں "فاتح اعظم" کا لقب تو بہر حال مل ہی جائیگا کہ جس کے دور میں علاقہ فتح ہوتا ہے تاریخ اسی کو فاتح
قب دیتی ہے اور مجاہدین کو یکسر نظر انداز کر دیتی ہے۔
یہ بھی امیر المومنینؑ کا ایک حوصلہ تھا کہ شدید اختلافات اور بے پناہ مصائب کے باوجود مشورہ سے دریغ نہیں کیا اور وہی مشورہ دیا جو اسلام اور
انوں کے حق میں تھا۔ اس لئے کہ آپ اس حقیقت سے بہر حال باخبر تھے کہ افراد سے اختلاف مقصد اور مذہب کی حفاظت کی ذمہ داری سے بے نیاز نہیں
سکتا ہے اور اسلام کے تحفظ کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے چاہے وہ برسر اقتدار ہو یا نہ ہو۔

طلحة و الزبير

وَاللهِ مَـا أَنْكَـرُوا عَـلَيَّ مُـنْكَراً، وَ لَا جَـعَلُوا بَـيْنِي وَ بَـيْنَهُمْ نِـصْفاً. وَ إِنَّهُمْ لَـيَطْلُبُونَ حَـقّاً هُـمْ تَـرَكُـوهُ، وَ دَماً هُـمْ سَـفَكُوهُ، فَـإِنْ كُـنْتُ شَرِيكَـهُمْ فِـيهِ، فَـإِنَّ لَهُـمْ نَـصِيبَهُمْ مِـنْهُ، وَإِنْ كَـانُوا وَلُـوهُ دُونِي فَمَـا الطَّـلِبَةُ إِلَّا قِـبَلَهُمْ، وَ إِنَّ أَوَّلَ عَـدْلِهِمْ لَـلْحُكْمُ عَـلَىٰ أَنْـفُسِهِمْ. إِنَّ مَـعِي لَـبَصِيرَتِي مَـا لَـبَسْتُ وَ لَا لُـبِسَ عَـلَيَّ. وَ إِنَّهَـا لَـلْفِئَةُ ٱلْـبَاغِيَةُ فِـيهَا ٱلْحَـمَأُ وَٱلْحُـمَّةُ، وَٱلشُّـبْهَةُ ٱلْـمُغْدِفَةُ؛ وَ إِنَّ ٱلْأَمْـرَ لَـوَاضِـحٌ؛ وَ قَـدْ زَاحَ ٱلْـبَاطِلُ عَـنْ نِـصَابِهِ، وَ ٱنْـقَطَعَ لِسَـانُهُ عَـنْ شَـغْبِهِ. وَ ٱيْمُ ٱللهِ لَأُفْرِطَنَّ لَهُمْ حَوْضاً أَنَا مَاتِحُهُ، لَا يَصْدُرُونَ عَنْهُ بِرِيٍّ، وَ لَا يَعُبُّونَ بَـعْدَهُ فِي حَسْيٍ! [۱]

امر البيعة

و منه: فَأَقْبَلْتُمْ إِلَيَّ إِقْـبَالَ ٱلْـعُوذِ ٱلْـمَطَافِيلِ عَـلَىٰ أَوْلَادِهَـا، تَـقُولُونَ: ٱلْـبَيْعَةَ ٱلْـبَيْعَةَ! قَبَضْتُ كَفِّي فَـبَسَطْتُمُوهَا، وَ نَازَعَتْكُمْ يَدِي فَجَاذَبْتُمُوهَا. ٱللّٰهُمَّ إِنَّهُمَا قَـطَعَانِي وَ ظَـلَمَانِي، وَ نَكَثَا بَيْعَتِي، وَ أَلَّبَا النَّاسَ عَلَيَّ؛ فَاحْلُلْ مَـا عَـقَدَا، وَ لَا تُحْكِـمْ لَهُـمَا مَـا أَبْـرَمَا، وَأَرِهِمَا ٱلْمَسَـاءَةَ فِـيمَا أَمَّـلَا وَ عَـمِلَا. وَ لَـقَدِ ٱسْـتَثَبْتُهُمَا قَـبْلَ ٱلْـقِتَالِ، وَٱسْـتَأْنَيْتُ بِهِـمَا أَمَامَ ٱلْـوِقَاعِ، فَـغَمَطَا النِّـعْمَةَ، وَرَدَّا ٱلْـعَافِيَةَ.

۱۳۸

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

يومىء فيها إلى ذكر الملاحم

يَعْطِفُ ٱلْهَوَىٰ عَلَى ٱلْهُدَىٰ، إِذَا عَـطَفُوا ٱلْهُدَىٰ عَـلَى ٱلْهَوَىٰ، وَ يَـعْطِفُ الرَّأْيَ عَـلَى ٱلْـقُرْآنِ إِذَا عَـطَفُوا ٱلْـقُرْآنَ عَـلَى الرَّأْيِ.

و مـنها: حَـتَّىٰ تَـقُومَ ٱلْحَـرْبُ بِكُـمْ عَـلَىٰ سَـاقٍ، بَـادِياً نَـوَاجِـذُهَا

نِصف ۔ انصاف
طَلِبہ ۔ جس کا مطالبہ کیا جائے
حماٗ ۔ رشتہ دار
اغدقت ۔ ڈھانک لیا
زاح ۔ دور ہوگیا
نصاب ۔ اصل
شغب ۔ شر کا ابھارنا
افرط الحوض ۔ چھلک گیا
ماتح ۔ پانی نکالنے والا
عب ۔ بلا سانس لئے پینا
حَسْی ۔ ہموار زمین جہاں پانی جمع ہوتا ہے
عُوذ ۔ جمع عائذ ۔ نئی بچہ جنے والی اونٹنی
مطافیل ۔ جمع مطفل ۔ بچہ دار
تألب ۔ فساد کرنا
وقاع ۔ جنگ میں داخل ہوجانا
غمط ۔ انکار کر دیا
نواجذ ۔ ڈاڑھ

[۱] میدان جنگ وہ موت کا حوض ہے جس سے سیراب ہوکر نکل جانا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے اور اس کا چھلکانا بھی مرد میدان کے علاوہ کسی کے امکان میں نہیں ہے۔

امیر المومنینؑ نے اس جملہ سے ظالموں کو ان کے بدترین انجام سے آگاہ کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ اس بغاوت کا آخری حشر کیا ہونے والا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۳۸ بحار الانوار ۸ ص۳۶۱ ، غرر الحکم ص۲۹۶

خدا کی قسم ان لوگوں نے نہ میری کسی واقعی بُرائی کی گرفت کی ہے اور نہ میرے اور اپنے درمیان انصاف سے کام لیا ہے۔ یہ ایسے حق کا مطالبہ کر رہے ہیں جس کو خود انھوں نے نظر انداز کیا ہے اور ایسے خون کا بدلہ چاہتے ہیں جس کو خود انھوں نے بہایا ہے۔ اگر میں اس معاملہ میں شریک تھا تو ایک حصہ ان کا بھی ہوگا اور اگر یہ تنہا ذمہ دار تھے تو مطالبہ خود انھیں سے ہونا چاہئے اور انھیں سب سے پہلے انھیں اپنے خلاف فیصلہ کرنا چاہیئے۔

(الحمد للہ) میرے ساتھ میری بصیرت ہے نہ میں نے اپنے کو دھوکہ میں رکھا ہے اور نہ مجھے دھوکہ دیا جا سکا ہے۔ یہ لوگ ایک باغی گروہ ہیں جن میں میرے قرابتدار بھی ہیں اور بچھو کا ڈنک بھی ہے اور پھر حقائق کی پردہ پوشی کرنے والا شبہ بھی ہے۔ حالانکہ معاملہ بالکل واضح ہے اور باطل اپنے مرکز سے ہٹ چکا ہے اور اس کی زبان شور و شغب کے سلسلہ میں کٹ چکی ہے۔

خدا کی قسم میں ان کے لئے ایسا حوض چھلکاؤں گا جس سے پانی نکالنے والا بھی میں ہی ہوں گا۔ یہ نہ اس سے سیراب ہو کر جا سکیں گے اور نہ اس کے بعد کسی تالاب سے پانی پینے کے لائق رہ سکیں گے ﴿۵۱﴾

(مسئلہ بیعت) تم لوگ "کل" بیعت بیعت کا شور مچاتے ہوئے میری طرف اس طرح آئے تھے جس طرح نئی جننے والی اونٹنی اپنے بچوں کی طرف دوڑتی ہے۔ میں نے اپنی مٹھی بند کر لی مگر تم نے کھول دی۔ میں نے اپنا ہاتھ روک لیا مگر تم نے کھینچ لیا۔ خدایا تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھ سے قطع تعلق کر کے مجھ پر ظلم کیا ہے اور میری بیعت توڑ کر لوگوں کو میرے خلاف بھڑکایا ہے۔ اب تو ان کی گرہوں کو کھول دے اور جو رسّی انھوں نے بٹی ہے اس میں استحکام نہ پیدا ہونے دے اور انھیں ان کی امیدوں اور ان کے اعمال کے بدترین نتائج کو دکھلا دے۔ میں نے جنگ سے پہلے انھیں بہت روکنا چاہا اور میدان جہاد میں آنے سے پہلے بہت کچھ مہلت دی۔ لیکن ان دونوں نے نعمت کا انکار کر دیا اور عافیت کو رد کر دیا۔

۱۳۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں مستقبل کے حوادث کا اشارہ ہے)

وہ بندۂ خدا خواہشات کو ہدایت کی طرف موڑ دے گا جب لوگ ہدایت کو خواہشات کی طرف موڑ رہے ہوں گے اور وہ رائے کو قرآن کی طرف جھکا دے گا جب لوگ قرآن کو رائے کی طرف جھکا رہے ہوں گے۔

(دوسرا حصہ) یہاں تک کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی دانت نکالے ہوئے اور تھنوں کو پُر کئے ہوئے ـــــ لیکن اس طرح

یہ کاروبار زلیخا کے دَور سے نسوانی فطرت میں داخل ہو گیا ہے کہ جب دنیا کی نگاہیں اپنی غلطی کی طرف اُٹھنے لگیں تو فوراً دوسرے کی غلطی کا نعرہ لگا دیا جائے تاکہ مسئلہ مشتبہ ہو جائے اور لوگ حقائق کا صحیح ادراک نہ کر سکیں۔ قتل عثمانؓ کے بعد یہی کام حضرت عائشہ نے کیا کہ پہلے لوگوں کو قتل عثمانؓ پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد خود ہی خون عثمانؓ کی دعویدار بن گئیں اور پھر ان کے ساتھ مل کر یہی زنانہ اقدام طلحہ و زبیر نے بھی کیا۔ اسی لئے امیر المومنین نے آخر کلام میں اپنے مرد میدان ہونے کا اشارہ دیا ہے کہ مردان جنگ اس طرح کی نسوانی حرکات نہیں کیا کرتے ہیں۔ بلکہ شریف عورتیں بھی اپنے کو ایسے کردار سے ہمیشہ الگ رکھتی ہیں اور حق کا ساتھ دیتی ہیں اور اس پر قائم رہ جاتی ہیں۔ ان کے کردار میں دو رنگی نہیں ہوتی ہے۔

مَمْلُوءَةً أَخْلَافُهَا، حُلْواً رَضَاعُهَا، عَلْقَماً عَاقِبَتُهَا. أَلَا وَ فِي غَدٍ وَسَيَأْتِي غَدٌ بِمَا لَا تَعْرِفُونَ- يَأْخُذُ الْوَالِي مِنْ غَيْرِهَا عُمَّالَهَا عَلَىٰ مَسَاوِيءِ أَعْمَالِهَا، وَ تُخْرِجُ لَهُ الْأَرْضُ أَفَالِيذَ كَبِدِهَا، وَ تُلْقِي إِلَيْهِ سِلْماً مَقَالِيدَهَا، فَيُرِيكُمْ كَيْفَ عَدْلُ السِّيرَةِ، وَ يُحْيِي مَيِّتَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.

منها: كَأَنِّي بِهِ قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ[41]، وَ فَحَصَ بِرَايَاتِهِ فِي ضَوَاحِي كُوفَانَ، فَعَطَفَ عَلَيْهَا عَطْفَ الضَّرُوسِ، وَ فَرَشَ الْأَرْضَ بِالرُّؤُوسِ. قَدْ فَغَرَتْ فَاغِرَتُهُ، وَ ثَقُلَتْ فِي الْأَرْضِ وَطْأَتُهُ، بَعِيدَ الْجَوْلَةِ، عَظِيمَ الصَّوْلَةِ. وَاللهِ لَيُشَرِّدَنَّكُمْ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ حَتَّىٰ لَا يَبْقَىٰ مِنْكُمْ إِلَّا قَلِيلٌ، كَالْكُحْلِ فِي الْعَيْنِ، فَلَا تَزَالُونَ كَذٰلِكَ، حَتَّىٰ تَؤُوبَ إِلَى الْعَرَبِ عَوَازِبُ أَحْلَامِهَا! فَالْزَمُوا السُّنَنَ الْقَائِمَةَ، وَالْآثَارَ الْبَيِّنَةَ، وَالْعَهْدَ الْقَرِيبَ[42] الَّذِي عَلَيْهِ بَاقِي النُّبُوَّةِ. وَاعْلَمُوا أَنَّ الشَّيْطَانَ إِنَّمَا يُسَنِّي لَكُمْ طُرُقَهُ لِتَتَّبِعُوا عَقِبَهُ.

۱۳۹

و من كلام له (عليه السلام)

في وقت الشورى

لَنْ يُسْرِعَ أَحَدٌ قَبْلِي إِلَىٰ دَعْوَةِ حَقٍّ، وَصِلَةِ رَحِمٍ، وَ عَائِدَةِ كَرَمٍ. فَاسْمَعُوا قَوْلِي، وَعُوا مَنْطِقِي؛ عَسَىٰ أَنْ تَرَوْا هٰذَا الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِ هٰذَا الْيَوْمِ تُنْتَضَىٰ فِيهِ السُّيُوفُ، وَ تُخَانُ فِيهِ الْعُهُودُ، حَتَّىٰ يَكُونَ بَعْضُكُمْ أَئِمَّةً لِأَهْلِ الضَّلَالَةِ، وَ شِيعَةً لِأَهْلِ الْجَهَالَةِ.

۱۴۰

و من كلام له (عليه السلام)

في النهي عن غيبة الناس

وَ إِنَّمَا يَنْبَغِي لِأَهْلِ الْعِصْمَةِ وَالْمَصْنُوعِ إِلَيْهِمْ فِي السَّلَامَةِ أَنْ يَرْحَمُوا أَهْلَ الذُّنُوبِ وَالْمَعْصِيَةِ، وَ يَكُونَ الشُّكْرُ هُوَ الْغَالِبَ عَلَيْهِمْ، وَالْحَاجِزَ لَهُمْ عَنْهُمْ. فَكَيْفَ بِالْعَائِبِ الَّذِي عَابَ أَخَاهُ وَ عَيَّرَهُ بِبَلْوَاهُ! أَمَا ذَكَرَ مَوْضِعَ سَتْرِ اللهِ عَلَيْهِ مِنْ ذُنُوبِهِ مِمَّا هُوَ أَعْظَمُ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِي عَابَهُ بِهِ! وَ كَيْفَ يَذُمُّهُ بِذَنْبٍ قَدْ رَكِبَ مِثْلَهُ! فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَكِبَ ذٰلِكَ الذَّنْبَ بِعَيْنِهِ فَقَدْ عَصَى اللهَ فِيمَا سِوَاهُ، مِمَّا هُوَ أَعْظَمُ مِنْهُ. وَايْمُ اللهِ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ عَصَاهُ فِي الْكَبِيرِ، وَ عَصَاهُ فِي الصَّغِيرِ، لَجَرَاءَتُهُ عَلَىٰ

اخلاف - جمع خِلف - تھن
افالیذ - جمع افلاذ جمع فلدہ ٹکڑے
فحص - بحث
کوفان - کوفہ
ضروس - کاٹ کھانے والی
فغرت فاغرتہ - جنگ نے منہ کھول دیا
لیشردنکم - منتشر کردے گا
عوازب احلام - گمشدہ عقلیں
یسنّی - آسان کردیتا ہے
تنتضی - کھینچ لی جاتی ہیں
المصنوع الیہم - احسان کیا گیا ہے

[41] کہا جاتا ہے کہ اس سے عبدالملک بن مروان مراد ہے جس نے شام میں خروج کیا اور پھر عراق پر حملہ کرکے کوفہ میں مصعب بن زبیر وغیرہ کو تہ تیغ کردیا اور بے پناہ قتل و غارت کا مظاہرہ کیا۔

[42] اس عہد قریب سے مراد خود آپ کی ذات گرامی ہے جس میں نبوت کے جملہ آثار پائے جاتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے آپ کو اپنا جزء قرار دیا ہے اور اپنے لئے ہارون موسیٰ درجہ عطا فرمایا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۳۹ تاریخ طبری ۵ ص ۳۹ ، تہذیب اللغۃ ازہری ۱ ص ۳۲۱ ، تنبیہ الخواطر شیخ ورام ۔ الجمع بین الغریبین ہروی ۔ حوادث ۱۳
مصادر خطبہ ۱۴۰ غرر الحکم آمدی ص ۱۳۵ ، ص ۳۵۹

ن کا دودھ پینے میں شیریں معلوم ہوگا اور اس کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ یاد رکھو کہ کل اور کل بہت جلد[1] وہ حالات لے کر آنے والا ہے جن کا تمھیں اندازہ نہیں ہے۔ اس جماعت سے باہر کا والی تمام عمّال کی بداعمالیوں کا محاسبہ کرے گا اور زمین تمام جگر کے ٹکڑوں کو نکال دے گی اور نہایت آسانی کے ساتھ اپنی کنجیاں اس کے حوالہ کر دے گی اور پھر وہ تمھیں دکھلائے گا کہ عادلانہ سیرت کیا ہوتی ہے اور مُردہ کتاب و سنت کو کس طرح زندہ کیا جاتا ہے۔

(تیسرا حصہ) میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص شام میں للکار رہا ہے[1] اور کوفہ کے گرد اس کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ اس کی طرف کاٹنے والی اونٹنی کی طرح متوجہ ہے اور زمین پر سروں کا فرش بچھا رہا ہے۔ اس کا منھ کھلا ہوا ہے اور زمین پر اس کی دھمک محسوس ہو رہی ہے۔ وہ دور دور تک جولانیاں دکھلانے والا ہے اور شدید ترین حملے کرنے والا ہے۔ خدا کی قسم تمھیں اطراف زمین میں اس طرح منتشر کر دے گا کہ صرف اتنے ہی آدمی باقی رہ جائیں گے جیسے آنکھ میں سرمہ۔ اور پھر تمھارا یہ حشر رہے گا۔ یہاں تک کہ عربوں کی گم شدہ عقل پلٹ کر آجائے لہٰذا ابھی غنیمت ہے مضبوط طریقہ، واضح آثار اور اس قریبی عہد[2] سے وابستہ رہو جس میں نبوت کے پائیدار آثار ہیں اور یہ یاد رکھو کہ شیطان اپنے راستوں کو ہموار رکھتا ہے تاکہ تم اس کے نقش قدم پر برابر چلتے رہو۔

۱۳۹۔ آپ کا ارشاد گرامی
(شوریٰ کے موقع پر)

(یاد رکھو) کہ مجھ سے پہلے حق کی دعوت دینے والا، صلۂ رحم کرنے والا اور جود و کرم کا مظاہرہ کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ لہٰذا میرے قول پر کان دھرو اور میری گفتگو کو سمجھو کہ عنقریب تم دیکھو گے کہ اس مسئلہ پر تلواریں نکل رہی ہیں۔ عہد و پیمان توڑے جا رہے ہیں اور تم میں سے بعض گمراہوں کے پیشوا ہوئے جا رہے ہیں اور بعض جاہلوں کے پیروکار۔

۱۴۰۔ آپ کا ارشاد گرامی
(لوگوں کو بُرائی سے روکتے ہوئے)

دیکھو جو لوگ گناہوں سے محفوظ ہیں اور خدا نے ان پر اس سلامتی کا احسان کیا ہے ان کے شایان شان یہی ہے کہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کریں اور اپنی سلامتی کا شکریہ ہی ان پر غالب رہے اور انھیں ان حرکات سے روکتا رہے۔ چہ جائیکہ انسان خود عیب دار ہو اور اپنے بھائی کا عیب بیان کرے اور اس کے عیب کی بنا پر اس کی سرزنش بھی کرے۔ یہ شخص یہ کیوں نہیں یاد کرتا ہے کہ پروردگار نے اس کے جن عیوب کو چھپا کر رکھا ہے وہ اس سے بڑے ہیں جن پر یہ سرزنش کر رہا ہے اور اس عیب پر کس طرح مذمت کر رہا ہے جس کا خود مرتکب ہوتا ہے اور اگر بعینہٖ اس کا مرتکب نہیں ہوتا ہے تو اس کے علاوہ دوسرے گناہ کرتا ہے جو اس سے بھی عظیم تر ہیں اور خدا کی قسم اگر اس سے عظیم تر نہیں بھی ہیں تو کمتر تو ضرور ہی ہیں اور ایسی صورت میں بُرائی کرنے اور سرزنش کرنے کی جرأت بہرحال اس سے بھی عظیم تر ہے۔

---

[1] انسانیت اس عہد زرّیں کے لئے سراپا انتظار ہے جب خدائی نمائندہ دنیا کے تمام حکام کا محاسبہ کرکے عدل و انصاف کا نظام قائم کر دے اور زمین اپنے خزانے اگل دے۔ دنیا میں راحت و اطمینان کا دور دورہ ہو اور دین خدا اقتدار کلی کا مالک ہو جائے۔

عَيْبِ النَّاسِ أَكْبَرُ!

يَا عَبْدَاللهِ، لَا تَعْجَلْ فِي عَيْبِ أَحَدٍ بِذَنْبِهِ، فَلَعَلَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ، وَ لَا تَأْمَنْ عَلَىٰ نَفْسِكَ صَغِيرَ مَعْصِيَةٍ، فَلَعَلَّكَ مُعَذَّبٌ عَلَيْهِ. فَلْيَكْفُفْ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ عَيْبَ غَيْرِهِ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ عَيْبِ نَفْسِهِ، وَلْيَكُنِ الشُّكْرُ شَاغِلاً لَهُ عَلَىٰ مُعَافَاتِهِ مِمَّا ٱبْتُلِيَ بِهِ غَيْرُهُ [1]

١٤١
و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

في النهي عن سماع الغيبة و في الفرق بين الحق والباطل

أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ عَرَفَ مِنْ أَخِيهِ وَثِيقَةَ دِينٍ وَسَدَادَ طَرِيقٍ، فَلَا يَسْمَعَنَّ فِيهِ أَقَاوِيلَ الرِّجَالِ. أَمَا إِنَّهُ قَدْ يَرْمِي الرَّامِي، وَ تُخْطِئُ السِّهَامُ، وَ يُحِيلُ ٱلْكَلَامُ، وَ بَاطِلُ ذٰلِكَ يَبُورُ، وَاللهُ سَمِيعٌ وَ شَهِيدٌ. أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ ٱلْحَقِّ وَٱلْبَاطِلِ إِلَّا أَرْبَعُ أَصَابِعَ.

فسئل، ﴿عليه السلام﴾، عن معنى قوله هذا، فجمع أصابعه و وضعها بين أذنه و عينه ثم قال:

ٱلْبَاطِلُ أَنْ تَقُولَ سَمِعْتُ، وَالْحَقُّ أَنْ تَقُولَ رَأَيْتُ!

١٤٢
و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

المعروف في غير أهله

وَ لَيْسَ لِوَاضِعِ ٱلْمَعْرُوفِ فِي غَيْرِ حَقِّهِ، وَ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ، مِنَ ٱلْحَظِّ فِيمَا أَتَىٰ إِلَّا مَحْمَدَةُ اللِّئَامِ، وَ ثَنَاءُ ٱلْأَشْرَارِ، وَ مَقَالَةُ ٱلْجُهَّالِ، مَادَامَ مُنْعِماً عَلَيْهِمْ: مَا أَجْوَدَ يَدَهُ! وَ هُوَ عَنْ ذَاتِ اللهِ بَخِيلٌ!

مواضع المعروف

فَمَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلْيَصِلْ بِهِ ٱلْقَرَابَةَ، وَلْيُحْسِنْ مِنْهُ الضِّيَافَةَ، وَلْيَفُكَّ بِهِ ٱلْأَسِيرَ وَٱلْعَانِيَ، وَلْيُعْطِ مِنْهُ ٱلْفَقِيرَ وَٱلْغَارِمَ، وَلْيَصْبِرْ نَفْسَهُ عَلَى ٱلْحُقُوقِ وَالنَّوَائِبِ، ٱبْتِغَاءَ الثَّوَابِ؛ فَإِنَّ فَوْزاً بِهٰذِهِ ٱلْخِصَالِ شَرَفُ مَكَارِمِ الدُّنْيَا، وَ دَرْكُ فَضَائِلِ ٱلْآخِرَةِ؛ إِنْ شَاءَ اللهُ.

١٤٣
و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

في الاستسقاء

و فيه تنبيه العباد إلى وجوب استغاثة رحمة الله إذا حبس عنهم رحمة المطر

أَلَا وَ إِنَّ ٱلْأَرْضَ الَّتِي تُقِلُّكُمْ، وَالسَّمَاءَ الَّتِي تُظِلُّكُمْ، مُطِيعَتَانِ لِرَبِّكُمْ، وَ مَا أَصْبَحَتَا تَجُودَانِ لَكُمْ بِبَرَكَتِهِمَا تَوَجُّعاً لَكُمْ، وَ لَا

یحیل - حق سے موڑ دیتا ہے

غارم - قرضدار

صبر نفسہ - اپنے نفس کو روک لیا ہے

تظلکم - تم پر سایہ فگن ہے

[1] حقیقت امر یہ ہے کہ دوسروں پر تنقید کرنے کا حق انھیں افراد کو حاصل ہے جو خود ہر عیب اور نقص سے بری ہوں ورنہ انسان کا فرض ہے کہ اپنے عیب کی فکر کرے اور اس کی اصلاح یا مغفرت کا انتظام کرے۔ دوسرے کے عیوب کا معاملہ پروردگار کے ذمہ ہے اور اس نے کسی انسان کو اس کام کا ذمہ دار نہیں بنایا ہے۔ بعض افراد کی خصلت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ان کی مثال ان مکھیوں کی ہے جنھیں کثافت سے دلچسپی ہوتی ہے اور پاکیزہ مقامات سے نفرت ہوتی ہے۔

عیب گیری ہی کی طرح غیبت کا سننا بھی ایک کرداری عیب ہے کہ اس سے حرف باطل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور غیبت کرنے والا مزید عیوب کی تلاش میں لگ جاتا ہے اور یہ قطعاً کوئی کار خیر نہیں ہے۔

مصادر خطبہ ۱۴۱ دستور معالم الحکم ص ۱۳۹، عین الادب والسیاسۃ ابن ہذیل، خصال صدوق ۱ ص ۱۱۱، العقد الفرید ۶ ص ۲۶۸، نہایۃ مادہ صبع

مصادر خطبہ ۱۴۲ کتاب صفین ص ۲۳۵، تاریخ طبری ۶ ص ۹، کافی ۵ ص ۳۹، فتوح اعثم کوفی۔ الغارات ثقفی، تحف العقول ص ۱۲۶، امالی طوسی ص ۱۹۸، مجالس مفید

مصادر خطبہ ۱۴۳ اعلام النبوۃ دیلمی - مستدرک الوسائل نوری ۱ ص ۴۳۹، نہایہ ۱ ص ۱۳۷

بندۂ خدا۔ دوسرے کے عیب بیان کرنے میں جلدی نہ کر شائد خدا نے اسے معاف کر دیا ہو اور اپنے نفس کو معمولی گناہ کے بارے میں محفوظ تصور نہ کر۔ شائد کہ خدا اسی پر عذاب کر دے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ دوسرے کے عیب بیان کرنے سے پرہیز کرے کہ اسے اپنا عیب بھی معلوم ہے اور اگر عیب سے محفوظ ہے تو اس سلامتی کے شکریہ ہی میں مشغول رہے۔[1]

۱۴۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں غیبت کے سننے سے روکا گیا ہے اور حق و باطل کے فرق کو واضح کیا گیا ہے)

لوگو! جو شخص بھی اپنے بھائی کے دین کی پختگی اور طریقۂ کار کی درستگی کا علم رکھتا ہے اسے اس کے بارے میں دوسرے افراد کے اقوال پر کان نہیں دھرنا چاہیے کہ کبھی کبھی انسان تیر اندازی کرتا ہے اور اس کا تیر خطا کر جاتا ہے اور باتیں بنا تا ہے اور باطل بہر حال فنا ہو جاتا ہے اور اللہ سب کا سننے والا بھی ہے اور گواہ بھی ہے۔ یاد رکھو کہ حق و باطل میں صرف چار انگلیوں کا فاصلہ ہوتا ہے۔

لوگوں نے عرض کی حضور اس کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے آنکھ اور کان کے درمیان چار انگلیاں رکھ کر فرمایا کہ باطل وہ ہے جو صرف سنا سنایا ہوتا ہے اور حق وہ ہے جو اپنی آنکھ کا دیکھا ہوا ہوتا ہے۔

۱۴۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(نا اہل کے ساتھ احسان کرنے کے بارے میں)

یاد رکھو غیر مستحق کے ساتھ احسان کرنے والے اور نا اہل کے ساتھ نیکی کرنے والے کے حصہ میں کمینے لوگوں کی تعریف اور بدترین افراد کی مدح و ثنا ہی آتی ہے اور وہ جب تک کرم کرتا رہتا ہے جاہل کہتے رہتے ہیں کہ کس قدر کریم اور سخی ہے حالانکہ اللہ کے معاملہ میں یہی شخص بخیل بھی ہوتا ہے۔

دیکھو اگر خدا کسی شخص کو مال دے تو اس کا فرض ہے کہ قرابتداروں کا خیال رکھے۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرے۔ قیدیوں اور خستہ حالوں کو آزاد کرائے۔ فقیروں اور قرضداروں کی امداد کرے۔ اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور مصائب پر آمادہ کرے کہ اس میں ثواب کی امید پائی جاتی ہے اور ان تمام خصلتوں کے حاصل کرنے ہی میں دنیا کی شرافتیں اور کرامتیں ہیں اور انہیں سے آخرت کے فضائل بھی حاصل ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ

۱۴۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(طلب بارش کے سلسلہ میں)

یاد رکھو کہ جو زمین تمہارا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور جو آسمان تمہارے سر پر سایہ فگن ہے دونوں تمہارے رب کے اطاعت گذار ہیں اور یہ جو اپنی برکتیں تمہیں عطا کر رہے ہیں تو ان کا دل تمہارے حال پر نہیں کڑھ رہا ہے۔

---

[1] اگر یہ بات صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ مال وہی بہتر ہوتا ہے جس کا مآل اور انجام بہتر ہوتا ہے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنے مال کو انہیں موارد میں صرف کرے کہ جن کی طرف اس خطبہ میں اشارہ کیا گیا ہے ورنہ بے محل صرف سے جاہلوں اور بدکرداروں کی تعریف کے علاوہ کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے اور اس میں نہ خیر دنیا ہے نہ خیر آخرت۔ بلکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے۔ پروردگار ہر شخص کو اس جہالت اور ریاکاری سے محفوظ رکھے۔

زُلْفَةً إِلَيْكُمْ، وَ لاَ لِخَيْرٍ تَرْجُوَانِهِ مِنْكُمْ، وَ لَكِنْ أُمِرَتَا بِمَنَافِعِكُمْ فَأَطَاعَتَا. وَأُقِيمَتَا عَلَىٰ حُدُودِ مَصَالِحِكُمْ فَقَامَتَا.

إِنَّ اللهَ يَبْتَلِي عِبَادَهُ عِنْدَ ٱلْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ بِنَقْصِ الثَّمَراتِ، وَ حَبْسِ ٱلْبَرَكَاتِ، وَإِغْلَاقِ خَزَائِنِ ٱلْخَيْرَاتِ، لِيَتُوبَ تَائِبٌ، وَ يُقْلِعَ مُقْلِعٌ، وَ يَتَذَكَّرَ مُتَذَكِّرٌ، وَ يَزْدَجِرَ مُزْدَجِرٌ.[۱] وَ قَدْ جَعَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ ٱلاسْتِغْفَارَ سَبَباً لِدُرُورِ الرِّزْقِ وَ رَحْمَةِ ٱلْخَلْقِ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: «ٱسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً. يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً. وَ يُمْدِدكُمْ بِأَمْوَالٍ وَ بَنِينَ وَ يَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَ يَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَاراً». فَرَحِمَ اللهُ ٱمْرأً ٱسْتَقْبَلَ تَوْبَتَهُ، وَ ٱسْتَقَالَ خَطِيئَتَهُ، وَ بَادَرَ مَنِيَّتَهُ!

ٱللّٰهُمَّ إِنَّا خَرَجْنَا إِلَيْكَ مِنْ تَحْتِ ٱلْأَسْتَارِ وَٱلْأَكْنَانِ، وَ بَعْدَ عَجِيجِ ٱلْبَهَائِمِ وَٱلْوِلْدَانِ، رَاغِبِينَ فِي رَحْمَتِكَ، وَرَاجِينَ فَضْلَ نِعْمَتِكَ، وَ خَائِفِينَ مِنْ عَذَابِكَ وَ نِقْمَتِكَ. ٱللّٰهُمَّ فَاسْقِنَا غَيْثَكَ وَ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ ٱلْقَانِطِينَ، وَ لَا تُهْلِكْنَا بِالسِّنِينَ، «وَ لَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا» يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. ٱللّٰهُمَّ إِنَّا خَرَجْنَا إِلَيْكَ نَشْكُو إِلَيْكَ مَا لَا يَخْفَىٰ عَلَيْكَ، حِينَ أَلْجَأَتْنَا ٱلْمَضَايِقُ ٱلْوَعْرَةُ، وَ أَجَاءَتْنَا ٱلْمَقَاحِطُ ٱلْمُجْدِبَةُ، وَأَعْيَتْنَا ٱلْمَطَالِبُ ٱلْمُتَعَسِّرَةُ، وَ تَلَاحَمَتْ عَلَيْنَا ٱلْفِتَنُ ٱلْمُسْتَصْعِبَةُ. ٱللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ أَلَّا تَرُدَّنَا خَائِبِينَ، وَ لَا تَقْلِبَنَا وَاجِمِينَ وَ لَا تُخَاطِبَنَا بِذُنُوبِنَا، وَ لَا تُقَايِسَنَا بِأَعْمَالِنَا. ٱللّٰهُمَّ ٱنْشُرْ عَلَيْنَا غَيْثَكَ وَ بَرَكَتَكَ، وَ رِزْقَكَ وَ رَحْمَتَكَ، وَٱسْقِنَا سُقْيَا نَاقِعَةً مُرْوِيَةً (مريه) مُعْشِبَةً، تُنْبِتُ بِهَا مَا قَدْ فَاتَ، وَ تُحْيِي بِهَا مَا قَدْ مَاتَ. نَافِعَةَ ٱلْحَيَا، كَثِيرَةَ ٱلْمُجْتَنَىٰ، وَ تُرْوِي بِهَا ٱلْقِيعَانَ، وَ تُسِيلُ ٱلْبُطْنَانَ، وَ تَسْتَوْرِقُ ٱلْأَشْجَارَ، وَ تُرْخِصُ ٱلْأَسْعَارَ، «إِنَّكَ عَلَىٰ مَا تَشَاءُ قَدِيرٌ».

۱٤٤

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

مبعث الرسل ﴿عليهم السلام﴾

بَعَثَ اللهُ رُسُلَهُ بِمَا خَصَّهُمْ بِهِ مِنْ وَحْيِهِ، وَجَعَلَهُمْ حُجَّةً لَهُ عَلَىٰ خَلْقِهِ. لِئَلَّا تَجِبَ ٱلْحُجَّةُ لَهُمْ بِتَرْكِ ٱلْإِعْذَارِ إِلَيْهِمْ. فَدَعَاهُمْ بِلِسَانِ الصِّدْقِ إِلَىٰ سَبِيلِ ٱلْحَقِّ. أَلَا إِنَّ اللهَ تَعَالَىٰ قَدْ كَشَفَ ٱلْخَلْقَ كَشْفَةً؛ لَا أَنَّهُ جَهِلَ مَا أَخْفَوْهُ مِنْ مَصُونِ أَسْرَارِهِمْ وَ مَكْنُونِ ضَمَائِرِهِمْ؛ «وَ لَكِنْ

زلفہ - قربت

سنون - جمع سنہ - قحط

وعرہ - دشوار گذار

اجائتہ الیہ - مجبور کر دیا

مقاحط - جمع مقحط - قحط کا زمانہ

تلاحمت - ایک دوسرے سے جڑ گئے

واجم - جس کی رنج و غم سے زبان بند ہو جائے

حیا - بارش اور شادابی

قیعان - جمع قاع - ہموار زمین

بُطنان - جمع بطن - پست زمین

تستورق - پتے نکل آئیں

کشف الخلق - ہر حال میں ان کے حالات سے باخبر ہے

(۱) واضح رہے کہ ابتلاء اور آزمائش عذاب الٰہی کے علاوہ ایک اور شے ہے جس کا مقصد یا انسان کو غفلت سے ہوش میں لانا ہوتا ہے یا اس کے مدارج کو بلند کرنا ہوتا ہے کہ سونا جس قدر تپایا جاتا ہے اسی قدر اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ استغفار کا اثر صرف آخرت میں نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے بے شمار اثرات ہوتے ہیں اور شائد انھیں اثرات کے پیش نظر خاصان خدا مسلسل استغفار کیا کرتے تھے۔ ورنہ ان کی زندگی میں خطاؤں کا گذر نہیں تھا کہ وہ عذاب آخرت کے بارے میں خوفزدہ ہو جائیں۔

دنیا ابتلاء کی منزل ہے اور آخرت عذاب کا مورد۔

مصادر خطبہ ۱۴۳ غرر الحکم آمدی

ورنہ یہ تم سے تقرب چاہتے ہیں اور نہ کسی خیر کے امیدوار ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ انھیں تمھارے فائدوں کے بارے میں حکم دے دیا گیا ہے تو یہ اطاعت پروردگار کر رہے ہیں اور انھیں تمھارے مصالح کے حدود پر کھڑا کر دیا گیا ہے تو کھڑے ہوئے ہیں۔

یاد رکھو کہ اللہ بداعمالیوں کے موقع پر اپنے بندوں کو ان مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے کہ پھل کم ہو جاتے ہیں۔ برکتیں رک جاتی ہیں۔ خیرات کے خزانوں کے منھ بند ہو جاتے ہیں تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کر لے اور باز آجانے والا باز آجائے۔ نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر لے اور گناہوں سے رُکنے والا رُک جائے۔ (۵۱) پروردگار نے استغفار کو رزق کے نزول اور مخلوقات پر رحمت کے ورود کا ذریعہ قرار دے دیا ہے۔ اس کا ارشاد گرامی ہے کہ "اپنے رب سے استغفار کرو کہ وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ استغفار کے نتیجہ میں تم پر موسلادھار پانی برسائے گا۔ تمھاری اموال اور اولاد کے ذریعہ مدد کرے گا۔ تمھارے لئے باغات اور نہریں قرار دے گا"۔ اللہ اس بندہ پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو جائے خطاؤں سے معافی مانگے اور موت سے پہلے نیک اعمال کر لے۔

خدایا ہم پردوں کے پیچھے اور مکانات کے گوشوں سے تیری طرف نکل پڑے ہیں۔ ہمارے بچے اور جانور سب فریادی ہیں۔ ہم تیری رحمت کی خواہش رکھتے ہیں۔ تیری نعمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب اور غضب سے خوفزدہ ہیں۔ خدایا ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب کر دے اور ہمیں مایوس بندوں میں قرار نہ دینا اور نہ قحط سے ہلاک کر دینا اور نہ ہم سے ان اعمال کا محاسبہ کرنا جو ہمارے جاہلوں نے انجام دئے ہیں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

خدایا۔ ہم تیری طرف اُن حالات کی فریاد لے کر آئے ہیں جو تجھ سے مخفی نہیں ہیں اور اس وقت نکلے ہیں جب ہمیں سخت تنگیوں نے مجبور کر دیا ہے اور قحط سالیوں نے بے بس بنا دیا ہے اور شدید حاجت مندیوں نے لاچار کر دیا ہے اور دشوار ترین فتنوں نے تابڑ توڑ حملے کر رکھے ہیں۔ خدایا ہماری التماس یہ ہے کہ ہمیں محروم واپس نہ کرنا اور ہمیں نامراد نہ پلٹانا ہم سے ہمارے گناہوں کی بات نہ کرنا اور ہمارے اعمال کا محاسبہ نہ کرنا بلکہ ہم پر اپنی بارش رحمت، اپنی برکت، اپنے رزق اور کرم کا دامن پھیلا دے اور ہمیں ایسی سیرابی عطا فرما جو تشنگی کو مٹانے والی۔ سیر و سیراب کرنے والی اور سبزہ اگانے والی ہو۔ تاکہ جو کھیتیاں گئی گذری ہو گئی ہیں دوبارہ اُگ آئیں اور جو زمینیں مُردہ ہو گئی ہیں وہ زندہ ہو جائیں۔ یہ سیرابی فائدہ مند اور بے پناہ پھلوں والی ہو جس سے ہموار زمینیں سیراب ہو جائیں اور وادیاں بہہ نکلیں۔ درختوں میں پتے نکل آئیں اور بازار کی قیمتیں نیچے آجائیں کہ تو ہر شے پر قادر ہے۔

۱۴۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں بعثت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے)

پروردگار نے مرسلین کرام کو مخصوص وحی سے نواز کر بھیجا ہے اور انھیں اپنے بندوں پر اپنی حجت بنا دیا ہے تاکہ بندوں کی یہ حجت تمام نہ ہونے پائے کہ ان کے عذر کا خاتمہ نہیں کیا گیا ہے۔ پروردگار نے ان لوگوں کو اسی لسان صدق کے ذریعہ راہ حق کی طرف دعوت دی ہے۔ اسے مخلوقات کا حال مکمل طور سے معلوم ہے وہ نہ ان کے چھپے ہوئے اسرار سے بے خبر ہے اور نہ ان پوشیدہ باتوں سے ناواقف ہے جو ان کے دلوں کے اندر مخفی ہیں۔

لِيَبْلُوَهُمْ: أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً»، فَيَكُونَ الثَّوَابُ جَزَاءً، وَالْعِقَابُ بَوَاءً.

ائمة الدين (عليهم السلام)

أَيْنَ الَّذِينَ زَعَمُوا أَنَّهُمُ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ[1] دُونَنَا، كَذِباً وَ بَغْياً عَلَيْنَا، أَنْ رَفَعَنَا اللهُ وَ وَضَعَهُمْ، وَ أَعْطَانَا وَ حَرَمَهُمْ، وَ أَدْخَلَنَا وَأَخْرَجَهُمْ. بِنَا يُسْتَعْطَى الْهُدَى، وَ يُسْتَجْلَى الْعَمَى. إِنَّ الْأَئِمَّةَ مِنْ قُرَيْشٍ غُرِسُوا فِي هٰذَا الْبَطْنِ مِنْ هَاشِمٍ: لَا تَصْلُحُ عَلَى سِوَاهُمْ، وَ لَا تَصْلُحُ الْوُلَاةُ مِنْ غَيْرِهِمْ.[2]

اهل الضلال

منها: آثَرُوا عَاجِلاً وَ أَخَّرُوا آجِلاً، وَ تَرَكُوا صَافِياً، وَ شَرِبُوا آجِناً. كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى فَاسِقِهِمْ وَ قَدْ صَحِبَ الْمُنْكَرَ فَأَلِفَهُ. وَ بَسِئَ بِهِ وَ وَافَقَهُ، حَتَّى شَابَتْ عَلَيْهِ مَفَارِقُهُ، وَصُبِغَتْ بِهِ خَلَائِقُهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ مُزْبِداً كَالتَّيَّارِ لَا يُبَالِي مَا غَرَّقَ، أَوْ كَوَقْعِ النَّارِ فِي الْهَشِيمِ لَا يَحْفِلُ مَا حَرَّقَ!

أَيْنَ الْعُقُولُ الْمُسْتَصْبِحَةُ بِمَصَابِيحِ الْهُدَى، وَ الْأَبْصَارُ اللَّامِحَةُ إِلَى مَنَارِ التَّقْوَى! أَيْنَ الْقُلُوبُ الَّتِي وُهِبَتْ لِلّٰهِ، وَعُوقِدَتْ عَلَى طَاعَةِ اللهِ! ازْدَحَمُوا عَلَى الْحُطَامِ، وَ تَشَاحُّوا عَلَى الْحَرَامِ؛ وَ رُفِعَ لَهُمْ عَلَمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَصَرَفُوا عَنِ الْجَنَّةِ وُجُوهَهُمْ، وَأَقْبَلُوا إِلَى النَّارِ بِأَعْمَالِهِمْ؛ وَ دَعَاهُمْ رَبُّهُمْ فَنَفَرُوا وَ وَلَّوْا، وَ دَعَاهُمُ الشَّيْطَانُ فَاسْتَجَابُوا وَ أَقْبَلُوا!

١٤٥

و من خطبة له (عليه السلام)

فناء الدنيا

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا أَنْتُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيهِ الْمَنَايَا. مَعَ كُلِّ جَرْعَةٍ شَرَقٌ، وَ فِي كُلِّ أَكْلَةٍ غَصَصٌ! لَا تَنَالُونَ مِنْهَا نِعْمَةً إِلَّا بِفِرَاقِ أُخْرَى، وَ لَا يُعَمَّرُ مُعَمَّرٌ مِنْكُمْ يَوْماً مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا بِهَدْمِ آخَرَ مِنْ أَجَلِهِ، وَ لَا تُجَدَّدُ لَهُ زِيَادَةٌ فِي أَكْلِهِ إِلَّا بِنَفَادِ مَا قَبْلَهَا مِنْ رِزْقِهِ؛ وَ لَا يَحْيَا لَهُ أَثَرٌ، إِلَّا مَاتَ لَهُ أَثَرٌ؛ وَ لَا يَتَجَدَّدُ لَهُ جَدِيدٌ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَخْلَقَ لَهُ جَدِيدٌ؛ وَ لَا تَقُومُ لَهُ نَابِتَةٌ إِلَّا وَ تَسْقُطُ مِنْهُ مَحْصُودَةٌ. وَ قَدْ مَضَتْ أُصُولٌ نَحْنُ فُرُوعُهَا، فَمَا بَقَاءُ فَرْعٍ بَعْدَ ذَهَابِ أَصْلِهِ!

بوار - ہلاکت
عقاب - بدلہ
آجن - گندہ
بَسِئَ بہ - مانوس ہوگیا
خلائق - پختہ عادات
لایحفل - کوئی پرواہ نہیں کرتا ہے
حطام - مال دنیا
تنتضل فیہ - تیر اندازی کرتی رہتی ہیں
یخلق - بوسیدہ ہوجاتا ہے

[1] مولائے کائنات کا باب مدینۂ علم ہونا صحیح ترمذی اور مسند احمد دونوں میں مذکور ہے اور آپ کا دعوائے سلونی زباں زد خلائق ہے۔ اس لئے کس کی مجال ہے جو آپ کے مقابلہ میں راسخ فی العلم ہونے کا تصور کرسکے

[2] اس حقیقت کا تذکرہ بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے کہ پروردگار نے بنی ہاشم کو افضل خلائق قرار دیا ہے اور سرکار دو عالم کو افضل بنی ہاشم قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب ایسے منصب کی نیابت اور خلافت کا سوال پیدا ہوگا تو اس کے لئے بھی ایسے ہی عظیم حسب و نسب کی ضرورت ہوگی تاکہ جوہر عظمت کو مرکز عظمت ہی پر رکھا جاسکے۔!

مصادر خطبہ ۱۴۵ تحف العقول، ارشاد مفیدؒ ص۱۳۹، امالی طوسیؒ ۱ ص۲۲۰، امالی ابوعلی القالی ۲ ص۵۳، البیان والتبیین جاحظ ۲ ص۴۲

وہ اپنے احکام کے ذریعہ ان کا امتحان لینا چاہتا ہے کہ حسن عمل کے اعتبار سے کون سب سے بہتر ہے تاکہ جزا میں ثواب عطا کرے اور پاداش میں مبتلائے عذاب کر دے۔

(اہلبیت علیہم السلام) کہاں ہیں وہ لوگ جن کا خیال یہ ہے کہ ہمارے بجائے وہی راسخون فی العلم ہیں (۵) اور یہ خیال صرف جھوٹ اور ہمارے خلاف بغاوت سے پیدا ہوا ہے کہ خدا نے ہمیں بلند بنا دیا ہے اور انھیں پست رکھا ہے۔ ہمیں کمالات عنایت فرما دئے ہیں اور انھیں محروم رکھا ہے۔ ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا ہے اور انھیں باہر رکھا ہے۔ ہمارے ہی ذریعہ سے ہدایت طلب کی جاتی ہے اور اندھیروں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ یاد رکھو قریش کے سارے امام جناب ہاشم کی اسی کشت زار میں قرار دئے گئے ہیں اور یہ امامت نہ ان کے علاوہ کسی کو زیب دیتی ہے اور نہ ان سے باہر کوئی اس کا اہل ہو سکتا ہے (۶)

(گمراہ لوگ) ان لوگوں نے حاضر دنیا کو اختیار کر لیا ہے اور دیر میں آنے والی آخرت کو پیچھے ہٹا دیا ہے۔ صاف پانی کو نظر انداز کر دیا ہے اور گندہ پانی کو پی لیا ہے۔ گویا کہ میں ان کے فاسق کو دیکھ رہا ہوں جو منکرات سے مانوس ہے اور برائیوں سے ہم رنگ و ہم آہنگ ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ اسی ماحول میں اس کے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور اسی رنگ میں اس کے اخلاقیات رنگ گئے ہیں۔ اس کے بعد ایک سیلاب کی طرح اٹھا ہے جسے اس کی فکر نہیں ہے کہ کس کو ڈبو دیا ہے اور بھوسہ کی ایک آگ ہے جسے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ کیا کیا جلا دیا ہے۔

کہاں ہیں وہ عقلیں جو ہدایت کے چراغوں سے روشنی حاصل کرنے والی ہیں اور کہاں ہیں وہ نگاہیں جو منارۂ تقویٰ کی طرف نظر کرنے والی ہیں۔ کہاں ہیں وہ دل جو اللہ کے لئے دئے گئے ہیں اور اطاعت خدا پر جم گئے ہیں۔ لوگ تو مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور حرام پر باقاعدہ جھگڑا کر رہے ہیں اور جب جنت و جہنم کا پرچم بلند کیا گیا تو جنت کی طرف سے منہ کو موڑ لیا اور اپنے اعمال کے ساتھ جہنم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان کے پروردگار نے انھیں بلایا تو منھ پھیر کر بھاگ نکلے اور شیطان نے دعوت دی تو لبیک کہتے ہوئے آ گئے۔

۱۴۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(دنیا کی فنا کے بارے میں)

لوگو! تم اس دنیا میں زندگی گذار رہے ہو جہاں موت کے تیروں کے مستقل ہدف ہو۔ یہاں ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر لقمہ کے ساتھ گلے کا پھندہ۔ یہاں کوئی نعمت اس وقت تک نہیں ملتی ہے جب تک دوسری ہاتھ سے نکل نہ جائے اور یہاں کی زندگی میں ایک دن کا بھی اضافہ نہیں ہوتا ہے جب تک ایک دن کم نہ ہو جائے۔ یہاں کے کھانے میں زیادتی بھی پہلے رزق کے خاتمہ کے بعد ہاتھ آتی ہے اور کوئی اثر بھی پہلے نشان کے مٹ جانے کے بعد ہی زندہ ہوتا ہے۔ ہر جدید کے لئے ایک جدید کو قدیم بنانا پڑتا ہے اور ہر گھاس کے اُگنے کے لئے ایک کھیت کو کاٹنا پڑتا ہے۔ پرانے بزرگ جو ہماری اصل تھے گذر گئے اب ہم ان کی شاخیں ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ اصل کے چلے جانے کے بعد فرع کی بقا ہی کیا ہوتی ہے۔

ذم البدعة

منها: وَ مَا أُحْدِثَتْ بِدْعَةٌ إِلَّا تُرِكَ بِهَا سُنَّةٌ. فَاتَّقُوا الْبِدَعَ، وَ الْزَمُوا الْمَهْيَعَ. إِنَّ عَوَازِمَ الْأُمُورِ أَفْضَلُهَا، وَ إِنَّ مُحْدِثَاتِهَا شِرَارُهَا.

١٤٦

و من كلام له (عليه السلام)

و قد استشاره عمر بن الخطاب في الشخوص لقتال الفرس بنفسه

إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَ لَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَ لَا بِقِلَّةٍ. وَ هُوَ دِينُ اللهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ، وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ، حَتَّىٰ بَلَغَ مَا بَلَغَ، وَ طَلَعَ حَيْثُ طَلَعَ؛ وَ نَحْنُ عَلَىٰ مَوْعُودٍ مِنَ اللهِ، وَاللهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ، وَ نَاصِرٌ جُنْدَهُ. وَ مَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَ يَضُمُّهُ: فَإِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَ ذَهَبَ، ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ أَبَداً. وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ، وَإِنْ كَانُوا قَلِيلاً، فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ عَزِيزُونَ بِالِاجْتِمَاعِ! فَكُنْ[1] قُطْباً، وَاسْتَدِرِ الرَّحَا بِالْعَرَبِ، وَ أَصْلِهِمْ دُونَكَ نَارَ الْحَرْبِ، فَإِنَّكَ إِنْ شَخَصْتَ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ أَطْرَافِهَا وَ أَقْطَارِهَا، حَتَّىٰ يَكُونَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ أَهَمَّ إِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ.

إِنَّ الْأَعَاجِمَ إِنْ يَنْظُرُوا إِلَيْكَ غَداً يَقُولُوا: هَذَا أَصْلُ الْعَرَبِ، فَإِذَا اقْتَطَعْتُمُوهُ اسْتَرَحْتُمْ، فَيَكُونَ ذَلِكَ أَشَدَّ لِكَلَبِهِمْ عَلَيْكَ، وَطَمَعِهِمْ فِيكَ. فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ مَسِيرِ الْقَوْمِ إِلَىٰ قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ هُوَ أَكْرَهُ لِمَسِيرِهِمْ مِنْكَ، وَ هُوَ أَقْدَرُ عَلَىٰ تَغْيِيرِ مَا يَكْرَهُ. وَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ، فَإِنَّا لَمْ نَكُنْ نُقَاتِلُ فِيمَا مَضَىٰ بِالْكَثْرَةِ: وَ إِنَّمَا كُنَّا نُقَاتِلُ بِالنَّصْرِ وَالْمَعُونَةِ!

١٤٧

و من خطبة له (عليه السلام)

الغاية من البعثة

فَبَعَثَ اللهُ مُحَمَّداً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهُ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ إِلَىٰ عِبَادَتِهِ، وَ مِنْ طَاعَةِ الشَّيْطَانِ إِلَىٰ طَاعَتِهِ، بِقُرْآنٍ[2] قَدْ بَيَّنَهُ وَأَحْكَمَهُ، لِيَعْلَمَ الْعِبَادُ رَبَّهُمْ إِذْ جَهِلُوهُ، وَ لِيُقِرُّوا بِهِ بَعْدَ إِذْ جَحَدُوهُ، وَلِيُثْبِتُوهُ بَعْدَ إِذْ أَنْكَرُوهُ. فَتَجَلَّىٰ لَهُمْ سُبْحَانَهُ فِي كِتَابِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا رَأَوْهُ بِمَا أَرَاهُمْ مِنْ قُدْرَتِهِ، وَ خَوَّفَهُمْ مِنْ سَطْوَتِهِ، وَ كَيْفَ مَحَقَ مَنْ مَحَقَ بِالْمَثُلَاتِ. وَ احْتَصَدَ مَنِ احْتَصَدَ بِالنَّقِمَاتِ!

مہیع - واضح راستہ
عوازم الامور - قدیم
القیم بالامر - جو مسائل کا ذمہ دار ہے
نظام - دھاگا
حذافیر - جمع حذفار - بلندی شے
شخصت - نکل گئے
تجلّی - جلوہ گری فرمائی
مثلات - عقوبات

[1] امیرالمومنینؑ نے اس نکتہ کی طرف بار بار اشارہ کیا ہے کہ میدان جنگ میں استقامت آپ کے بس کا کام نہیں ہے اور نہ یہ کبھی آپ کی سیرت رہی ہے اور اس وقت آپ کی حیثیت عالم اسلام کے مرکز کی ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ آپ فوجوں کو میدان میں بھیج دیں اور خود حسب دستور قدیم محفوظ مقام پر رہیں تاکہ شوکت اسلام محفوظ رہے اور عزت اسلام خطرہ میں نہ پڑنے پائے

[2] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کو بت پرستی سے نکال کر خدا پرستی تک پہنچانے والا اور اطاعت شیطان سے بچا کر عبادت رحمان کے راستہ پر لگانے والا قرآن سے بہتر کوئی نظام نہیں ہے جس نے تعلیمات کے ساتھ بشارت اور انذار کے تمام اسباب جمع کر لئے ہیں اور ان کے ذریعہ عالم بشریت کو صراط مستقیم پر لگا دیا ہے

مصادر خطبہ ۱۴۶ الاخبار الطوال دینوری ص۱۳۴، الفتوح اعثم کوفی ۲ ص۴۷، تاریخ طبری ۴ ص۲۳۷، ارشاد مفیدؒ

مصادر خطبہ ۱۴۷ روضۂ کافی ص۳۸۶، تحف العقول حرانی ص۱۶۳

(مذمت بدعت) کوئی بدعت اس وقت تک ایجاد نہیں ہوتی ہے جب تک کوئی سنت مر نہ جائے۔ لہٰذا بدعتوں سے بچو اور سیدھے راستہ پر قائم رہو کہ مستحکم ترین معاملات ہی بہتر ہوتے ہیں اور دین میں جدید ایجادات ہی بدترین شے ہوتی ہیں۔

۱۴۶۔آپ کا ارشاد گرامی

(جب عمر بن الخطاب نے فارس کی جنگ میں جانے کے بارے میں مشورہ طلب کیا)

یاد رکھو کہ اسلام کی کامیابی اور ناکامیابی کا دار و مدار قلت و کثرت پر نہیں ہے بلکہ یہ دین، دین خدا ہے جسے اسی نے غالب بنایا ہے اور یہ اسی کا لشکر ہے جسے اسی نے تیار کیا ہے اور اسی نے اس کی امداد کی ہے یہاں تک کہ اس منزل تک پہونچ گیا ہے اور اس قدر پھیلاؤ حاصل کر لیا ہے۔ ہم پروردگار کی طرف سے ایک وعدہ پر ہیں اور وہ اپنے وعدہ کو بہرحال پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی بہرحال مدد کرے گا۔

ملک میں نگراں کی منزل مہروں کے اجتماع میں دھاگے کی ہوتی ہے کہ وہی سب کو جمع کئے رہتا ہے اور وہ اگر ٹوٹ جائے تو سارا سلسلہ بکھر جاتا ہے اور پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتا ہے۔ آج عرب اگرچہ قلیل ہیں لیکن اسلام کی بنا پر کثیر ہیں اور اپنے اتحاد و اتفاق کی بنا پر غالب آنے والے ہیں۔ لہٰذا آپ مرکز میں رہیں (۹۱) اور اس چکی کو انھیں کے ذریعہ گردش دیں اور جنگ کی آگ کا مقابلہ انھیں کو کرنے دیں آپ زحمت نہ کریں کہ اگر آپ نے اس سرزمین کو چھوڑ دیا تو عرب چاروں طرف سے ٹوٹ پڑیں گے اور سب اس طرح شریک جنگ ہو جائیں گے کہ جن محفوظ مقامات کو آپ چھوڑ کر گئے ہیں ان کا مسئلہ جنگ سے زیادہ اہم ہو جائے گا۔

ان عجمیوں نے اگر آپ کو میدان جنگ میں دیکھ لیا تو کہیں گے کہ عربیت کی جان یہی ہے اس جڑ کو کاٹ دیا تو ہمیشہ کے لئے راحت مل جائے گی اور اس طرح ان کے حملے شدید تر ہو جائیں گے اور وہ آپ میں زیادہ ہی طمع کریں گے۔

اور یہ جو آپ نے ذکر کیا ہے کہ لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے آرہے ہیں تو یہ بات خدا کو آپ سے زیادہ ناگوار ہے اور وہ جس چیز کو ناگوار سمجھتا ہے اس کے بدل دینے پر قادر بھی ہے۔

اور یہ جو آپ نے دشمن کے عدد کا ذکر کیا ہے تو یاد رکھئے کہ ہم لوگ ماضی میں بھی کثرت کی بنا پر جنگ نہیں کرتے تھے بلکہ پروردگار کی نصرت اور اعانت کی بنیاد پر جنگ کرتے تھے۔

۱۴۷۔آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

پروردگار عالم نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الٰہی کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمان کی اطاعت کرائیں (۹۲) اس قرآن کے ذریعہ جسے اس نے واضح اور محکم قرار دیا ہے تاکہ بندے خدا کو نہیں پہچانتے ہیں تو پہچان لیں اور اس کے منکر ہیں تو اقرار کرلیں اور ہٹ دھرمی کے بعد اسے مان لیں۔ پروردگار اپنی قدرت کاملہ کی نشانیوں کے ذریعہ بغیر دیکھے جلوہ نما ہے اور اپنی سطوت کے ذریعہ انھیں خوفزدہ بنائے ہوئے ہے کہ کس طرح اس نے عقوبتوں کے ذریعہ اس کے مستحقین کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور عذاب کے ذریعہ انھیں تہس نہس کر دیا ہے۔

الزمان المقبل

وَ إِنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي زَمَانٌ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ أَخْفَىٰ مِنَ ٱلْحَقِّ، وَ لَا أَظْهَرَ مِنَ ٱلْبَاطِلِ، وَ لَا أَكْثَرَ مِنَ ٱلْكَذِبِ عَلَى ٱللهِ وَ رَسُولِهِ؛ وَ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ سِلْعَةٌ أَبْوَرَ مِنَ ٱلْكِتَابِ إِذَا تُلِيَ حَقَّ تِلَاوَتِهِ. وَ لَا أَنْفَقَ مِنْهُ إِذَا حُرِّفَ عَنْ مَوَاضِعِهِ؛ وَ لَا فِي ٱلْبِلَادِ شَيْءٌ أَنْكَرَ مِنَ ٱلْمَعْرُوفِ، وَ لَا أَعْرَفَ مِنَ ٱلْمُنْكَرِ! فَقَدْ نَبَذَ ٱلْكِتَابَ حَمَلَتُهُ، وَ تَنَاسَاهُ حَفَظَتُهُ: فَالْكِتَابُ يَوْمَئِذٍ وَ أَهْلُهُ طَرِيدَانِ مَنْفِيَّانِ، وَ صَاحِبَانِ مُصْطَحِبَانِ فِي طَرِيقٍ وَاحِدٍ لَا يُؤْوِيهِمَا مُؤْوٍ. فَالْكِتَابُ وَ أَهْلُهُ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ فِي النَّاسِ وَلَيْسَا فِيهِمْ، وَ مَعَهُمْ وَلَيْسَا مَعَهُمْ! لِأَنَّ الضَّلَالَةَ لَا تُوَافِقُ ٱلْهُدَىٰ، وَ إِنِ ٱجْتَمَعَا فَاجْتَمَعَ ٱلْقَوْمُ عَلَى ٱلْفُرْقَةِ، وَ ٱفْتَرَقُوا عَلَى ٱلْجَمَاعَةِ، كَأَنَّهُمْ أَئِمَّةُ ٱلْكِتَابِ وَ لَيْسَ ٱلْكِتَابُ إِمَامَهُمْ[1]. فَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُمْ مِنْهُ إِلَّا ٱسْمُهُ، وَ لَا يَعْرِفُونَ إِلَّا خَطَّهُ وَ زَبْرَهُ. وَ مِنْ قَبْلُ مَا مَثَّلُوا بِالصَّالِحِينَ كُلَّ مُثْلَةٍ، وَ سَمَّوْا صِدْقَهُمْ عَلَى ٱللهِ فِرْيَةً، وَ جَعَلُوا فِي ٱلْحَسَنَةِ عُقُوبَةَ السَّيِّئَةِ.

وَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِطُولِ آمَالِهِمْ وَ تَغَيُّبِ آجَالِهِمْ، حَتَّىٰ نَزَلَ بِهِمُ ٱلْمَوْعُودُ الَّذِي تُرَدُّ عَنْهُ ٱلْمَعْذِرَةُ، وَ تُرْفَعُ عَنْهُ التَّوْبَةُ، وَ تَحُلُّ مَعَهُ ٱلْقَارِعَةُ وَالنِّقْمَةُ.

عظة الناس

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ مَنِ ٱسْتَنْصَحَ ٱللهَ وُفِّقَ، وَ مَنِ ٱتَّخَذَ قَوْلَهُ دَلِيلاً هُدِيَ «لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ»؛ فَإِنَّ جَارَ ٱللهِ آمِنٌ، وَ عَدُوَّهُ خَائِفٌ؛ وَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِمَنْ عَرَفَ عَظَمَةَ ٱللهِ أَنْ يَتَعَظَّمَ، فَإِنَّ رِفْعَةَ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ مَا عَظَمَتُهُ أَنْ يَتَوَاضَعُوا لَهُ، وَ سَلَامَةَ ٱلَّذِينَ يَعْلَمُونَ مَا قُدْرَتُهُ أَنْ يَسْتَسْلِمُوا لَهُ. فَلَا تَنْفِرُوا مِنَ ٱلْحَقِّ نِفَارَ الصَّحِيحِ مِنَ ٱلْأَجْرَبِ، وَٱلْبَارِي مِنْ ذِي السَّقَمِ. وَٱعْلَمُوا أَنَّكُمْ لَنْ تَعْرِفُوا الرُّشْدَ حَتَّىٰ تَعْرِفُوا الَّذِي تَرَكَهُ، وَلَنْ تَأْخُذُوا بِمِيثَاقِ ٱلْكِتَابِ حَتَّىٰ تَعْرِفُوا الَّذِي نَقَضَهُ، وَلَنْ تَمَسَّكُوا بِهِ حَتَّىٰ تَعْرِفُوا الَّذِي نَبَذَهُ. فَالْتَمِسُوا ذٰلِكَ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهِ، فَإِنَّهُمْ عَيْشُ ٱلْعِلْمِ، وَ مَوْتُ ٱلْجَهْلِ. هُمُ ٱلَّذِينَ يُخْبِرُكُمْ حُكْمُهُمْ عَنْ عِلْمِهِمْ، وَصَمْتُهُمْ عَنْ مَنْطِقِهِمْ، وَ ظَاهِرُهُمْ عَنْ بَاطِنِهِمْ، لَا يُخَالِفُونَ ٱلدِّينَ وَ لَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ؛ فَهُوَ بَيْنَهُمْ شَاهِدٌ صَادِقٌ وَصَامِتٌ نَاطِقٌ.

انفق - زیادہ رائج
زبر - کتابت
مثلوا - سزا دی
فریۃ - جھوٹ
موعود - موت جس کا وعدہ دیا گیا ہے
قارعہ - عظیم مصیبت
باری - مرض سے صحت پانے والا
سقم - مرض

[1] حیرت کی بات ہے کہ مسلمان کے سامنے امامت کا مسئلہ آتا ہے تو یہ کہہ کر جان بچا لیتا ہے کہ امام سے مراد قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی امام کی ضرورت نہیں ہے - لیکن جب قرآن مجید پر عمل کرنے کی بات آتی ہے تو قرآن ماموم بن جاتا ہے اور خود قرآن کا امام بننے کی صلاحیت کا اعلان کرنے لگتا ہے -

میراث کی متعدد آیات کے ہوتے ہوئے دختر پیغمبر کو میراث سے محروم کر دینا - انی جاعل فی الارض خلیفہ جیسی آیت کے ہوتے ہوئے خلافت سازی کا کاروبار کرنا - آیت تطہیر کے ہوتے ہوئے اہلبیتؑ کی گواہی کا رد کر دینا - حسبنا کتاب اللہ کا اعلان کرنے کے بعد سقیفہ میں قرآن مجید کا نام نہ لینا - خلافت کے کسی مرحلہ پر قرآن کو حکم نہ بنانا - تحکیم کے موقع پر بھی قرآن کا نظر انداز کر دینا - نیزوں پر بلند کرنے کے بعد بھی اس کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرنا قرآن کو ماموم بنانے کی بدترین مثالیں ہیں جن کے بعد اس دعویٰ کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی ہے کہ " القرآن امامی "

حقیقت امر یہ ہے کہ مسلمانوں کا امام ان کا مفاد اور ان کی خواہش ہے - اس کے علاوہ کوئی امام نہیں ہے جس طرح کہ کفار " وان الکافرین لا مولیٰ لہم " - !

یاد رکھو میرے بعد تمہارے سامنے وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں کوئی شے حق سے زیادہ پوشیدہ اور باطل سے زیادہ نمایاں نہ ہوگی۔ سب سے زیادہ رواج خدا و رسولؐ پر افترا کا ہوگا اور اس زمانہ والوں کے نزدیک کتاب خدا سے زیادہ بے قیمت کوئی متاع نہ ہوگی اگر اس کی واقعی تلاوت کی جائے اور اس سے زیادہ کوئی فائدہ مند بضاعت نہ ہوگی اگر اس کے مفاہیم کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا جائے۔ شہروں میں "منکر" سے زیادہ معروف اور "معروف" سے زیادہ منکر کچھ نہ ہوگا۔ حاملان کتاب کتاب کو چھوڑ دیں گے اور حافظان قرآن قرآن کو بھلا دیں گے۔ کتاب اور اس کے واقعی اہل شہر بدر کر دئے جائیں گے اور دونوں ایک ہی راستہ پر اس طرح چلیں گے کہ کوئی پناہ دینے والا نہ ہوگا۔ کتاب اور اہل کتاب اس دور میں لوگوں کے درمیان رہیں گے لیکن واقعاً نہ رہیں گے۔ انھیں کے ساتھ رہیں گے لیکن حقیقتاً الگ رہیں گے۔ اس لئے کہ گمراہی ہدایت کے ساتھ نہیں چل سکتی ہے چاہے ایک ہی مقام پر رہے۔ لوگوں نے افتراق پر اتحاد اور اتحاد پر افتراق کر لیا ہے جیسے یہی قرآن کے پیشوا ہیں[1] اور قرآن ان کا پیشوا نہیں ہے۔ اب ان کے پاس صرف قرآن کا نام باقی رہ گیا ہے اور وہ صرف اس کی کتابت و عبارت کو پہچانتے ہیں اور بس! اس کے پہلے بھی یہ نیک کرداروں کو بیحد اذیت کر چکے ہیں اور ان کی صداقت کو افترا کا نام دے چکے ہیں اور انھیں نیکیوں پر برائیوں کی سزا دے چکے ہیں۔

تمہارے پہلے والے صرف اس لئے ہلاک ہو گئے کہ ان کی امیدیں دراز تھیں اور موت ان کی نگاہوں سے اوجھل تھی۔ یہانتک کہ وہ موت نازل ہو گئی جس کے بعد معذرت واپس کر دی جاتی ہے اور توبہ کی مہلت اٹھا لی جاتی ہے اور مصیبت و عذاب کا ورود ہو جاتا ہے۔

ایہا الناس! جو پروردگار سے واقعاً نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے توفیق نصیب ہو جاتی ہے اور جو اس کے قول کو واقعاً راہنما بنانا چاہتا ہے اسے سیدھے راستہ کی ہدایت مل جاتی ہے۔ اس لئے کہ پروردگار کا ہمسایہ ہمیشہ امن و امان میں رہتا ہے اور اس کا دشمن ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے۔ یاد رکھو جس نے عظمت خدا کو پہچان لیا ہے اسے بڑائی زیب نہیں دیتی ہے کہ ایسے لوگوں کی رفعت و بلندی تواضع اور خاکساری ہی میں ہے اور اس کی قدرت کے پہچاننے والوں کی سلامتی اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے ہی میں ہے۔ خبردار حق سے اس طرح نہ بھاگو جس طرح صحیح و سالم خارش زدہ سے، یا صحت یافتہ بیمار سے فرار کرتا ہے۔ یاد رکھو تم ہدایت کو اس وقت تک نہیں پہچان سکتے ہو جب تک اسے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور کتاب خدا کے عہد و پیمان کو اس وقت تک اختیار نہیں کر سکتے ہو جب تک اس کے توڑنے والوں کی معرفت حاصل نہ کر لو اور اس سے تمسک اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اسے نظر انداز کرنے والوں کا عرفان نہ ہو جائے۔ حق کو اس کے اہل کے پاس تلاش کرو کہ یہی لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ یہی لوگ وہ ہیں جن کا حکم ان کے علم کا اور ان کی خاموشی ان کے تکلم کا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا پتہ دیتا ہے۔ یہ لوگ دین کی مخالفت نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ دین ان کے درمیان بہترین سچا گواہ اور خاموش بولنے والا ہے۔

[1] یہ ہر دور کا خاصہ رہا ہے اور سرکار دو عالمؐ کے بعد بنی امیہ نے تو اس افترا کا بازار اس طرح گرم کیا تھا کہ بعد کے محدثین کو لاکھوں حدیثوں کے ذخیرہ میں سے چند ہزار کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نظر نہ آئی اور ان میں بھی بعض حدیثیں دوسرے علماء کی نظر میں مشکوک ہی رہ گئیں۔

خدا اور رسولؐ پر افترا کے اعتبار سے زمانوں کو تقسیم کیا جائے تو شائد آج کا دور صدر اسلام سے بہتر ہی نظر آئے گا کہ اس بدعملی کی کثرت کے باوجود اس طرح کی بیدینی کا رواج یقیناً کم ہو گیا ہے اور اب مسلمان اس قسم کی روایت سازی کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ اگرچہ بدقسمتی سے جعلی روایات پر عمل کر رہے ہیں۔

١٤٨

و من كلام له (عليه السلام)

في ذكر أهل البصرة

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَرْجُو ٱلْأَمْرَ لَهُ، وَ يَعْطِفُهُ عَلَيْهِ دُونَ صَاحِبِهِ، لَا يَمُتَّانِ إِلَى اللهِ بِحَبْلٍ، وَ لَا يَمُدَّانِ إِلَيْهِ بِسَبَبٍ. كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَامِلُ ضَبٍّ لِصَاحِبِهِ، وَ عَمَّا قَلِيلٍ يُكْشَفُ قِنَاعُهُ بِهِ! وَاللهِ لَئِنْ أَصَابُوا ٱلَّذِي يُرِيدُونَ لَيَنْتَزِعَنَّ هٰذَا نَفْسَ هٰذَا، وَ لَيَأْتِيَنَّ هٰذَا عَلَىٰ هٰذَا. قَدْ قَامَتِ ٱلْفِئَةُ ٱلْبَاغِيَةُ، فَأَيْنَ ٱلْمُحْتَسِبُونَ! فَقَدْ سُنَّتْ لَهُمُ ٱلسُّنَنُ، وَ قُدِّمَ لَهُمُ ٱلْخَبَرُ. وَ لِكُلِّ ضَلَّةٍ عِلَّةٌ، وَ لِكُلِّ نَاكِثٍ شُبْهَةٌ. وَاللهِ لَا أَكُونُ كَمُسْتَمِعِ ٱللَّدْمِ، يَسْمَعُ ٱلنَّاعِيَ، وَ يَحْضُرُ ٱلْبَاكِيَ، ثُمَّ لَا يَعْتَبِرُ!

١٤٩

و من كلام له (عليه السلام)

قبل شهادته

أَيُّهَا ٱلنَّاسُ، كُلُّ ٱمْرِىءٍ لَاقٍ مَا يَفِرُّ مِنْهُ فِي فِرَارِهِ. ٱلْأَجَلُ مَسَاقُ ٱلنَّفْسِ، وَٱلْهَرَبُ مِنْهُ مُوَافَاتُهُ. كَمْ أَطْرَدْتُ ٱلْأَيَّامَ أَبْحَثُهَا عَنْ مَكْنُونِ هٰذَا ٱلْأَمْرِ، فَأَبَى اللهُ إِلَّا إِخْفَاءَهُ. هَيْهَاتَ! عِلْمٌ مَخْزُونٌ! أَمَّا وَصِيَّتِي: فَاللهَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَ مُحَمَّداً (صلى الله عليه وآله)، فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ. أَقِيمُوا هٰذَيْنِ ٱلْعَمُودَيْنِ، وَ أَوْقِدُوا هٰذَيْنِ ٱلْمِصْبَاحَيْنِ، وَ خَلَاكُمْ ذَمٌّ مَا لَمْ تَشْرُدُوا. حُمِّلَ كُلُّ ٱمْرِىءٍ مِنْكُمْ مَجْهُودَهُ، وَ خُفِّفَ عَنِ ٱلْجَهَلَةِ. رَبٌّ رَحِيمٌ، وَ دِينٌ قَوِيمٌ، وَ إِمَامٌ عَلِيمٌ. أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ، وَ أَنَا ٱلْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ، وَ غَداً مُفَارِقُكُمْ! غَفَرَ اللهُ لِي وَلَكُمْ!

إِنْ تَثْبُتِ ٱلْوَطْأَةُ فِي هٰذِهِ ٱلْمَزَلَّةِ فَذَاكَ، وَ إِنْ تَدْحَضِ ٱلْقَدَمُ فَإِنَّا كُنَّا فِي أَفْيَاءِ أَغْصَانٍ، وَ مَهَابِّ رِيَاحٍ، وَ تَحْتَ ظِلِّ غَمَامٍ، ٱضْمَحَلَّ فِي ٱلْجَوِّ مُتَلَفَّقُهَا، وَ عَفَا فِي ٱلْأَرْضِ مَخَطُّهَا.

لایمتان - قریب نہیں ہوتے ہیں۔
سبب - رسّی
ضب - کینہ
محتسبون - جو اپنی نیت قربت کا اظہار کرتے ہیں
لدم - سر و سینہ پیٹنا
مساق النفس - جدھر زندگی ہنکا کر لیجاتی ہے
اطرد - نکال باہر کیا
خلاکم ذم - مذمت سے بری
تشردوا - حق سے انحراف
تثبت الوطأة - زخم سے بچ جانا
مزلّہ - لغزش کی جگہ
دحضت القدم - قدم پھسل گئے
افیاء - جمع فی - سایہ
متلفق - فضا میں جمع شدہ ابر کے ٹکڑے
عفا - مٹ گیا
مخطّ - نشان زمین

مصادر خطبہ ۱۴۸ کتاب الجمل ابو مخنف (شرح نہج البلاغہ ۱ ص ۸۳) ارشاد مفید ص ۱۳۲
مصادر خطبہ ۱۴۹ اصول کافی ۱ ص ۲۹۹، مروج الذہب ۲ ص ۴۳۶، اثبات الوصیۃ مسعودی ص ۱۰۳، تاریخ ابن عساکر مخطوط، بحار الانوار باب شہادت امیر المومنین جلد ہفتم

۱۴۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

اہل بصرہ (طلحہ و زبیر) کے بارے میں[1]

یہ دونوں امر خلافت کے اپنی ہی ذات کے لئے امیدوار ہیں اور اسے اپنی ہی طرف موڑنا چاہتے ہیں۔ ان کا اللہ کے کسی وسیلہ سے رابطہ اور کسی ذریعے سے تعلق نہیں ہے۔ ہر ایک دوسرے کے حق میں کینہ رکھتا ہے اور عنقریب اس کا پردہ اٹھ جائے گا۔ خدا کی قسم اگر انھوں نے اپنے مدعا کو حاصل کر لیا تو ایک دوسرے کی جان لے کر چھوڑیں گے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔ دیکھو باغی گروہ اٹھ کھڑا ہوا ہے تو راہ خدا میں کام کرنے والے کہاں چلے گئے جب کہ ان کے لئے راستے مقرر کر دئے گئے ہیں اور انھیں اس کی اطلاع دی جا چکی ہے؟ میں جانتا ہوں کہ ہر گمراہی کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر عہد شکن ایک شبہ[2] ڈھونڈھ لیتا ہے لیکن میں اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتا ہوں جو ماتم کی آواز سنتا ہے۔ موت کی سنائی کانوں تک آتی ہے۔ لوگوں کا گریہ دیکھتا ہے اور پھر عبرت حاصل نہیں کرتا ہے۔

۱۴۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنی شہادت سے قبل)

لوگو! دیکھو ہر شخص جس وقت سے فرار کر رہا ہے اس سے بہر حال ملاقات کرنے والا ہے اور موت ہی ہر نفس کی آخری منزل ہے اور اس سے بھاگنا ہی اسے پالینا ہے۔ زمانہ گذر گیا جب سے میں اس راز کی جستجو میں ہوں لیکن پروردگار موت کے اسرار کو پردۂ راز ہی میں رکھنا چاہتا ہے۔ یہ ایک علم ہے جو خزانۂ قدرت میں محفوظ ہے۔ البتہ میری وصیت یہ ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ قرار دینا اور پیغمبر اکرمؐ کی سنت کو ضائع نہ کر دینا کہ یہی دونوں دین کے ستون ہیں انھیں کو قائم کرو اور انھیں دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔ اس کے بعد اگر تم منتشر نہیں ہوگے تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی طاقت بھر بوجھ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور جاہلوں کا بوجھ ہلکا رکھا گیا ہے کہ پروردگار رحیم و کریم ہے اور دین مستحکم ہے اور راہنما بھی علیم و دانا ہے۔ میں کل تمھارے ساتھ تھا اور آج تمھارے لئے منزل عبرت میں ہوں اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اللہ تمھیں اور مجھے دونوں کو معاف کرے۔

دیکھو! اس منزل لغزش میں اگر ثابت رہ گئے تو کیا کہنا۔ ورنہ اگر قدم پھسل گئے تو یاد رکھنا کہ ہم بھی انھیں شاخوں کی چھاؤں۔ انھیں ہواؤں کی گذرگاہ اور انھیں بادلوں کے سایہ میں تھے لیکن ان بادلوں کے ٹکڑے فضا میں منتشر ہو گئے اور ان ہواؤں کے نشانات زمین سے محو ہو گئے۔

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمانوں نے خلافت کا جھگڑا دفن پیغمبرؐ سے پہلے ہی شروع کر دیا تھا اور پھر اسے مسلسل جاری رکھا اور مختلف انداز سے جوڑ توڑ کے ذریعہ خلافتوں کا فیصلہ ہوتا رہا لیکن کسی دور میں بھی خلافت کے فیصلہ کے لئے تلوار اور جنگ کا سہارا نہیں لیا گیا۔ یہ بدعت صرف حضرت ام المومنین کی ایجاد ہے کہ انھوں نے طلحہ و زبیر کی خلافت کے لئے تلوار کا بھی سہارا لے لیا اور پھر معاویہ کے لئے زمین ہموار کر دی اور اس کے نتیجہ میں خلافت کا فیصلہ جنگ و جدال سے شروع ہو گیا اور اس راہ میں بیشمار جانیں ضائع ہوتی رہیں۔

[2] افسوس کہ جنگ جمل اور صفین میں تو شبہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر، معاویہ، عمرو عاص کوئی ایسا نہیں تھا جو حضرت علیؑ کی شخصیت اور ان کے بارے میں ارشادات پیغمبرؐ سے باخبر نہ ہو۔ اس کے بعد شبہ یا خطائے اجتہادی کا نام دے کر عوام الناس کو تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے، داور محشر کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ہے۔

وَ إِنَّمَا كُنْتُ جَاراً جَاوَرَكُمْ بَدَنِي أَيَّاماً، وَ سَتُعْقَبُونَ مِنِّي جُثَّةً خَلَاءً: سَاكِنَةً بَعْدَ حَرَاكٍ، وَصَامِتَةً بَعْدَ نُطْقٍ. لِيَعِظْكُمْ هُدُوِّي، وَ خُفُوتُ إِطْرَاقِي، وَ سُكُونُ أَطْرَافِي، فَإِنَّهُ أَوْعَظُ لِلْمُعْتَبِرِينَ مِنَ ٱلْمَنْطِقِ ٱلْبَلِيغِ وَٱلْقَوْلِ ٱلْمَسْمُوعِ. وَ دَاعِي لَكُمْ وَدَاعُ ٱمْرِىءٍ مُرْصِدٍ لِلتَّلَاقِي! غَداً تَرَوْنَ أَيَّامِي، وَ يُكْشَفُ لَكُمْ عَنْ سَرَائِرِي، وَ تَعْرِفُونَنِي بَعْدَ خُلُوِّ مَكَانِي وَ قِيَامِ غَيْرِي مَقَامِي. [۱]

۱۵۰

و من خطبة له (عليه السلام)

يومى فيها الى الملاحم و يصف فئة من أهل الضلال

وَ أَخَذُوا يَمِيناً وَ شِمَالاً ظَعْناً فِي مَسَالِكِ ٱلْغَيِّ، وَ تَرْكاً لِمَذَاهِبِ الرُّشْدِ. فَلَا تَسْتَعْجِلُوا مَا هُوَ كَائِنٌ مُرْصَدٌ، وَ لَا تَسْتَبْطِئُوا مَا يَجِيءُ بِهِ ٱلْغَدُ. فَكَمْ مِنْ مُسْتَعْجِلٍ بِمَا إِنْ أَدْرَكَهُ وَدَّ أَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْهُ. وَ مَا أَقْرَبَ ٱلْيَوْمَ مِنْ تَبَاشِيرِ غَدٍ! يَا قَوْمِ، هَذَا إِبَّانُ(ايان) وُرُودِ كُلِّ مَوْعُودٍ، وَ دُنُوٌّ مِنْ طَلْعَةِ مَا لَا تَعْرِفُونَ. أَلَا وَ إِنَّ مَنْ أَدْرَكَهَا مِنَّا يَسْرِي فِيهَا بِسِرَاجٍ مُنِيرٍ، وَ يَحْذُو فِيهَا عَلَى مِثَالِ الصَّالِحِينَ، لِيَحُلَّ فِيهَا رِبْقاً، وَ يُعْتِقَ فِيهَا رِقّاً، وَ يَصْدَعَ شَعْباً، وَ يَشْعَبَ صَدْعاً، فِي سُتْرَةٍ عَنِ النَّاسِ لَا يُبْصِرُ ٱلْقَائِفُ أَثَرَهُ وَلَوْ تَابَعَ نَظَرَهُ. ثُمَّ لَيُشْحَذَنَّ فِيهَا قَوْمٌ شَحْذَ ٱلْقَيْنِ ٱلنَّصْلَ. تُجْلَى بِٱلتَّنْزِيلِ أَبْصَارُهُمْ، وَ يُرْمَى بِٱلتَّفْسِيرِ فِي مَسَامِعِهِمْ، وَ يُغْبَقُونَ كَأْسَ ٱلْحِكْمَةِ بَعْدَ الصَّبُوحِ!

فى الضلال

مِنْهَا: وَ طَالَ ٱلْأَمَدُ بِهِمْ لِيَسْتَكْمِلُوا ٱلْخِزْيَ، وَ يَسْتَوْجِبُوا ٱلْغِيَرَ؛ حَتَّىٰ إِذَا ٱخْلَوْلَقَ ٱلْأَجَلُ، وَ ٱسْتَرَاحَ قَوْمٌ إِلَىٰ ٱلْفِتَنِ، وَ أَشَالُوا عَنْ لَقَاحِ حَرْبِهِمْ، لَمْ يَمُنُّوا عَلَىٰ ٱللهِ بِٱلصَّبْرِ، وَلَمْ يَسْتَعْظِمُوا بَذْلَ أَنْفُسِهِمْ فِي ٱلْحَقِّ؛ حَتَّىٰ إِذَا وَافَقَ وَارِدُ ٱلْقَضَاءِ ٱنْقِطَاعَ مُدَّةِ ٱلْبَلَاءِ،

جثہ خلاء - بے جان
خفوت - سکون - خاموشی
اطراف - اعضاء و جوارح
مُرصِد - منتظر
تباشیرِ - اوائل امر
ابّان - وقت
دنوّ - قرب
رِبق - گرہ دار رسی
یصدع شعبا - اجتماع کو پراگندہ کردے گا
قائف - قیافہ شناس
یشحذ - چھری تیز کرتا ہے
قین - لوہار
نصل - دھار
یغبقون - شام کے وقت سیراب کیا جاتا ہے
صبوح - صبح کی شراب
غیر - حوادث زمانہ
خلولق - آخری وقت آگیا
شالت النافہ ذنبہا - یعنی تلواریں اٹھ گئیں

[۱] زندگی کے آخری لمحات میں مولائے کائنات نے بے ثباتی دنیا کا بہترین نقشہ کھینچ دیا ہے بشرطیکہ کوئی "دیدۂ عبرت نگاہ" ہو!

مادر خطبہ نمبر ۱۵۰ المسترشد طبری امامی ص ۴۲

میں کل تمھارے ہمسایہ میں رہا۔ میرا بدن ایک عرصہ تک تمھارے درمیان رہا اور عنقریب تم اسے جثۂ بلا روح کی شکل میں دیکھو گے جو حرکت کے بعد ساکن ہو جائے گا اور تکلم کے بعد ساکت ہو جائے گا۔ اب تو تمھیں اس خاموشی، اس سکوت اور اس سکون سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ یہ صاحبانِ عبرت کے لئے بہترین مقرر اور قابل سماعت بیانات سے زیادہ بہتر نصیحت کرنے والے ہیں۔ میری تم سے جدائی اس شخص کی جدائی ہے جو ملاقات کے انتظار میں ہے۔ کل تم میرے زمانہ کو پہچانو گے اور تم پر میرے اسرار منکشف ہوں گے اور تم میری صحیح معرفت حاصل کرو گے جب میری جگہ خالی ہو جائے گی اور دوسرے لوگ اس منزل پر قابض ہو جائیں گے۔ (۱)

۱۵۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں زمانہ کے حوادث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور گمراہوں کے ایک گروہ کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ان لوگوں نے گمراہی کے راستوں پر چلنے اور ہدایت کے راستوں کو چھوڑنے کے لئے داہنے بائیں راستے اختیار کر لئے ہیں مگر تم اس امر میں جلدی نہ کرو جو بہر حال ہونے والا ہے اور جس کا انتظار کیا جا رہا ہے اور اسے دور نہ سمجھو جو کل سامنے والا ہے کہ کتنے ہی جلدی کے طلبگار جب مقصد کو پا لیتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ کاش اسے حاصل نہ کرتے۔ آج کا دن کل کے سویرے سے کس قدر قریب ہے۔

لوگو! یہ ہر وعدہ کے ورود اور ہر اس چیز کے ظہور کی قربت کا وقت ہے جسے تم نہیں پہچانتے ہو لہٰذا جو شخص بھی ان حالات تک باقی رہ جائے اس کا فرض ہے کہ روشن چراغ (۲) کے سہارے قدم آگے بڑھائے اور صالحین کے نقش قدم پر چلے تاکہ ہر گرہ کو کھول سکے اور ہر غلامی سے آزادی پیدا کر سکے، ہر مجتمع کو بوقت ضرورت منتشر کر سکے اور ہر انتشار کو مجتمع کر سکے اور لوگوں سے یوں مخفی رہے کہ قیافہ شناس بھی اس کے نقش قدم کو تا حد نظر نہ پا سکیں۔ اس کے بعد ایک قوم پر اس طرح صیقل کی جائے گی جس طرح لوہار تلوار کی دھار پر صیقل کرتا ہے۔ ان لوگوں کی آنکھوں کو قرآن کے ذریعہ روشن کیا جائے گا اور ان کے کانوں میں تفسیر کو مسلسل پہونچایا جائے گا اور انھیں صبح و شام حکمت کے جاموں سے سیراب کیا جائے گا۔

ان گمراہوں کو مہلت دی گئی تاکہ اپنی رسوائی کو مکمل کر لیں اور ہر تغیر کے حقدار ہو جائیں۔ یہاں تک کہ جب زمانہ کافی گذر چکا اور ایک قوم فتنوں سے مانوس ہو چکی اور جنگ کی تخم پاشیوں کے لئے کھڑی ہو گئی۔ تو وہ لوگ بھی سامنے آگئے جو اللہ پر اپنے صبر کا احسان نہیں جتاتے اور راہ خدا میں جان دینے کو کوئی کارنامہ نہیں تصور کرتے۔ یہاں تک کہ جب آنے والے حکم قضا نے آزمائش کی مدت کو تمام کر دیا۔

---

(۱) امیر المومنینؑ نے اپنے بعد پیدا ہونے والے فتنوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ زمانہ بہر حال حجت خدا سے خالی نہ رہیگا اور اس اندھیرے میں بھی کوئی نہ کوئی سراج منیر ضرور رہے گا لہٰذا تمھارا فرض ہے کہ اس کا سہارا لے کر آگے بڑھو اور بہترین نتائج حاصل کرو۔

(۲) اس کا بہترین دور امام باقرؑ اور امام صادقؑ کا دور ہے جہاں چار ہزار اصحاب فکر و نظر امامؑ کے مدرسہ میں حاضری دے رہے تھے اور آپ کے تعلیمات سے اپنے دل و دماغ کو روشن کر رہے تھے۔ کانوں میں قرآن صامت کی آوازیں تھیں اور نگاہوں میں قرآن ناطق کا جلوہ۔

(۱) حَمَلُوا بَصَائِرَهُمْ عَلَىٰ أَسْيَافِهِمْ، وَ دَانُوا لِرَبِّهِمْ بِأَمْرِ وَاعِظِهِمْ؛ حَتَّىٰ إِذَا قَبَضَ اللهُ رَسُولَهُ (ﷺ): رَجَعَ قَوْمٌ عَلَى الْأَعْقَابِ، وَ غَالَتْهُمُ السُّبُلُ، وَاتَّكَلُوا عَلَى الْوَلَائِجِ، وَ وَصَلُوا غَيْرَ الرَّحِمِ، وَ هَجَرُوا السَّبَبَ الَّذِي أُمِرُوا بِمَوَدَّتِهِ، وَ نَقَلُوا الْبِنَاءَ عَنْ رَصِّ أَسَاسِهِ: فَبَنَوْهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ. مَعَادِنُ كُلِّ خَطِيئَةٍ، وَ أَبْوَابُ كُلِّ ضَارِبٍ فِي غَمْرَةٍ. قَدْ مَارُوا فِي الْحَيْرَةِ، وَ ذَهَلُوا فِي السَّكْرَةِ، عَلَىٰ سُنَّةٍ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ: مِنْ مُنْقَطِعٍ إِلَى الدُّنْيَا رَاكِنٍ، أَوْ مُفَارِقٍ لِلدِّينِ مُبَايِنٍ.

۱۵۱

و من خطبة له (عليه السلام)

يحذر من الفتن

الشهادتان

وَ أَحْمَدُ اللهَ وَ أَسْتَعِينُهُ عَلَىٰ مَدَاحِرِ الشَّيْطَانِ وَ مَزَاجِرِهِ، وَالِاعْتِصَامِ مِنْ حَبَائِلِهِ وَ مَخَاتِلِهِ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، وَ نَجِيبُهُ وَ صَفْوَتُهُ. لَا يُوَازَىٰ فَضْلُهُ، وَلَا يُجْبَرُ فَقْدُهُ. أَضَاءَتْ بِهِ الْبِلَادُ بَعْدَ الضَّلَالَةِ الْمُظْلِمَةِ، وَالْجَهَالَةِ الْغَالِبَةِ، وَ الْجَفْوَةِ الْجَافِيَةِ؛ وَالنَّاسُ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرِيمَ، وَ يَسْتَذِلُّونَ الْحَكِيمَ؛ يَحْيَوْنَ عَلَىٰ فَتْرَةٍ وَ يَمُوتُونَ عَلَىٰ كَفْرَةٍ!

التحذير من الفتن

ثُمَّ إِنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ أَغْرَاضُ بَلَايَا قَدِ اقْتَرَبَتْ. فَاتَّقُوا سَكَرَاتِ النِّعْمَةِ، وَاحْذَرُوا بَوَائِقَ النِّقْمَةِ: وَ تَثَبَّتُوا فِي قَتَامِ الْعِشْوَةِ، وَ اعْوِجَاجِ الْفِتْنَةِ عِنْدَ طُلُوعِ جَنِينِهَا، وَ ظُهُورِ كَمِينِهَا، وَانْتِصَابِ قُطْبِهَا، وَ مَدَارِ رَحَاهَا. تَبْدَأُ فِي مَدَارِجَ خَفِيَّةٍ، وَ تَؤُولُ إِلَىٰ فَظَاعَةٍ جَلِيَّةٍ. شِبَابُهَا كَشِبَابِ الْغُلَامِ، وَ آثَارُهَا كَآثَارِ السِّلَامِ، يَتَوَارَثُهَا الظَّلَمَةُ بِالْعُهُودِ! أَوَّلُهُمْ قَائِدٌ لِآخِرِهِمْ، وَ آخِرُهُمْ مُقْتَدٍ بِأَوَّلِهِمْ؛ يَتَنَافَسُونَ فِي دُنْيَا دَنِيَّةٍ، وَ يَتَكَالَبُونَ عَلَىٰ جِيفَةٍ مُرِيحَةٍ. وَ عَنْ

حملوا بصائرہم عقائد کی تلوار نکال لی
ولائج - جمع ولیجہ - مخفی امور
غمرہ - شدت
ماروا - مضطرب ہوگئے
دحر - ہنکانا
مخاتل - کمینگاہ
فترہ - مرسلین سے خالی زمانہ
بوائق - جمع بائقہ - مہلک
قتام - غبار
عشوہ - تاریکی
شباب - آغاز کار
سِلام - سخت پتھر
اراح اللحم - بدبودار کر دیا

(۱) تلواروں کو کاندھوں پر اٹھا کر گردنوں پر مسلط کر دینا ہر ایک کو آتا ہے لیکن بصیرت کو تلواروں پر مسلط کر دینا اور بصیرت کے بغیر تلوار نہ اٹھانا یا اٹھی ہوئی تلوار کو روک لینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے اس کیلئے وہ نگاہ درکار ہے جو ستر پشت تک کے اصلاب میں نور ایمان کی جلوہ گری دیکھ سکتی ہو۔

مصادر خطبہ ۱۵۱ بحار الانوار ۸ ص۲۶۳ ، الطراز للسید الیمانی ۱ ص۳۳۴

(۱) انھوں نے اپنی بصیرت کو اپنی تلواروں پر مسلط کر دیا اور اپنے نصیحت کرنے والے کے حکم سے پروردگار کی بارگاہ میں جھک گئے۔ مگر اس کے بعد جب پروردگار نے پیغمبر اکرمؐ کو اپنے پاس بلا لیا تو ایک قوم الٹے پاؤں پلٹ گئی اور راستے مختلف راستوں نے تباہ کر دیا۔ انھوں نے مہمل عقائد کا سہارا لیا اور غیر قرابت دار سے تعلقات پیدا کئے اور اس سبب کو نظر انداز کر دیا جس سے مودت کا حکم دیا گیا تھا۔ عمارت کو جڑ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ پر قائم کر دیا جو ہر غلطی کا معدن و مخزن اور ہر گمراہی کا دروازہ تھے۔ حیرت میں سرگرداں اور آل فرعون کی طرح نشہ میں غافل تھے ان میں کوئی دنیا کی طرف مکمل کٹ کر آگیا تھا اور کوئی دین سے مستقل طریقہ پر الگ ہو گیا تھا۔

۱۵۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں فتنوں سے ڈرایا گیا ہے)

میں خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اس کی مدد چاہتا ہوں ان چیزوں کے لئے جو شیاطین کو ہنکا سکیں۔ بھگا سکیں اور اس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھ سکیں اور میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول۔ اس کے منتخب اور مصطفیٰ ہیں ان کے فضل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اور ان کے فقدان کی کوئی تلافی نہیں ہے۔ ان کی وجہ سے تمام شہر ضلالت کی تاریکی۔ جہالت کے غلبہ اور بد سرشتی اور بد اخلاقی کی شدت کے بعد جب لوگ حرام کو حلال بنائے ہوئے تھے اور صاحبان حکمت کو ذلیل سمجھ رہے تھے۔ رسولوں سے خالی دور میں زندگی گذار رہے تھے اور کفر کی حالت میں مر رہے تھے۔ منور اور روشن ہو گئے۔

(فتنوں سے آگاہی) اس کے بعد تم اے گروہ عرب ان بلاؤں کے نشانہ پر ہو جو قریب آچکی ہیں لہٰذا نعمتوں کی مدہوشیوں سے بچو اور ہلاک کرنے والے عذاب سے ہوشیار رہو۔ اندھیروں کے دھندلکوں میں قدم جمائے رہو اور فتنوں کی کجروی سے ہوشیار رہو جس وقت ان کا پوشیدہ خدشہ سامنے آرہا ہو اور مخفی اندیشہ ظاہر ہو رہا ہو اور کھونٹا مضبوط ہو رہا ہو۔ یہ فتنے ابتدا میں مخفی راستوں سے شروع ہوتے ہیں اور آخر میں واضح مصائب تک پہونچ جاتے ہیں۔ ان کا آغاز بچوں کے آغاز جیسا ہوتا ہے لیکن ان کے آثار نقش کالحجر جیسے ہوتے ہیں۔ دنیا کے ظالم باہمی عہد و پیمان کے ذریعہ ان کے وارث بنتے ہیں۔ اول آخر کا قائد ہوتا ہے اور آخر اول کا مقتدی۔ حقیر دنیا کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور بدبو دار مُردہ پر آپس میں جنگ کرتے ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری کی کتاب الفتن میں اسی صورت حال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب رسول اکرمؐ حوض کوثر پر بعض اصحاب کا حشر دیکھ کر کہ انھیں ہنکایا جا رہا ہے۔ فریاد کریں گے کہ خدایا یہ میرے اصحاب ہیں تو ارشاد ہوگا کہ تمھیں نہیں معلوم کہ انھوں نے تمھارے بعد کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں اور کس طرح دین خدا سے منحرف ہو گئے ہیں۔

(۲) انسانی بصیرت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انسان فتنہ کو پہلے مرحلہ پر پہچان لے اور وہیں اس کا سد باب کر دے ورنہ جب اس کا رواج ہو جاتا ہے تو اس کا روکنا ناممکن ہو جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کا آغاز اتنے مخفی اور حسین انداز سے ہوتا ہے کہ اس کا پہچاننا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے اور اس طرح عوام الناس اپنے مخصوص عقائد و نظریات یا عواطف و جذبات کی بنا پر ان فتنوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور آخر میں ان کی مصیبت کا علاج ناممکن ہو جاتا ہے۔ علما، اعلام اور مفکرین اسلام کی ضرورت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ فتنوں کو آغاز کار ہی سے پہچان سکتے ہیں اور ان کا سد باب کر سکتے ہیں بشرطیکہ عوام الناس ان کے اوپر اعتماد کریں اور ان کی بصیرت سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔!

قليلٍ يتبرّأ التابع من المتبوع، و القائد من المقود، فيتزايلون بالبغضاء، و يتلاعنون عند اللقاء. ثمّ يأتي بعد ذلك طالع الفتنة الرجوف، و القاصمة الزحوف، فتزيغ قلوبٌ بعد استقامةٍ، و تضلّ رجالٌ بعد سلامةٍ، و تختلف الأهواء عند هجومها، و تلتبس الآراء عند نجومها. من أشرف لها قصمته، و من سعى فيها حطمته، يتكادمون فيها تكادم الحمر في العانة! قد اضطرب معقود الحبل، و عمي وجه الأمر. تغيض فيها الحكمة، و تنطق فيها الظلمة، و تدقّ أهل البدو بمسحلها، و ترضّهم بكلكلها! يضيع في غبارها الوحدان، و يهلك في طريقها الركبان؛ ترد بمرّ القضاء، و تحلب عبيط الدماء، و تثلم منار الدين، و تنقض عقد اليقين. يهرب منها الأكياس، و يدبّرها الأرجاس. مرعادٌ مبراقٌ، كاشفةٌ عن ساقٍ! تقطع فيها الأرحام، و يفارق عليها الإسلام! بريّها سقيمٌ، و ظاعنها مقيمٌ.

منها: بين قتيلٍ مطلولٍ، و خائفٍ مستجيرٍ، يختلون بعقد الأيمان و بغرور الإيمان؛ فلا تكونوا أنصاب الفتن، و أعلام البدع، و الزموا ما عقد عليه حبل الجماعة، و بنيت عليه أركان الطاعة؛ و اقدموا على الله مظلومين، و لا تقدموا عليه ظالمين؛ و اتّقوا مدارج الشيطان، و مهابط العدوان؛ و لا تدخلوا بطونكم لعق الحرام، فإنّكم بعين من حرّم عليكم المعصية، و سهّل لكم سبل الطاعة.

١٥٢

و من خطبة له (ع)

في صفات الله جل جلاله، و صفات أئمة الدين (ع)

الحمد لله الدالّ على وجوده بخلقه، و بمحدث خلقه على أزليّته، و باشتباههم على أن لا شبه له. لا تستلمه المشاعر، و لا تحجبه السواتر. لافتراق الصانع

تیزایلون - ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے
رجوف - بیحد مضطرب
قاصمہ - کمر توڑ
زحوف - شدید حملہ آور
نجوم - ظہور
یتکادمون - ایک دوسرے کو کاٹ کھائے گا
عانہ - گدھوں کی جماعت
تغیض - پانی کم ہو جائے گا
تدق - پیس ڈالے گا
مسحل - ہتھوڑا
رض - کوٹنا
کلکل - سینہ
وحدان - الگ الگ - اکا دکا
عبیط - خالص اور تازہ
تثلم - توڑ ڈالے گا اور منہدم کر دے گا
اکیاس - جمع کیس - عقلمند
ارجاس - جمع رجس - خبیث
مطلول جس کا خون رائیگاں ہو جائے
انصاب - مرکز
لعق - جمع لعقہ - لقمہ
انکم بعینہ - وہ تمھیں دیکھ رہا ہے
لاتستلمہ - اس تک پہنچ نہیں سکتے

مصادر خطبہ ۱۵۲ اصول کافی ۱ صـ۱۳۹ ، غرر الحکم صـ۲۳۲ ، توحید صدوق صـ۴۲

کہ عنقریب مرید اپنے پیر اور پیر اپنے مرید سے برائت کرے گا اور بغض و عداوت کے ساتھ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے اور ملاقات ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ اس کے بعد وہ وقت آئے گا جب زلزلہ افگن فتنہ سر اٹھائے گا جو کمر توڑ ہوگا اور شدید طور پر آور ہوگا جس کے نتیجہ میں بہت سے دل استقامت کے بعد کجی کا شکار ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ سلامتی کے بعد بہک جائیں گے۔ ان کے ہجوم کے وقت خواہشات میں ٹکراؤ ہوگا اور اس کے ظہور کے ہنگام افکار مشتبہ ہو جائیں گے۔ جو ادھر سر اٹھا کر دیکھے گا اس کی کمر توڑ دیں گے اور جو اس میں دوڑ دھوپ کرے گا اسے تباہ کر دیں گے۔ لوگ یوں ایک دوسرے کو کاٹنے دوڑیں گے جس طرح بھیڑ کے اندر گدھے۔ خدائی رسی کے بل کھل جائیں گے اور حقائق کے راستے مشتبہ ہو جائیں گے۔ حکمت کا چشمہ خشک ہو جائے گا اور ظالم بولنے لگیں گے۔ دیہاتیوں کو ہتھوڑوں سے کوٹ دیا جائے گا اور اپنے سینہ سے دبا کر کچل دیا جائے گا۔ اکیلے اکیلے افراد اس کے غبار میں گم ہو جائیں گے اور اس کے راستہ میں سوار ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ فتنے قضاء الٰہی کی تلخی کے ساتھ وارد ہوں گے اور دودھ کے بدلے تازہ خون نکالیں گے۔ دین کے منارے (علماء) ہلاک ہو جائیں گے اور یقین کی گرہیں ٹوٹ جائیں گی۔ صاحبان ہوش ان سے بھاگنے لگیں گے اور خبیث النفس افراد اس کے مدار المہام ہو جائیں گے۔ یہ فتنے گرجنے والے، چمکنے والے اور سراپا تیار ہوں گے۔ ان میں رشتہ داروں سے تعلقات توڑ لئے جائیں گے اور اسلام سے جدائی اختیار کر لی جائے گی۔ اس سے الگ رہنے والے بھی مریض ہوں گے اور کوچ کر جانے والے بھی گویا مقیم ہی ہوں گے۔

اہل ایمان میں بعض ایسے مقتول ہوں گے جن کا خون بہا تک نہ لیا جا سکے گا اور بعض ایسے خوفزدہ ہوں گے کہ پناہ کی تلاش میں ہوں گے۔ انہیں پختہ قسموں اور ایمان کی فریب کاریوں میں مبتلا کیا جائے گا لہٰذا خبردار تم فتنوں کا نشانہ اور بدعتوں کا نشان مت بننا اور اسی راستہ کو پکڑے رہنا جس پر ایمانی جماعت قائم ہے اور جس پر اطاعت کے ارکان قائم کئے گئے ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں مظلوم بن کر جاؤ۔ خبردار ظالم بن کر مت جانا۔ شیطان کے راستوں اور ظلم کے مرکزوں سے محفوظ رہو اور اپنے شکم میں لقمۂ حرام کو داخل مت کرو کہ تم اس کی نگاہ کے سامنے ہو جس نے تم پر معصیت کو حرام کیا ہے اور تمہارے لئے اطاعت کے راستوں کو آسان کر دیا ہے۔

۱۵۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار کے صفات اور ائمہ طاہرینؑ کے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی تخلیق سے اپنے وجود کا، اپنی مخلوقات کے حادث ہونے سے اپنی ازلیت کا اور ان کی باہمی شباہت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دیا ہے۔ اس کی ذات تک حواس کی رسائی نہیں ہے اور پھر بھی پردے اسے پوشیدہ نہیں کر سکتے ہیں۔

امیر المومنینؑ نے جس قسم کے فتنوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان کا سلسلہ اگرچہ آپ کے بعد ہی سے شروع ہو گیا تھا لیکن ابھی تک موقوف نہیں ہوا اور نہ فی الحال موقوف ہونے کے امکانات ہیں۔ جس طرف دیکھو وہی صورت حال نظر آرہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اور انہیں مظالم کی گرم بازاری ہے جن سے آپ نے ہوشیار کیا ہے۔
ضرورت ہے کہ صاحبان ایمان ان ہدایات سے فائدہ اٹھائیں، فتنوں سے محفوظ رہیں۔ صاحبان بصیرت سے وابستہ رہیں اور کم سے کم اتنا خیال رکھیں کہ خدا کی بارگاہ میں مظلوم بن کر حاضر ہونے میں کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ اسی میں دائمی عزت اور ابدی شرافت ہے۔ ذلت ظلم میں ہوتی ہے مظلومیت میں نہیں۔!

وَٱلْمَصْنُوعِ، وَ ٱلْحَادُّ وَ ٱلْمَحْدُودِ، وَالرَّبُّ وَٱلْمَرْبُوبِ؛ ٱلْأَحَدِ بِلَا تَأْوِيلِ عَدَدٍ، وَ ٱلْخَالِقِ لَا بِمَعْنَىٰ حَرَكَةٍ وَ نَصَبٍ، وَالسَّمِيعِ لَا بِأَدَاةٍ، وَٱلْبَصِيرِ لَا بِتَفْرِيقِ آلَةٍ، وَالشَّاهِدِ لَا بِمُمَاسَّةٍ، وَٱلْبَائِنِ لَا بِتَرَاخِي مَسَافَةٍ، وَ الظَّاهِرِ لَا بِرُؤْيَةٍ. وَٱلْبَاطِنِ لَا بِلَطَافَةٍ، بَانَ مِنَ ٱلْأَشْيَاءِ بِالْقَهْرِ لَهَا، وَٱلْقُدْرَةِ عَلَيْهَا، وَبَانَتِ ٱلْأَشْيَاءُ مِنْهُ بِالْخُضُوعِ لَهُ، وَالرُّجُوعِ إِلَيْهِ. مَنْ وَصَفَهُ فَقَدْ حَدَّهُ، وَ مَنْ حَدَّهُ فَقَدْ عَدَّهُ، وَ مَنْ عَدَّهُ فَقَدْ أَبْطَلَ أَزَلَهُ، وَ مَنْ قَالَ: «كَيْفَ» فَقَدِ ٱسْتَوْصَفَهُ، وَ مَنْ قَالَ: «أَيْنَ» فَقَدْ حَيَّزَهُ. عَالِمٌ إِذْ لَا مَعْلُومٌ، وَ رَبٌّ إِذْ لَا مَرْبُوبٌ، وَ قَادِرٌ إِذْ لَا مَقْدُورٌ.

منه
ائمة الدين ﴿عليهم السلام﴾

منها: قَدْ طَلَعَ طَالِعٌ، وَلَمَعَ لَامِعٌ، وَ لَاحَ لَائِحٌ، وَٱعْتَدَلَ مَائِلٌ؛ وَ ٱسْتَبْدَلَ اللهُ بِقَوْمٍ قَوْماً، وَ بِيَوْمٍ يَوْماً، وَ ٱنْتَظَرْنَا ٱلْغِيَرَ ٱنْتِظَارَ ٱلْمُجْدِبِ ٱلْمَطَرَ. وَ إِنَّمَا ٱلْأَئِمَّةُ قُوَّامُ اللهِ عَلَىٰ خَلْقِهِ، وَ عُرَفَاؤُهُ عَلَىٰ عِبَادِهِ؛ وَ لَا يَدْخُلُ ٱلْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَهُمْ وَ عَرَفُوهُ، وَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا مَنْ أَنْكَرَهُمْ وَ أَنْكَرُوهُ إِنَّ اللهَ تَعَالَىٰ خَصَّكُمْ بِالْإِسْلَامِ، وَٱسْتَخْلَصَكُمْ لَهُ، وَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ ٱسْمُ سَلَامَةٍ، وَ جِمَاعُ كَرَامَةٍ. ٱصْطَفَىٰ اللهُ تَعَالَىٰ مَنْهَجَهُ وَ بَيَّنَ حُجَجَهُ، مِنْ ظَاهِرِ عِلْمٍ، وَ بَاطِنِ حِكَمٍ. لَا تَفْنَىٰ غَرَائِبُهُ، وَ لَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ. فِيهِ مَرَابِيعُ ٱلنِّعَمِ. وَ مَصَابِيحُ الظُّلَمِ. لَا تُفْتَحُ ٱلْخَيْرَاتُ إِلَّا بِمَفَاتِيحِهِ، وَ لَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ إِلَّا بِمَصَابِيحِهِ. وَ قَدْ أَحْمَىٰ حِمَاهُ. وَ أَرْعَىٰ مَرْعَاهُ. فِيهِ شِفَاءُ ٱلْمُسْتَشْفِي. وَ كِفَايَةُ ٱلْمُكْتَفِي.

۱۵۳
و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾
صفة الضال

وَ هُوَ فِي مُهْلَةٍ مِنَ اللهِ يَهْوِي مَعَ ٱلْغَافِلِينَ، وَ يَغْدُو مَعَ ٱلْمُذْنِبِينَ، بِلَا سَبِيلٍ قَاصِدٍ، وَ لَا إِمَامٍ قَائِدٍ.

صفات الغافلين

منها: حَتَّىٰ إِذَا كَشَفَ لَهُمْ عَنْ جَزَاءِ مَعْصِيَتِهِمْ، وَ ٱسْتَخْرَجَهُمْ مِنْ جَلَابِيبِ غَفْلَتِهِمُ ٱسْتَقْبَلُوا مُدْبِراً، وَٱسْتَدْبَرُوا مُقْبِلاً. فَلَمْ يَنْتَفِعُوا بِمَا أَدْرَكُوا مِنْ طَلِبَتِهِمْ، وَ لَا بِمَا قَضَوْا مِنْ وَطَرِهِمْ.

إِنِّي أُحَذِّرُكُمْ، وَ نَفْسِي، هٰذِهِ ٱلْمَنْزِلَةَ. فَلْيَنْتَفِعِ ٱمْرُؤٌ بِنَفْسِهِ

نصب - تھکن

اداۃ - آلہ

تفریق آلہ - پلکوں کا کھولنا

بائن - الگ - جداگانہ

من وصفہ - جس نے مخلوقات کے اوصاف سے متصف کیا

لاح - ظاہر ہوا

غیر - حوادث زمانہ

جماع الشئی - مجمع

مرابیع - جمع مرباع - جہاں بہار کی گھاس اگتی ہے

احمیٰ حماہ - حدود کو محفوظ بنایا

(۱) واضح رہے کہ یہ خطبہ حضرت نے قتل عثمان کے بعد ارشاد فرمایا ہے اور اس میں جدید ترین آثار خیر و برکت کی طرف اشارہ کیا ہے - گویا حالات تبدیل ہو رہے ہیں اور امت کی سعادت کا وقت قریب آگیا ہے - لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ آل محمدؐ سے کمل طور پر وابستگی اختیار کی جائے کہ ان سے وابستگی کے بغیر جنّت میں داخلہ کا کوئی امکان نہیں ہے اور وابستگی میں بھی یہ شرط ہے کہ انسان انھیں اپنا قائد تسلیم کرے اور وہ اسے اپنا غلام اور پیرو تسلیم کرلیں ورنہ اس کے یک طرفہ دعوائے محبت کی کوئی حیثیت نہیں ہے -

اسلام کی مختصر ترین تعریف یہی ہے کہ یہ سلامتی اور کرامت و عزت کا دین ہے - اس کے تعلیمات میں یہ دونوں عنصر ہر مقام پر نمایاں طور نظر آتے ہیں -

---

مصادر خطبہ ۱۵۳ تحف العقول ص۱۰۸ ، کافی ۵ ص۸۲ مجموعہ شیخ ورام ص۴۴

مصنوع صانع سے اور حد بندی کرنے والا محدود سے اور پرورش کرنے والا پرورش پانے والے سے بہر حال الگ ہوتا ہے۔ وہ عدد کے اعتبار سے نہیں۔ وہ خالق ہے مگر حرکت و تعب کے ذریعہ نہیں۔ وہ سمیع ہے لیکن کانوں کے ذریعہ نہیں اور وہ بصیر ہے آنکھیں کھولنے کے ذریعہ نہیں۔

وہ حاضر ہے مگر چھوا نہیں جا سکتا اور وہ دور ہے لیکن مسافتوں کے اعتبار سے نہیں۔ وہ ظاہر ہے لیکن دیکھا نہیں جا سکتا ہے اور وہ باطن ہے لیکن جسم کی لطافت کی بنا پر نہیں۔ وہ اشیاء سے الگ ہے اپنے قہر و غلبہ اور قدرت و اختیار کی بنا پر اور مخلوقات اس سے جداگانہ ہیں خضوع و خشوع اور اس کی بارگاہ میں بازگشت کی بنا پر۔ جس نے اس کے لئے الگ سے اوصاف کا تصور کیا اس نے اسے اعداد میں لاکر کھڑا کر دیا اور جس نے ایسا کیا اس نے اسے حادث بنا کر اس کی ازلیت کا خاتمہ کر دیا اور جس نے یہ سوال کیا کہ وہ کیسا ہے اس نے الگ سے اوصاف کی جستجو کی اور جس نے یہ دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے اسے مکان میں محدود کر دیا۔ وہ اس وقت سے عالم ہے جب معلومات کا پتہ بھی نہیں تھا اور اس وقت سے مالک ہے جب مملوکات کا نشان بھی نہیں تھا اور اس وقت سے قادر ہے جب مقدورات پردۂ عدم میں پڑے تھے۔

(ائمۂ دین) دیکھو طلوع کرنے والا طالع ہو چکا ہے اور چمکنے والا روشن ہو چکا ہے۔ ظاہر ہونے والے کا ظہور سامنے آچکا ہے کجی سیدھی ہو چکی ہے اور اللہ ایک قوم کے بدلے دوسری قوم اور ایک دور کے بدلے دوسرا دور لے آیا ہے۔ ہم نے حالات کی تبدیلی کا اسی طرح انتظار کیا ہے جس طرح قحط زدہ بارش کا انتظار کرتا ہے۔ ائمہ درحقیقت اللہ کی طرف سے مخلوقات کے نگراں اور بندوں کو اس کی معرفت کا سبق دینے والے ہیں۔ کوئی شخص جنت میں قدم نہیں رکھ سکتا ہے جب تک وہ انھیں نہ پہچان لے اور حضرات اسے اپنا نہ کہہ دیں اور کوئی شخص جہنم میں جا نہیں سکتا ہے مگر یہ کہ وہ ان حضرات کا انکار کر دے اور وہ بھی اسے پہچاننے سے انکار کر دیں۔ پروردگار نے تم لوگوں کو اسلام سے نوازا ہے اور تمھیں اس کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ اسلام سلامتی کا نشان اور کرامت کا سرمایہ ہے۔ اللہ نے اس کے راستہ کا انتخاب کیا ہے۔ اس کے دلائل کو واضح کیا ہے۔ ظاہری علم اور باطنی حکمتوں کے ذریعہ۔ اس کے غرائب فنا ہونے والے اور اس کے عجائب ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ اس میں نعمتوں کی بہار اور ظلمتوں کے چراغ ہیں۔ نیکیوں کے دروازے اسی کی کنجیوں سے کھلتے ہیں اور تاریکیوں کا ازالہ اسی کے چراغوں سے ہوتا ہے۔ اس نے اپنے حدود کو محفوظ کر لیا ہے اور چراگاہ کو عام کر دیا ہے۔ اس میں طالب شفا کے لئے شفا اور امیدوار کفایت کے لئے بے نیازی کا سامان موجود ہے۔

۱۵۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(گمراہوں اور غافلوں کے بارے میں)

(گمراہ) یہ انسان اللہ کی طرف سے مہلت کی منزل میں ہے۔ غافلوں کے ساتھ تباہیوں کے گڑھے میں گر پڑتا ہے اور غداروں کے ساتھ صبح کرتا ہے۔ نہ اس کے سامنے سیدھا راستہ ہے اور نہ قیادت کرنے والا پیشوا۔

(غافلین) یہاں تک کہ جب پروردگار نے ان کے گناہوں کی سزا کو واضح کر دیا اور انھیں غفلت کے پردوں سے باہر نکال لیا تو جس سے منہ پھیرتے تھے اسی کی طرف دوڑنے لگے اور جس کی طرف متوجہ تھے اس سے منہ پھیرنے لگے۔ جن مقاصد کو حاصل کر لیا تھا ان سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور جن حاجتوں کو پورا کر لیا تھا ان سے بھی کوئی نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔

دیکھو میں تمھیں اور خود اپنے نفس کو بھی اس صورت حال سے ہوشیار کر رہا ہوں۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنے نفس سے فائدہ اٹھائے۔

فَـإِنَّمَا ٱلْـبَصِيرُ مَـنْ سَمِـعَ فَـتَفَكَّرَ، وَ نَـظَرَ فَأَبْـصَرَ، وَ ٱنْـتَفَعَ بِـالْعِبَرِ، ثُمَّ سَلَكَ
جَدَداً وَاضِـحاً يَـتَجَنَّبُ فِـيهِ الصَّرعَـةَ فِي ٱلْمَـهَاوِي، وَالضَّـلَالَ فِي ٱلْمَغَاوِي وَ
عَلَىٰ نَفْسِهِ ٱلْغُوَاةَ بِتَعَسُّفٍ فِي حَقٍّ، أَوْ تَحْرِيفٍ فِي نُطْقٍ. أَوْ تَخَوُّفٍ مِنْ صِدْقٍ.

عظة الناس

فَأَفِقْ أَيُّهَا السَّامِعُ مِنْ سَكْرَتِكَ، وَ ٱسْتَيْقِظْ مِـنْ غَـفْلَتِكَ، وَ ٱخْـتَصِرْ مِـنْ عَـ
وَأَنْـعِمِ ٱلْـفِكْرَ فِـيْـمَا جَـاءَكَ عَـلَىٰ لِسَـانِ النَّـبِيِّ ٱلْأُمِّـيِّ صَـلَّى ٱللّٰـهُ عَـلَيْـ
مِمَّـا لَا بُـدَّ مِـنْهُ وَ لَا مَحِـيصَ عَـنْهُ؛ وَ خَـالِفْ مَـنْ خَـالَفَ ذٰلِكَ إِلَىٰ غَـيْرِهِ،
وَ مَـا رَضِيَ لِـنَفْسِهِ؛ وَضَـعْ فَـخْرَكَ، وَ ٱحْـطُطْ كِـبْرَكَ، وَ ٱذْكُـرْ قَـبْرَكَ. فَـإِ
مَمَـرَّكَ، وَ كَـمَا تَـدِينُ تُـدَانُ، وَ كَـمَا تَـزْرَعُ تَحْـصُدُ، وَ مَـا قَـدَّمْتَ ٱلْـيَوْمَ تَـقْدَ
غَـداً، فَـامْهَدْ لِـقَدَمِكَ وَ قَـدِّمْ لِـيَوْمِكَ، فَـالْحَذَرَ ٱلْحَـذَرَ أَيُّهَـا ٱلْمُسْتَمِعُ!
ٱلْجِـدَّ ٱلْجِـدَّ أَيُّهَـا ٱلْـغَافِلُ! «وَ لَا يُـنَبِّئُكَ مِـثْلُ خَـبِيرٍ».

إِنَّ مِنْ عَزَائِمِ اللهِ فِي الذِّكْرِ ٱلْحَكِيمِ، الَّتِي عَلَيْهَا يُثِيبُ وَ يُعَاقِبُ، وَلَهَا يَرْضَىٰ وَ
أَنَّهُ لَا يَنْفَعُ عَبْداً - وَ إِنْ أَجْهَدَ نَفْسَهُ، وَأَخْلَصَ فِعْلَهُ - أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا، لَاقِ
بِخَصْلَةٍ مِنْ هٰذِهِ ٱلْخِصَالِ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا: أَنْ يُشْرِكَ بِاللهِ فِيمَا ٱفْتَرَضَ عَلَيْهِ مِنْ
أَوْ يَشْـفِيَ غَـيْظَهُ بِهَـلَاكِ نَـفْسٍ، أَوْ يَعُرَّ بِأَمْرٍ فَعَلَهُ غَـيْرُهُ، أَوْ يَسْتَنْجِحَ حَـ
النَّـاسِ بِـإِظْهَارِ بِـدْعَةٍ فِي دِينِهِ، أَوْ يَـلْقَىٰ النَّـاسَ بِـوَجْهَيْنِ، أَوْ يَمْشِيَ فِـيهِمْ بِـ
ٱعْقِلْ ذٰلِكَ فَإِنَّ ٱلْمِثْلَ دَلِيلٌ عَلَىٰ شِبْهِهِ.

إِنَّ ٱلْبَهَائِمَ هَمُّهَا بُطُونُهَا، وَ إِنَّ السِّبَاعَ هَمُّهَا ٱلْعُدْوَانُ عَلَىٰ غَـيْرِهَا، وَ إِنَّ
هَمَّـهُنَّ زِيـنَةُ ٱلْحَـيَاةِ الدُّنْيَا وَٱلْـفَسَادُ فِيهَا؛ إِنَّ ٱلْمُـؤْمِنِينَ مُسْـتَكِينُونَ. إِنَّ ٱ
مُشْفِقُونَ. إِنَّ ٱلْمُؤْمِنِينَ خَـائِفُونَ.

١٥٤

و من خطبة له ﴿ﷺ﴾

يذكر فيها فضائل أهل البيت﴿ﷺ﴾

وَ نَـاظِرُ قَـلْبِ اللَّـبِيبِ بِـهِ يُـبْصِرُ أَمَـدَهُ، وَ يَـعْرِفُ غَـوْرَهُ وَ نَجْـ
دَعَـا، وَرَاعٍ رَعَـىٰ، فَـاسْتَجِيبُوا لِـلدَّاعِـي، وَٱتَّـبِعُوا الرَّاعِـيَ.
قَـدْ خَـاضُوا بِحَـارَ ٱلْـفِتَنِ، وَأَخَـذُوا بِـالْبِدَعِ دُونَ السُّـنَ

مغاوی ـ جمع مغواۃ شبہات
مَہَدَ ـ فرش کر دیا
یَعُرّ ـ عیب دار بنا دے
یستنجح ـ کامیابی طلب کرے
مستکین ـ خاضع
ناظر القلب ـ دل کی آنکھ
غور ـ پست زمین
نجد ـ بلند زمین

(۱) دنیا بے پناہ ترقی کر گئی ـ جاہلیت کا دور سیکڑوں سال پہلے گذر چکا لیکن عورت کے مزاج سے زینت زندگانی کی اہمیت کا تصور نہ جا سکا بلکہ روز بروز ترقی ہی ہو رہی ہے اور آج ہر زینت (لباس ـ آرائش ـ میک اپ) کو ایک مستقل علم اور فن کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور سب کا سلسلہ واقعی حدود سے تجاوز کر گیا ہے لوگوں کی پوری پوری تنخواہ عورت کی آرائش پر خرچ ہو رہی ہے اور آرائش کی ایک ایک قسم سو سو طرح کے فسادات پیدا کر رہی ہے ـ کاش دور حاضر کی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ عورت اس فساد کی طرف توجہ دے سکتی اور زندگی کو سادہ بنانے کی کوشش کر سکتی ـ

ـاحب بصیرت وہی ہے
ـروشن راستہ پر چل پڑے
ـے خلاف گمراہوں کی امر
ـنکار ہو جائے ـ

ـبات سننے والو! اپنی
ـرو فکر کرو جو تمہارے
ـنہیں ہے ـ جو اس بات
ـفخر و مباہات کو چھوڑ دو
ـے گا اور جیسا بوؤ گے و
ـور اس دن کے لئے سا
ـہ جیسے باخبر کی طرح کوئی
ـ! قرآن مجید میں پروردگ
ـانسان اس دنیا میں کسی
ـہے اور درج ذیل خصل
ـرت الٰہی میں کسی کو شریک
ـارے ـ دین میں کوئی
ـیسی اختیار کرے ـ یا
ـہے ـ

ـا چوپایوں کا سارا ہدف
ـانی دنیا کی زینت اور ف
ـاس کی بارگاہ میں تر

ـل مندوہ ہے جو دل
ـنے والا دعوت دے
ـے کی آواز پر لبیک کہ

مصادر خطبہ ۱۵۴ غرر الحکم آمدی حرف تاء، الطراز السید الیمانی ۱ ص ۲۱۷

احب بصیرت وہی ہے جو سنے تو غور بھی کرے اور دیکھے تو نگاہ بھی کرے اور پھر عبرتوں سے فائدہ حاصل کر کے اس روشن راستہ پر چل پڑے جس میں گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے پرہیز کرے اور شبہات میں پڑ کر گمراہ نہ ہوجائے۔ کے خلاف گمراہوں کی اس طرح مدد نہ کرے کہ حق کی راہ سے انحراف کرلے یا گفتگو میں تحریف سے کام لے یا سچ بولنے شکار ہوجائے۔

ری بات سننے والو! اپنی مدہوشی سے ہوش میں آجاؤ اور اپنی غفلت سے بیدار ہوجاؤ۔ سامانِ دنیا مختصر کرلو اور ان غور و فکر کرو جو تمھارے پاس پیغمبر امّیؐ کی زبان مبارک سے آئی ہیں اور جن کا اختیار کرنا ضروری ہے اور ان سے کوئی بھی نہیں ہے۔ جو اس بات کی مخالفت کرے اس سے اختلاف کر کے دوسرے راستہ پر چل پڑو اور اسے اس کی مرضی دو۔ فخر و مباہات کو چھوڑ دو۔ تکبّر کو ختم کر دو اور قبر کو یاد کرو کہ اسی راستہ سے گذرنا ہے اور جیسا کرو گے ویسا ہی ملے گا اور جیسا بوؤ گے ویسا ہی کاٹنا ہے اور جو آج بھیج دیا ہے کل اسی کا سامنا کرنا ہے۔ اپنے قدموں کے لئے زمین اور اس دن کے لئے سامان پہلے سے بھیج دو۔ ہوشیار، ہوشیار اے سننے والو اور محنت، محنت اے غفلت والو! مجھ جیسے باخبر کی طرح کوئی نہ بتائے گا۔"

یکھو! قرآن مجید میں پروردگار کے مستحکم اصولوں میں جس پر ثواب و عذاب اور رضا و ناراضگی کا دار و مدار ہے۔ یہ بات کہ انسان اس دنیا میں کسی قدر محنت کیوں نہ کرے اور کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہوجائے اگر دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ جاتا ہے اور درج ذیل خصلتوں سے توبہ نہ کرے تو اسے یہ جدوجہد اور اخلاص عمل کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتا ہے۔ عبادت الٰہی میں کسی کو شریک قرار دیدے۔ اپنے نفس کی تسکین کے لئے کسی کو ہلاک کردے۔ ایک کے کام پر دوسرے لگا دے۔ دین میں کوئی بدعت ایجاد کر کے اس کے ذریعہ لوگوں سے فائدہ حاصل کرے۔ لوگوں کے سامنے پالیسی اختیار کرے۔ یا دو زبانوں کے ساتھ زندگی گذارے۔ اس حقیقت کو سمجھ لو کہ ہر شخص اپنی نظیر کی دلیل تا ہے۔

(ف)

یقیناً چوپایوں کا سارا ہدف ان کا پیٹ ہوتا ہے اور درندوں کا سارا نشانہ دوسروں پر ظلم ہوتا ہے اور عورتوں کا سارا ندگانی دنیا کی زینت اور فساد پر ہوتا ہے۔ لیکن صاحبانِ ایمان خضوع و خشوع رکھنے والے، خوفِ خدا رکھنے اور اس کی بارگاہ میں ترساں اور لرزاں رہتے ہیں۔

۱۵۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں فضائلِ اہلبیتؑ کا ذکر کیا گیا ہے)

عقلمند وہ ہے جو دل کی آنکھوں سے اپنے انجام کار کو دیکھ لیتا ہے اور اس کے نشیب و فراز کو پہچان لیتا ہے۔ دینے والا دعوت دے چکا ہے اور نگرانی کرنے والا نگرانی کا فرض ادا کر چکا ہے۔ اب تمھارا فریضہ ہے کہ دعوت والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگران کے نقش قدم پر چل پڑو۔

ٱلْمُؤْمِنُونَ، وَ نَطَقَ الضَّالُّونَ ٱلْمُكَذِّبُونَ. نَحْنُ الشِّعَارُ وَٱلْأَصْحَابُ، وَٱلْخَزَنَةُ وَٱلْأَبْوَابُ؛ وَ لَا تُؤْتَى ٱلْبُيُوتُ إِلَّا مِنْ أَبْوَابِهَا؛ فَمَنْ أَتَاهَا مِنْ غَيْرِ أَبْوَابِهَا سُمِّيَ سَارِقاً.

منها: فِيهِمْ كَرَائِمُ ٱلْقُرآنِ، وَ هُمْ كُنُوزُ الرَّحْمٰنِ. إِنْ نَطَقُوا صَدَقُوا، وَ إِنْ صَمَتُوا لَمْ يُسْبَقُوا. فَلْيَصْدُقْ رَائِدٌ أَهْلَهُ، وَلْيُحْضِرْ عَقْلَهُ، وَلْيَكُنْ مِنْ أَبْنَاءِ ٱلْآخِرَةِ، فَإِنَّهُ مِنْهَا قَدِمَ، وَإِلَيْهَا يَنْقَلِبُ. فَالنَّاظِرُ بِالْقَلْبِ، ٱلْعَامِلُ بِالْبَصَرِ، يَكُونُ مُبْتَدَأُ عَمَلِهِ أَنْ يَعْلَمَ: أَعَمَلُهُ عَلَيْهِ أَمْ لَهُ! فَإِنْ كَانَ لَهُ مَضَىٰ فِيهِ، وَ إِنْ كَانَ عَلَيْهِ وَقَفَ عَنْهُ. فَإِنَّ ٱلْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَالسَّائِرِ عَلَىٰ غَيْرِ طَرِيقٍ. فَلَا يَزِيدُهُ بُعْدُهُ عَنِ الطَّرِيقِ ٱلْوَاضِحِ إِلَّا بُعْداً مِنْ حَاجَتِهِ. وَٱلْعَامِلُ بِالْعِلْمِ كَالسَّائِرِ عَلَى الطَّرِيقِ ٱلْوَاضِحِ. فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ: أَسَائِرٌ هُوَ أَمْ رَاجِعٌ!

وَ ٱعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ ظَاهِرٍ بَاطِناً عَلَىٰ مِثَالِهِ، فَمَا طَابَ ظَاهِرُهُ طَابَ بَاطِنُهُ، وَ مَا خَبُثَ ظَاهِرُهُ خَبُثَ بَاطِنُهُ. وَ قَدْ قَالَ الرَّسُولُ الصَّادِقُ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ ٱلْعَبْدَ، وَ يُبْغِضُ عَمَلَهُ، وَ يُحِبُّ ٱلْعَمَلَ وَ يُبْغِضُ بَدَنَهُ».

وَ ٱعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ نَبَاتاً. وَ كُلُّ نَبَاتٍ لَا غِنَىٰ بِهِ عَنِ ٱلْمَاءِ، وَ ٱلْمِيَاهُ مُخْتَلِفَةٌ؛ فَمَا طَابَ سَقْيُهُ، طَابَ غَرْسُهُ وَحَلَتْ ثَمَرَتُهُ، وَ مَا خَبُثَ سَقْيُهُ خَبُثَ غَرْسُهُ وَ أَمَرَّتْ ثَمَرَتُهُ.

۱۵۵

و من خطبة له (عليه السلام)

يذكر فيها بديع خلقة الخفاش

حمد الله و تنزيهه

ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ ٱلَّذِي ٱنْحَسَرَتِ ٱلْأَوْصَافُ عَنْ كُنْهِ مَعْرِفَتِهِ، وَ رَدَعَتْ عَظَمَتُهُ ٱلْعُقُولَ، فَلَمْ تَجِدْ مَسَاغاً إِلَىٰ بُلُوغِ غَايَةِ مَلَكُوتِهِ!

هُوَ اللهُ ٱلْحَقُّ ٱلْمُبِينُ، أَحَقُّ وَأَبْيَنُ مِمَّا تَرَى ٱلْعُيُونُ، لَمْ تَبْلُغْهُ ٱلْعُقُولُ بِتَحْدِيدٍ فَيَكُونَ مُشَبَّهاً، وَلَمْ تَقَعْ عَلَيْهِ ٱلْأَوْهَامُ بِتَقْدِيرٍ فَيَكُونَ مُمَثَّلاً. خَلَقَ ٱلْخَلْقَ عَلَىٰ غَيْرِ تَمْثِيلٍ، وَ لَا مَشُورَةِ مُشِيرٍ، وَ لَا مَعُونَةِ مُعِينٍ، فَتَمَّ خَلْقُهُ بِأَمْرِهِ، وَ أَذْعَنَ لِطَاعَتِهِ، فَأَجَابَ وَ لَمْ يُدَافِعْ، وَٱنْقَادَ

شعار - جو لباس بدن سے متصل ہے

کرائم - جمع کریمہ - شریفہ

انحسرت - عاجز ہو گئی ہیں

(۱) اس مقام پر ابن ابی الحدید نے رسول اکرمؐ کی ۲۴ احادیث کا ذکر کیا ہے جن میں مولائے کائنات کے مخصوص فضائل وکمالات کا تذکرہ ہے تاکہ ہر شخص کو یہ اندازہ ہو جائے کہ حضرت کا اسطرح کا اعلان کسی غرور اور تکبر کی بنا پر نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت کا اظہار ہے جس کے بغیر آپ کی معرفت ممکن نہیں ہے اور معرفت کے بغیر قوم آپ کے کمالات وعلوم سے استفادہ نہیں کر سکتی ہے۔

(۲) انسان کے ظاہر و باطن کے ارتباط کی بہترین مثال یہ ہے کہ ظاہری اعمال کی جڑیں باطن میں ہوتی ہیں اور درخت کو بارآور بنانے کے لئے جڑوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ اب اگر پانی صالح ہے تو درخت بھی شاداب رہے گا اور پھل بھی شیریں ہوں گے ورنہ درخت بھی تباہ ہو جائے گا اور پھل بھی ناقابل استعمال ہو جائیں گے۔ اعمال کی سینچائی ہمیشہ اخلاص کے پانی سے ہوتی ہے اور اسی کے اعتبار سے ان کی قدر وقیمت کا تعین ہوتا ہے کہ ایک ضربت عبادت ثقلین پر بھاری ہو جاتی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۵۵ الطراز السید الیمانی ۱ ص ۳۳۴

روگ فتنوں کے دریاؤں میں ڈوب گئے ہیں اور سنت کو چھوڑ کر بدعتوں کو اختیار کر لیا ہے۔ مومنین گوشہ و کنار میں دبے
ہیں اور گمراہ اور افترا پرداز مصروف کلام ہیں۔
درحقیقت ہم اہلبیت ہی دین کے نشان اور اس کے ساتھی، اس کے احکام کے خزانہ دار اور اس کے دروازے
ظاہر ہے کہ گھروں میں داخلہ دروازوں کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے ورنہ انسان چور کہا جائے گا۔
انھیں اہلبیتؑ کے بارے میں قرآن کریم کی عظیم آیات ہیں اور یہی رحمان کے خزانہ دار ہیں۔ یہ جب بولتے ہیں تو سچ
ہیں اور جب قدم آگے بڑھاتے ہیں تو کوئی ان پر سبقت نہیں لے جا سکتا ہے۔ ہر ذمہ دار قوم کا فرض ہے کہ اپنے قوم سے سچ
اور اپنی عقل کو گم نہ ہونے دے اور فرزندان آخرت میں شامل ہو جائے کہ اُدھر ہی سے آیا ہے اور اُدھر ہی پلٹ کر جانا
یقیناً دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے اور دیکھ کر عمل کرنے والے کے عمل کی ابتدا اس علم سے ہوتی ہے کہ اس کا عمل اس کے
مند ہے یا اس کے خلاف ہے۔ اگر مفید ہے تو اسی راستہ پر چلتا رہے اور اگر مضر ہے تو ٹھہر جائے کہ علم کے بغیر عمل کرنے
غلط راستہ پر چلنے والے کے مانند ہے کہ جس قدر راستہ طے کرتا جائے گا منزل سے دور تر ہوتا جائے گا اور علم کے ساتھ
کرنے والا واضح راستہ پر چلنے کے مانند ہے۔ لہٰذا ہر آنکھ والے کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ آگے بڑھ رہا ہے یا پیچھے ہٹ
ہے اور یاد رکھو کہ ہر ظاہر کے لئے اسی کا جیسا باطن بھی ہوتا ہے لہٰذا اگر ظاہر پاکیزہ ہوگا تو باطن بھی پاکیزہ ہوگا اور اگر
خبیث ہو گیا تو باطن بھی خبیث ہو جائے گا۔ رسول صادق نے سچ فرمایا ہے کہ "اللہ کبھی کبھی کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے
اس کے عمل سے بیزار ہوتا ہے اور کبھی عمل کو دوست رکھتا ہے اور خود اسی سے بیزار رہتا ہے۔
یاد رکھو کہ ہر عمل سبزہ کی طرح اُگنے والا ہوتا ہے اور سبزہ پانی سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے اور پانی بھی طرح طرح
ہوتے ہیں لہٰذا اگر سینچائی پاکیزہ پانی سے ہوگی تو پیداوار بھی پاکیزہ ہوگی اور پھل بھی شیریں ہوگا اور اگر سینچائی ہی غلط
تو پیداوار بھی خبیث ہوگی اور پھل بھی کڑوے ہوں گے۔

۱۵۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی معرفت کی گہرائیوں سے اوصاف عاجز ہیں اور جس کی عظمتوں نے عقلوں کو آگے
بڑھنے سے روک دیا ہے تو اب اس کی سلطنتوں کی حدوں تک پہونچنے کا کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہے۔
وہ خدائے برحق و آشکار ہے۔ اس سے زیادہ ثابت اور واضح ہے جو آنکھوں کے مشاہدہ میں آ جاتا ہے۔ عقلیں اس کی حد بندی نہیں کر سکتی
ہیں کہ وہ کسی کی شبیہ قرار دے دیا جائے اور خیالات اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں کہ وہ کسی کی مثال بنا دیا جائے۔ اس نے مخلوقات کو بغیر کسی
اور کسی مشیر کے مشورہ یا مددگار کی مدد کے بنایا ہے۔ اس کی تخلیق اس کے امر سے تکمیل ہوئی ہے اور پھر اسی کی اطاعت کے لئے سر بسجود
بلا توقف اس کی آواز پر لبیک کہتی ہے اور بغیر کسی اختلاف کے اس کے سامنے سرنگوں ہوتی ہے۔

وَلَمْ يُنَازِعْ.

خلقة الخفاش

وَ مِنْ لِطَائِفِ صَنْعَتِهِ، وَ عَجَائِبِ خِلْقَتِهِ، مَا أَرَانَا مِنْ غَوَامِضِ ٱلْحِكْمَةِ فِي هَـذِهِ ٱلْخَفَافِيشِ الَّتِي يَقْبِضُهَا الضِّيَاءُ ٱلْبَاسِطُ لِكُلِّ شَيْءٍ، وَ يَبْسُطُهَا الظَّلَامُ ٱلْقَابِضُ لِكُلِّ حَيٍّ؛ وَ كَيْفَ عَشِيَتْ أَعْيُنُهَا عَنْ أَنْ تَسْتَمِدَّ مِنَ الشَّمْسِ ٱلْمُضِيئَةِ نُوراً تَهْتَدِي بِهِ فِي مَذَاهِبِهَا، وَ تَتَّصِلُ بِعَلَانِيَةِ بُرْهَانِ الشَّمْسِ إِلَىٰ مَعَارِفِهَا، وَرَدَعَهَا بِتَلَأْلُؤِ ضِيَائِهَا عَنِ ٱلْمُضِيِّ فِي سُبُحَاتِ إِشْرَاقِهَا. وَأَكَنَّهَا فِي مَكَامِنِهَا عَنِ الذَّهَابِ فِي بُلَجِ ٱئْتِلَاقِهَا. فَهِيَ مُسْدَلَةُ ٱلْجُفُونِ بِالنَّهَارِ عَلَىٰ حِدَاقِهَا، وَ جَاعِلَةُ اللَّيْلِ سِرَاجاً تَسْتَدِلُّ بِهِ فِي ٱلْتِمَاسِ أَرْزَاقِهَا؛ فَلَا يَرُدُّ أَبْصَارَهَا إِسْدَافُ ظُلْمَتِهِ، وَ لَا تَمْتَنِعُ مِنَ ٱلْمُضِيِّ فِيهِ لِغَسَقِ دُجُنَّتِهِ. فَإِذَا أَلْقَتِ الشَّمْسُ قِنَاعَهَا، وَ بَدَتْ أَوْضَاحُ نَهَارِهَا، وَ دَخَلَ مِنْ إِشْرَاقِ نُورِهَا عَلَى الضِّبَابِ فِي وِجَارِهَا، أَطْبَقَتِ ٱلْأَجْفَانَ عَلَىٰ مَآقِيهَا، وَ تَبَلَّغَتْ بِمَا ٱكْتَسَبَتْهُ مِنَ ٱلْمَعَاشِ فِي ظُلَمِ لَيَالِيهَا. فَسُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ اللَّيْلَ لَهَا نَهَاراً وَ مَعَاشاً وَالنَّهَارَ سَكَناً وَ قَرَاراً! وَ جَعَلَ لَهَا أَجْنِحَةً مِنْ لَحْمِهَا تَعْرُجُ بِهَا عِنْدَ ٱلْحَاجَةِ إِلَى الطَّيَرَانِ، كَأَنَّهَا شَظَايَا ٱلْآذَانِ، غَيْرَ ذَوَاتِ رِيشٍ وَ لَا قَصَبٍ، إِلَّا أَنَّكَ تَرَىٰ مَوَاضِعَ ٱلْعُرُوقِ بَيِّنَةً أَعْلَاماً. لَهَا جَنَاحَانِ لَمَّا يَرِقَّا فَيَنْشَقَّا، وَلَمْ يَغْلُظَا فَيَثْقُلَا. تَطِيرُ وَ وَلَدُهَا لَاصِقٌ بِهَا لَاجِئٌ إِلَيْهَا، يَقَعُ إِذَا وَقَعَتْ، وَ يَرْتَفِعُ إِذَا ٱرْتَفَعَتْ، وَ لَا يُفَارِقُهَا حَتَّىٰ تَشْتَدَّ أَرْكَانُهُ، وَ يَحْمِلَهُ لِلنُّهُوضِ جَنَاحُهُ، وَ يَعْرِفَ مَذَاهِبَ عَيْشِهِ، وَ مَصَالِحَ نَفْسِهِ. فَسُبْحَانَ ٱلْبَارِئِ لِكُلِّ شَيْءٍ، عَلَىٰ غَيْرِ مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ!

١٥٦

و من كلام له (ﷺ)

خاطب به أهل البصرة على جهة اقتصاص الملاحم

فَمَنِ ٱسْتَطَاعَ عِنْدَ ذٰلِكَ أَنْ يَعْتَقِلَ نَفْسَهُ عَلَى اللهِ، عَزَّوَجَلَّ، فَلْيَفْعَلْ. فَإِنْ أَطَعْتُمُونِي فَإِنِّي حَامِلُكُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ عَلَىٰ سَبِيلِ ٱلْجَنَّةِ وَ إِنْ كَانَ ذَا مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ وَ مَذَاقَةٍ مَرِيرَةٍ.

وَ أَمَّا فُلَانَةُ فَأَدْرَكَهَا رَأْيُ ٱلنِّسَاءِ، وَ ضِغْنٌ غَلَا فِي صَدْرِهَا كَمِرْجَلِ

عَشَا - اندھاپن
سبحات - درجات
ائتلاق - چمک دمک
بُلَج - ضوء
اسدف - تاریکی ہوگئی
دجنہ - ظلمت
اوضاح - وَضح - سفیدہ صبح
ضِباب - بجّو
وجار - سوراخ
مآق - جمع مُاق - گوشۂ چشم
تبلغت - اکتفا کرلیا
شظایا - جمع شظیہ - غلاف
قصبہ - عمود
اعلام - نشان
خلامن غیرہ - سب سے آگے بڑھ گیا
مرجل - پتیلی

(۱) عظمت و کبریائی پروردگار کا اندازہ کرنا ہے تو پہلے اس قدر ضعیف اور کمزور مخلوق کی عظمت کا ادراک کرنا ہوگا تاکہ اس کے تسلسل سے مزید مخلوقات کی صنعت کا اندازہ کیا جاسکے اور اسی اعتبار سے جلالت خالق کا اعتراف کیا جاسکے۔

مصادر خطبہ ۱۵۶ احتجاج طبرسی ا ص۲۲۶، کنز العمال ۸ ص۲۱۵، منتخب کنز العمال ا ص۳۱۵، تلخیص الشافی ص۳۲۶، مختصر بصائر الدرجات ص۱۱۵، بحار الانوار باب الفتن، المجالس مفید ص۱۶۲، تحف العقول ص۱۰۹، کتاب سلیم بن قیس ص۳۸

اس کی لطیف ترین صنعت اور عجیب ترین خلقت کا ایک نمونہ وہ ہے جو اس نے اپنی دقیق ترین حکمت سے چمگادڑ کی تخلیق میں پیش
ہے کہ جسے ہر شے کو وسعت دینے والی روشنی بکیڑ دیتی ہے اور ہر زندہ کو سکیڑ دینے والی تاریکی وسعت عطا کر دیتی ہے۔ کس طرح
کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں کہ روشن آفتاب کی شعاعوں سے مدد حاصل کر کے اپنے راستے طے کر سکے اور کھلی ہوئی آفتاب کی
شنی کے ذریعہ اپنی جانی منزلوں تک پہونچ سکے۔ نور آفتاب نے اپنی چمک دمک کے ذریعہ اسے روشنی کے طبقات میں آگے بڑھنے
سے روک دیا ہے اور روشنی کے اجالے میں آنے سے روک کر مخفی مقامات پر چھپا دیا ہے۔ دن میں اس کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی
ہیں اور رات کو چراغ بنا کر وہ تلاش رزق میں نکل پڑتی ہے۔ اس کی نگاہوں کو رات کی تاریکی نہیں پلٹا سکتی ہے اور اس کو راستہ
میں آگے بڑھنے سے شدید ظلمت بھی نہیں روک سکتی ہے۔ اس کے بعد جب آفتاب اپنے نقاب کو الٹ دیتا ہے اور دن کا روشن
چہرہ سامنے آجاتا ہے اور آفتاب کی کرنیں بجو کے سوراخ تک پہونچ جاتی ہیں تو اس کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور جو کچھ
رات کی تاریکیوں میں حاصل کر لیا ہے اسی پر گذارا شروع کر دیتی ہے۔ کیا کہنا اس معبود کا جس نے اس کے لئے رات کو دن اور
وسیلۂ معاش بنا دیا ہے اور دن کو وجہ سکون و قرار مقرر کر دیا ہے اور پھر اس کے لئے ایسے گوشت کے پر بنا دئے ہیں جس کے ذریعہ
وقت ضرورت پرواز بھی کر سکتی ہے۔ گویا کہ یہ کان کی لویں ہیں جن میں نہ پر ہیں اور نہ کریاں مگر اس کے باوجود تم دیکھو گے کہ
رگوں کی جگہوں کے نشانات بالکل واضح ہیں اور اس کے ایسے دو پر بن گئے ہیں جو نہ اتنے باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ
اتنے غلیظ ہیں کہ پرواز میں زحمت ہو۔ اس کی پرواز کی شان یہ ہے کہ اپنے بچہ کو ساتھ لے کر سینہ سے لگا کر پرواز کرتی ہے۔ جب
نیچے اترتی ہے تو بچہ ساتھ ہوتا ہے اور جب اوپر اڑتی ہے تو بچہ ہمراہ ہوتا ہے اور اس وقت تک اس سے الگ نہیں ہوتا ہے جب تک
اس کے اعضا مضبوط نہ ہو جائیں اور اس کے پر اس کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں اور وہ اپنے رزق کے راستوں اور
مصلحتوں کو خود پہچان نہ لے۔ پاک و بے نیاز ہے وہ ہر شے کا پیدا کرنے والا جس نے کسی ایسی مثال کا سہارا نہیں لیا جو
کسی دوسرے سے حاصل کی گئی ہو۔

۱۵۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اہل بصرہ سے خطاب کر کے انھیں حوادث سے باخبر کیا گیا ہے)

ایسے وقت میں اگر کوئی شخص اپنے نفس کو صرف خدا تک محدود رکھنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہئے۔ پھر
اگر تم میری اطاعت کروگے تو میں تمھیں انشاء اللہ جنت کے راستہ پر چلاؤں گا چاہے اس میں کتنی ہی زحمت اور تلخی کیوں نہ ہو۔
رہ گئی فلاں خاتون[1] کی بات تو ان پر عورتوں کی جذباتی رائے کا اثر ہو گیا ہے اور اس کینہ نے اثر کر دیا ہے جو ان کے سینہ
میں لوہار کے کڑھاؤ کی طرح کھول رہا ہے۔

---

[1] اس لفظ سے مراد مسلّم طور پر حضرت عائشہ کی ذات ہے لیکن آپ نے انھیں نام کے ساتھ قابل ذکر نہیں قرار دیا ہے اور ان کی دو عظیم کمزوریوں کی طرف متوجہ کیا
ہے۔ ایک یہ ہے کہ ان میں عام عورتوں کی جذباتی کمزوری پائی جاتی ہے جو اکثر احکام دین اور مرضی پروردگار پر غالب آجاتی ہے جب کہ ازواج رسولؐ
کو اس کمزوری سے بلند تر ہونا چاہئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کے دل میں کینہ پایا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں رسول اکرمؐ کے وہ ارشادات نہیں ہیں
جو حضرت علیؑ کے بارے میں ہیں اور انھیں قدرت نے قابل اولاد نہ بنا کر نسل علیؑ کو نسل پیغمبرؐ بنا دیا ہے۔!

آلْـقَيْنِ، وَلَـوْ دُعِـيَتْ لِـتَنَالَ مِـنْ غَـيْرِي مَـا أَتَتْ إِلَيَّ، لَمْ تَـفْعَلْ، وَلَهَـا بَـعْدُ حُرْمَتُهَا آلْأُولَى، وَآلْحِسَابُ عَلَى اللهِ تَعَالَى.

وصف الايمان

مـنه: سَـبِيلٌ أَبْـلَجُ آلْمِـنْهَاجِ، أَنْـوَرُ السِّرَاجِ. فَـبِالْإِيمَانِ يُسْـتَدَلُّ عَـلَى الصَّـالِحَاتِ، وَبِـالصَّالِحَاتِ يُسْـتَدَلُّ عَـلَى آلْإِيمَانِ، وَبِـالْإِيمَانِ يُـعْمَرُ آلْـعِلْمُ، وَبِـالْعِلْمِ يُـرْهَبُ آلْمَوْتُ، وَبِـالْمَوْتِ تُخْـتَمُ الدُّنْـيَا، وَبِـالدُّنْيَا تُحْـرَزُ آلْآخِـرَةُ، وَبِـالْقِيَامَةِ تُـزْلَفُ آلْجَـنَّةُ، «وَتُـبَرَّزُ آلْجَـحِيمُ لِـلْغَاوِينَ». وَإِنَّ آلْخَـلْقَ لَا مَـقْصَرَ لَهُـمْ عَـنِ آلْـقِيَامَةِ، مُـرْقِلِينَ فِي مِضْمَـارِهَا إِلَى آلْغَايَةِ آلْقُصْوَى.

حال أهل القبور في القيامة

مـنه: قَـدْ شَـخَصُوا مِـنْ مُسْـتَقَرِّ آلْأَجْـدَاثِ، وَصَـارُوا إِلَى مَـصَائِرِ آلْـغَايَاتِ. لِكُلِّ دَارٍ أَهْلُهَا لَا يَسْتَبْدِلُونَ بِهَا وَلَا يُنْقَلُونَ عَنْهَا.

وَإِنَّ آلْأَمْـرَ بِـالْمَعْرُوفِ، وَآلنَّهْـيَ عَـنِ آلْـمُنْكَرِ، لَخُـلُقَانِ مِـنْ خُـلُقِ اللهِ سُـبْحَانَهُ، وَإِنَّهُـمَا لَا يُـقَرِّبَانِ مِـنْ أَجَـلٍ، وَلَا يَـنْقُصَانِ مِـنْ رِزْقٍ. وَعَـلَيْكُمْ بِكِـتَابِ اللهِ، «فَـإِنَّهُ آلْحَـبْلُ آلْمَـتِينُ، وَآلنُّـورُ آلْمُـبِينُ». وَالشِّـفَاءُ النَّـافِعُ، وَالرِّيُّ آلنَّـاقِعُ، وَآلْـعِصْمَةُ لِـلْمُتَمَسِّكِ، وَالنَّـجَاةُ لِـلْمُتَعَلِّقِ. لَا يَـعْوَجُّ فَـيُقَامَ، وَلَا يَـزِيغُ فَـيُسْتَعْتَبَ، «وَلَا تُخْلِقُهُ كَثْرَةُ الرَّدِّ»، وَوُلُوجُ آلسَّمْعِ. «مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ، وَمَنْ عَـمِلَ بِـهِ سَـبَقَ».

و قام اليه رجل فقال: يا أميرالمؤمنين، أخبرنا عن الفتنة، وهل سألت رسول الله صلى الله عليه وآله - عنها؟ فقال ﴿عليه السلام﴾:

إِنَّـهُ لَمَّـا أَنْـزَلَ اللهُ سُـبْحَانَهُ، قَـوْلَهُ: «الٓمٓ. أَحَسِبَ النَّـاسُ أَنْ يُـتْرَكُـوا أَنْ يَـقُولُوا آمَـنَّا وَهُـمْ لَا يُـفْتَنُونَ» عَـلِمْتُ أَنَّ آلْـفِتْنَةَ لَا تَـنْزِلُ بِـنَا وَرَسُـولُ اللهِ ﴿صلى الله عليه وآله﴾ بَـيْنَ أَظْـهُرِنَا. فَـقُلْتُ: يَـا رَسُـولَ اللهِ، مَـا هَـذِهِ آلْـفِتْنَةُ الَّـتِي أَخْـبَرَكَ اللهُ تَـعَالَى بِهَـا؟ فَـقَالَ: «يَـا عَـلِيُّ، إِنَّ أُمَّـتِي سَـيُفْتَنُونَ مِـنْ بَـعْدِي»، فَـقُلْتُ: يَـا رَسُـولَ اللهِ، أَوَلَـيْسَ قَـدْ قُـلْتَ لِي يَـوْمَ أُحُـدٍ حَـيْثُ آسْـتُشْهِدَ مَـنِ آسْتُشْهِدَ مِنَ آلْمُسْلِمِينَ، وَحِـيزَتْ عَـنِّي الشَّـهَادَةُ، فَشَـقَّ ذٰلِكَ عَـلَيَّ، فَـقُلْتَ لِي: «أَبْـشِرْ، فَـإِنَّ الشَّـهَـادَةَ مِـنْ وَرَائِكَ؟» فَـقَالَ لِي: «إِنَّ ذٰلِكَ لَكَـذٰلِكَ، فَكَـيْفَ صَـبْرُكَ إِذَنْ؟» فَـقُلْتُ: يَـا رَسُـولَ اللهِ، لَـيْسَ هَـذَا مِـنْ مَـوَاطِـنِ الصَّـبْرِ، وَلٰكِـنْ مِـنْ مَـوَاطِـنِ آلْبُشْرَى

قَین - لوہار
مقصر - منزل
مُرقلین - تیز رفتار
شخصوا - چلے گئے
اجداث - قبریں
مصائر الغایات - آخری انجام
نقع العطش - پیاس بجھ گئی
یستعتب - مطالبہ رضامندی
اخلقہ - پرانا بنا دیا
ولوج السمع - بات کا کان میں داخل ہونا
حیزت - مجھ سے محفوظ کرلی گئی -

(۱) یہ امیرالمومنینؑ کا کمال کردار ہے کہ آپ کے اعمال پر جذباتیت کا غلبہ نہیں ہوتا ہے اور ہر اقدام نہایت درجہ متوازن اور احکام الٰہیہ کے مطابق ہوتا ہے - آپ نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا چاہا ہے کہ عائشہ کی ایک نسبت پیغمبر اکرمؐ کی طرف ہے لہذا جس مسئلہ کا بھی پیغمبرؐ اسلام سے تعلق ہوگا اس کے اعتبار سے ان کا احترام بہرحال کیا جائے گا — لیکن یہ بات انھیں خدائی محاسبہ سے محفوظ نہیں بنا سکتی ہے اور نہ ان کے اقدامات کو تنقید و تبصرہ سے بالاتر قرار دے سکتی ہے -

اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان کے عقیدہ و کردار کی کمزوری کی بنا پر ان سے جہاد کیا اور ان کی نسبت رسول اکرمؐ کی بنا پر انھیں احترام کے ساتھ مدینہ واپس کر دیا کہ آپ کا مقام ہے میدان جنگ نہیں ہے -

(۲) اس مقام پر حضرت نے قرآن مجید کے دس صفات کا تذکرہ فرمایا ہے اور ہر صفت عظمت قرآن کو پہچاننے کا بہترین وسیلہ ہے جس پر دقت کے ساتھ نظر کرنی چاہیے -

ہیں اگر میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ اس برتاؤ کی دعوت دی جاتی تو کبھی نہ آتیں لیکن اس کے بعد بھی مجھے ان کی سابقہ حرمت کا خیال ہے ان کا حساب بہرحال پروردگار کے ذمہ ہے (۱۵)

ایمان کا راستہ بالکل واضح اور اس کا چراغ مکمل طور پر نورافشاں ہے۔ ایمان[1] ہی کے ذریعہ نیکیوں کا راستہ حاصل کیا جاتا ہے اور نیکیوں ہی سے ایمان کی پہچان ہوتی ہے۔ ایمان[2] سے علم کی دنیا آباد ہوتی ہے اور علم سے موت کا خوف حاصل ہوتا ہے اور موت ہی پر دنیا کا خاتمہ ہے اور دنیا ہی کے ذریعہ آخرت حاصل کی جاتی ہے اور آخرت ہی میں جنت کو قریب کر دیا جائے گا اور جہنم کو گمراہوں کے لئے بالکل نمایاں کر دیا جائے گا۔ مخلوقات کے لئے قیامت سے پہلے کوئی منزل نہیں ہے۔ انھیں اس میدان میں آخری منزل کی طرف بہرحال دوڑ لگانا ہے۔

(ایک دوسرا حصہ) وہ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی آخری منزل کی طرف چل پڑے۔ ہر گھر کے اپنے اہل ہوتے ہیں جو نہ گھر بدلتے ہیں اور نہ اس سے منتقل ہو سکتے ہیں۔

یقیناً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ دو خدائی اخلاق ہیں اور یہ نہ کسی کی موت[3] کو قریب بناتے ہیں اور نہ کسی کی روزی کو کم کرتے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ کتاب خدا سے وابستہ رہو کہ وہی مضبوط ریسمان ہدایت اور روشن نور الٰہی ہے۔ اسی میں منفعت بخش شفا ہے اور اسی میں پیاس بجھانے والی سیرابی ہے۔ وہی تمسک کرنے والوں کے لئے وسیلۂ عصمت کردار ہے اور وہی رابطہ رکھنے والوں کے لئے ذریعۂ نجات ہے۔ اسی میں کوئی کجی نہیں ہے جسے سیدھا کیا جائے اور اسی میں کوئی انحراف نہیں ہے جسے درست کیا جائے۔ مسلسل تکرار اسے پرانا نہیں کر سکتی ہے اور برابر سننے سے اس کی تازگی میں فرق نہیں آتا ہے۔ جو اس کے ذریعہ کلام کریگا وہ سچا ہوگا اور جو اس کے مطابق عمل کریگا وہ سبقت لے جائے گا (۱۵)

اس درمیان ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا امیر المومنینؑ ذرا فتنہ کے بارے میں بتلائیے؟ کیا آپ نے اس سلسلہ میں رسول اکرمؐ سے دریافت کیا ہے؟ ۔ فرمایا جس وقت آیت شریفہ نازل ہوئی "کیا لوگوں کا خیال ہے کہ انھیں ایمان کے دعویٰ ہی پر چھوڑ دیا جائیگا اور ان کا فتنہ میں مبتلا نہیں کیا جائے گا" تو ہمیں اندازہ ہو گیا کہ جب تک رسول اکرمؐ موجود ہیں فتنہ کا کوئی اندیشہ نہیں ہے لہٰذا میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ یہ فتنہ کیا ہے جس کی پروردگار نے آپ کو اطلاع دی ہے؟ فرمایا یا علیؑ! یہ امت میرے بعد فتنہ میں مبتلا ہوگی۔ میں نے عرض کی کیا آپ نے احد کے دن جب کچھ مسلمان راہ خدا میں شہید ہو گئے اور مجھے شہادت کا موقع نصیب نہیں ہوا اور مجھے یہ بات تکلیف دہ محسوس ہوئی ۔ تو کیا یہ نہیں فرمایا تھا کہ یا علیؑ! بشارت ہو۔ شہادت تمہارے پیچھے آرہی ہے؟ ۔ فرمایا بے شک! اس وقت تمہارا صبر کیسا ہوگا؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ تو صبر کا موقع نہیں ہے بلکہ مسرت اور شکر کا موقع ہے۔

---

[1] اس فقرہ کو دیکھنے کے بعد کوئی شخص ایمان و عمل کے رابطہ کو نظر انداز نہیں کر سکتا ہے اور نہ ایمان کو عمل سے بے نیاز بنا سکتا ہے۔

[2] ایمان سے لیکر آخرت تک اتنا حسین تسلسل کسی دوسرے انسان کے کلام میں نظر نہیں آسکتا ہے اور یہ مولائے کائنات کی اعجاز بیانی کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

[3] امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں پیدا ہونے والے ہر شیطانی وسوسہ کا جواب ان کلمات میں موجود ہے اور ان دونوں کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کاموں میں مالک بھی بندوں کے ساتھ شریک ہے بلکہ اس نے پہلے امر و نہی کیا ہے۔ اس کے بعد بندوں کو امر و نہی کا حکم دیا ہے۔

[4] جب انسان کا کل ایمان کا کردار جو زندگی کو ہدف اور مقصد نہیں بلکہ وسیلہ خیرات تصور کرتا ہے اور جب یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ زندگی کی قربانی ہی تمام خیرات کا مصدر ہے تو اس قربانی کے نام پر سجدۂ شکر کرتا ہے اور لفظ صبر و تحمل کو برداشت نہیں کرتا ہے۔

عِبَادَاللهِ، اَحْذَرُوا يَوْماً تُفْحَصُ فِيهِ ٱلْأَعْمَالُ، وَ يَكْثُرُ فِيهِ ٱلزِّلْزَالُ، وَ تَشِيبُ فِيهِ ٱلْأَطْفَالُ.
اَعْلَمُوا، عِبَادَاللهِ أَنَّ عَلَيْكُمْ رَصَداً مِنْ أَنْفُسِكُمْ، وَ عُيُوناً مِنْ جَوَارِحِكُمْ، وَ حُفَّاظَ صِدْقٍ يَحْفَظُونَ أَعْمَالَكُمْ، وَ عَدَدَ أَنْفَاسِكُمْ، لَا تَسْتُرُكُمْ مِنْهُمْ ظُلْمَةُ لَيْلٍ دَاجٍ، وَلَا يُكِنُّكُمْ مِنْهُمْ بَابٌ ذُو رِتَاجٍ، وَ إِنَّ غَداً مِنَ ٱلْيَوْمِ قَرِيبٌ.

يَذْهَبُ ٱلْيَوْمُ بِمَا فِيهِ، وَ يَجِيءُ ٱلْغَدُ لَاحِقاً بِهِ، فَكَأَنَّ كُلَّ آمْرِىءٍ مِنْكُمْ قَدْ بَلَغَ مِنَ ٱلْأَرْضِ مَنْزِلَ وَحْدَتِهِ، وَ مَخَطَّ (مخطّ) حُفْرَتِهِ. فَيَا لَهُ مِنْ بَيْتِ وَحْدَةٍ، وَ مَنْزِلِ وَحْشَةٍ، وَ مُفْرَدِ (مقرّ) غُرْبَةٍ! وَ كَأَنَّ الصَّيْحَةَ قَدْ أَتَتْكُمْ، وَالسَّاعَةَ قَدْ غَشِيَتْكُمْ، وَ بَرَزْتُمْ لِفَصْلِ ٱلْقَضَاءِ. قَدْ زَاحَتْ عَنْكُمُ ٱلْأَبَاطِيلُ، وَٱضْمَحَلَّتْ عَنْكُمُ ٱلْعِلَلُ، وَٱسْتَحَقَّتْ بِكُمُ ٱلْحَقَائِقُ، وَ صَدَرَتْ بِكُمُ ٱلْأُمُورُ مَصَادِرَهَا، فَٱتَّعِظُوا بِٱلْعِبَرِ، وَٱعْتَبِرُوا بِٱلْغِيَرِ (الغيرة)، وَٱنْتَفِعُوا بِٱلنُّذُرِ.

۱۵۸

و من خطبة له (عليه السلام)

ينبه فيها على فضل الرسول الأعظم، و فضل القرآن، ثم حال دولة بني أمية

النبي والقرآن

أَرْسَلَهُ عَلَىٰ حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ ٱلرُّسُلِ، وَ طُولِ هَجْعَةٍ مِنَ ٱلْأُمَمِ، وَ ٱنْتِقَاضٍ مِنَ ٱلْمُبْرَمِ؛ فَجَاءَهُمْ بِتَصْدِيقِ ٱلَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَٱلنُّورِ ٱلْمُقْتَدَىٰ بِهِ. ذٰلِكَ ٱلْقُرْآنُ فَٱسْتَنْطِقُوهُ، وَلَنْ يَنْطِقَ، وَلٰكِنْ أُخْبِرُكُمْ عَنْهُ: أَلَا إِنَّ فِيهِ عِلْمَ مَا يَأْتِي، وَٱلْحَدِيثَ عَنِ ٱلْمَاضِي، وَ دَوَاءَ دَائِكُمْ، وَ نَظْمَ مَا بَيْنَكُمْ.

دولة بني أمية

و منها: فَعِنْدَ ذٰلِكَ لَا يَبْقَىٰ بَيْتُ مَدَرٍ وَ لَا وَبَرٍ إِلَّا وَأَدْخَلَهُ ٱلظَّلَمَةُ تَرْحَةً، وَأَوْلَجُوا فِيهِ نِقْمَةً. فَيَوْمَئِذٍ لَا يَبْقَىٰ لَهُمْ فِي ٱلسَّمَاءِ عَاذِرٌ، وَ لَا فِي ٱلْأَرْضِ نَاصِرٌ. أَصْفَيْتُمْ بِٱلْأَمْرِ غَيْرَ أَهْلِهِ، وَ أَوْرَدْتُمُوهُ غَيْرَ مَوْرِدِهِ، وَ سَيَنْتَقِمُ ٱللهُ مِمَّنْ ظَلَمَ، مَأْكَلاً بِمَأْكَلٍ،

رصد - نگراں
رتاج - بڑا دروازہ
منزل وحدۃ - قبر
صیحہ - ندائے آسمانی
زاحت - دور ہوگئے
ہجعہ - نیند
مُبرم - محکم
بیت مدر دوبر - شہری اور دیہاتی مکانات
ترحہ - رنج والم
اصفیتم - اپنے لئے مخصوص کرلیا۔

(۱) قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اس میں ماضی کے اخبار بھی ہیں اور مستقبل کی پیشگوئیاں بھی لیکن نہ ماضی کی کوئی خبر غلط ہے اور نہ مستقبل کی کوئی پیشین گوئی اب تک غلط ثابت ہوسکی ہے

یہ اور بات ہے کہ اس اعجاز کا دارومدار اس کے الفاظ کی صحیح ترجمانی پر ہے اور یہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس کے لئے نبوت اور امامت کا علم درکار ہے اور مالک کائنات کی طرف سے مخصوص تعلیم اور تائید کی ضرورت ہے جس کے بغیر ایسے علم کا کوئی امکان نہیں ہے

مصادر خطبہ ۱۵۸ نہایۃ ابن اثیر ۲ ص۲۶ ، ۲ ص۱۶۹ ، ۵ ص۳۳ ، ۲ ص۲۱۴ ، روضۂ کافی ص ، ارشاد مفید ص۱۳۱ بحار الانوار ۸ ص۶۶۵

بندگانِ خدا! اس دن سے ڈرو جب اعمال کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور زلزلوں کی بہتات ہوگی کہ بچے تک بوڑھے ہو جائیں گے۔
یاد رکھو اے بندگانِ خدا! کہ تم پر تمہارے ہی نفس کو نگراں بنایا گیا ہے اور تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے لئے جاسوسوں کا کام کر رہے ہیں اور کچھ بہترین محافظ ہیں جو تمہارے اعمال اور تمہاری سانسوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ان سے نہ کسی تاریک رات کی تاریکی چھپا سکتی ہے اور نہ بند دروازے ان سے اوجھل بنا سکتے ہیں ــ اور کل آنے والا دن آج سے بہت قریب ہے۔
آج کا دن اپنا ساز و سامان لے کر چلا جائے گا اور کل کا دن اس کے پیچھے آرہا ہے۔ گویا ہر شخص زمین میں اپنی تنہائی کی منزل اور گڑھے کے نشان تک پہونچ چکا ہے۔ ہائے وہ تنہائی کا گھر۔ وحشت کی منزل اور غربت کا مکان۔ گویا کہ آواز تم تک پہونچ چکی ہے اور قیامت تمہیں اپنے گھیرے میں لے چکی ہے اور تمہیں آخری فیصلہ کے لئے قبروں سے نکالا جا چکا ہے۔ جہاں تمام باطل باتیں ختم ہو چکی ہیں اور تمام حیلے بہانے کمزور پڑ چکے ہیں، حقائق ثابت ہو چکے ہیں اور امور پلٹ کر اپنی منزل پر آگئے ہیں۔ لہٰذا عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو۔ تغیرات زمانہ سے عبرت کا سامان فراہم کرو اور پھر ڈرانے والے کی نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کی بعثت اور قرآن کی فضیلت کے ساتھ بنی امیہ کی حکومت کا ذکر کیا گیا ہے)

اللہ نے پیغمبر کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور قومیں گہری نیند میں مبتلا تھیں اور دین کی مستحکم رسی کے بل کھل چکے تھے۔ آپ نے آکر پہلے والوں کی تصدیق کی اور وہ نور پیش کیا جس کی اقتدا کی جائے اور وہ یہی قرآن ہے۔ اسے بلوا کر دیکھو اور یہ خود نہیں بولے گا۔ میں اس کی طرف سے ترجمانی کروں گا۔ یاد رکھو کہ اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے۔ تمہارے درد کی دوا ہے اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے (۱)

(اس کا دوسرا حصہ) اس وقت کوئی شہری یا دیہاتی مکان ایسا نہ بچے گا جس میں ظالم غم والم کو داخل نہ کر دیں اور اس میں سختیوں کا گذر نہ ہو جائے۔ اس وقت ان کے لئے نہ آسمان میں کوئی عذر خواہی کرنے والا ہوگا اور نہ زمین میں مددگار۔ تم نے اس امر کے لئے نااہلوں کا انتخاب کیا ہے اور انہیں دوسرے کے گھاٹ پر اتار دیا ہے اور عنقریب خدا ظالموں سے انتقام لے لیگا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے سے

---

(۱) مالک کائنات نے انسان کی فطرت کے اندر ایک صلاحیت رکھی ہے جس کا کام ہے نیکیوں پر سکون و اطمینان کا سامان فراہم کرنا اور برائیوں پر تنبیہ اور سرزنش کرنا۔ عرف عام میں اسے ضمیر سے تعبیر کیا جاتا ہے جو اس وقت بھی بیدار رہتا ہے جب آدمی غفلت کی نیند سو جاتا ہے اور اس وقت بھی مصروف تنبیہ رہتا ہے جب انسان مکمل طور پر گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ صلاحیت اپنے مقام پر ہر انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اچھائی اور برائی کا ادراک کبھی کبھی فطری ہوتا ہے جیسے احسان کی اچھائی اور ظلم کی برائی ــ اور کبھی اس کا تعلق سماج، معاشرہ یا دین و مذہب سے ہوتا ہے تو جس چیز کو مذہب یا سماج اچھا کہہ دیتا ہے ضمیر اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور جس چیز کو برا قرار دے دیتا ہے اس پر مذمت کرنے لگتا ہے اور اس مدح یا ذم کا تعلق فطرت کے احکام سے نہیں ہوتا ہے بلکہ سماج یا قانون کے احکام سے ہوتا ہے۔

وَ مَشْرَباً بِمَشْرَبٍ، مِنْ مَطَاعِمِ ٱلْعَلْقَمِ، وَ مَشَارِبِ الصَّبِرِ وَٱلْمَقِرِ، وَ لِبَاسِ شِعَارِ ٱلْخَوْفِ، وَ دِثَارِ ٱلسَّيْفِ. وَ إِنَّمَا هُمْ مَطَايَا ٱلْخَطِيئَاتِ وَ زَوَامِلُ ٱلْآثَامِ. فَأُقْسِمُ، ثُمَّ أُقْسِمُ، لَتَنْخَمَنَّهَا أُمَيَّةُ مِنْ بَعْدِي كَمَا تُلْفَظُ النُّخَامَةُ، ثُمَّ لَا تَذُوقُهَا وَ لَا تَطْعَمُ بِطَعْمِهَا أَبَداً مَا كَرَّ ٱلْجَدِيدَانِ!

۱۵۹

و من خطبة له ﴿ﷺ﴾

يبين فيها حسن معاملته لرعيته

وَ لَقَدْ أَحْسَنْتُ جِوَارَكُمْ، وَأَحَطْتُ بِجُهْدِي مِنْ وَرَائِكُمْ. وَأَعْتَقْتُكُمْ مِنْ رِبَقِ الذُّلِّ. وَ حَلَقِ الضَّيْمِ، شُكْراً مِنِّي لِلْبِرِّ ٱلْقَلِيلِ وَ إِطْرَاقاً عَمَّا أَدْرَكَهُ ٱلْبَصَرُ، وَ شَهِدَهُ ٱلْبَدَنُ، مِنَ ٱلْمُنْكَرِ[1] ٱلْكَثِيرِ.

۱۶۰

و من خطبة له ﴿ﷺ﴾

عظمة الله

أَمْرُهُ قَضَاءٌ وَ حِكْمَةٌ، وَ رِضَاهُ أَمَانٌ وَ رَحْمَةٌ، يَقْضِي بِعِلْمٍ، وَ يَعْفُو بِحِلْمٍ.

حمد الله سبحانه و تعالى

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَىٰ مَا تَأْخُذُ وَ تُعْطِي، وَ عَلَىٰ مَا تُعَافِي وَ تَبْتَلِي حَمْداً يَكُونُ أَرْضَى الْحَمْدِ لَكَ، وَأَحَبَّ الْحَمْدِ إِلَيْكَ، وَ أَفْضَلَ الْحَمْدِ عِنْدَكَ. حَمْداً يَمْلَأُ مَا خَلَقْتَ، وَ يَبْلُغُ مَا أَرَدْتَ. حَمْداً لَا يُحْجَبُ عَنْكَ. وَ لَا يُقْصَرُ دُونَكَ.

حَمْداً لَا يَنْقَطِعُ عَدَدُهُ، وَ لَا يَفْنَى مَدَدُهُ. فَلَسْنَا نَعْلَمُ كُنْهَ عَظَمَتِكَ إِلَّا أَنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ «حَيٌّ قَيُّومٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَ لَا نَوْمٌ». لَمْ يَنْتَهِ إِلَيْكَ نَظَرٌ، وَ لَمْ يُدْرِكْكَ بَصَرٌ. أَدْرَكْتَ الْأَبْصَارَ، وَ أَحْصَيْتَ الْأَعْمَالَ (الاعمار)، وَ أَخَذْتَ «بِالنَّوَاصِي وَ الْأَقْدَامِ». وَ مَا الَّذِي نَرَىٰ مِنْ خَلْقِكَ، وَ نَعْجَبُ لَهُ مِنْ قُدْرَتِكَ، وَ نَصِفُهُ مِنْ عَظِيمِ سُلْطَانِكَ (شأنک)، وَ مَا تَغَيَّبَ عَنَّا مِنْهُ، وَ قَصُرَتْ أَبْصَارُنَا عَنْهُ، وَٱنْتَهَتْ عُقُولُنَا دُونَهُ، وَ حَالَتْ سُتُورُ الْغُيُوبِ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ أَعْظَمُ. فَمَنْ فَرَّغَ قَلْبَهُ، وَ أَعْمَلَ فِكْرَهُ، لِيَعْلَمَ كَيْفَ أَقَمْتَ عَرْشَكَ، وَ كَيْفَ ذَرَأْتَ خَلْقَكَ، وَ كَيْفَ عَلَّقْتَ فِي الْهَوَاءِ

صبر - ایلوا
مقر - زہر
دثار - بالائی لباس
زوامل - جمع زاملہ - باربردار
تنخم - بلغم نکال دیا
نخامہ - بلغم
جدیدان - شب و روز
ربق - جمع ربقہ - رسی
حلق - جمع حلقہ - پھندہ
سنہ - اونگھ
ذرأت - خلق کیا ہے

[1] اس منکر سے مراد بظاہر اپنے حق میں ہونے والا ظلم اور اپنے حقوق کی بربادی ہے ورنہ محرمات پر خاموش رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فریضہ ہے مگر یہ کہ حالات سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس نہی کا کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے تو ایسی صورت میں نہی عن المنکر کا وجوب ساقط بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض شارحین کا خیال ہے اور انھوں نے منکر سے مراد حرام شرعی ہی لیا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۵۹ بحار ۸ ص ۶۰۶

مصادر خطبہ ۱۶۰ ربیع الابرار زمخشری باب الیاس والقناعۃ، مجمع الامثال ۲ ص ۳

کے بدلے پینے سے حنظل کا کھانا اور ایلوا کا اور زہر ہلاہل کا پینا۔ خوف کا اندرونی لباس اور تلوار کا باہر کا لباس ہوگا۔ یہ ظالم
کی سواریاں اور گناہوں کے بار بردار اونٹ ہیں۔ لہٰذا میں بار بار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنی امیہ میرے بعد اس خلافت کو اس طرح
دیں گے جس طرح بلغم کو تھوک دیا جاتا ہے اور پھر جب تک شب و روز باقی ہیں اس کا مزہ چکھنا اور اس سے لذت حاصل
ب نہ ہوگا۔

۱۵۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رعایا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے)

میں تمہارے ہمسایہ میں نہایت درجہ خوبصورتی کے ساتھ رہا اور جہاں تک ممکن ہوا تمہاری حفاظت اور نگہداشت کرتا رہا اور
ذلت کی رسّی اور ظلم کے پھندوں سے آزاد کرایا کہ میں تمہاری مختصر نیکی کا شکریہ ادا کر رہا تھا اور تمہاری ان تمام برائیوں کو جنھیں
نے دیکھ لیا تھا اس سے چشم پوشی کر رہا تھا۔

۱۶۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(عظمت پروردگار) اُس کا امر فیصلہ کن اور سراپا حکمت ہے اور اس کی رضا مکمل امان اور رحمت ہے۔ وہ اپنے علم سے
تا ہے اور اپنے حلم کی بنا پر معاف کر دیتا ہے۔

(حمد خدا) پروردگار تیرے لئے ان تمام چیزوں پر حمد ہے جنھیں تو لے لیتا ہے یا عطا کر دیتا ہے اور جن بلاؤں سے نجات
ہے یا جن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسی حمد جو تیرے لئے انتہائی پسندیدہ ہو اور محبوب ترین ہو اور بہترین ہو۔
ایسی حمد جو ساری کائنات کو مملو کر دے اور جہاں تک چاہے پہونچ جائے۔ اور ایسی حمد جس کے سامنے نہ کوئی حاجب ہو
تیری بارگاہ تک پہونچنے سے قاصر ہو۔
وہ حمد جس کا سلسلہ رک نہ سکے اور جس کی مدت تمام نہ ہو سکے۔ ہم تیری عظمت کی حقیقت سے باخبر نہیں ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ تو ہمیشہ زندہ
ہر شے تیرے ارادے سے قائم ہے۔ تیرے لئے نہ نیند ہے اور نہ اونگھ۔ نہ کوئی نظر تجھ تک پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی نگاہ تیرا ادراک کر سکتی ہے۔
تمام نگاہوں کا ادراک کر لیا ہے اور تمام اعمال کو شمار کر لیا ہے۔ ہر ایک کی پیشانی اور قدم سب تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔
ہم تیری جس عظیم خلقت کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور جس قدرت سے تعجب کر رہے ہیں اور جس عظیم سلطنت کی توصیف کر رہے ہیں اس کی
ت کیا ہے۔ وہ مخلوقات جو ہماری نگاہوں سے غائب ہے اور جہاں تک ہماری نگاہ نہیں پہونچ سکتی ہے اور جس کے قریب جا کر ہماری
ٹھہر گئی ہے اور جہاں غیب کے پردے حائل ہو گئے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ عظیم تر ہے۔ لہٰذا جو اپنے دل کو فارغ کر لے
اپنی فکر کو استعمال کرے تاکہ یہ دریافت کر سکے کہ تو نے اپنے عرش کو کس طرح قائم کیا ہے۔ اپنی مخلوقات کو کس طرح ایجاد کیا ہے
فضائے بسیط میں کس طرح آسمانوں کو معلق کیا ہے۔

ب انسان انھیں مخلوقات کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے جو نگاہوں کے سامنے آ رہی ہیں اور جو ادراک و احساس کے حدود کے اندر ہیں تو ان مخلوقات
لے میں کیا کہا جا سکتا ہے جو انسانی حواس کی زد سے باہر ہیں اور جن تک عقل بشر کی رسائی نہیں ہے اور جب مخلوقات کی حقیقت تک انسانی فکر کی
ئی نہیں ہے تو خالق کی حقیقت کا عرفان کس طرح ممکن ہے اور انسان اس کی حمد کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہے۔!

ثَمَنِهَا.

عیسیٰ (علیه السلام)

وَ إِنْ شِئْتَ قُلْتُ فِي عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَقَدْ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْحَجَرَ، وَ يَلْبَسُ الْخَشِنَ، وَ يَأْكُلُ الْجَشِبَ، وَ كَانَ إِدَامُهُ الْجُوعَ، وَ سِرَاجُهُ بِاللَّيْلِ الْقَمَرَ، وَ ظِلَالُهُ فِي الشِّتَاءِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا، وَ فَاكِهَتُهُ وَ رَيْحَانُهُ مَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ لِلْبَهَائِمِ؛ وَ لَمْ تَكُنْ لَهُ زَوْجَةٌ تَفْتِنُهُ، وَ لَا وَلَدٌ يَحْزُنُهُ (يحزنه)، وَ لَا مَالٌ يَلْفِتُهُ، وَ لَا طَمَعٌ يُذِلُّهُ، دَابَّتُهُ رِجْلَاهُ، وَ خَادِمُهُ يَدَاهُ!

الرسول الأعظم (صلی الله علیه و آله)

فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى، وَ عَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى. وَ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ، وَ الْمُقْتَصُّ لِأَثَرِهِ. قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْماً، وَ لَمْ يُعِرْهَا طَرْفاً. أَهْضَمُ أَهْلِ الدُّنْيَا كَشْحاً، وَ أَخْمَصُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَطْناً، عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا، وَ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئاً فَأَبْغَضَهُ، وَ حَقَّرَ شَيْئاً فَحَقَّرَهُ، وَ صَغَّرَ شَيْئاً فَصَغَّرَهُ. وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ، وَ تَعْظِيمُنَا مَا صَغَّرَ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ، لَكَفَى بِهِ شِقَاقاً لِلَّهِ وَ مُحَادَّةً عَنْ أَمْرِ اللَّهِ.

وَ لَقَدْ كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - يَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَ يَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ، وَ يَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ، وَ يَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ، وَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ الْعَارِيَ، وَ يُرْدِفُ خَلْفَهُ، وَ يَكُونُ السِّتْرُ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ فَيَقُولُ: «يَا فُلَانَةُ - لِإِحْدَى أَزْوَاجِهِ - غَيِّبِيهِ عَنِّي، فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَ زَخَارِفَهَا». فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَ أَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ، وَ أَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً، وَ لَا يَعْتَقِدَهَا قَرَاراً، وَ لَا يَرْجُوَ فِيهَا مُقَاماً، فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ، وَ أَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ، وَ غَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ.

وَ كَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئاً أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَ أَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ.

وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - مَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِئِ الدُّنْيَا وَ عُيُوبِهَا: إِذْ جَاعَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ، وَ زُوِيَتْ عَنْهُ زَخَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِهِ. فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ بِعَقْلِهِ: أَكْرَمَ

ظلال - جمع ظل - منزل
تاسّ - اقتدا کرو
قضم - دانت سے روٹی کا ٹکڑا کاٹ لینا
ہضم - پیٹ کا دھنس جانا
کشح - پہلو
اخمص - سب سے زیادہ خالی
محادہ - مخالفت
خصف النعل - جوتے ٹانکنا
حمار عاری - جس پر کوئی چیز نہ ہو
اردف - پیچھے بٹھا لینا
ریاش - عمدہ لباس
اشخصہا - دور کر دیا
خاصہ - خصوصیت یا اقربا
زویت - الگ کر دی گئی
زلفہ - تقرب الٰہی

(۱) مسلمانوں کے مجمع میں جناب عیسیٰ کے اس روحانی کردار کی طرف اشارہ اس نکتہ کی وضاحت ہے کہ جناب عیسیٰ اس عظیم کردار کے مالک تھے اور انہوں نے اس طرح دنیا کو یکسر نظر انداز کر رکھا تھا مگر افسوس کہ ان کے ماننے والوں نے ان تعلیمات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور آج دنیا میں دولت و ثروت کی دوڑ میں ان کے ماننے والے سب سے آگے نظر آرہے ہیں - اب نہ قناعت کا ذکر ہے اور نہ زہد کا - نہ کہیں تقویٰ کا نام ہے اور نہ کہیں خوف خدا کا -

اور یہی حال جناب موسیٰ کے ماننے والے یہودیوں کا ہے کہ ان کی دوڑ دنیا داری کے بارے میں شہرہ آفاق بن چکی ہے -
مسلمانو! دیکھو جس طرح گذشتہ انبیاء کی امتوں نے اپنے رہنماؤں کے کردار کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور ان سے صرف نام کا رشتہ رکھا ہے -
خبردار تم ایسے نہ ہو جانا اور اپنے پیغمبر کے کردار کا خیال رکھنا اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرنا -!

اس کے بعد چاہو تو میں عیسیٰ بن مریم کی زندگی کا حال بیان کروں۔ جو پتھر پر تکیہ کرتے تھے۔ کھردرا لباس پہنتے تھے اور معمولی غذا پر گذارا کیا کرتے تھے۔ ان کے کھانے میں سالن کی جگہ بھوک تھی اور رات میں چراغ کے بدلے چاند کی روشنی تھی۔ سردی میں سایہ کے بدلے مشرق و مغرب کا آسمانی سائبان تھا۔ ان کے میوے اور پھول وہ نباتات تھے جو جانوروں کے کام آتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی زوجہ نہ تھی جو انھیں مشغول کر لیتی اور نہ کوئی اولاد تھی جس کا رنج و غم ہوتا اور نہ کوئی مال تھا جو اپنی طرف متوجہ کر لیتا اور نہ کوئی طمع تھی جو ذلت کا شکار بنا دیتی۔ ان کے پیر ان کی سواری تھے اور ان کے ہاتھ ان کے خادم (۱۵)

(رسول اکرمؐ) تم لوگ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کا اتباع کرو کہ ان کی زندگی میں پیروی کرنے والے کے لئے بہترین نمونہ اور صبر و سکون کے طلبگاروں کے لئے بہترین سامان صبر و سکون ہے۔ اللہ کی نظر میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے پیغمبر کا اتباع کرے اور ان کے نقش قدم پر قدم آگے بڑھائے۔ انھوں نے دنیا سے صرف مختصر غذا حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم اور شکم تہی میں بسر کرنے والے وہی تھے ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ دیکھ لیا کہ پروردگار اسے پسند نہیں کرتا ہے تو خود بھی ناپسند کیا اور خدا حقیر سمجھتا ہے تو خود بھی حقیر سمجھا اور اس نے چھوٹا بنا دیا ہے تو خود بھی چھوٹا ہی قرار دیا۔ اور اگر ہم میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہ ہوتا کہ ہم خدا و رسولؐ کے مبغوض کو محبوب سمجھنے لگے ہیں اور خدا و رسولؐ کی نگاہ میں صغیر و حقیر کو عظیم سمجھنے لگے ہیں تو یہی عیب خدا کی مخالفت اور اس کے حکم سے انحراف کے لئے کافی تھا۔ دیکھو پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔ غلاموں کے انداز سے بیٹھتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں ٹانکتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔ بغیر چار جامہ کے سواری پر سوار ہوتے تھے اور کسی نہ کسی کو ساتھ بٹھا بھی لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایسا پردہ دیکھ لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں تو ایک زوجہ سے فرمایا کہ خبردار اسے ہٹاؤ۔ میں اس کی طرف دیکھوں گا تو دنیا اور اس کی آرائش یاد آئے گی۔ آپ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی فرمائی اور اس کی یاد کو اپنے دل سے محو کر دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینت نگاہوں سے دور رہے تاکہ نہ بہترین لباس بنائیں اور نہ اسے اپنے دل میں جگہ دیں اور نہ اس دنیا میں کسی مقام کی آرزو کریں۔ آپ نے دنیا کو نفس سے نکال دیا اور دل سے دور کر دیا اور نگاہوں سے بھی غائب کر دیا اور یہی ہر انسان کا اصول ہے کہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا ہے اور اس کے ذکر کو بھی ناپسند کرتا ہے۔

یقیناً رسول اللہؐ کی زندگی میں وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں جو دنیا کے عیوب اور اس کی خرابیوں کی نشاندہی کر سکتی ہیں کہ آپ نے اپنے گھر والوں سمیت بھوکا رہنا گوارا کیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں انتہائی تقرب کے باوجود دنیا کی زینتوں کو آپ سے الگ رکھا گیا ہے۔

اب ہر انسان کو نگاہ عقل سے دیکھنا چاہیئے اور یہ سوچنا چاہیئے کہ اس صورت حال اور اس طرح کی زندگی سے پروردگار نے

---

(۱) واضح رہے کہ اس واقعہ کا تعلق ازواج کی زندگی اور ان کے گھروں سے ہے۔ اس کا اہلبیتؑ کے گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے بعض راویوں نے اہلبیتؑ کی طرف موڑ دیا ہے تاکہ ان کی زندگی میں بھی عیش و عشرت کا اثبات کر سکیں۔ جب کہ اہلبیتؑ کی زندگی تاریخ اسلام میں مکمل طور پر آئینہ ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ان حضرات نے تمام تر اختیارات کے باوجود اپنی زندگی انتہائی سادگی سے گذاری ہے اور سارا مال دنیا راہ خدا میں صرف کر دیا ہے۔

اللّٰهُ مُحَمَّداً بِذٰلِكَ أَمْ أَهَانَهُ! فَإِنْ قَالَ: أَهَانَهُ، فَقَدْ كَذَبَ - وَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ - بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ، وَ إِنْ قَالَ: أَكْرَمَهُ، فَلْيَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ، وَزَوَاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ. فَتَأَسَّىٰ مُتَأَسٍّ بِنَبِيِّهِ، وَاقْتَصَّ أَثَرَهُ، وَ وَلَجَ مَوْلِجَهُ، وَ إِلَّا فَلَا يَأْمَنِ الْهَلَكَةَ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ مُحَمَّداً - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - عَلَماً لِلسَّاعَةِ، وَ مُبَشِّراً بِالْجَنَّةِ، وَ مُنْذِراً بِالْعُقُوبَةِ. خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا خَمِيصاً، وَوَرَدَ الْآخِرَةَ سَلِيماً لَمْ يَضَعْ حَجَراً عَلَىٰ حَجَرٍ، حَتَّىٰ مَضَىٰ لِسَبِيلِهِ، وَ أَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ. فَمَا أَعْظَمَ مِنَّةَ اللّٰهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفاً نَتَّبِعُهُ، وَ قَائِداً نَطَأُ عَقِبَهُ! وَاللّٰهِ لَقَدْ رَقَّعْتُ مِدْرَعَتِي هٰذِهِ حَتَّىٰ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا. وَ لَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ: أَلَا تَنْبِذُهَا عَنْكَ؟ فَقُلْتُ: أُغْرُبْ (اعزب) عَنِّي، فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرَىٰ!

۱۶۱

ومن خطبة له (ع)

في صفة النبي و أهل بيته و أتباع دينه، و فيها يعظ بالتقوىٰ

الرسول و اهله و اتباع دينه.

إِبْتَعَثَهُ بِالنُّورِ الْمُضِيءِ، وَالْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ، وَالْمِنْهَاجِ الْبَادِي، و الْكِتَابِ الْهَادِي. أُسْرَتُهُ خَيْرُ أُسْرَةٍ، وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ؛ أَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ، وَثِمَارُهَا مُتَهَدِّلَةٌ. مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَهِجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ. عَلَا بِهَا ذِكْرُهُ وَامْتَدَّ مِنْهَا صَوْتُهُ. أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ، وَمَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَدَعْوَةٍ مُتَلَافِيَةٍ. أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُولَةَ، وَقَمَعَ بِهِ الْبِدَعَ الْمَدْخُولَةَ، وَبَيَّنَ بِهِ الْأَحْكَامَ الْمَفْصُولَةَ. فَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً تَتَحَقَّقْ شِقْوَتُهُ، وَتَنْفَصِمْ عُرْوَتُهُ، وَتَعْظُمْ كَبْوَتُهُ، وَيَكُنْ مَآبُهُ إِلَى الْحُزْنِ الطَّوِيلِ وَ الْعَذَابِ الْوَبِيلِ.

وَ أَتَوَكَّلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكُّلَ الْإِنَابَةِ إِلَيْهِ. وَأَسْتَرْشِدُهُ السَّبِيلَ الْمُؤَدِّيَةَ إِلَىٰ جَنَّتِهِ، الْقَاصِدَةَ إِلَىٰ مَحَلِّ رَغْبَتِهِ.

النصح بالتقوى

بادی - ظاہر
متہدلہ - جھکے ہوئے - قریب
طیبہ - مدینہ منورہ
متلافیہ - جاہلیت کے تمام امور کی تلافی کرنے والا
مفصولہ - واضح طور پر بیان کئے ہوئے
کبوہ - منہ کے بل گرنا
انابہ - رجوع
مآب - بازگشت کی جگہ

(۱) کس قدر منطقی گفتگو ہے کہ سرکار دو عالم کا دنیا کی لذتوں سے محروم رہنا پروردگار کی طرف سے عزت و اکرام کی علامت ہے تو اپنے پاس دولت و ثروت کی فراوانی ذلت و حقارت کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے -؟

(۲) بعض حضرات نے اس لفظ سے یہ استفادہ کرنا چاہا ہے کہ آپ کا وجود علامت قیامت تھا اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور اس طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے - حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے علامت قیامت سے مراد ختم نبوت نہیں ہے - اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ نے قیامت کی مکمل طور پر وضاحت کر دی ہے اور اپنی بشارت اور اپنے انذار کے ذریعہ ذہنوں کو آخرت کی طرف موڑ دیا ہے -

(۳) حقیقت امر یہ ہے کہ دین خدا کا نمائندہ اور امت کا صحیح راہنما وہی ہے جو اسلام کی سادگی کی کرداری وضاحت کر سکے اور کمزور ترین فرد کی جیسی زندگی گزار سکے اور امیرالمومنینؑ اس معیار قیادت کا مکمل نمونہ تھے جس کی کوئی مثال دوسرے افراد کی زندگی میں نہیں پائی جاتی ہے -

بندگانِ خدا! اس دن سے ڈرو جب اعمال کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور زلزلوں کی بہتات ہوگی کہ بچے تک بوڑھے ہو جائیں گے۔

یاد رکھو اے بندگانِ خدا! کہ تم پر تمہارے ہی نفس کو نگراں بنایا گیا ہے اور تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے لئے جاسوسوں کا کام کر رہے ہیں اور کچھ بہترین محافظ ہیں جو تمہارے اعمال اور تمہاری سانسوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ان سے نہ کسی تاریک رات کی تاریکی چھپا سکتی ہے اور نہ بند دروازے ان سے اوجھل بنا سکتے ہیں۔۔ اور کل آنے والا دن آج سے بہت قریب ہے۔

آج کا دن اپنا ساز و سامان لے کر چلا جائے گا اور کل کا دن اس کے پیچھے آ رہا ہے۔ گویا ہر شخص زمین میں اپنی تنہائی کی منزل اور گڑھے کے نشان تک پہونچ چکا ہے۔ ہائے وہ تنہائی کا گھر۔ وحشت کی منزل اور غربت کا مکان۔ گویا کہ آواز تم تک پہونچ چکی ہے اور قیامت تمہیں اپنے گھیرے میں لے چکی ہے اور تمہیں آخری فیصلہ کے لئے قبروں سے نکالا جا چکا ہے۔ جہاں تمام باطل باتیں ختم ہو چکی ہیں اور تمام حیلے بہانے کمزور پڑ چکے ہیں، حقائق ثابت ہو چکے ہیں اور امور پلٹ کر اپنی منزل پر آگئے ہیں۔ لہٰذا عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو۔ تغیرات زمانہ سے عبرت کا سامان فراہم کرو اور پھر ڈرانے والے کی نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(جس میں رسول اکرمؐ کی بعثت اور قرآن کی فضیلت کے ساتھ بنی امیہ کی حکومت کا ذکر کیا گیا ہے)

اللہ نے پیغمبر کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور قومیں گہری نیند میں مبتلا تھیں اور دین کی مستحکم رسی کے بل کھل چکے تھے۔ آپ نے آکر پہلے والوں کی تصدیق کی اور وہ نور پیش کیا جس کی اقتدا کی جائے اور وہ یہی قرآن ہے۔ اسے بُلوا کر دیکھو اور یہ خود نہیں بولے گا۔ میں اس کی طرف سے ترجمانی کروں گا۔ یاد رکھو کہ اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے۔ تمہارے درد کی دوا ہے اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے۔ (۱)

(اس کا دوسرا حصہ) اس وقت کوئی شہری یا دیہاتی مکان ایسا نہ بچے گا جس میں ظالم غم و الم کو داخل نہ کر دیں اور اس میں سختیوں کا گذر نہ ہو جائے۔ اس وقت ان کے لئے نہ آسمان میں کوئی عذر خواہی کرنے والا ہوگا اور نہ زمین میں مددگار۔ تم نے اس امر کے لئے نااہلوں کا انتخاب کیا ہے اور انہیں دوسرے کے گھاٹ پر اتار دیا ہے اور عنقریب خدا ظالموں سے انتقام لے لیگا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے سے

---

(۱) مالک کائنات نے انسان کی فطرت کے اندر ایک صلاحیت رکھی ہے جس کا کام ہے نیکیوں پر سکون و اطمینان کا سامان فراہم کرنا اور برائیوں پر تنبیہ اور سرزنش کرنا۔ عرفِ عام میں اسے ضمیر سے تعبیر کیا جاتا ہے جو اس وقت بھی بیدار رہتا ہے جب آدمی غفلت کی نیند سو جاتا ہے اور اس وقت بھی مصروف تنبیہ رہتا ہے جب انسان مکمل طور پر گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ صلاحیت اپنے مقام پر ہر انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اچھائی اور بُرائی کا ادراک بھی کبھی فطری ہوتا ہے جیسے احسان کی اچھائی اور ظلم کی بُرائی۔۔ اور کبھی اس کا تعلق سماج، معاشرہ یا دین و مذہب سے ہوتا ہے تو جس چیز کو مذہب یا سماج اچھا کہہ دیتا ہے ضمیر اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور جس چیز کو بُرا قرار دے دیتا ہے اس پر مذمت کرنے لگتا ہے اور اس مدح یا ذم کا تعلق فطرت کے احکام سے نہیں ہوتا ہے بلکہ سماج یا قانون کے احکام سے ہوتا ہے۔

وَ مَشْرَباً بِمَشْرَبٍ، مِنْ مَطَاعِمِ ٱلْعَلْقَمِ، وَ مَشَارِبِ الصَّبِرِ وَ ٱلْمَقِرِ، وَ لِبَاسِ شِعَارِ ٱلْخَوْفِ، وَ دِثَارِ ٱلسَّيْفِ. وَ إِنَّمَا هُمْ مَطَايَا ٱلْخَطِيئَاتِ وَ زَوَامِلُ ٱلْآثَامِ. فَأُقْسِمُ، ثُمَّ أُقْسِمُ، لَتَنْخَمَنَّهَا أُمَيَّةُ مِنْ بَعْدِي كَمَا تُلْفَظُ النُّخَامَةُ، ثُمَّ لَا تَذُوقُهَا وَ لَا تَطْعَمُ بِطَعْمِهَا أَبداً مَا كَرَّ ٱلْجَدِيدَانِ!

۱۵۹

و من خطبة له (ع)

يبين فيها حسن معاملته لرعيته

وَ لَقَدْ أَحْسَنْتُ جِوَارَكُمْ، وَأَحَطْتُ بِجُهْدِي مِنْ وَرَائِكُمْ. وَأَعْتَقْتُكُمْ مِنْ رِبَقِ الذُّلِّ. وَ حَلَقِ الضَّيْمِ، شُكْراً مِنِّي لِلْبِرِّ ٱلْقَلِيلِ وَ إِطْرَاقاً عَمَّا أَدْرَكَهُ ٱلْبَصَرُ، وَ شَهِدَهُ ٱلْبَدَنُ، مِنَ ٱلْمُنْكَرِ[1] ٱلْكَثِيرِ.

۱۶۰

و من خطبة له (ع)

عظمة الله

أَمْرُهُ قَضَاءٌ وَ حِكْمَةٌ، وَ رِضَاهُ أَمَانٌ وَ رَحْمَةٌ، يَقْضِي بِعِلْمٍ، وَ يَعْفُو بِحِلْمٍ.

حمد الله سبحانه و تعالى

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَىٰ مَا تَأْخُذُ وَ تُعْطِي، وَ عَلَىٰ مَا تُعَافِي وَ تَبْتَلِي حَمْداً يَكُونُ أَرْضَى الْحَمْدِ لَكَ، وَأَحَبَّ الْحَمْدِ إِلَيْكَ، وَ أَفْضَلَ الْحَمْدِ عِنْدَكَ. حَمْداً يَمْلَأُ مَا خَلَقْتَ، وَ يَبْلُغُ مَا أَرَدْتَ. حَمْداً لَا يُحْجَبُ عَنْكَ، وَ لَا يُقْصَرُ دُونَكَ.

حَمْداً لَا يَنْقَطِعُ عَدَدُهُ، وَ لَا يَفْنَىٰ مَدَدُهُ. فَلَسْنَا نَعْلَمُ كُنْهَ عَظَمَتِكَ إِلَّا أَنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ «حَيٌّ قَيُّومٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَ لَا نَوْمٌ». لَمْ يَنْتَهِ إِلَيْكَ نَظَرٌ، وَ لَمْ يُدْرِكْكَ بَصَرٌ. أَدْرَكْتَ الْأَبْصَارَ، وَ أَحْصَيْتَ الْأَعْمَالَ (الاعمار)، وَ أَخَذْتَ «بِالنَّوَاصِي وَ الْأَقْدَامِ». وَ مَا الَّذِي نَرَىٰ مِنْ خَلْقِكَ، وَ نَعْجَبُ لَهُ مِنْ قُدْرَتِكَ، وَ نَصِفُهُ مِنْ عَظِيمِ سُلْطَانِكَ (شأنک)، وَ مَا تَغَيَّبَ عَنَّا مِنْهُ، وَ قَصُرَتْ أَبْصَارُنَا عَنْهُ، وَٱنْتَهَتْ عُقُولُنَا دُونَهُ، وَ حَالَتْ سُتُورُ الْغُيُوبِ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ أَعْظَمُ. فَمَنْ فَرَّغَ قَلْبَهُ، وَ أَعْمَلَ فِكْرَهُ، لِيَعْلَمَ كَيْفَ أَقَمْتَ عَرْشَكَ، وَ كَيْفَ ذَرَأْتَ خَلْقَكَ، وَ كَيْفَ عَلَّقْتَ فِي الْهَوَاءِ

صبر - ایلوا
مقر - زہر
دثار - بالائی لباس
زوامل - جمع زاملہ - باربردار
تنخم - بلغم نکال دیا
نخامہ - بلغم
جدیدان - شب و روز
ربق - جمع ربقہ - رسی
حلق - جمع حلقہ - پھندہ
سنہ - اونگھ
ذرأت - خلق کیا ہے

[1] اس منکر سے مراد بظاہر اپنے حق میں ہونے والا ظلم اور اپنے حقوق کی بربادی ہے ورنہ محرمات پر خاموش رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فریضہ ہے مگر یہ کہ حالات سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس نہی کا کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے تو ایسی صورت میں نہی عن المنکر کا وجوب ساقط بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض شارحین کا خیال ہے اور انھوں نے منکر سے مراد حرام شرعی ہی لیا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۵۹ بحار ۸ صـ۶۰۶

مصادر خطبہ ۱۶۰ ربیع الابرار زمخشری باب الیاس والقناعۃ، مجمع الامثال ۲ صـ۳

کے بدلے پینے سے حنظل کا کھانا اور ایلوا کا اور زہر ہلاہل کا پینا۔ خوف کا اندرونی لباس اور تلوار کا باہر کا لباس ہوگا۔ یہ ظالم
ی سواریاں اور گناہوں کے بار بردار اونٹ ہیں۔ لہٰذا میں بار بار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنی امیہ میرے بعد اس خلافت کو اس طرح
یں گے جس طرح بلغم کو تھوک دیا جاتا ہے اور پھر جب تک شب و روز باقی ہیں اس کا مزہ چکھنا اور اس سے لذت حاصل
ب نہ ہوگا۔

۱۵۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رعایا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے)

یں تمہارے ہمسایہ میں نہایت درجہ خوبصورتی کے ساتھ رہا اور جہاں تک ممکن ہوا تمہاری حفاظت اور نگہداشت کرتا رہا اور
ت کی رسّی اور ظلم کے پھندوں سے آزاد کرایا کہ میں تمہاری مختصر نیکی کا شکریہ ادا کر رہا تھا اور تمہاری ان تمام برائیوں کو جنھیں
نے دیکھ لیا تھا اس سے چشم پوشی کر رہا تھا۔

۱۶۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(عظمت پروردگار) اُس کا امر فیصلہ کن اور سراپا حکمت ہے اور اس کی رضا مکمل امان اور رحمت ہے۔ وہ اپنے علم سے
تا ہے اور اپنے حلم کی بنا پر معاف کر دیتا ہے۔

(حمد خدا) پروردگار تیرے لئے ان تمام چیزوں پر حمد ہے جنھیں تو لے لیتا ہے یا عطا کر دیتا ہے اور جن بلاؤں سے نجات
ے یا جن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسی حمد جو تیرے لئے انتہائی پسندیدہ ہو اور محبوب ترین ہو اور بہترین ہو۔
ایسی حمد جو ساری کائنات کو مملو کر دے اور جہاں تک چاہے پہونچ جائے۔ اور ایسی حمد جس کے سامنے نہ کوئی حاجب ہو
تیری بارگاہ تک پہونچنے سے قاصر ہو۔
وہ حمد جس کا سلسلہ رک نہ سکے اور جس کی مدت تمام نہ ہو سکے۔ ہم تیری عظمت کی حقیقت سے باخبر نہیں ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ تو ہمیشہ زندہ
ہر شے تیرے ارادے سے قائم ہے۔ تیرے لئے نہ نیند ہے اور نہ اونگھ۔ نہ کوئی نظر تجھ تک پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی نگاہ تیرا ادراک کر سکتی ہے۔
ام نگاہوں کا ادراک کر لیا ہے اور تمام اعمال کو شمار کر لیا ہے۔ ہر ایک کی پیشانی اور قدم سب تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔
ہم تیری جس خلقت کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور جس قدرت سے تعجب کر رہے ہیں اور جس عظیم سلطنت کی توصیف کر رہے ہیں اس کی
ت کیا ہے۔ وہ مخلوقات جو ہماری نگاہوں سے غائب ہے اور جہاں تک ہماری نگاہ نہیں پہونچ سکتی ہے اور جس کے قریب جا کر ہماری
ٹھہر گئی ہے اور جہاں غیب کے پردے حائل ہو گئے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ عظیم تر ہے۔ لہٰذا جو اپنے دل کو فارغ کر لے
ی فکر کو استعمال کرے تاکہ یہ دریافت کر سکے کہ تو نے اپنے عرش کو کس طرح قائم کیا ہے۔ اپنی مخلوقات کو کس طرح ایجاد کیا ہے
فضائے بسیط میں کس طرح آسمانوں کو معلق کیا ہے۔

انسان انھیں مخلوقات کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے جو نگاہوں کے سامنے آرہی ہیں اور جو ادراک و احساس کے حدود کے اندر ہیں تو ان مخلوقات
ے میں کیا کہا جا سکتا ہے جو انسانی حواس کی زد سے باہر ہیں اور جن تک عقل بشر کی رسائی نہیں ہے اور جب مخلوقات کی حقیقت تک انسانی فکر کی
نہیں ہے تو خالق کی حقیقت کا عرفان کس طرح ممکن ہے اور انسان اس کی حمد کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہے۔!

سَمَاوَاتِكَ، وَ كَيْفَ مَدَدْتَ عَلَىٰ مَوْرِ الْمَاءِ أَرْضَكَ، رَجَعَ طَرْفُهُ حَسِيراً، وَ عَقْلُهُ مَبْهُوراً، وَ سَمْعُهُ وَالِهاً، وَ فِكْرُهُ حَائِراً.

كيف يكون الرجاء

مِنها: يَدَّعِي بِزَعْمِهِ أَنَّهُ يَرْجُو اللَّهَ، كَذَبَ وَ الْعَظِيمِ! مَا بَالُهُ لَا يَتَبَيَّنُ رَجَاؤُهُ فِي عَمَلِهِ؟ فَكُلُّ مَنْ رَجَا عُرِفَ رَجَاؤُهُ فِي عَمَلِهِ. وَ كُلُّ رَجَاءٍ - إِلَّا رَجَاءَ اللَّهِ تَعَالَىٰ - فَإِنَّهُ مَدْخُولٌ وَ كُلُّ خَوْفٍ مُحَقَّقٌ، إِلَّا خَوْفَ اللَّهِ فَإِنَّهُ مَعْلُولٌ يَرْجُو اللَّهَ فِي الْكَبِيرِ، وَ يَرْجُو الْعِبَادَ فِي الصَّغِيرِ، فَيُعْطِي الْعَبْدَ مَا لَا يُعْطِي الرَّبَّ! فَمَا بَالُ اللَّهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ يُقَصَّرُ بِهِ عَمَّا يُصْنَعُ بِهِ لِعِبَادِهِ؟[1]

أَتَخَافُ أَنْ تَكُونَ فِي رَجَائِكَ لَهُ كَاذِباً؟ أَوْ تَكُونَ لَا تَرَاهُ لِلرَّجَاءِ مَوْضِعاً؟ وَ كَذٰلِكَ إِنْ هُوَ خَافَ عَبْداً مِنْ عَبِيدِهِ، أَعْطَاهُ مِنْ خَوْفِهِ مَا لَا يُعْطِي رَبَّهُ، فَجَعَلَ خَوْفَهُ مِنَ الْعِبَادِ نَقْداً، وَ خَوْفَهُ مِنْ خَالِقِهِ ضِمَاراً وَ وَعْداً وَ كَذٰلِكَ مَنْ عَظُمَتِ الدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ، وَ كَبُرَ مَوْقِعُهَا مِنْ قَلْبِهِ، آثَرَهَا عَلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ، فَانْقَطَعَ إِلَيْهَا، وَ صَارَ عَبْداً لَهَا.

رسول الله (ﷺ)

وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - كَافٍ لَكَ فِي الْأُسْوَةِ، وَ دَلِيلٌ لَكَ عَلَىٰ ذَمِّ الدُّنْيَا وَ عَيْبِهَا، وَ كَثْرَةِ مَخَازِيهَا وَ مَسَاوِيهَا، إِذْ قُبِضَتْ عَنْهُ أَطْرَافُهَا، وَ وُطِّئَتْ لِغَيْرِهِ أَكْنَافُهَا، وَ فُطِمَ عَنْ رَضَاعِهَا، وَ زُوِيَ عَنْ زَخَارِفِهَا.

موسیٰ (ع)

وَ إِنْ شِئْتَ ثَنَّيْتُ بِمُوسَىٰ كَلِيمِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ - حَيْثُ يَقُولُ: «رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ». وَ اللَّهِ، مَا سَأَلَهُ إِلَّا خُبْزاً يَأْكُلُهُ، لِأَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ بَقْلَةَ الْأَرْضِ، وَ لَقَدْ كَانَتْ خُضْرَةُ الْبَقْلِ تُرَىٰ مِنْ شَفِيفِ صِفَاقِ بَطْنِهِ، لِهُزَالِهِ وَ تَشَذُّبِ لَحْمِهِ.

داوود (ع)

وَ إِنْ شِئْتَ ثَلَّثْتُ بِدَاوُودَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ - صَاحِبِ الْمَزَامِيرِ، وَ قَارِئِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلَقَدْ كَانَ يَعْمَلُ سَفَائِفَ الْخُوصِ بِيَدِهِ، وَ يَقُولُ لِجُلَسَائِهِ: أَيُّكُمْ يَكْفِينِي بَيْعَهَا! وَ يَأْكُلُ قُرْصَ الشَّعِيرِ مِنْ

مَور - موج
حسیر - عاجز
مبہور - مغلوب
والہ - مدہوش
مدخول - غیر خالص
محقق - ثابت
معلول - غیر ثابت
ضمار - جن وعدوں کا اعتبار نہ ہو
اسوہ - نمونہ
اکناف - اطراف
شفیف - ہلکا
صفاق - نازک جلد
تشذب - قلت
سفائف - ٹوکریاں

[1] حیرت انگیز بات ہے کہ انسان بندوں سے معمولی امید بھی رکھتا ہے تو ان کے دروازہ پر صبح و شام حاضری دیتا ہے اور ان کی مرضی کے مطابق ہر عمل انجام دیتا ہے بلکہ وقتاً فوقتاً تحفہ بھی پیش کرتا رہتا ہے لیکن پروردگار سے عظیم ترین آخرت کا مطالبہ کرنے کے باوجود نہ صبح و شام مصلیٰ پر حاضری دیتا ہے۔ نہ اس کے احکام کی پرواہ کرتا ہے اور نہ اس کے مطالبہ کے باوجود خمس و زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ کیا اس صورت حال میں یہ تصور حق بجانب نہیں ہے کہ اس کا ایمان صرف بندوں پر ہے پروردگار پر نہیں ہے یا اس کی نظر میں صرف دنیا ہے اور آخرت نہیں ہے۔ جبکہ دنیا کی بے ثباتی اور بے وقعتی انبیاء کرام کے کردار سے واضح ہے۔ جنھیں ساری دنیا کا اختیار حاصل تھا لیکن وہ اس دنیا کو اپنی ذات پر صرف نہیں کرنا چاہتے تھے اور اسے صرف وسیلۂ آخرت کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ دنیا مقصد ہوتی ہے تو اپنی ذات پر صرف ہوتی ہے اور وسیلہ ہوتی ہے تو دوسروں کے حوالہ کر دی جاتی ہے جو انبیاء کرام اور ائمہ معصومینؑ کے کردار کا واضح ترین نمونہ ہے۔

پانی کی موجوں پر کس طرح زمین کا فرش بچھایا ہے تو اس کی نگاہ تھک کر پلٹ آئے گی اور عقل مدہوش ہو جائے گی اور کان حیران و سراسیمہ ہو جائیں گے اور فکر راستہ گم کر دے گی۔

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) بعض افراد کا اپنے زعم ناقص میں یہ دعویٰ ہے کہ وہ رحمت خدا کے امیدوار ہیں حالانکہ خدائے عظیم گواہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ ان کی امید کی جھلک ان کے اعمال میں نظر نہیں آتی ہے جب کہ ہر امیدوار کی امید اس کے اعمال سے واضح ہو جاتی ہے سوائے پروردگار سے لو لگانے کے کہ یہی امید مشکوک ہے اور اسی طرح ہر خوف ثابت ہو جاتا ہے سوائے خوف خدا کے کہ یہی غیر یقینی ہے۔ انسان اللہ سے بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہے اور بندوں سے چھوٹی امیدیں رکھتا ہے لیکن بندوں کو وہ سارے آداب[1] و حقوق دے دیتا ہے جو پروردگار کو نہیں دیتا ہے۔ تو آخر یہ کیا ہے کہ خدا کے بارے میں اس سلوک سے بھی کوتاہی کی جاتی ہے جو بندوں کے لئے کر دیا جاتا ہے۔ کیا تمھیں کبھی اس بات کا خوف پیدا ہوا ہے کہ کہیں تم اپنی امیدوں میں جھوٹے تو نہیں ہو یا تم اسے محل امید ہی نہیں تصور کرتے ہو[1]

اسی طرح انسان جب کسی بندہ سے خوفزدہ ہوتا ہے تو اسے وہ سارے حقوق دے دیتا ہے جو پروردگار کو بھی نہیں دیتا ہے۔ گویا بندوں کے خوف کو نقد تصور کرتا ہے اور خوف خدا کو صرف وعدہ اور ٹالنے کی چیز بنا رکھا ہے۔

یہی حال اس شخص کا بھی ہے جس کی نظر میں دنیا عظیم ہوتی ہے اور اس کے دل میں اس کی جگہ بڑی ہوتی ہے تو وہ دنیا کو آخرت پر مقدم کر دیتا ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنے کو اس کا بندہ بنا دیتا ہے۔

(رسول اکرمؐ) یقیناً رسول اکرمؐ کی زندگی تمھارے لئے بہترین نمونہ ہے اور دنیا کی ذلت اور اس کے عیوب کے لئے بہترین رہنما ہے کہ اس میں ذلت و رسوائی کے مقامات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دیکھو اس دنیا کے اطراف حضور سے سمیٹ لئے گئے اور غیروں کے لئے ہموار کر دئے گئے۔ آپ کو اس کے منافع سے الگ رکھا گیا اور اس کی آرائشوں سے کنارہ کش کر دیا گیا۔

اور اگر آپ کے علاوہ دوسری مثال چاہتے ہو تو وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی مثال ہے۔ جنھوں نے خدا کی بارگاہ میں گذارش کی کہ "پروردگار میں تیری طرف نازل ہونے والے خیر کا محتاج ہوں" لیکن خدا گواہ ہے کہ انھوں نے ایک لقمۂ نان کے علاوہ کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ زمین کی سبزی کھالیا کرتے تھے اور اسی لئے ان کے شکم کی نرم و نازک کھال سے سبزی کا رنگ نظر آیا کرتا تھا کہ وہ انتہائی لاغر ہو گئے تھے اور ان کا گوشت گل گیا تھا۔

تیسری مثال جناب داؤد کی ہے جو صاحب زبور اور قاری اہل جنت تھے۔ مگر وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنایا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے کہ کون ایسا ہے جو مجھے ان کے فروخت کرنے میں مدد دے اور پھر انھیں بیچ کر جو کی روٹیاں کھالیا کرتے تھے۔

---

[1] انسان کی نجات و آخرت کے دو بنیادی رکن ہیں۔ ایک خوف اور ایک امید۔ اسلام نے قدم قدم پر انھیں دو چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور انھیں ایمان اور عمل کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ سورہ مبارکہ حمد جس میں سارا قرآن سمٹا ہوا ہے۔ اس میں بھی رحمان و رحیم امید کا اشارہ ہے اور مالک یوم الدین خوف کا۔ لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ انسان نہ واقعاً خدا سے امید رکھتا ہے اور نہ اس سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ امیدوار ہوتا تو دعاؤں اور عبادتوں میں دل لگتا کہ ان میں طلب ہی طلب پائی جاتی ہے اور خوفزدہ ہوتا تو گناہوں سے پرہیز کرتا کہ گناہ ہی انسان کو عذاب الیم سے دوچار کر دیتے ہیں۔

دنیا کی ہر امید اور اس کے ہر خوف کا کردار سے نمایاں ہو جانا اور آخرت کی امید و بیم کا واضح نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ دنیا اس کے کردار میں ایک حقیقت ہے اور آخرت صرف الفاظ کا مجموعہ اور تلفظ کی بازی گری ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ثَمَنِهَا.

عيسى ﴿عليه السلام﴾

وَ إِنْ شِئْتَ قُلْتُ فِي عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَقَدْ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْحَجَرَ، وَ يَلْبَسُ الْخَشِنَ، وَ يَأْكُلُ الْجَشِبَ، وَ كَانَ إِدَامُهُ الْجُوعَ، وَ سِرَاجُهُ بِاللَّيْلِ الْقَمَرَ، وَ ظِلَالُهُ فِي الشِّتَاءِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا، وَ فَاكِهَتُهُ وَ رَيْحَانُهُ مَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ لِلْبَهَائِمِ؛ وَ لَمْ تَكُنْ لَهُ زَوْجَةٌ تَفْتِنُهُ، وَ لَا وَلَدٌ يَحْزُنُهُ (يحزنه)، وَ لَا مَالٌ يَلْفِتُهُ، وَ لَا طَمَعٌ يُذِلُّهُ، دَابَّتُهُ رِجْلَاهُ، وَ خَادِمُهُ يَدَاهُ![1]

الرسول الأعظم ﴿صلى الله عليه وآله﴾

فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى، وَ عَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى. وَ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ، وَ الْمُقْتَصُّ لِأَثَرِهِ. قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْماً، وَ لَمْ يُعِرْهَا طَرْفاً. أَهْضَمُ أَهْلِ الدُّنْيَا كَشْحاً، وَ أَخْمَصُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَطْناً. عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا، وَ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئاً فَأَبْغَضَهُ، وَ حَقَّرَ شَيْئاً فَحَقَّرَهُ، وَ صَغَّرَ شَيْئاً فَصَغَّرَهُ. وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ، وَ تَعْظِيمُنَا مَا صَغَّرَ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ، لَكَفَى بِهِ شِقَاقاً لِلَّهِ وَ مُحَادَّةً عَنْ أَمْرِ اللَّهِ.

وَ لَقَدْ كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - يَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَ يَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ، وَ يَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ، وَ يَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ، وَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ الْعَارِيَ، وَ يُرْدِفُ خَلْفَهُ، وَ يَكُونُ السِّتْرُ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ فَيَقُولُ: «يَا فُلَانَةُ - لِإِحْدَى أَزْوَاجِهِ - غَيِّبِيهِ عَنِّي، فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَ زَخَارِفَهَا». فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَ أَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ، وَ أَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً، وَ لَا يَعْتَقِدَهَا قَرَاراً، وَ لَا يَرْجُوَ فِيهَا مُقَاماً، فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ، وَ أَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ، وَ غَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ.

وَ كَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئاً أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَ أَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ.

وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - مَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِئِ الدُّنْيَا وَ عُيُوبِهَا: إِذْ جَاعَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ، وَ زُوِيَتْ عَنْهُ زَخَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِهِ. فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ بِعَقْلِهِ: أَكْرَمَ

ظلال - جمع ظل - منزل
تاس - اقتدا کرو
قضم - دانت سے روٹی کا ٹکڑا کاٹ لینا
ہضم - پیٹ کا دھنس جانا
کشح - پہلو
اخمص - سب سے زیادہ خالی
محادہ - مخالفت
خصف النعل - جوتے ٹانکنا
حمار عاری - جس پر کوئی چیز نہ ہو
اردف - پیچھے بٹھا لینا
ریاش - عمدہ لباس
اشخصہا - دور کر دیا
خاصہ - خصوصیت یا اقربا
زویت - الگ کر دی گئی
زلفہ - تقرب الٰہی

[1] مسلمانوں کے مجمع میں جناب عیسیٰ کے اس روحانی کردار کی طرف اشارہ اس نکتہ کی وضاحت ہے کہ جناب عیسیٰ اس عظیم کردار کے مالک تھے اور انھوں نے اس طرح دنیا کو یکسر نظر انداز کر رکھا تھا مگر افسوس کہ ان کے ماننے والوں نے ان تعلیمات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور آج دنیا میں دولت و ثروت کی دوڑ میں ان کے ماننے والے سب سے آگے نظر آرہے ہیں۔ اب نہ قناعت کا ذکر ہے اور نہ زہد کا۔ نہ کہیں تقویٰ کا نام ہے اور نہ کہیں خوف خدا کا۔

اور یہی حال جناب موسیٰ کے ماننے والے یہودیوں کا ہے کہ ان کی دوڑ دنیا داری کے بارے میں شہرہ آفاق بن چکی ہے۔

مسلمانو! دیکھو جس طرح گذشتہ انبیاء کی امتوں نے اپنے رہنماؤں کے کردار کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور ان سے صرف نام کا رشتہ رکھا ہے۔ خبردار تم ایسے نہ ہو جانا اور اپنے پیغمبرؐ کے کردار کا خیال رکھنا اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔!

اس کے بعد چاہو تو یہ
کرتے تھے۔ ان کے
کا آسمانی سائبان تھا۔
اور نہ کوئی اولاد تھی
ان کی سواری تھے
(رسول اکرمؐ
صبر و سکون کے طلبگ
اور ان کے نقش قد
دنیا میں سب سے ز
کر دیا اور یہ دیکھا
چھوٹا بنا دیا ہے تو
سمجھنے لگے ہیں او
لئے کافی تھا۔ دیکھو
تھے۔ اپنے دست
بٹھا بھی لیا کرتے
خبردار اسے ہٹاؤ۔
اس کی یاد کو اپنے
دل میں جگہ دیں ا
نگاہوں سے بھی
اور اس کے ذکر
یقیناً رسولؐ
گھر والوں سمیت بھوکا
اب ہر انسا

لہ واضح رہے کہ
راویوں نے ابلد
مکمل طور پر آئینہ
راہ خدا میں صر

اس کے بعد چاہو تو میں عیسیٰ بن مریم کی زندگی کا حال بیان کروں۔ جو پتھر پر تکیہ کرتے تھے۔ کھردرا لباس پہنتے تھے اور معمولی غذا پر گذارا کیا کرتے تھے۔ ان کے کھانے میں سالن کی جگہ بھوک تھی اور رات میں چراغ کے بدلے چاند کی روشنی تھی۔ سردی میں سایہ کے بدلے مشرق و مغرب کا آسمانی سائبان تھا۔ ان کے میوے اور پھول وہ نباتات تھے جو جانوروں کے کام آتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی زوجہ نہ تھی جو انھیں مشغول کر لیتی اور نہ کوئی اولاد تھی جس کا رنج و غم ہوتا اور نہ کوئی مال تھا جو اپنی طرف متوجہ کر لیتا اور نہ کوئی طمع تھی جو ذلت کا شکار بنا دیتی۔ ان کے پیر ان کی سواری تھے اور ان کے ہاتھ ان کے خادم (۵۱)

(رسول اکرمؐ) تم لوگ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کا اتباع کرو کہ ان کی زندگی میں پیروی کرنے والے کے لئے بہترین نمونہ اور صبر و سکون کے طلبگاروں کے لئے بہترین سامان صبر و سکون ہے۔ اللہ کی نظر میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے پیغمبر کا اتباع کرے اور ان کے نقش قدم پر قدم آگے بڑھائے۔ انھوں نے دنیا سے صرف مختصر غذا حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم اور شکم تہی میں بسر کرنے والے وہی تھے ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ دیکھ لیا کہ پروردگار اسے پسند نہیں کرتا ہے تو خود بھی ناپسند کیا اور خدا حقیر سمجھتا ہے تو خود بھی حقیر سمجھا اور اس نے چھوٹا بنا دیا ہے تو خود بھی چھوٹا ہی قرار دیا۔ اور اگر ہم میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہ ہوتا کہ ہم خدا و رسولؐ کے مبغوض کو محبوب سمجھنے لگے ہیں اور خدا و رسولؐ کی نگاہ میں صغیر و حقیر کو عظیم سمجھنے لگے ہیں تو یہی عیب خدا کی مخالفت اور اس کے حکم سے انحراف کے لئے کافی تھا۔ دیکھو پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔ غلاموں کے انداز سے بیٹھتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں ٹانکتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔ بغیر چار جامہ کے سواری پر سوار ہوتے تھے اور کسی نہ کسی کو ساتھ بٹھا بھی لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایسا پردہ دیکھ لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں تو ایک زوجہ سے فرمایا کہ خبردار اسے ہٹاؤ۔ میں اس کی طرف دیکھوں گا تو دنیا اور اس کی آرائش یاد آئے گی۔ آپ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی فرمائی اور اس کی یاد کو اپنے دل سے محو کر دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینت نگاہوں سے دور رہے تاکہ نہ بہترین لباس بنائیں اور نہ اسے اپنے دل میں جگہ دیں اور نہ اس دنیا میں کسی مقام کی آرزو کریں۔ آپ نے دنیا کو نفس سے نکال دیا اور دل سے دور کر دیا اور نگاہوں سے بھی غائب کر دیا اور یہی ہر انسان کا اصول ہے کہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا ہے اور اس کے ذکر کو بھی ناپسند کرتا ہے۔

یقیناً رسول اللہؐ کی زندگی میں وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں جو دنیا کے عیوب اور اس کی خرابیوں کی نشاندہی کر سکتی ہیں کہ آپ نے اپنے گھر والوں سمیت بھوکا رہنا گوارا کیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں انتہائی تقرب کے باوجود دنیا کی زینتوں کو آپ سے الگ رکھا گیا ہے۔

اب ہر انسان کو نگاہ عقل سے دیکھنا چاہیئے اور یہ سوچنا چاہیئے کہ اس صورت حال اور اس طرح کی زندگی سے پروردگار نے

لہ واضح رہے کہ اس واقعہ کا تعلق ازواج کی زندگی اور ان کے گھروں سے ہے۔ اس کا اہلبیتؑ کے گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسے بعض راویوں نے اہلبیتؑ کی طرف موڑ دیا ہے تاکہ ان کی زندگی میں بھی عیش و عشرت کا اثبات کر سکیں۔ جب کہ اہلبیتؑ کی زندگی تاریخ اسلام میں مکمل طور پر آئینہ ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ان حضرات نے تمام تر اختیارات کے باوجود اپنی زندگی انتہائی سادگی سے گذاری ہے اور سارا مال دنیا راہ خدا میں صرف کر دیا ہے۔

اللّٰهُ مُحَمَّداً بِذٰلِكَ أَمْ أَهَانَهُ! فَإِنْ قَالَ: أَهَانَهُ، فَقَدْ كَذَبَ - وَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ - بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ، وَ إِنْ قَالَ: أَكْرَمَهُ، فَلْيَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ، وَزَوَاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ. فَتَأَسَّىٰ مُتَأَسٍّ بِنَبِيِّهِ، وَاقْتَصَّ أَثَرَهُ، وَ وَلَجَ مَوْلِجَهُ، وَ إِلَّا فَلَا يَأْمَنِ الْهَلَكَةَ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ مُحَمَّداً - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - عَلَماً لِلسَّاعَةِ، وَ مُبَشِّراً بِالْجَنَّةِ، وَ مُنْذِراً بِالْعُقُوبَةِ. خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا خَمِيصاً، وَوَرَدَ الْآخِرَةَ سَلِيماً لَمْ يَضَعْ حَجَراً عَلَىٰ حَجَرٍ، حَتَّىٰ مَضَىٰ لِسَبِيلِهِ، وَ أَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ. فَمَا أَعْظَمَ مِنَّةَ اللّٰهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفاً نَتَّبِعُهُ، وَ قَائِداً نَطَأُ عَقِبَهُ! وَاللّٰهِ لَقَدْ رَقَّعْتُ مِدْرَعَتِي هٰذِهِ حَتَّىٰ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا. وَ لَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ: أَلَا تَنْبِذُهَا عَنْكَ؟ فَقُلْتُ: أُغْرُبْ (اعزب) عَنِّي، فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرَىٰ!

۱۶۱
ومن خطبة له ﴿؈﴾
في صفة النبي و أهل بيته و أتباع دينه، و فيها يعظ بالتقوىٰ

الرسول و اهله و اتباع دينه.

إِبْتَعَثَهُ بِالنُّورِ الْمُضِيءِ، وَالْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ، وَالْمِنْهَاجِ الْبَادِي، وَ الْكِتَابِ الْهَادِي. أُسْرَتُهُ خَيْرُ أُسْرَةٍ، وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ؛ أَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ، وَثِمَارُهَا مُتَهَدِّلَةٌ. مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَهِجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ. عَلَا بِهَا ذِكْرُهُ، وَامْتَدَّ مِنْهَا صَوْتُهُ. أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ، وَمَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَدَعْوَةٍ مُتَلَافِيَةٍ. أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُولَةَ، وَقَمَعَ بِهِ الْبِدَعَ الْمَدْخُولَةَ، وَبَيَّنَ بِهِ الْأَحْكَامَ الْمَفْصُولَةَ. فَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً تَتَحَقَّقْ شِقْوَتُهُ، وَتَنْفَصِمْ عُرْوَتُهُ، وَتَعْظُمْ كَبْوَتُهُ، وَيَكُنْ مَآبُهُ إِلَى الْحُزْنِ الطَّوِيلِ وَ الْعَذَابِ الْوَبِيلِ.

وَ أَتَوَكَّلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكُّلَ الْإِنَابَةِ إِلَيْهِ. وَأَسْتَرْشِدُهُ السَّبِيلَ الْمُؤَدِّيَةَ إِلَىٰ جَنَّتِهِ، الْقَاصِدَةَ إِلَىٰ مَحَلِّ رَغْبَتِهِ.

النصح بالتقوى

بادی - ظاہر
متہدلہ - جھکے ہوئے - قریب
طیبہ - مدینہ منورہ
متلافیہ - جاہلیت کے تمام امور کی تلافی کرنے والا
مفصولہ - واضح طور پر بیان کئے ہوئے
کبوہ - منہ کے بل گرنا
انابہ - رجوع
مآب - بازگشت کی جگہ

(۱) کس قدر منطقی گفتگو ہے کہ سرکار دو عالم کا دنیا کی لذتوں سے محروم رہنا پروردگار کی طرف سے عزت و اکرام کی علامت ہے تو اپنے پاس دولت و ثروت کی فراوانی ذلت و حقارت کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے - ؟

(۲) بعض حضرات نے اس لفظ سے یہ استفادہ کرنا چاہا ہے کہ آپ کا وجود علامت قیامت تھا اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور اس طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے - حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے علامت قیامت سے مراد ختم نبوت نہیں ہے - اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ نے قیامت کی مکمل طور پر وضاحت کر دی ہے اور اپنی بشارت اور اپنے انذار کے ذریعہ ذہنوں کو آخرت کی طرف موڑ دیا ہے -

(۳) حقیقت امر یہ ہے کہ دین خدا کا نمائندہ اور امت کا صحیح راہنما وہی ہے جو اسلام کی سادگی کی کرداری وضاحت کر سکے اور کمزور ترین فرد کی جیسی زندگی گزار سکے اور امیر المومنینؑ اس معیار قیادت کا مکمل نمونہ تھے جس کی کوئی مثال دوسرے افراد کی زندگی میں نہیں پائی جاتی ہے -

نے پیغمبرؐ کو عزت دی ہے یا انھیں ذلیل بنایا ہے۔ اگر کسی کا خیال یہ ہے کہ ذلیل بنایا ہے تو وہ جھوٹا اور افترا پرداز ہے اور اگر خیال یہ ہے کہ عزت دی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر اللہ نے اس کے لئے دنیا کو فرش کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ذلیل بنا دیا ہے کہ اپنے قریب ترین بندہ سے اسے دور رکھا تھا۔(۱)

اب ہر شخص کو رسول اکرمؐ کا اتباع کرنا چاہیئے۔ ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے اور ان کی منزل پر قدم رکھنا چاہیئے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔ پروردگار نے پیغمبر اسلام کو قرب قیامت کی علامت، جنت کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنایا ہے۔ وہ دنیا سے بھوکے چلے گئے لیکن آخرت میں سلامتی کے ساتھ وارد ہوئے۔ انھوں نے تعمیر کے لئے پتھر پر پتھر نہیں رکھا اور دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنے پروردگار کی دعوت پر لبیک کہہ دی۔ پروردگار کا کتنا عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان کا جیسا رہنما عطا فرمایا ہے جس کا اتباع کیا جائے اور قائد دیا ہے جس کے نقش قدم پر قدم جمائے جائیں۔

خدا کی قسم میں نے اس قمیص میں اتنے پیوند لگوائے ہیں کہ اب رفوگر کو دیتے ہوئے شرم آنے لگی ہے۔ مجھ سے ایک شخص نے یہ بھی کہا تھا کہ اسے پھینک کیوں نہیں دیتے تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ مجھ سے دور ہو جا۔ "صبح ہونے کے بعد قوم کو رات میں سفر کرنے کی قدر ہوتی ہے۔"(۲)

۱۶۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کے صفات، اہلبیتؑ کی فضیلت اور تقویٰ و اتباع رسولؐ کی دعوت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

پروردگار نے آپ کو روشن نور۔ واضح دلیل۔ نمایاں راستہ اور ہدایت کرنے والی کتاب کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ کا خاندان بہترین خاندان اور آپ کا شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ جس کی شاخیں معتدل ہیں اور ثمرات دسترس کے اندر ہیں۔ آپ کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے اور مقام ہجرت ارض طیبہ۔ یہیں سے آپ کا ذکر بلند ہوا ہے اور یہیں سے آپ کی آواز پھیلی ہے۔ پروردگار نے آپ کو کفایت کرنے والی حجت، شفا دینے والی نصیحت۔ گذشتہ تمام امور کی تلافی کرنے والی دعوت کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ کے ذریعہ غیر معروف شریعتوں کو ظاہر کیا ہے اور مہمل بدعتوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور واضح احکام کو بیان کر دیا ہے لہٰذا اب جو بھی اسلام کے علاوہ کسی راستہ کو اختیار کرے گا اس کی شقاوت ثابت ہو جائے گی اور ریسمان حیات بکھر جائے گی اور منھ کے بھل گرنا سخت ہو جائے گا اور انجام کار دائمی حزن والم اور شدید ترین عذاب ہوگا۔

میں خدا پر اسی طرح بھروسہ کرتا ہوں جس طرح اس کی طرف توجہ کرنے والے کرتے ہیں اور اس سے اس راستہ کی ہدایت طلب کرتا ہوں جو اس کی جنت تک پہونچانے والا اور اس کی منزل مطلوب کی طرف لے جانا والا ہے۔

(۱) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر مسلمان کو آوارہ وطن اور خانہ بدوش ہونا چاہیئے اور خیموں اور جھولداریوں میں زندگی گذار دینا چاہیئے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان کو دنیا کی اہمیت و عظمت کا قائل نہیں ہونا چاہیئے اور اسے صرف بطور ضرورت اور بقدر ضرورت استعمال کرنا چاہیئے وہ مکمل طور سے قبضہ میں آجائے تو انسان کو باعزت نہیں بنا سکتی ہے اور سو فیصدی ہاتھوں سے نکل جائے تو ذلیل نہیں کر سکتی ہے۔ عزت و ذلت کا معیار مال و دولت اور جاہ و منصب نہیں ہے۔ اس کا معیار صرف عبادت الٰہی اور اطاعت پروردگار ہے جس کے بعد ملک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔

أُوصِيكُمْ، عِبَادَ اللّٰهِ، بِتَقْوَى اللّٰهِ وَطَاعَتِهِ، فَإِنَّهَا النَّجَاةُ غَداً، وَالْمَنْجَاةُ أَبَداً. رَهَّبَ فَأَبْلَغَ، وَ رَغَّبَ فَأَسْبَغَ؛ وَوَصَفَ لَكُمُ الدُّنْيَا وَ انْقِطَاعَهَا، وَزَوَالَهَا وَانْتِقَالَهَا. فَأَعْرِضُوا عَمَّا يُعْجِبُكُمْ فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا. أَقْرَبُ دَارٍ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ، وَأَبْعَدُهَا مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ! فَغُضُّوا عَنْكُمْ - عِبَادَ اللّٰهِ - غُمُومَهَا وَ أَشْغَالَهَا، وَ لِمَا قَدْ أَيْقَنْتُمْ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا وَتَصَرُّفِ حَالَاتِهَا. فَاحْذَرُوهَا حَذَرَ الشَّفِيقِ النَّاصِحِ، وَالْمُجِدِّ الْكَادِحِ. وَاعْتَبِرُوا بِمَا قَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ مَصَارِعِ الْقُرُونِ قَبْلَكُمْ: قَدْ تَزَايَلَتْ أَوْصَالُهُمْ، وَزَالَتْ أَبْصَارُهُمْ وَ أَسْمَاعُهُمْ، وَذَهَبَ شَرَفُهُمْ وَعِزُّهُمْ، وَانْقَطَعَ سُرُورُهُمْ وَنَعِيمُهُمْ؛ فَبُدِّلُوا بِقُرْبِ الْأَوْلَادِ فَقْدَهَا، وَبِصُحْبَةِ الْأَزْوَاجِ مُفَارَقَتَهَا. لَا يَتَفَاخَرُونَ، وَلَا يَتَنَاسَلُونَ، وَلَا يَتَزَاوَرُونَ، وَلَا يَتَحَاوَرُونَ. فَاحْذَرُوا، عِبَادَ اللّٰهِ، حَذَرَ الْغَالِبِ لِنَفْسِهِ، الْمَانِعِ لِشَهْوَتِهِ، النَّاظِرِ بِعَقْلِهِ؛ فَإِنَّ الْأَمْرَ وَاضِحٌ وَالْعَلَمَ قَائِمٌ، وَالطَّرِيقَ جَدَدٌ وَالسَّبِيلَ قَصْدٌ.

١٦٢

و من كلام له (عليه السلام)

لبعض أصحابه و قد سأله: كيف دفعكم قومكم عن هذا المقام و أنتم أحق به؟ فقال:

يَا أَخَا بَنِي أَسَدٍ، إِنَّكَ لَقَلِقُ الْوَضِينِ، تُرْسِلُ فِي غَيْرِ سَدَدٍ، وَلَكَ بَعْدُ ذِمَامَةُ الصِّهْرِ وَحَقُّ الْمَسْأَلَةِ، وَقَدِ اسْتَعْلَمْتَ فَاعْلَمْ: أَمَّا الِاسْتِبْدَادُ عَلَيْنَا بِهٰذَا الْمَقَامِ وَنَحْنُ الْأَعْلَوْنَ نَسَباً، وَالْأَشَدُّونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - نَوْطاً، فَإِنَّهَا كَانَتْ أَثَرَةً شَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ، وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوسُ آخَرِينَ؛ وَالْحَكَمُ اللّٰهُ، وَالْمَعْوَدُ إِلَيْهِ الْقِيَامَةُ

وَدَعْ عَنْكَ نَهْباً صِيحَ فِي حَجَرَاتِهِ   وَلٰكِنْ حَدِيثاً مَا حَدِيثُ الرَّوَاحِلِ

اسبغ - مکمل کر دیا
ناصح - مخلص
شفیق - خوفزدہ
کادح - بیحد محنت کرنے والا
اوصالہم - جوڑوں کا مجموعہ
تزایلت - متفرق ہوگئے
تحاور - آپس میں بات کرنا
جَدَد - سیدھا راستہ
قصد - مستقیم
وضین - بندکمر
ارسال - متوجہ ہوجانا
سَدَد - استقامت
ذمامہ - حمایت
صہر - دامادی رشتہ
نوط - تعلق
اثرہ - اختصاص
نہب - لوٹ مار
صیح - آواز بلند کی گئی
حجرات - اطراف

مصادر خطبہ ۱۶۲ امالی صدوق ص۲۶۸، علل الشرائع صدوق باب ۱۱۱، المسترشد للطبری الامامی ص۱۰۱، ارشاد مفید ص۱۴۱، بحار الانوار کتاب الفتن والمحن، الفصول المختارہ ص۳۶

بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی اور اس کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں کہ اسی میں کل نجات ہے اور یہی ہمیشہ کے لئے مرکز نجات ہے۔ اس نے تمھیں ڈرایا تو مکمل طور سے ڈرایا اور رغبت دلائی تو مکمل رغبت کا انتظام کیا۔ تمھارے لئے دنیا اور اس کی جدائی۔ اس کے زوال اور اس سے انتقال سب کی توصیف کر دی ہے لہٰذا اس میں جو چیز اچھی لگے اس سے اعراض کرو کہ ساتھ جانے والی شے بہت کم ہے اور یہ گھر غضب الٰہی سے قریب تر اور رضائے الٰہی سے دور تر ہے۔

بندگانِ خدا! ہم و غم اور اس کے اشتغال سے چشم پوشی کر لو کہ تمھیں معلوم ہے کہ اس سے بہر حال جدا ہونا ہے اور اس کے حالات برابر بدلتے رہتے ہیں۔ اس سے اس طرح احتیاط کرو جس طرح ایک خوفزدہ اور اپنے نفس کا مخلص اور جانفشانی کے ساتھ کوشش کرنے والا احتیاط کرتا ہے اور اس سے عبرت حاصل کرو ان مناظر کے ذریعہ جو تم نے خود دیکھ لئے ہیں کہ گذشتہ نسلیں ہلاک ہو گئیں۔ ان کے جوڑ بند الگ الگ ہو گئے۔ ان کی آنکھیں اور ان کے کان ختم ہو گئے۔ ان کی شرافت اور عزت چلی گئی۔ ان کی مسرت اور نعمت کا خاتمہ ہو گیا۔ اولاد کا قرب فقدان میں تبدیل ہو گیا اور ازواج کی صحبت فراق میں بدل گئی۔ اب نہ باہمی مفاخرت رہ گئی ہے اور نہ نسلوں کا سلسلہ، نہ ملاقاتیں رہ گئی ہیں اور نہ بات چیت۔

لہٰذا بندگانِ خدا! ۔ ڈرو اس شخص کی طرح جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو۔ اپنی خواہشات کو روک سکتا ہو اور اپنی عقل کی آنکھوں سے دیکھتا ہو۔ مسئلہ بالکل واضح ہے۔ نشانیاں قائم ہیں۔ راستہ سیدھا ہے اور صراط بالکل مستقیم ہے۔

۱۶۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اس شخص سے جس نے یہ سوال کر لیا کہ لوگوں نے آپ کو آپ کی منزل سے کس طرح ہٹا دیا)

اے برادر بنی اسد! تم بہت تنگ حوصلہ ہو اور غلط راستہ پر چل پڑے ہو۔ لیکن بہرحال تمھیں قرابت[۱] کا حق بھی حاصل ہے اور سوال کا حق بھی ہے اور تم نے دریافت بھی کر لیا ہے تو اب سنو! ہمارے بلند نسب اور رسول اکرمؐ سے قریب ترین تعلق کے باوجود قوم نے ہم سے اس حق کو اس لئے چھین لیا کہ اس میں ایک خود غرضی تھی جس پر ایک جماعت کے نفس مرمٹے تھے اور دوسری جماعت[۲] نے چشم پوشی سے کام لیا تھا لیکن بہر حال حاکم اللہ ہے اور روز قیامت اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانا ہے۔

اس لوٹ مار کا ذکر چھوڑ و جس کا شور[۳] چاروں طرف مچا ہوا تھا
اب اونٹنیوں کی بات کرو جو اپنے قبضہ میں رہ کر نکل گئی ہیں

---

[۱] شائد اس امر کی طرف اشارہ ہو کہ سرکار دو عالمؐ کی ایک زوجہ زینب بنت جحش اسدی تھیں اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب آپ کی پھوپھی تھیں۔
[۲] اس میں دونوں احتمالات پائے جاتے ہیں۔ یا اس قوم کی طرف اشارہ ہے جس نے حق اہلبیتؑ کا تحفظ نہیں کیا اور تغافل سے کام لیا۔ یا خود اپنے کردار کی بلندی کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے بھی چشم پوشی سے کام لیا اور مقابلہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اس طرح ظالموں نے منصب پر مکمل طور سے قبضہ کر لیا۔
[۳] یہ امرءالقیس کا مصرع ہے جب اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا تو وہ انتقام کے لئے قبائل کی کمک تلاش کر رہا تھا۔ ایک مقام پر مقیم تھا کہ لوگ اس کے اونٹ پکڑ لے گئے۔ اس نے میزبان سے فریاد کی۔ میزبان نے کہا کہ میں ابھی واپس لاتا ہوں۔ ثبوت میں تمھاری اونٹنیاں لے جاتا ہوں اور اس طرح اونٹ کے ساتھ اونٹنی پر بھی قبضہ کر لیا۔

وَهَـلُمَّ الْخَطْبَ فِي ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَقَدْ أَضْحَكَنِي الدَّهْرُ بَعْدَ إِبْكَائِهِ؛ وَلَا غَرْوَ وَاللّٰهِ، فَيَا لَهُ خَطْباً يَسْتَفْرِغُ الْعَجَبَ، وَيُكْثِرُ الْأَوَدَ! حَاوَلَ الْقَوْمُ إِطْفَاءَ نُورِ اللّٰهِ مِنْ مِصْبَاحِهِ، وَسَدَّ فَوَّارِهِ مِنْ يَنْبُوعِهِ، وَجَدَحُوا بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ شِرْباً وَبِيئاً. فَإِنْ تَرْتَفِعْ عَنَّا وَعَنْهُمْ مِحَنُ الْبَلْوَىٰ، أَحْمِلْهُمْ مِنَ الْحَقِّ عَلَىٰ مَحْضِهِ؛ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَىٰ، «فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ، إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ».

١٦٣

و من خطبة له (ﷺ)

الخالق جل و علا

الْحَمْدُ لِلّٰهِ خَالِقِ الْعِبَادِ، وَسَاطِحِ الْمِهَادِ، وَمُسِيلِ الْوِهَادِ، وَمُخْصِبِ النِّجَادِ. لَيْسَ لِأَوَّلِيَّتِهِ ابْتِدَاءٌ، وَلَا لِأَزَلِيَّتِهِ انْقِضَاءٌ. هُوَ الْأَوَّلُ وَلَمْ يَزَلْ، وَالْبَاقِي بِلَا أَجَلٍ. خَرَّتْ لَهُ الْجِبَاهُ، وَوَحَّدَتْهُ الشِّفَاهُ. حَدَّ الْأَشْيَاءَ عِنْدَ خَلْقِهِ لَهَا إِبَانَةً لَهُ مِنْ شَبَهِهَا. لَا تُقَدِّرُهُ الْأَوْهَامُ بِالْحُدُودِ وَالْحَرَكَاتِ، وَلَا بِالْجَوَارِحِ وَالْأَدَوَاتِ. لَا يُقَالُ لَهُ: «مَتَىٰ؟» وَلَا يُضْرَبُ لَهُ أَمَدٌ «بِحَتَّىٰ». الظَّاهِرُ لَا يُقَالُ: «مِمَّ؟» وَالْبَاطِنُ لَا يُقَالُ: «فِيمَ؟» لَا شَبَحٌ فَيَتَقَصَّىٰ، وَلَا مَحْجُوبٌ فَيُحْوَىٰ. لَمْ يَقْرُبْ مِنَ الْأَشْيَاءِ بِالْتِصَاقٍ، وَلَمْ يَبْعُدْ عَنْهَا بِافْتِرَاقٍ، وَلَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادِهِ شُخُوصُ لَحْظَةٍ، وَلَا كُرُورُ لَفْظَةٍ، وَلَا ازْدِلَافُ رَبْوَةٍ، وَلَا انْبِسَاطُ خُطْوَةٍ، فِي لَيْلٍ دَاجٍ، وَلَا غَسَقٍ سَاجٍ. يَتَفَيَّأُ عَلَيْهِ الْقَمَرُ الْمُنِيرُ، وَتَعْقُبُهُ الشَّمْسُ ذَاتُ النُّورِ فِي الْأُفُولِ وَالْكُرُورِ، وَتَقَلُّبِ الْأَزْمِنَةِ وَالدُّهُورِ، مِنْ إِقْبَالِ لَيْلٍ مُقْبِلٍ، وَإِدْبَارِ نَهَارٍ مُدْبِرٍ. قَبْلَ كُلِّ غَايَةٍ وَمُدَّةٍ، وَكُلِّ إِحْصَاءٍ وَعِدَّةٍ، تَعَالَىٰ عَمَّا يَنْحَلُهُ الْمُحَدِّدُونَ مِنْ صِفَاتِ الْأَقْدَارِ، وَنِهَايَاتِ الْأَقْطَارِ، وَتَأَثُّلِ الْمَسَاكِنِ، وَتَمَكُّنِ الْأَمَاكِنِ. فَالْحَدُّ لِخَلْقِهِ مَضْرُوبٌ، وَإِلَىٰ غَيْرِهِ مَنْسُوبٌ.

هلم - یاد کرد
خطب - عظیم حادثہ
اود - کجی
فوار - فوارہ
جدحوا - مخلوط کر دیا
شرب - پانی کا ایک حصہ
وبی - جو باعث وبا ہو جائے
محض الحق - خالص حق
ساطح المهاد - زمین کا فرش بچھانے والا
وہاد - جمع وہدہ نشیب
نجاد - جمع نجد - فراز
ابانہ - جدا کرنا
شخوص لحظہ - مسلسل دیکھتے رہنا
ازدلاف ربوہ - نظر سے قریب تر ہونا
داجی - تاریک
غسق - رات
ساجی - ساکن
افول - غیبت
کرور - بار بار واپس آنا
نہایات الاقطار - منتہائے ابعاد
اقدار - جمع قدر - طول عرض عمق
تاثل - اصالت

مصادر خطبہ ۱۶۳ حلیۃ الاولیاء ا ص ۷۲، عیون الحکم والمواعظ واسطی، ربیع الابرار (باب الملائکہ)، بحار الانوار ۷۷ ص ۳۰۶، توحید صدوق ص ۹۱

آپ آؤ اس مصیبت کو دیکھو جو ابوسفیان کے بیٹے کی طرف سے آئی ہے کہ زمانہ نے رُلانے کے بعد ہنسا دیا ہے اور بخدا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ تعجب تو اس حادثہ پر ہے جس نے تعجب کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اور کجی کو بڑھا وا دیا ہے۔ قوم نے چاہا تھا کہ نور الٰہی کو اس کے چراغ ہی سے خاموش کر دیا جائے اور فوارہ کو چشمہ ہی سے بند کر دیا جائے۔ میرے اور اپنے درمیان زہریلے گھونٹوں کی آمیزش کر دی کہ اگر مجھ سے اور ان سے ابتلاء کی زحمتیں ختم ہو گئیں تو میں انھیں خالص حق کے راستہ پر چلاؤں گا اور اگر کوئی دوسری صورت ہو گئی تو تمھیں حسرت و افسوس سے ان کی جان نہیں دینی چاہیئے۔ اللہ ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

۱۶۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بندوں کا خلق کرنے والا۔ زمین کا فرش بچھانے والا۔ وادیوں میں پانی کا بہانے والا اور ٹیلوں کا سرسبز و شاداب بنانے والا ہے۔ اس کی اولیت کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور اس کی ازلیت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ وہ ابتداء سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ وہ باقی ہے اور اس کی بقا کی کوئی مدت نہیں ہے۔ پیشانیاں اس کے سامنے سجدہ ریز اور لب اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے ہیں۔ اس نے تخلیق کے ساتھ ہی ہر شے کے حدود معین کر دئے ہیں تاکہ وہ کسی سے مشابہ نہ ہونے پائیں۔ انسانی اوہام اس کے لئے حدود و حرکات اور اعضاء و جوارح کا تعین نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ کب سے ہے اور نہ یہ حد بندی کی جا سکتی ہے کہ کب تک رہے گا۔ وہ ظاہر ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کس چیز سے اور باطن ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کس چیز میں؟ وہ نہ کوئی ڈھانچہ ہے کہ ختم ہو جائے اور نہ کسی حجاب میں ہے کہ محدود ہو جائے۔ ظاہری اتصال کی بنا پر اشیاء سے قریب نہیں ہے اور جسمانی جدائی کی بنا پر دور نہیں ہے۔ اس کے اوپر بندوں کے حالات میں سے نہ ایک کا جھپکنا مخفی ہے اور نہ الفاظ کا دُہرانا۔ نہ بلندی کا دور سے جھلکنا پوشیدہ ہے اور نہ قدم کا آگے بڑھنا۔ نہ اندھیری رات میں اور نہ چھائی ہوئی اندھیاریوں میں جن پر روشن چاند اپنی کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور روشن آفتاب طلوع و غروب میں اور زمانہ کی ان گردشوں میں آنے والی رات کی آمد اور جانے والے دن کے گذرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ہر انتہا و مدت سے پہلے ہے اور ہر احصاء و شمار سے ماوراء ہے۔ وہ ان صفات سے بلند تر ہے جنھیں محدود سمجھ لینے والے اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں چاہے وہ صفتوں کے اندازے ہوں یا اطراف و جوانب کی حدیں۔ مکانات میں قیام ہو یا مساکن میں قرار۔ حد بندی اس کی مخلوقات کے لئے ہے اور اس کی نسبت اس کے غیر کی طرف ہوتی ہے۔

لے یہ مکتب اہلبیتؑ کا خاصہ ہے کہ ہمیشہ حق کے راستے پر چلنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی اسی راستہ پر چلانا چاہیئے اور اس راہ میں کسی طرح کی زحمت و مصیبت کی پرواہ نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بعض مورخین کے بیان کے مطابق جب دور عمر بن خطاب میں سلمان فارسی کو مدائن کا گورنر بنایا گیا اور انھوں نے ... نگرانی کا قانون نافذ کیا تو ارباب ثروت و تجارت نے خلیفہ سے شکایت کر دی اور انھوں نے فی الفور جناب سلمان کو معزول کر دیا کہ کہیں نگرانی اور محاسبہ کا تصور سارے ملک میں نہ پھیل جائے کہ ارباب مصالح و منافع بغاوت پر آمادہ ہو جائیں اور حکومت کو حق کی راہ پر چلنے کے لئے خاطر خواہ قیمت ادا کرنا پڑے۔

(فی ظلال نہج البلاغہ ۲/۴۴۸)

ابتداء المخلوقين

لَمْ يَخْلُقِ الْأَشْيَاءَ مِنْ أُصُولٍ أَزَلِيَّةٍ، وَلَا مِنْ أَوَائِلَ أَبَدِيَّةٍ،[1] بَلْ خَلَقَ مَا خَلَقَ فَأَقَامَ حَدَّهُ، وَصَوَّرَ مَا صَوَّرَ فَأَحْسَنَ صُورَتَهُ. لَيْسَ لِشَيْءٍ مِنْهُ امْتِنَاعٌ، وَلَا لَهُ بِطَاعَةِ شَيْءٍ انْتِفَاعٌ. عِلْمُهُ بِالْأَمْوَاتِ الْمَاضِينَ كَعِلْمِهِ بِالْأَحْيَاءِ الْبَاقِينَ، وَعِلْمُهُ بِمَا فِي السَّمَاوَاتِ الْعُلَى كَعِلْمِهِ بِمَا فِي الْأَرَضِينَ السُّفْلَى.

منها: أَيُّهَا الْمَخْلُوقُ السَّوِيُّ، وَالْمُنْشَأُ الْمَرْعِيُّ، فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْحَامِ، وَمُضَاعَفَاتِ الْأَسْتَارِ. بُدِئْتَ «مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ»، وَوُضِعْتَ «فِي قَرَارٍ مَكِينٍ، إِلَى قَدَرٍ مَعْلُومٍ»، وَأَجَلٍ مَقْسُومٍ. تَمُورُ فِي بَطْنِ أُمِّكَ جَنِيناً لَا تُحِيرُ دُعَاءً، وَلَا تَسْمَعُ نِدَاءً؛ ثُمَّ أُخْرِجْتَ مِنْ مَقَرِّكَ إِلَى دَارٍ لَمْ تَشْهَدْهَا،[2] وَلَمْ تَعْرِفْ سُبُلَ مَنَافِعِهَا. فَمَنْ هَدَاكَ لِاجْتِرَارِ الْغِذَاءِ مِنْ ثَدْيِ أُمِّكَ، وَعَرَّفَكَ عِنْدَ الْحَاجَةِ مَوَاضِعَ طَلَبِكَ وَإِرَادَتِكَ! هَيْهَاتَ، إِنَّ مَنْ يَعْجِزُ عَنْ صِفَاتِ ذِي الْهَيْئَةِ وَالْأَدَوَاتِ فَهُوَ عَنْ صِفَاتِ خَالِقِهِ أَعْجَزُ، وَمِنْ تَنَاوُلِهِ بِحُدُودِ الْمَخْلُوقِينَ أَبْعَدُ!

١٦٤

و من كلام له (عليه السلام)

لما اجتمع الناس إليه و شكوا ما نقموه على عثمان و سألوه مخاطبته لهم واستعتابه لهم، فدخل عليه فقال:

إِنَّ النَّاسَ وَرَائِي وَقَدِ اسْتَسْفَرُونِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ، وَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ! مَا أَعْرِفُ شَيْئاً تَجْهَلُهُ، وَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَمْرٍ لَا تَعْرِفُهُ. إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ. مَا سَبَقْنَاكَ إِلَى شَيْءٍ فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ، وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ فَنُبَلِّغَكَهُ. وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا رَأَيْنَا، وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا، وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - كَمَا صَحِبْنَا. وَمَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ بِأَوْلَى بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ، وَأَنْتَ أَقْرَبُ إِلَى أَبِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - وَشِيجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا؛

اقام حده - وہ حدود جس سے امتیاز قائم ہو

سوی - معتدل

منشاء - جدید ایجاد

مرعی - محفوظ

سلالہ - خلاصہ

قرار مکین - رحم مادر

تمور - حرکت

لاتحیر - جواب نہیں دے سکتا

استسفرونی - مجھے واسطہ قرار دیا

وشیجہ - قرابت

[1] بعض دانشوروں کا خیال ہے کہ یہ کائنات ایک مخصوص مادہ گیس سے پیدا ہوئی ہے اور اسے بے اصل نہیں قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ان عقلمندوں کو یہ خبر نہیں ہے کہ اس طرح وجود خالق سے انکار کا جواز نہیں تلاش کر سکتے اور یہ سوال بہر حال باقی رہے گا کہ اس مادہ کا خالق کون ہے اور یہ کس طرح وجود میں آگیا ہے کہ مادہ قابل تغیر ہے اور قابل تغیر شے از خود وجود میں نہیں آسکتی ہے ورنہ تغیرات کا باعث اور محرک کیا ہوگا

[2] الکسیس کاریل نے اپنی کتاب "انسان نا شناختہ شد" میں بہت عمدہ جملہ لکھا ہے کہ خالق کے کرم کی انتہاء ہے کہ جیسے جیسے شکم مادر میں بچہ بڑھتا جاتا ہے - اس کے نکلنے کے راستہ میں بھی وسعت پیدا ہوتی جاتی ہے اور یہ کام خالق حکیم کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ہے -

---

مصادر خطبہ ۱۶۴ انساب الاشراف بلاذری ۵ ص۶۰، تاریخ طبری ۵ ص۹۶، العقد الفرید ۴ ص۳۰۹، ۲ ص۲۷۳، کتاب الجمل مفیدؒ ص۱۰۱

نے اشیاء کی تخلیق نہ ازلی مواد سے کی ہے اور نہ ابدی مثالوں سے(۱)۔ جو کچھ بھی خلق کیا ہے خود خلق کیا ہے اور اس کی حدیں معین کر دی ہیں اور ہر صورت کو حسین بنا دیا ہے۔ کوئی شے بھی اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی ہے اور نہ کسی کی اطاعت میں اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اس کا علم ماضی کے مرنے والے افراد کے بارے میں ویسا ہی ہے جیسا کہ رہ جانے والے زندوں کے بارے میں ہے اور وہ بلند ترین آسمانوں کے بارے میں ویسا ہی علم رکھتا ہے جس طرح کہ پست ترین زمینوں کے بارے میں رکھتا ہے۔

(دوسرا حصہ) اے وہ انسان جسے ہر اعتبار سے درست بنایا گیا ہے اور رحم کے اندھیروں اور پردہ در پردہ ظلمتوں میں مکمل نگرانی کے ساتھ خلق کیا گیا ہے۔ تیری ابتدا خالص مٹی سے ہوئی ہے اور تجھے ایک خاص مرکز میں ایک خاص مدت تک رکھا گیا ہے۔ تو شکم مادر میں اس طرح حرکت کر رہا تھا کہ نہ آواز کا جواب دے سکتا تھا اور نہ کسی آواز کو سن سکتا تھا۔ اس کے بعد تجھے وہاں سے نکال کر اس گھر میں لایا گیا جسے تو نے دیکھا بھی نہیں تھا(۲) اور جہاں کے منافع کے راستوں سے باخبر بھی نہیں تھا۔ بتا تجھے پستان مادر سے دودھ حاصل کرنے کی ہدایت کس نے دی ہے اور ضرورت کے وقت موارد طلب و ارادہ کا پتہ کس نے بتایا ہے؟ ہوشیار۔ جو شخص ایک صاحب ہیئت و اعضاء مخلوق کے صفات کے پہچاننے سے عاجز ہوگا وہ خالق کے صفات کو پہچاننے سے یقیناً زیادہ عاجز ہوگا اور مخلوقات کے حدود کے ذریعہ اسے حاصل کرنے سے یقیناً دور تر ہوگا۔

۱۶۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب لوگوں نے آپ کے پاس آکر عثمانؓ کے مظالم کا ذکر کیا اور ان کی فہمائش اور تنبیہ کا تقاضا کیا تو آپ نے عثمانؓ کے پاس جا کر فرمایا)

لوگ میرے پیچھے منتظر ہیں اور انھوں نے مجھے اپنے اور تمھارے درمیان واسطہ(۱) قرار دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ میں تم سے کیا کہوں؟ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا ہوں جس کا تمھیں علم نہ ہو اور کسی ایسی بات کی نشاندہی نہیں کر سکتا ہوں جو تمھیں معلوم نہ ہو۔ تمھیں تمام وہ باتیں معلوم ہیں جو مجھے معلوم ہیں اور میں نے کسی امر کی طرف سبقت نہیں کی ہے کہ اس کی اطلاع تمھیں کروں اور نہ کوئی بات چپکے سے سن لی ہے کہ تمھیں باخبر کر دوں۔ تم نے وہ سب خود دیکھا ہے جو میں نے دیکھا ہے اور وہ سب کچھ خود بھی سنا ہے جو میں نے سنا ہے اور رسول اکرمؐ کے پاس ویسے ہی رہے ہو جیسے میں رہا ہوں۔ ابن ابی قحافہ اور ابن الخطاب حق پر عمل کرنے کے لئے تم سے زیادہ اولیٰ نہیں تھے کہ تم ان کی نسبت رسول اللہ سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتے ہو۔

(۱) امیر المومنینؑ کے علاوہ دنیا کا کوئی دوسرا انسان ہوتا تو اس موقع کو غنیمت تصور کر کے احتجاج کرنے والوں کے حوصلے مزید بلند کر دیتا اور لمحوں میں عثمانؓ کا خاتمہ کرا دیتا لیکن آپ نے اپنی شرعی ذمہ داری اور اسلامی مسئولیت کا خیال کر کے انقلابی جماعت کو روکا اور چاہا کہ پہلے اتمام حجت کر دیا جائے تاکہ عثمانؓ کو اصلاح امر کا موقع مل جائے اور بنی امیہ مجھے قتل عثمانؓ کا ملزم نہ ٹھہرانے پائیں۔ ورنہ عثمانؓ کے دور کے مظالم عالم آشکار تھے۔ ان کے بارے میں کسی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں تھی۔ جناب ابوذرؓ کا شہر بدر کرا دیا جانا جناب عبداللہ بن مسعود کی پسلیوں کا توڑ دیا جانا۔ جناب عمار یاسر کے شکم کو جوتیوں سے پامال کر دینا۔ وہ مظالم ہیں جنھیں سارا عالم اسلام اور بالخصوص مدینۃ الرسول خوب جانتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے درمیان میں پڑ کر اصلاح حال کے بارے میں یہ فارمولا پیش کیا کہ مدینہ کے معاملات کی فی الفور اصلاح کی جائے اور باہر کے لئے بقدر ضرورت مہلت لے لی جائے لیکن خلیفہ کو اصلاح نہیں کرنا تھی نہیں کی اور آخر وہی انجام ہوا جس کے پیش نظر امیر المومنینؑ نے اسقدر زحمت برداشت کی تھی اور جس کے بعد بنی امیہ کو نئے فتنوں کا موقع مل گیا اور ان سے امیر المومنینؑ کو بھی دوچار ہونا پڑا۔

ربط - باندھ دینا
مرج - مخلوط کرنا
سیقہ - ہنکایا ہوا جانور
نعق - بلند آواز سے پکارنا

وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَنَالَا. فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي نَفْسِكَ! فَإِنَّكَ - وَاللّٰهِ - مَا تُبَصَّرُ مِنْ عَمًى، وَلَا تُعَلَّمُ مِنْ جَهْلٍ، وَإِنَّ الطُّرُقَ لَوَاضِحَةٌ (الواحدة)، وَإِنَّ أَعْلَامَ الدِّينِ (الهدى) لَقَائِمَةٌ. فَاعْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ إِمَامٌ عَادِلٌ، هُدِيَ وَهَدَى، فَأَقَامَ سُنَّةً مَعْلُومَةً، وَأَمَاتَ بِدْعَةً مَجْهُولَةً. وَإِنَّ السُّنَنَ لَنَيِّرَةٌ، لَهَا أَعْلَامٌ، وَإِنَّ الْبِدَعَ لَظَاهِرَةٌ، لَهَا أَعْلَامٌ. وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ إِمَامٌ جَائِرٌ ضَلَّ وَضُلَّ بِهِ، فَأَمَاتَ سُنَّةً مَأْخُوذَةً، وَأَحْيَا بِدْعَةً مَتْرُوكَةً. وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - يَقُولُ: «يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْإِمَامِ الْجَائِرِ وَلَيْسَ مَعَهُ نَصِيرٌ وَلَا عَاذِرٌ، فَيُلْقَى فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيَدُورُ فِيهَا كَمَا تَدُورُ الرَّحَى، ثُمَّ يَرْتَبِطُ فِي قَعْرِهَا». وَإِنِّي أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَلَّا تَكُونَ إِمَامَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْمَقْتُولَ، فَإِنَّهُ كَانَ يُقَالُ: يُقْتَلُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِمَامٌ يَفْتَحُ عَلَيْهَا الْقَتْلَ وَالْقِتَالَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَلْبِسُ أُمُورَهَا عَلَيْهَا، وَيَبُثُّ الْفِتَنَ فِيهَا، فَلَا يُبْصِرُونَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ؛ يَمُوجُونَ فِيهَا مَوْجاً، وَيَمْرُجُونَ فِيهَا مَرْجاً. فَلَا تَكُونَنَّ لِمَرْوَانَ سَيِّقَةً يَسُوقُكَ حَيْثُ شَاءَ بَعْدَ جَلَالِ السِّنِّ وَتَقَضِّي الْعُمُرِ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: «كَلِّمِ النَّاسَ فِي أَنْ يُؤَجِّلُونِي، حَتَّى أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ مِنْ مَظَالِمِهِمْ» فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَلَا أَجَلَ فِيهِ، وَمَا غَابَ فَأَجَلُهُ وُصُولُ أَمْرِكَ إِلَيْهِ.

۱۶۵

و من خطبة له (ع)

يذكر فيها عجيب خلقة الطاووس

خلقة الطيور

اِبْتَدَعَهُمْ خَلْقاً عَجِيباً مِنْ حَيَوَانٍ وَمَوَاتٍ، وَسَاكِنٍ وَذِي حَرَكَاتٍ؛ وَأَقَامَ مِنْ شَوَاهِدِ الْبَيِّنَاتِ عَلَى لَطِيفِ صَنْعَتِهِ، وَعَظِيمِ قُدْرَتِهِ، مَا انْقَادَتْ لَهُ الْعُقُولُ مُعْتَرِفَةً بِهِ، وَمُسَلِّمَةً لَهُ، وَنَعَقَتْ فِي أَسْمَاعِنَا

(۱) چونکہ عثمانؓ کا عقد پیغمبرِ اسلام کی پروردہ جناب خدیجہ کی بھانجی سے ہوا تھا لہٰذا انھیں ایک طرح سے دامادی کا شرف بھی حاصل ہو گیا تھا جو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو حاصل نہیں تھا
(۲) واضح رہے کہ امام ہر قیادت کرنے والے کو کہا جاتا ہے چاہے وہ برحق ہو یا باطل اور یہی وجہ ہے کہ امام کو دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے - عادل اور ظالم - اور قرآن مجید نے بھی امام کی دو قسمیں بیان کی ہیں - ہدایت دینے والا اور جہنم کی طرف دعوت دینے والا کسی بھی شخص کے بارے میں لفظ امام کا استعمال اس امر کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ واقعاً امام عادل یا امام معصوم ہے جب تک کہ اس کے کردار سے اس کی عدالت اثبات نہ ہو جائے یا خود خدا اور رسولؐ نے اسے امام بنایا ہو کہ خدا اور رسولؐ کسی فاسق یا ظالم کو امام نہیں بنا سکتے ہیں۔ سرکار دو عالم کے اس ارشاد میں لفظ امام لغت کے اعتبار سے قائد کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور امیر المومنینؑ عثمانؓ کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے تھے کہ کہیں اس قائد سے مراد تمھاری ہی ذات نہ ہو کہ تمھارے قتل سے امت میں فسادات پھوٹ پڑیں اور قتل و خون کا بازار گرم ہو جائے جیسا کہ ہوا اور امت اسلامیہ عرصہ دراز تک اس کا خمیازہ برداشت کرتی رہی بلکہ آج تک برداشت کر رہی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۶۵ ربیع الابرار زمخشری، نہایۃ ابن اثیر ا ص ۲۷، ۲ ص ۱۴۰، ۳ ص ۲۳۸، مجمع الامثال ۲ ص ۱۳

یں وہ دامادی کا شرف بھی حاصل ہے جو انھیں حاصل نہیں تھا لہٰذا خدارا اپنے نفس کو بچاؤ کہ تمھیں اندھے پن سے بصارت یا جہالت سے علم دیا جارہا ہے۔ راستے بالکل واضح ہیں اور نشانات دین قائم ہیں۔ یاد رکھو خدا کے نزدیک بہترین بندہ وہ امام[1] عادل ہے جو خود ہدایت یافتہ ور دوسروں کو ہدایت دے۔ جانی پہچانی سنت کو قائم کرے اور مجہول بدعت کو مُردہ بنادے۔ دیکھو ضیا بخش سنتوں کے نشانات بھی روشن ور بدعتوں کے نشانات بھی واضح ہیں اور بدترین انسان خدا کی نگاہ میں وہ ظالم پیشوا ہے جو خود بھی گمراہ ہو اور لوگوں کو بھی گمراہ کرے۔ ے ملی ہوئی سنتوں کو مُردہ بنادے اور قابل ترک بدعتوں کو زندہ کردے۔ میں نے رسول اکرمؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ز قیامت ظالم رہنما[2] کو اس عالم میں لایا جائے گا کہ نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا اور نہ عذر خواہی کرنے والا اور اسے جہنم میں ڈال دیا ے گا اور وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکّی۔ اس کے بعد اسے قعر جہنم میں جکڑ دیا جائے گا۔ میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ ارا تم اس امت کے مقتول پیشوا نہ بنو اس لئے کہ دور قدیم سے کہا جارہا ہے کہ اس امت میں ایک پیشوا قتل کیا جائے گا جس کے بد قیامت تک قتل و قتال کا دروازہ کھل جائے گا اور سارے امور مشتبہ ہوجائیں گے اور فتنے پھیل جائیں گے اور لوگ حق باطل میں امتیاز نہ کرسکیں گے اور اسی میں چکر کھاتے رہیں گے اور تہ و بالا ہوتے رہیں گے۔ خدارا مروان کی سواری نہ بن جاؤ کہ وہ جدھر چاہے کھینچ کرلے جائے کہ تمھارا سن زیادہ ہوچکا ہے اور تمھاری عمر خاتمہ کے قریب آچکی ہے۔

عثمانؓ نے اس ساری گفتگو کو سُن کر کہا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ ذرا مہلت دیں تاکہ میں ان کی حق تلفیوں کا علاج رسکوں؟ آپ نے فرمایا کہ جہانتک مدینہ کے معاملات کا تعلق ہے ان میں کسی مہلت کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور جہانتک باہر کے معاملات کا تعلق ہے ان میں صرف اتنی مہلت دی جاسکتی ہے کہ تمھارا حکم وہاں تک پہونچ جائے۔

۱۶۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں مور کی عجیب و غریب خلقت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

اللہ نے اپنی تمام مخلوقات کو عجیب و غریب بنایا ہے چاہے وہ ذی حیات ہوں یا بے جان۔ ساکن ہوں یا متحرک اور ان سب کے ذریعہ اپنی لطیف صنعت اور عظیم قدرت کے وہ شواہد قائم کردئے ہیں جن کے سامنے عقلیں بکمال اعتراف و تسلیم سرخم کئے ہوئے ہیں اور پھر ہمارے کانوں میں اس کی وحدانیت کے دلائل

[1] درحقیقت رہنما اور ظالم دو متضاد الفاظ ہیں جنھیں کسی عالم شرافت و کرامت میں جمع نہیں ہونا چاہیے۔ انسان کو رہنمائی کا شوق ہے تو پہلے اپنے کردار میں عدالت و شرافت پیدا کرے اس کے بعد آگے چلنے کا ارادہ کرے۔ اس کے بغیر رہنمائی کا شوق انسان کو جہنم تک تو پہونچا سکتا ہے رہنما نہیں بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا ہے اور اس عذاب کی شدت کا راز یہی ہے کہ رہنما کی وجہ سے بے شمار لوگ مزید گمراہ ہوتے ہیں اور اس کے ظلم سے بے حساب لوگوں کو ظلم کا جواز فراہم ہوجاتا ہے اور سارا معاشرہ تباہ و برباد ہوکر رہ جاتا ہے۔

عثمانؓ کا دور پہلا دور تھا جب سابق کی ظاہر داری بھی ختم ہوگئی تھی اور کھلم کھلا ظلم کا بازار گرم ہوگیا تھا۔ اس لئے اتنا شدید ردعمل دیکھنے میں آیا ورنہ اس کے بعد سے تو آجتک سارا عالم اسلام انھیں خاندان پروریوں کا شکار ہے اور عوام کی ساری دولت ایک ایک خاندان کے عیاش شہزادوں پر صَرف ہورہی ہے اور مدینہ کے مسلمانوں میں بھی غیرت کی حرکت نہیں پیدا ہورہی ہے تو باقی عالم اسلام اور دوسرے علاقوں کا کیا تذکرہ ہے۔!

دَلَائِلُهُ عَلَىٰ وَحْدَانِيَّتِهِ، وَمَا ذَرَأَ مِنْ مُخْتَلِفِ صُوَرِ الْأَطْيَارِ الَّتِي أَسْكَنَهَا أَخَادِيدَ الْأَرْضِ، وَخُرُوقَ فِجَاجِهَا وَرَوَاسِيَ أَعْلَامِهَا، مِنْ ذَاتِ أَجْنِحَةٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَهَيْئَاتٍ مُتَبَايِنَةٍ، مُصَرَّفَةٍ فِي زِمَامِ التَّسْخِيرِ، وَمُرَفْرِفَةٍ بِأَجْنِحَتِهَا فِي مَخَارِقِ الْجَوِّ الْمُنْفَسِحِ، وَالْفَضَاءِ الْمُنْفَرِجِ. كَوَّنَهَا بَعْدَ إِذْ لَمْ تَكُنْ فِي عَجَائِبِ صُوَرٍ ظَاهِرَةٍ، وَرَكَّبَهَا فِي حِقَاقِ مَفَاصِلَ مُحْتَجِبَةٍ، وَمَنَعَ بَعْضَهَا بِعَبَالَةِ خَلْقِهِ أَنْ يَسْمُوَ فِي الْهَوَاءِ خُفُوفاً، وَجَعَلَهُ يَدِفُّ دَفِيفاً. وَنَسَقَهَا عَلَىٰ اخْتِلَافِهَا فِي الْأَصَابِيغِ بِلَطِيفِ قُدْرَتِهِ، وَدَقِيقِ صَنْعَتِهِ. فَمِنْهَا مَغْمُوسٌ فِي قَالَبِ لَوْنٍ لَا يَشُوبُهُ غَيْرُ لَوْنِ مَا غُمِسَ فِيهِ؛ وَمِنْهَا مَغْمُوسٌ فِي لَوْنِ صِبْغٍ قَدْ طُوِّقَ بِخِلَافِ مَا صُبِغَ بِهِ.

الطاووس

وَمِنْ أَعْجَبِهَا خَلْقاً الطَّاوُوسُ الَّذِي أَقَامَهُ فِي أَحْكَمِ تَعْدِيلٍ، وَنَضَّدَ أَلْوَانَهُ فِي أَحْسَنِ تَنْضِيدٍ، بِجَنَاحٍ أَشْرَجَ قَصَبَهُ، وَذَنَبٍ أَطَالَ مَسْحَبَهُ. إِذَا دَرَجَ إِلَى الْأُنْثَىٰ نَشَرَهُ مِنْ طَيِّهِ، وَسَمَا بِهِ مُطِلّاً عَلَىٰ رَأْسِهِ كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهُ نُوتِيُّهُ. يَخْتَالُ بِأَلْوَانِهِ، وَيَمِيسُ بِزَيَفَانِهِ. يُفْضِي كَإِفْضَاءِ الدِّيَكَةِ، وَيَؤُرُّ بِمَلَاقِحِهِ أَرَّ الْفُحُولِ الْمُغْتَلِمَةِ لِلضِّرَابِ. أُحِيلُكَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَىٰ مُعَايَنَةٍ، لَا كَمَنْ يُحِيلُ عَلَىٰ ضَعِيفٍ إِسْنَادُهُ. وَلَوْ كَانَ كَزَعْمِ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُ يُلْقِحُ بِدَمْعَةٍ تَسْفَحُهَا (تنشحط) مَدَامِعُهُ، فَتَقِفُ فِي ضَفَّتَيْ جُفُونِهِ، وَأَنَّ أُنْثَاهُ تَطْعَمُ ذٰلِكَ، ثُمَّ تَبِيضُ لَا مِنْ لِقَاحِ فَحْلٍ سِوَى الدَّمْعِ الْمُنْبَجِسِ، لَمَا كَانَ ذٰلِكَ

ذرأ ۔ خلق کیا
اخادید ۔ جمع اخدود ۔ شگافِ زمین
خروق ۔ جمع خرق ۔ وسیع زمین
فجاج ۔ جمع فج ۔ وسیع راستہ
اعلام ۔ جمع علم ۔ پہاڑ
مرفرفہ ۔ پر پھیلائے ہوئے
مخارق ۔ جمع مخرق ۔ صحرا
حقاق ۔ جمع حُق ۔ جوڑ
احتجاب مفاصل ۔ جوڑوں کا گوشت کے اندر رہنا
عبالہ ۔ ضخامت
خفوف ۔ سرعت
دفیف الطائر ۔ نیچی فضا میں پرواز
نسق ۔ ترتیب
اصابیغ ۔ جمع اصباغ ۔ رنگ برنگ
قالب ۔ سانچہ
طوّق ۔ یعنی گردن کا رنگ جسم سے مختلف ہے
تنضید ۔ ترتیب وتنظیم
اشرج قصبہ ۔ رگوں کو مرتب کردیا
درج الیہ ۔ اس کی طرف چلا
سما بہ ۔ بلند کردیا
مطلا علی راسہ ۔ سر پر سایہ افگن ہے
قلع ۔ بادبان
داری ۔ دارین سے خوشبو وارد کرنے والا
عنجہ ۔ کھینچ کر اونچا کردیا
یمیس ۔ اکڑ رہا ہے
یفضی ۔ مادہ کی طرف جاتا ہے
یوبر ۔ جوڑا کھاتا ہے
ملاقح ۔ اعضاء تناسل
مغتلمہ ۔ شہوت زدہ
ضراب ۔ جوڑا کھانا

تسفح ۔ بہاتا ہے
ضفۃ ۔ کنارہ
لقاح الفحل ۔ ماء الحیات
منبجس ۔ چشمہ سے ابلتا ہوا

ان مختلف صورتوں[1] کے پرندوں کی تخلیق کی شکل میں گونج رہے ہیں جنھیں زمین کے گڑھوں۔ دروں کے شگافوں، پہاڑوں کی بلندیوں پر آباد کیا ہے جن کے پر مختلف قسم کے اور جن کی ہیئت جداگانہ انداز کی ہے اور انھیں تسخیر کی زمام کے ذریعہ حرکت دی جا رہی ہے اور وہ اپنے پروں کو وسیع فضا کے راستوں اور کشادہ ہوا کی وسعتوں میں پھڑ پھڑا رہے ہیں۔ انھیں عالم عدم سے نکال کر عجیب و غریب ظاہری صورتوں میں پیدا کیا ہے اور گوشت و پوست میں ڈھکے ہوئے جوڑوں کے سروں سے ان کے جسموں کی ساخت قائم کی ہے۔ بعض کو ان کے جسم کی سنگینی نے ہوا میں بلند ہو کر تیز پرواز سے روک دیا ہے اور وہ صرف ذرا اونچے ہو کر پرواز کر رہے ہیں اور پھر اپنی لطیف قدرت اور دقیق صنعت کے ذریعہ انھیں مختلف رنگوں کے ساتھ منظم و مرتب کیا ہے کہ بعض ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ دوسرے رنگ کا شائبہ بھی نہیں ہے اور بعض ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں لیکن ان کے گلے کا طوق دوسرے رنگ کا ہے۔

(طاؤس) ان سب میں عجیب ترین خلقت مور کی ہے جسے محکم ترین توازن کے سانچہ میں ڈھال دیا ہے اور اس کے رنگوں میں حسین ترین تنظیم قائم کی ہے اسے وہ رنگین پر دئے ہیں جن کی جڑوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے اور وہ دم دی ہے جو دور تک کھنچتی چلی جاتی ہے۔ جب وہ اپنی مادہ کا رخ کرتا ہے تو اسے پھیلا لیتا ہے[2] اور اپنے سر کے اوپر اس طرح سایہ فگن کر لیتا ہے جیسے مقام دارین کی کشتی کا بادبان جسے ملاح اِدھر اُدھر موڑ رہا ہو۔ وہ اپنے رنگوں پر اتراتا ہے اور اس کی جنبشوں کے ساتھ جھومنے لگتا ہے۔ اپنی مادہ سے اس طرح جفتی کھاتا ہے جس طرح مرغ اور اسے اس طرح حاملہ بناتا ہے جس طرح جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے جانور۔ میں اس مسئلہ میں تمھیں مشاہدہ کے حوالہ کر رہا ہوں۔ نہ اس شخص کی طرح جو کسی کمزور سند کے حوالہ کر دے اور اگر گمان کرنے والوں کا یہ گمان صحیح ہوتا کہ وہ ان آنسوؤں کے ذریعہ حمل ٹھہراتا ہے جو اس کی آنکھوں سے باہر نکل کر پلکوں پر ٹھہر جاتے ہیں اور مادہ اسے پی لیتی ہے اس کے بعد انڈے دیدیتی ہے اور اس میں نر و مادہ کا کوئی اتصال نہیں ہوتا ہے سوائے ان پھوٹ پڑنے والے آنسوؤں کے۔ تو یہ بات کوے کے باہمی کھلانے پینے کے ذریعہ حمل ٹھہرانے سے زیادہ تعجب خیز نہ ہوتی۔

[1] علم الحیوان کے ماہر رودبرٹسن کا بیان ہے کہ دنیا میں ایک ارب قسم کے پرندے پائے جاتے ہیں اور سب اپنے اپنے مقام پر عجیب و غریب خلقت کے مالک ہیں۔ سب سے بڑا پرندہ شتر مرغ ہے اور سب سے چھوٹا طنان جس کا طول پانچ سنٹی میٹر ہوتا ہے لیکن ایک گھنٹہ میں ۸۰ - ۹۰ کیلو میٹر پرواز کر لیتا ہے اور ایک سکنڈ میں ۵۰ سے لے کر ۲۰۰ مرتبہ اپنے پروں کو حرکت دیتا ہے۔

بعض پرندوں کا ایک قدم چھ میٹر کے برابر ہوتا ہے اور وہ زمین پر ۸۰ کیلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتے ہیں اور بعض چھ ہزار میٹر کی بلندی پر پرواز کر سکتے ہیں۔ بعض پانی کے اندر ۱۸ میٹر کی گہرائی تک چلے جاتے ہیں اور بعض صرف سمندروں کے اس پار سے اس پار تک چکر لگاتے رہتے ہیں۔

لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز امیرالمومنینؑ کی نگاہ میں مور کی خلقت ہے جس کو مختلف رنگوں میں رنگ دیا گیا ہے اور مختلف خصوصیات سے نوازا گیا ہے یاد رہے کہ بہترین پروں کے ساتھ نازک ترین پیر بھی دیدئے گئے ہیں تاکہ اس میں بھی غرور نہ پیدا ہو اور انسان کو بھی ہوش آجائے کہ جس کے وجود کا ایک رخ رنگین ہوتا ہے اور اس کا دوسرا رخ کمزور بھی ہوتا ہے لہٰذا غرور و استکبار کا کوئی امکان نہیں ہے۔ بلکہ تقاضائے شرافت یہ ہے کہ حسین رخ کا شکریہ ادا کرے کہ یہ بھی مالک کا کرم ہے اس کا اپنا کوئی حق نہیں ہے جسے مالک نے ادا کر دیا ہو۔

[2] یہ ایک حسین ترین فطرت ہے کہ نر اپنی مادہ کے پاس جائے تو حسن و جمال کے ساتھ جائے تاکہ اسے بھی انس حاصل ہو اور وہ بھی اپنے نر کے جمال پر فخر کر سکے ایسا نہ ہو کہ عمل فقط ایک جنسی عمل رہ جائے اور سکون نفس کا کوئی راستہ نہ نکل سکے۔

بَأَعْجَبَ مِنْ مُطَاعَمَةِ الْغُرَابِ! تَخَالُ قَصَبَهُ مَدَارِيَ مِنْ فِضَّةٍ. وَمَا أُنْبِتَ عَلَيْهَا مِنْ عَجِيبِ دَارَاتِهِ وَ شُمُوسِهِ خَالِصَ الْعِقْيَانِ وَ فِلَذَ الزَّبَرْجَدِ. فَإِنْ شَبَّهْتَهُ بِمَا أَنْبَتَتِ الْأَرْضُ قُلْتَ: جَنِيٌّ جُنِيَ مِنْ زَهْرَةِ كُلِّ رَبِيعٍ. وَ إِنْ ضَاهَيْتَهُ بِالْمَلَابِسِ فَهُوَ كَمَوْشِيِّ الْحُلَلِ أَوْ كَمُونِقِ عَصْبِ الْيَمَنِ. وَإِنْ شَاكَلْتَهُ بِالْحُلِيِّ فَهُوَ كَفُصُوصٍ ذَاتِ أَلْوَانٍ، قَدْ نُطِّقَتْ بِاللُّجَيْنِ الْمُكَلَّلِ. يَمْشِي مَشْيَ الْمَرِحِ الْمُخْتَالِ، وَيَتَصَفَّحُ ذَنَبَهُ وَجَنَاحَيْهِ، فَيُقَهْقِهُ ضَاحِكاً لِجَمَالِ سِرْبَالِهِ، وَأَصَابِيغِ وِشَاحِهِ؛ فَإِذَا رَمَى بِبَصَرِهِ إِلَىٰ قَوَائِمِهِ زَقَا مُعْوِلاً بِصَوْتٍ يَكَادُ يُبِينُ عَنِ اسْتِغَاثَتِهِ، وَيَشْهَدُ بِصَادِقِ تَوَجُّعِهِ، لِأَنَّ قَوَائِمَهُ حُمْشٌ كَقَوَائِمِ الدِّيَكَةِ الْخِلَاسِيَّةِ. وَقَدْ نَجَمَتْ مِنْ ظُنْبُوبِ سَاقِهِ صِيصِيَةٌ خَفِيَّةٌ، وَلَهُ فِي مَوْضِعِ الْعُرْفِ قُنْزُعَةٌ خَضْرَاءُ مُوَشَّاةٌ. وَمَخْرَجُ عُنُقِهِ كَالْإِبْرِيقِ، وَمَغْرِزُهَا إِلَىٰ حَيْثُ بَطْنُهُ كَصِبْغِ الْوَسِمَةِ الْيَمَانِيَّةِ، أَوْ كَحَرِيرَةٍ مُلْبَسَةٍ مِرْآةً ذَاتَ صِقَالٍ، وَكَأَنَّهُ مُتَلَفِّعٌ بِمِعْجَرٍ أَسْحَمَ؛ إِلَّا أَنَّهُ يُخَيَّلُ لِكَثْرَةِ مَائِهِ، وَشِدَّةِ بَرِيقِهِ، أَنَّ الْخُضْرَةَ النَّاضِرَةَ مُمْتَزِجَةٌ بِهِ. وَمَعَ فَتْقِ سَمْعِهِ خَطٌّ كَمُسْتَدَقِّ الْقَلَمِ فِي لَوْنِ الْأُقْحُوَانِ، أَبْيَضُ يَقَقٌ، فَهُوَ بِبَيَاضِهِ فِي سَوَادِ مَا هُنَالِكَ يَأْتَلِقُ. وَقَلَّ صِبْغٌ إِلَّا وَقَدْ أَخَذَ مِنْهُ بِقِسْطٍ وَعَلَاهُ بِكَثْرَةِ صِقَالِهِ وَبَرِيقِهِ، وَبَصِيصِ دِيبَاجِهِ وَرَوْنَقِهِ، فَهُوَ كَالْأَزَاهِيرِ الْمَبْثُوثَةِ، لَمْ تُرَبِّهَا أَمْطَارُ رَبِيعٍ، وَلَا شُمُوسُ قَيْظٍ. وَقَدْ يَنْحَسِرُ مِنْ رِيشِهِ، وَيَعْرَىٰ مِنْ لِبَاسِهِ، فَيَسْقُطُ تَتْرَىٰ، وَيَنْبُتُ تِبَاعاً،

مطاعمۃ الغراب ۔ مادہ کو حاملہ کرنا
قصب ۔ پروں کی تیلیاں
مداری ۔ جمع مدری ۔ کنگھی
دارات ۔ چاند کے ہالے
عقیان ۔ خالص سونا
فلذ ۔ جمع فلذہ ۔ ٹکڑا
جنی ۔ چنا ہوا
موشی ۔ منقش
عصب ۔ منقش چادر
لجین ۔ چاندی
مکلل ۔ مزین
مرح ۔ مغرور
سربال ۔ لباس
وشاح ۔ موتیوں کے مختلف سلسلے۔ چادر
زقا ۔ شور مچانا
معول ۔ بلند آواز سے رونے والا
حمش ۔ جمع احمش ۔ باریک
خلاسی ۔ ہندی اور فارسی کا مخلوط مرغ
ظنبوب ۔ کنارہ ۔ پنڈلی کی ہڈی
قنزعہ ۔ جوڑا
موشاۃ ۔ منقوش
مغرز ۔ جڑنے کی جگہ
صقال ۔ جلاء
معجر ۔ جس لباس سے عورت سر و گردن کو ڈھانکتی ہے
اقحوان ۔ بابونہ
یقق ۔ گہرا سفید
یأتلق ۔ چمکتا ہے
قسط ۔ حصہ
علاہ ۔ اس پر غالب آگیا
بصیص ۔ چمک
رونق ۔ حسن
ازاہیر ۔ جمع ازہار ۔ کلیاں
قیظ ۔ گرمی
ینحسر ۔ کھل جاتا ہے
تتری ۔ رفتہ رفتہ

تم اس کی رنگینی پر غور کرو تو ایسا محسوس کرو گے جیسے پروں کی درمیانی تیلیاں چاندی کی سلائیاں ہیں اور ان پر جو عجیب و غریب ہالے اور سورج کی شعاعوں جیسے جو پر و بال اگ آئے ہیں وہ خالص سونے اور زمرد کے ٹکڑے ہیں اور اگر انھیں زمین کے نباتات سے تشبیہ دینا چاہو گے تو یہ کہو گے کہ یہ ہر موسم بہار کے پھولوں کا ایک شگوفہ ہے اور اگر لباس سے تشبیہ دینا چاہو گے تو کہو گے کہ یہ نقش دار حلّوں یا خوشنما یمنی چادروں جیسے ہیں اور اگر زیورات ہی سے تشبیہ دینا چاہو گے تو اس طرح کہو گے کہ یہ رنگ برنگ کے نگینے ہیں جو چاندی کے دائروں میں جڑ دئے گئے ہیں ۔ یہ جانور اپنی رفتار میں ایک مغرور اور متکبر شخص کی طرح خرام ناز سے چلتا ہے اور اپنے بال و پر اور اپنی دُم کو دیکھتا رہتا ہے ۔ اپنے فطری لباس کی خوبصورتی اور اپنی چادر حیات کی رنگینی کو دیکھ کر قہقہہ لگاتا ہے اور اس کے بعد جب پیروں پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس طرح بلند آواز سے روتا ہے جیسے فطرت کی ستم ظریفی کی فریاد کر رہا ہو اور اپنے واقعی درد دل کی شہادت دے رہا ہو اس لئے کہ اس کے پیر دوغلے مرغوں کے پیروں کی طرح دُبلے پتلے اور باریک ہوتے ہیں اور اس کی پنڈلی کے کنارہ پر ایک ہلکا سا کانٹا ہوتا ہے اور اس کی گردن پر بالوں کے بدلے سبز رنگ کے منقش پروں کا ایک گچھا ہوتا ہے ۔ اس کی گردن کا پھیلاؤ صراحی کی گردن کی طرح ہوتا ہے اور اس کے گردنے کی جگہ سے لے کر پیٹ تک کا حصہ یمنی وسمہ جیسا سبز رنگ یا اس ریشم جیسا ہوتا ہے جسے صیقل کئے ہوئے آئینہ پر پہنا دیا گیا ہو ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی میں لپٹا ہوا ہے لیکن وہ اپنی آب و تاب کی کثرت اور چمک دمک کی شدت سے اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے اس میں تر و تازہ سبزی الگ سے شامل کر دی گئی ہو ۔

اس کے کانوں کے شگاف سے متصل بابونہ کے پھولوں جیسی نوک قلم کے مانند ایک باریک لکیر ہوتی ہے اور وہ اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہی کے درمیان چمکتی رہتی ہے ۔ شائد ہی کوئی رنگ ایسا ہو جس کا کوئی حصہ اس جانور کو نہ ملا ہو مگر اس لکیر کی صیقل اور اس کے ریشمیں پیکر کی چمک دمک سب پر غالب رہتی ہے ۔ اس کی مثال ان بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہوتی ہے جنھیں نہ بہار کی بارشوں نے پالا ہو اور نہ گرمی کے سورج کی شعاعوں نے ۔ وہ کبھی کبھی اپنے بال و پر سے جدا بھی ہو جاتا ہے اور اس رنگین لباس کو اتار کر برہنہ ہو جاتا ہے ۔ اس کے بال و پر جھڑ جاتے ہیں اور دوبارہ پھر اُگ آتے ہیں

[1] کہا جاتا ہے کہ صرف فلپین میں دس ہزار قسم کے پھول پائے جاتے ہیں تو باقی کائنات کا کیا ذکر ہے ۔

[2] بعض افراد کا خیال ہے کہ مور کے بدن میں تقریباً تین ہزار سے چار ہزار تک پر ہوتے ہیں اور وہ انھیں پروں کو دیکھ کر اکڑتا رہتا ہے اور صحرا میں رقص کرتا رہتا ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ اپنے کمال کا مظاہرہ وہاں کرتا ہے جہاں کوئی قدر داں نہیں ہوتا ہے اور نہ اس سے استفادہ کرنے والا ہوتا ہے ۔ صرف اپنی ذات کی تسکین اور اپنی انا کی تسلی کا سامان فراہم کرتا ہے اور یہی فرق ہے انسان اور حیوان میں کہ انسانی کمالات انا کی تسکین اور تسلی کے لئے نہیں ہیں ان کا مصرف خلق خدا کو فائدہ پہونچانا اور سماج کو فیضیاب کرنا ہے ۔ لہٰذا انسان اپنے کمالات سے معاشرہ کو مستفیض کرتا ہے تو انسان ہے ورنہ ایک مور ہے جو صحرا میں ناچا کرتا ہے اور اپنے نفس کو خوش کرتا رہتا ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ یہ خوشی بھی دائمی نہیں ہوتی ہے اور اسے بھی چند لمحوں میں پیروں کی حقارت ختم کر دیتی ہے اور ایک نیا سبق سکھا دیتی ہے کہ عمومی افادیت تو کام بھی آسکتی ہے اور اسے دوام بھی مل سکتا ہے ۔ لیکن ذاتی تسکین کی نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ اسے دوام نصیب ہو سکتا ہے ۔ !

فَيَنْحَتُّ مِنْ قَصَبِهِ انْحِتَاتَ أَوْرَاقِ الْأَغْصَانِ، ثُمَّ يَتَلَاحَقُ نَامِياً حَتَّىٰ يَعُودَ كَهَيْئَتِهِ قَبْلَ سُقُوطِهِ، لَا يُخَالِفُ سَالِفَ أَلْوَانِهِ، وَلَا يَقَعُ لَوْنٌ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ! وَإِذَا تَصَفَّحْتَ شَعْرَةً مِنْ شَعَرَاتِ قَصَبِهِ أَرَتْكَ حُمْرَةً وَرْدِيَّةً، وَتَارَةً خُضْرَةً زَبَرْجَدِيَّةً، وَأَحْيَاناً صُفْرَةً عَسْجَدِيَّةً فَكَيْفَ تَصِلُ إِلَىٰ صِفَةِ هٰذَا عَمَائِقُ الْفِطَنِ، أَوْ تَبْلُغُهُ قَرَائِحُ الْعُقُولِ، أَوْ تَسْتَنْظِمُ وَصْفَهُ أَقْوَالُ الْوَاصِفِينَ!

وَأَقَلُّ أَجْزَائِهِ قَدْ أَعْجَزَ الْأَوْهَامَ أَنْ تُدْرِكَهُ، وَ الْأَلْسِنَةَ أَنْ تَصِفَهُ! فَسُبْحَانَ الَّذِي بَهَرَ الْعُقُولَ عَنْ وَصْفِ خَلْقٍ جَلَّاهُ لِلْعُيُونِ، فَأَدْرَكَتْهُ مَحْدُوداً مُكَوَّناً، وَمُؤَلَّفاً مُلَوَّناً؛ وَ أَعْجَزَ الْأَلْسُنَ عَنْ تَلْخِيصِ صِفَتِهِ، وَقَعَدَ بِهَا عَنْ تَأْدِيَةِ نَعْتِهِ!

صغار المخلوقات

وَسُبْحَانَ مَنْ أَدْمَجَ قَوَائِمَ الذَّرَّةِ وَالْهَمَجَةِ إِلَىٰ مَا فَوْقَهُمَا مِنْ خَلْقِ الْحِيتَانِ وَالْفِيَلَةِ! وَوَأَىٰ عَلَىٰ نَفْسِهِ أَلَّا يَضْطَرِبَ شَبَحٌ مِمَّا أَوْلَجَ فِيهِ الرُّوحَ، إِلَّا وَجَعَلَ الْحِمَامَ مَوْعِدَهُ، وَالْفَنَاءَ غَايَتَهُ.

منها في صفة الجنة

فَلَوْ رَمَيْتَ بِبَصَرِ قَلْبِكَ نَحْوَ مَا يُوصَفُ لَكَ مِنْهَا لَعَزَفَتْ نَفْسُكَ عَنْ بَدَائِعِ مَا أُخْرِجَ إِلَى الدُّنْيَا مِنْ شَهَوَاتِهَا وَلَذَّاتِهَا، وَزَخَارِفِ مَنَاظِرِهَا، وَلَذَهِلَتْ بِالْفِكْرِ فِي اصْطِفَاقِ أَشْجَارٍ غُيِّبَتْ عُرُوقُهَا فِي كُثْبَانِ الْمِسْكِ عَلَىٰ سَوَاحِلِ أَنْهَارِهَا، وَ فِي تَعْلِيقِ كَبَائِسِ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ فِي عَسَالِيجِهَا وَأَفْنَانِهَا، وَطُلُوعِ تِلْكَ الثِّمَارِ مُخْتَلِفَةً فِي غُلُفِ أَكْمَامِهَا، تُجْنَىٰ مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ فَتَأْتِي عَلَىٰ مُنْيَةِ

ینحت - گرجاتا ہے
عسجدیہ - سنہرا
عمائق - جمع عمیق
بہرالعقول - عقلوں کو مدہوش کر دیا
جلاہ - واضح کر دیا
ادمج قوائمہا - پیروں کو اندر داخل کر دیا
ذرہ - چیونٹی
ہمجہ - مکھی
وأی - وعدہ کیا
حمام - موت
عزفت - ناپسند کیا
اصطفاق - پتوں کا کھڑکھڑانا
کثبان جمع کثیب - ٹیلہ
افنان - جمع فنن - شاخیں
غلف - جمع غلاف
اکمام - جمع کِم - خوشہ کا ظرف
تجنیٰ - چنا جاتا ہے

(۱) ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ طاؤس کی مجموعی عمر ۲۰ سال سے زیادہ نہیں ہوتی ہے
یہ تیسرے سال انڈے دینا شروع کرتا ہے اور اسی وقت کے بال و پر مکمل ہو جاتے ہیں۔ سال میں ۱۲ انڈے دیتا ہے اور تیس دن اس کی پرورش کا انتظام کرتا ہے۔!

یہ بال و پر اس طرح گرتے ہیں جیسے درخت کی شاخوں سے پتے گرتے ہیں اور پھر دوبارہ یوں اُگ آتے ہیں کہ بالکل پہلے جیسے ہو جاتے ہیں۔ نہ پرانے رنگوں سے کوئی مختلف رنگ ہوتا ہے اور نہ کسی رنگ کی جگہ تبدیل ہوتی ہے۔ بلکہ اگر تم اس کے ریشوں میں کسی ریشہ پر بھی غور کرو گے تو تمھیں کبھی گلاب کی سرخی نظر آئے گی اور کبھی زمرد کی سبزی اور پھر کبھی سونے کی زردی۔ بھلا اس مخلوق کی توصیف تک فکروں کی گہرائیاں کس طرح پہونچ سکتی ہیں اور ان دقائق کو عقل کی جودت کس طرح پا سکتی ہے یا توصیف کرنے والے اس کے اوصاف کو کس طرح مرتب کر سکتے ہیں۔

جب کہ اس کے چھوٹے سے ایک جزء نے اوہام کو وہاں تک رسائی سے عاجز کر دیا ہے اور زبانوں کو اس کی توصیف سے درماندہ کر دیا ہے۔

پاک و بے نیاز ہے وہ مالک جس نے عقلوں کو متحیر کر دیا ہے اس ایک مخلوق کی توصیف سے جسے نگاہوں کے سامنے واضح کر دیا ہے اور نگاہوں نے اسے محدود اور مرتب و مرکب و ملوّن شکل میں دیکھ لیا ہے اور پھر زبانوں کو بھی اس کی صفت کا خلاصہ بیان کرنے اور اس کی تعریف کا حق ادا کرنے سے عاجز کر دیا۔

اور پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو مضبوط و مستحکم بنایا ہے اور اپنے لئے لازم قرار دے لیا ہے کہ کوئی ذی روح ڈھانچہ حرکت نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کی اصلی وعدہ گاہ موت ہوگی اور اس کا انجام کار فنا ہوگا۔

اب اگر تم ان بیانات پر دل کی نگاہوں سے نظر ڈالو گے تو تمھارا نفس دنیا کی تمام شہوتوں۔ لذتوں اور زینتوں سے بیزار ہو جائے گا اور تمھاری فکر ان درختوں کے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ میں گم ہو جائے گی جن کی جڑیں ساحل دریا پر مشک کے ٹیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں اور ان تر و تازہ موتیوں کے گچھوں کے لٹکنے اور سبز پتیوں کے غلافوں میں مختلف قسم کے پھلوں کے نکلنے کے نظاروں میں گم ہو جائے گی جنھیں بغیر کسی زحمت کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کیا عبرت ناک ہے یہ زندگی کہ ایک طرف راحتیں۔ لذتیں۔ آرائشیں۔ زیبائشیں ہیں اور دوسری طرف موت کا بھیانک چہرہ! انسان ایک نظر اس آرائش و زیبائش کی طرف کرتا ہے اور دوسری نظر اس کے انجام کار کی طرف۔ بالکل ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک طرف مور کے پر ہیں اور دوسری طرف پیر ــ پروں کو دیکھ کر غرور پیدا ہوتا ہے اور پیروں کو دیکھ کر اوقات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

انسان اپنی زندگی کے حقائق پر نظر کرے تو اسے اندازہ ہوگا کہ اس کی پوری حیات ایک مور کی زندگی ہے جہاں ایک طرف راحت و آرام۔ آرائش و زیبائش کا ہنگامہ ہے اور دوسری طرف موت کا بھیانک چہرہ۔

ظاہر ہے کہ جو انسان اس چہرہ کو دیکھ لے اسے کوئی چیز حسین اور دلکش محسوس نہ ہوگی اور وہ اس پُر فریب دنیا سے جلد از جلد نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

مُجْـــتَنِيهَا، وَيُـــطَافُ عَـــلَىٰ نُـــزَّالِهَـــا فِي أَفْـــنِيَةِ قُـــصُورِهَا بِـــالْأَعْسَالِ الْمُـــصَفَّقَةِ، وَالْخُـــمُورِ الْمُـــرَوَّقَةِ. قَـــوْمٌ لَمْ تَـــزَلِ الْكَـــرَامَـــةُ تَـــتَمَادَىٰ بِهِـــمْ حَـــتَّىٰ حَـــلُّوا دَارَ الْـــقَرَارِ، وَ أَمِـــنُوا نُـــقْلَةَ الْأَسْـــفَارِ. فَـــلَوْ شَـــغَلْتَ قَـــلْبَكَ أَيُّهَـــا الْمُسْـــتَمِعُ بِـــالْوُصُولِ إِلَىٰ مَـــا يَهْـــجُمُ عَـــلَيْكَ مِـــنْ تِـــلْكَ الْمَـــنَاظِرِ الْمُـــونِقَةِ، لَـــزَهِقَتْ نَـــفْسُكَ شَـــوْقاً إِلَـــيْهَا، وَلَـــتَحَمَّلْتَ مِـــنْ مَجْـــلِسِي هَـــذَا إِلَىٰ مُجَـــاوَرَةِ أَهْـــلِ الْـــقُبُورِ اسْـــتِعْجَالاً بِهَـــا. جَـــعَلَنَا اللّـــهُ وَإِيَّـــاكُـــمْ مِمَّـــنْ يَسْـــعَىٰ بِـــقَلْبِهِ إِلَىٰ مَـــنَازِلِ الْأَبْـــرَارِ بِـــرَحْمَتِهِ.

تفسير بعض ما في هذه الخطبة من الغريب

قال السيد الشريف رضي الله عنه: قوله ﴿عليه السلام﴾: «يَؤُرُّ بِمَلَاقِحِهِ»، الْأَرُّ: كِنَايَةٌ عَنِ النِّكَاحِ، يُقَالُ: أَرَّ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ يَؤُرُّهَا، إِذَا نَكَحَهَا. وَقَوْلُهُ ﴿عليه السلام﴾: «كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهُ نُوتِيُّهُ» الْقِلْعُ: شِرَاعُ السَّفِينَةِ، وَدَارِيٌّ: مَنْسُوبٌ إِلى دَارِينَ، وَ هِيَ بَلْدَةٌ عَلَى الْبَحْرِ يُجْلَبُ مِنْهَا الطِّيبُ. وَعَنَجَهُ: أَيْ عَطَفَهُ. يُقَالُ: عَنَجْتُ النَّاقَةَ - كَنَصَرْتُ - أَعْنُجُهَا، عَنْجاً إِذَا عَطَفْتَهَا. وَالنُّوتِيُّ: الْمَلَّاحُ. وَقَوْلُهُ ﴿عليه السلام﴾: «ضَفَّتَيْ جُفُونِهِ» أَرَادَ جَانِبَيْ جُفُونِهِ. وَالضَّفَّتَانِ: الْجَانِبَانِ. وَقَوْلُهُ ﴿عليه السلام﴾: «وَفِلَذَ الزَّبَرْجَدِ» الْفِلَذُ: جَمْعُ فِلْذَةٍ، وَهِيَ الْقِطْعَةُ. وَقَوْلُهُ ﴿عليه السلام﴾: «كَبَائِسِ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ» الْكِبَاسَةُ: الْعِذْقُ. وَالْعَسَالِيجُ: الْغُصُونُ، وَاحِدُهَا عُسْلُوجٌ.

۱۶۶

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

الحث على التآلف

لِـــيَتَأَسَّ صَـــغِيرُكُـــمْ بِكَبِيرِكُمْ، وَلْـــيَرْأَفْ كَـــبِيرُكُـــمْ بِـــصَغِيرِكُمْ؛ وَلَا[1] تَكُـــونُوا كَـــجُفَاةِ الْجَـــاهِلِيَّةِ: لَا فِي الدِّيـــنِ يَـــتَفَقَّهُونَ، وَلَا عَـــنِ اللّـــهِ يَـــعْقِلُونَ؛ كَـــقَيْضِ بَـــيْضٍ فِي أَدَاحٍ[2] يَكُـــونُ كَـــسْرُهَا وِزْراً، وَيُخْـــرِجُ حِـــضَانُهَا شَرّاً.

بنو امية

و مِـــنْهَا: افْـــتَرَقُوا بَـــعْدَ أُلْـــفَتِهِمْ، وَتَشَـــتَّتُوا عَـــنْ أَصْـــلِهِمْ. فَـــمِنْهُمْ آخِـــذٌ بِـــغُصْنٍ[3] أَيْـــنَمَا مَـــالَ مَـــالَ مَـــعَهُ. عَـــلَىٰ أَنَّ اللّـــهَ تَـــعَالَىٰ سَـــيَجْمَعُهُمْ لِـــشَرِّ يَـــوْمٍ لِـــبَنِي أُمَـــيَّةَ، كَـــمَا تَجْـــتَمِعُ قَـــزَعُ الْخَـــرِيفِ! يُـــؤَلِّفُ اللّـــهُ بَـــيْنَهُمْ، ثُمَّ يَجْـــمَعُهُمْ رُكَـــاماً كَـــرُكَـــامِ السَّـــحَابِ؛ ثُمَّ يَـــفْتَحُ لَهُـــمْ أَبْـــوَاباً. يَسِـــيلُونَ[4] مِـــنْ مُسْـــتَثَارِهِمْ كَسَـــيْلِ الْجَـــنَّتَيْنِ، حَـــيْثُ لَمْ تَسْـــلَمْ عَـــلَيْهِ قَـــارَةٌ، وَلَمْ تَـــثْبُتْ عَـــلَيْهِ أَكَـــمَةٌ، وَلَمْ يَـــرُدَّ سَـــنَنَهُ رَصُّ طَـــوْدٍ، وَلَا حِـــدَابُ أَرْضٍ. يُـــذَعْذِعُهُمُ اللّـــهُ فِي بُـــطُونِ أَوْدِيَـــتِهِ، ثُمَّ يَسْـــلُكُهُمْ يَـــنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ،

مصفقہ - صاف کیا ہوا
مونقہ - خوش رنگ
عذق - کھجور کا گچھا
لیتاس - اقتدا کرنا چاہئے
قیض - انڈے میں اوپر کا چھلکا
اداحی - جمع ادحی - انڈے دینے کی جگہ
قزع - بادل کے ٹکڑے
رکام - تہ بہ تہ بادل
اکمہ - ٹیلہ
سنن - دوڑنا
طور - پہاڑ
رص - انضمام
حدب - اونچی زمین
یذعذعہم - منتشر کر دیتا ہے

(۱) اس تاسی اور پیروی کا تعلق اصولی مسائل سے ہے ورنہ عمومی آداب میں ہر نسل کو اپنے دور کا لحاظ رکھنا چاہئے اور صرف قدامت پرستی کو معیار آداب نہیں بنانا چاہئے۔

(۲) جاہل اور بیدین انسان کی مثال شتر مرغ کے انڈوں کی ہے جس کا توڑنا جرم ہے لیکن رکھنا بھی خطرہ سے خالی نہیں ہے کہ یہ انڈہ سانپ کا بھی ہو سکتا ہے۔

(۳) ہدایت کی شاخ جس سے متمسک کرنے والے اقلیت میں تھے لیکن بہرحال تھے۔

(۴) ملک سبا کا سیلاب عرم مراد ہے جس نے سارے علاقہ کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔

مصادر خطبہ ۱۶۶ کتاب سلیم بن قیس ص ۸۹ ، روضۃ الکافی ص ۶۳ ، ارشاد مفید ص ۱۴۳ ، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص ۳۶

اور وہاں وارد ہونے والوں کے گردمحلوں کے آنگنوں میں صاف و شفاف شہد اور پاک و پاکیزہ شراب کے دور چل رہے ہوں گے۔ وہاں وہ قوم ہوگی جس کی کرامتوں نے اسے کھینچ کر ہمیشگی کی منزل تک پہونچادیاہے اور انھیں سفر کی مزید زحمت سے محفوظ کردیاہے۔ اے میری گفتگو سننے والو! اگر تم لوگ اپنے دلوں کو مشغول کرلو اس منزل تک پہونچنے کے لئے جہاں یہ دلکش نظارے پائے جاتے ہیں تو تمھاری جان اشتیاق کے مارے از خود نکل جائے گی اور تم میری اس مجلس سے اٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی کے لئے آمادہ ہو جاؤ گے تا کہ جلد یہ نعمتیں حاصل ہو جائیں۔

اللہ ہمیں اور تمھیں دونوں کو اپنی رحمت کے طفیل ان لوگوں میں قرار دے جو اپنے دل کی گہرائیوں سے نیک کردار بلند دل کی منزلوں کے لئے سعی کررہے ہیں۔

(بعض الفاظ کی وضاحت) یوز بلاقحہ۔ ازّ نکاح کا کنایہ ہے کہ جب کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو کہا جاتا ہے ازّ الرجل۔

۔حضرت کا ارشاد "کانّہ قلع داریّ عنجہ نوتیہ"۔ قلع کشتی کے بادبان کو کہا جاتاہے اور داری مقام دارین کی طرف منسوب ہے جو ساحل بحر پر آباد ہے اور وہاں سے خوشبو وغیرہ وارد کی جاتی ہے۔

۔عنجہ یعنی موڑ دیا جس کا استعمال اس طرح ہوتا ہے کہ عنجت الناقۃ یعنی میں نے اونٹنی کے رخ کو موڑ دیا۔

۔نوتی ملاح کو کہا جاتا ہے۔ ضفتی جفونہ یعنی پلکوں کے کنارے۔ ضفتان یعنی دونوں کنارے۔

۔فلذ الزبرجد۔ فلذ فلذۃ کی جمع ہے یعنی ٹکڑا۔

۔کبائس اللؤلوء الرطب۔ کباسہ کھجور کا خوشہ۔

۔عسالج جمع علوج۔ شاخیں۔

۱۶۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(دعوت اتحاد واتفاق) تمھارے چھوٹوں کو چاہئے کہ اپنے بڑوں کی پیروی کریں اور بڑوں کا فرض ہے کہ اپنے چھوٹوں پر مہربانی کریں اور خبردار تم لوگ جاہلیت کے ان ظالموں جیسے نہ ہوجانا جو نہ دین کا علم حاصل کرتے تھے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل و فہم سے کام لیتے تھے[۱] ان کی مثال ان انڈوں کے چھلکوں جیسی ہے جو شتر مرغ کے انڈے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں[۲] کہ ان کا توڑنا تو جرم ہے لیکن پرورش کرنا بھی سوائے شر کے کوئی نتیجہ نہیں دے سکتا ہے۔

(ایک اور حصہ) یہ لوگ باہمی محبت کے بعد الگ الگ ہوگئے اور اپنی اصل سے جدا ہو گئے۔ بعض لوگوں نے ایک شاخ کو پکڑلیاہے[۳] اور اب اسی کے ساتھ جھکتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ انھیں بنی امیہ کے بدترین دن کے لئے جمع کردے گا جس طرح کہ خریف میں بادل کے ٹکڑے جمع ہوجاتے ہیں۔ پھر ان کے درمیان محبت پیدا کرے گا پھر انھیں تہ بہ تہ ابر کے ٹکڑوں کی طرح ایک مضبوط گروہ بنائے گا۔ پھر ان کے لئے اپنے دروازے کو کھول دے گا کہ یہ اپنے ابھرنے کی جگہ سے شہر سبا کے دو باغوں کے اس سیلاب کی طرح بہ نکلیں گے[۴] جن سے نہ کوئی چٹان محفوظ رہی تھی اور نہ کوئی ٹیلہ ٹھہر سکا تھا۔ نہ پہاڑ کی چوٹی اس کے دھارے کو موڑ سکی تھی اور نہ زمین کی اونچائی۔ اللہ انھیں گھاٹیوں کے نشیبوں میں متفرق کردیگا اور پھر انھیں چشموں کے بہاؤ کی طرح زمین میں پھیلا دے گا۔

يَأْخُذُ بِهِمْ مِنْ قَوْمٍ حُقُوقَ قَوْمٍ، وَيُمَكِّنُ لِقَوْمٍ فِي دِيَارِ قَوْمٍ. وَايْمُ اللّٰهِ، لَيَذُوبَنَّ مَا فِي أَيْدِيهِمْ بَعْدَ الْعُلُوِّ وَالتَّمْكِينِ، كَمَا تَذُوبُ الْأَلْيَةُ عَلَى النَّارِ.

الناس آخر الزمان

أَيُّهَا النَّاسُ، لَوْ لَمْ تَتَخَاذَلُوا عَنْ نَصْرِ الْحَقِّ، وَلَمْ تَهِنُوا عَنْ تَوْهِينِ الْبَاطِلِ، لَمْ يَطْمَعْ فِيكُمْ مَنْ لَيْسَ مِثْلَكُمْ، وَلَمْ يَقْوَ مَنْ قَوِيَ عَلَيْكُمْ. لٰكِنَّكُمْ تِهْتُمْ مَتَاهَ بَنِي إِسْرَائِيلَ. وَلَعَمْرِي، لَيُضَعَّفَنَّ لَكُمُ التِّيهُ مِنْ بَعْدِي أَضْعَافاً بِمَا خَلَّفْتُمُ الْحَقَّ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ، وَقَطَعْتُمُ الْأَدْنَى، وَوَصَلْتُمُ الْأَبْعَدَ. وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِنِ اتَّبَعْتُمُ الدَّاعِيَ لَكُمْ، سَلَكَ بِكُمْ مِنْهَاجَ الرَّسُولِ، وَكُفِيتُمْ مَؤُونَةَ الِاعْتِسَافِ، وَنَبَذْتُمُ الثِّقْلَ الْفَادِحَ عَنِ الْأَعْنَاقِ.

۱۶۷

و من خطبة له (عليه السلام)

في أوائل خلافته

إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ أَنْزَلَ كِتَاباً هَادِياً بَيَّنَ فِيهِ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ؛ فَخُذُوا نَهْجَ الْخَيْرِ تَهْتَدُوا، وَاصْدِفُوا عَنْ سَمْتِ الشَّرِّ تَقْصِدُوا.

الْفَرَائِضَ الْفَرَائِضَ! أَدُّوهَا إِلَى اللّٰهِ تُؤَدِّكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ. إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ حَرَاماً غَيْرَ مَجْهُولٍ، وَأَحَلَّ حَلَالاً غَيْرَ مَدْخُولٍ، وَفَضَّلَ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْحُرَمِ كُلِّهَا، وَشَدَّ بِالْإِخْلَاصِ وَالتَّوْحِيدِ حُقُوقَ الْمُسْلِمِينَ فِي مَعَاقِدِهَا، «فَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا يَحِلُّ أَذَى الْمُسْلِمِ إِلَّا بِمَا يَجِبُ.

بَادِرُوا أَمْرَ الْعَامَّةِ وَخَاصَّةَ أَحَدِكُمْ وَهُوَ الْمَوْتُ، فَإِنَّ النَّاسَ أَمَامَكُمْ، وَإِنَّ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ مِنْ خَلْفِكُمْ. تَخَفَّفُوا تَلْحَقُوا، فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوَّلِكُمْ آخِرُكُمْ.

اتَّقُوا اللّٰهَ فِي عِبَادِهِ وَبِلَادِهِ، فَإِنَّكُمْ مَسْؤُولُونَ حَتَّى عَنِ الْبِقَاعِ وَالْبَهَائِمِ. أَطِيعُوا اللّٰهَ وَلَا تَعْصُوهُ، وَإِذَا رَأَيْتُمُ الْخَيْرَ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا رَأَيْتُمُ الشَّرَّ فَأَعْرِضُوا عَنْهُ.

فادح ۔ سنگین
صدف ۔ اعراض
سمت ۔ جہت
قصد ۔ استقامت
مدخول ۔ عیب دار
معاقد الحقوق ۔ ذمہ داریوں کی منزلیں
بادر ۔ جلدی سے کام کیا ۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے امت اسلامیہ کو ایک مخصوص کرامت و شرافت اور بلندی عطا فرمائی ہے لیکن اسی کے ساتھ امت کی یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ حق کی نصرت کرتی رہے اور باطل کو کمزور بنانے میں کسی سستی کا مظاہرہ نہ کرے ورنہ یہ شرف، اعزاز و احترام سلب بھی کیا جا سکتا ہے اور اسے بنی اسرائیل جیسی ذلت سے دوچار بھی کیا جا سکتا ہے ۔

امت اسلامیہ کی سب سے بڑی کوتاہی یہی تھی کہ اس نے اس شخص کی نصرت سے سرتابی کی جسے مجسمۂ حق قرار دیا گیا تھا اور ان افراد کا ساتھ دیا جو سراپا باطل تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ صدیوں سے مسلسل ذلت کا شکار ہے اور اس کی عزت و عظمت لفظی بازیگری کے علاوہ کچھ نہیں رہ گئی ہے ۔

مصادر خطبہ ۱۶۷ تاریخ طبری ۶ ص ۱۵۷، ص ۴۷ خصائص سید الرضیؒ ص ۸۶

کے ذریعہ ایک قوم کے حقوق دوسری قوم سے حاصل کرے گا اور ایک جماعت کو دوسری جماعت کے دیار میں اقتدار عطا کرے گا۔ خدا کی قسم ان کے اقتدار و اختیار کے بعد جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں ہوگا وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح کہ آگ پر چربی پگھل جاتی ہے۔

(آخر زمانہ کے لوگ) ایہا الناس! اگر تم حق کی مدد کرنے میں کوتاہی نہ کرتے اور باطل کو کمزور بنانے میں سستی کا مظاہرہ نہ کرتے تو تمھارے بارے میں وہ قوم طمع نہ کرتی جو تم جیسی نہیں ہے اور تم پر یہ لوگ قوی نہ ہو جاتے ۔۔ لیکن افسوس کہ تم بنی اسرائیل کی طرح گمراہ ہو گئے اور میری جان کی قسم میرے بعد تمھاری یہ حیرانی اور سرگردانی دوچند ہو جائے گی کہ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ قریب ترین سے قطع تعلق کر لیا ہے اور دور والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ یاد رکھو کہ اگر تم داعی حق کا اتباع کر لیتے تو وہ تمھیں رسول اکرمؐ کے راستہ پر چلاتا اور تمھیں کجروی کی زحمتوں سے بچالیتا اور تم اس سنگین بوجھ کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دیتے۔

۱۶۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ
(ابتدائے خلافت کے دور میں)

پروردگار نے اس کتاب ہدایت کو نازل کیا ہے جس میں خیر و شر کی وضاحت کر دی ہے لہٰذا تم خیر کے راستہ کو اختیار کرو تاکہ ہدایت پا جاؤ اور شر کے رخ سے منہ موڑ لو تاکہ سیدھے راستہ پر آ جاؤ۔

فرائض کا خیال رکھو اور انھیں ادا کرو تاکہ وہ تمھیں جنت تک پہونچا دیں۔ اللہ نے جس حرام کو حرام قرار دیا ہے وہ مجہول نہیں ہے اور جس حلال کو حلال بنایا ہے وہ مشتبہ نہیں ہے۔ اس نے مسلمان کی حرمت کو تمام محترم چیزوں سے افضل قرار دیا ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کی منزلوں میں اخلاص اور یگانگت سے باندھ دیا ہے۔ اب مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان[1] محفوظ رہیں مگر یہ کہ کسی حق کی بنا پر ان پر ہاتھ ڈالا جائے اور کسی مسلمان کے لئے مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا واقعی سبب پیدا ہو جائے۔

اُس امر کی طرف سبقت کرو جو ہر ایک کے لئے ہے اور تمھارے لئے بھی ہے اور وہ ہے موت۔ لوگ تمھارے آگے جا چکے ہیں اور تمھارا وقت تمھیں ہنکا کر لے جا رہا ہے۔ سامان ہلکا رکھو تاکہ اگلے لوگوں سے ملحق ہو جاؤ اس لئے کہ ان پہلے والوں کے ذریعہ تمھارا انتظار کیا جا رہا ہے۔

اللہ سے ڈرو اس کے بندوں کے بارے میں بھی اور شہروں کے بارے میں بھی۔ اس لئے کہ تم سے زمینوں اور جانوروں کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو۔ خیر کو دیکھو تو فوراً لے لو اور شر پر نظر پڑ جائے تو کنارہ کش ہو جاؤ۔

[1] اس قانون میں مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ مسلمان وہی ہوتا ہے جس کے ہاتھ یا اس کی زبان سے کسی فرد بشر کو اذیت نہ ہو اور سب اس کے شر سے محفوظ رہیں لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب کسی کے بارے میں زبان کھولنا یا ہاتھ اٹھانا شر شمار ہو ورنہ اگر انسان اس امر کا مستحق ہو گیا ہے کہ اس کے کردار پر تنقید کرنا یا اسے قرار واقعی سزا دینا دین خدا کی توہین ہے تو کوئی شخص بھی دین خدا سے زیادہ محترم نہیں ہے۔ انسان کا احترام دین خدا کے طفیل میں ہے۔ اگر دین خدا ہی کا احترام نہ رہ گیا تو کسی شخص کے احترام کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔!

١٦٨

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

بعدما بويع بالخلافة، و قد قال له قوم من الصحابة: لو عاقبت قوماً ممن أجلب علىٰ عثمان؟ فقال ﴿عليه السلام﴾:

يَا إِخْوَتَاهُ! إِنِّي لَسْتُ أَجْهَلُ مَا تَعْلَمُونَ، وَلٰكِنْ كَيْفَ لِي بِقُوَّةٍ وَ الْقَوْمُ الْمُجْلِبُونَ عَلَىٰ حَدِّ شَوْكَتِهِمْ، يَمْلِكُونَنَا وَ لَا نَمْلِكُهُمْ! وَ هَا هُمْ هٰؤُلَاءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عِبْدَانُكُمْ، وَالْتَفَّتْ إِلَيْهِمْ أَعْرَابُكُمْ، وَهُمْ خِلَالَكُمْ يَسُومُونَكُمْ مَا شَاؤُوا؛ وَهَلْ تَرَوْنَ مَوْضِعاً لِقُدْرَةٍ عَلَىٰ شَيْءٍ تُرِيدُونَهُ! إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ أَمْرُ جَاهِلِيَّةٍ. وَ إِنَّ لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ مَادَّةً. إِنَّ النَّاسَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ - إِذَا حُرِّكَ - عَلَىٰ أُمُورٍ: فِرْقَةٌ تَرَىٰ مَا تَرَوْنَ، وَ فِرْقَةٌ تَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ، وَ فِرْقَةٌ لَا تَرَىٰ هٰذَا وَلَا ذَاكَ. فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَهْدَأَ النَّاسُ، وَتَقَعَ الْقُلُوبُ مَوَاقِعَهَا، وَ تُؤْخَذَ الْحُقُوقُ مُسْمَحَةً؛ فَاهْدَؤُوا عَنِّي، وَانْظُرُوا مَاذَا يَأْتِيكُمْ بِهِ أَمْرِي، وَلَا تَفْعَلُوا فَعْلَةً تُضَعْضِعُ قُوَّةً، وَ تُسْقِطُ مُنَّةً، وَتُورِثُ وَهْناً وَذِلَّةً. وَسَأُمْسِكُ الْأَمْرَ مَا اسْتَمْسَكَ. وَإِذَا لَمْ أَجِدْ بُدّاً فَآخِرُ الدَّوَاءِ الْكَيُّ.

١٦٩

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

عند مسير أصحاب الجمل إلىٰ البصرة

الأمور الجامعة للمسلمين

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ رَسُولاً هَادِياً بِكِتَابٍ نَاطِقٍ وَ أَمْرٍ قَائِمٍ، لَا يَهْلِكُ عَنْهُ إِلَّا هَالِكٌ. وَ إِنَّ الْمُبْتَدَعَاتِ الْمُشَبَّهَاتِ هُنَّ الْمُهْلِكَاتُ إِلَّا مَا حَفِظَ اللّٰهُ مِنْهَا. وَ إِنَّ فِي سُلْطَانِ اللّٰهِ عِصْمَةً لِأَمْرِكُمْ، فَأَعْطُوهُ طَاعَتَكُمْ غَيْرَ مُلَوَّمَةٍ وَلَا مُسْتَكْرَهٍ بِهَا. وَاللّٰهِ لَتَفْعَلُنَّ أَوْ لَيَنْقُلَنَّ اللّٰهُ عَنْكُمْ سُلْطَانَ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ لَا يَنْقُلُهُ إِلَيْكُمْ أَبَداً حَتَّىٰ يَأْرِزَ الْأَمْرُ إِلَىٰ غَيْرِكُمْ.

التنفير من خصومه

إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَدْ تَمَالَؤُوا عَلَىٰ سَخْطَةِ إِمَارَتِي، وَسَأَصْبِرُ مَا لَمْ

مجلبون - امداد کرنے والے
شوکت - شدت
خلالکم - تمھارے درمیان
یسومونکم - تمھیں مبتلا کرتے ہیں
مادہ - مدد
مسمحہ - آسان
ضعضع کمزور کردے
مُنّہ - قوت
وہن - کمزوری
کیّ - داغنا
ہالک - جس کے مزاج میں تباہی شامل ہو
مبتدعات - نئی نئی بدعتیں
مشبہات - وہ بدعتیں جو سنتوں جیسی ہوں
ملومہ - جس کی ملامت کی جائے -
یارز - پلٹ آتا ہے
تمالؤوا - اتفاق کر لیا
سخطہ - ناراضگی و نفرت

مصادر خطبہ ۱۶۸ تاریخ طبری ص۱۵۸ ج۶، المستقصیٰ زمخشری ا ص۳
مصادر خطبہ ۱۶۹ تاریخ طبری ۶ ص۱۶۳

۱۶۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب بیعت خلافت کے بعد بعض لوگوں نے مطالبہ کیا کہ کاش آپ عثمانؓ پر زیادتی کرنے والوں کو سزا دے دیتے)

بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اس سے ناواقف نہیں ہوں لیکن میرے پاس اس کی طاقت کہاں ہے؟ ابھی وہ قوم اپنی طاقت و قوت[1] پر قائم ہے۔ وہ ہمارا اختیار رکھتی ہے اور ہمارے پاس اس کا اختیار نہیں ہے اور پھر تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور تمہارے دیہاتی بھی ان کے گرد جمع ہو گئے ہیں اور وہ تمہارے درمیان اس حالت میں ہیں کہ تمہیں جس طرح چاہیں اذیت پہونچا سکتے ہیں۔ کیا تمہاری نظر میں جو کچھ تم چاہتے ہو اس کی کوئی گنجائش ہے۔ بیشک یہ صرف جہالت اور نادانی کا مطالبہ ہے اور اس قوم کے پاس طاقت کا سرچشمہ موجود ہے۔ اس معاملہ میں اگر لوگوں کو حرکت بھی دی جائے تو وہ چند فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ وہی سوچے گا جو تم سوچ رہے ہو اور دوسرا گروہ اس کے خلاف رائے کا حامل ہوگا۔ تیسرا گروہ دونوں سے غیر جانبدار بن جائے گا لہذا مناسب یہی ہے کہ صبر کرو یہانتک کہ لوگ ذرا مطمئن ہو جائیں اور دل ٹھہر جائیں اور اس کے بعد دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں۔ خبردار کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جو طاقت کو کمزور بنا دے اور قوت کو پامال کر دے اور کمزوری و ذلت کا باعث ہو جائے۔ میں جہاں تک ممکن ہوگا اس جنگ کو روکے رہوں گا۔ اس کے بعد جب کوئی چارہ کار نہ رہ جائے گا تو آخری علاج داغنا ہی ہوتا ہے۔

۱۶۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب اصحاب جمل بصرہ کی طرف جا رہے تھے)

اللہ نے اپنے رسول ہادی کو بولتی کتاب اور مستحکم امر کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے وہی ہلاک ہو سکتا ہے جس کا مقدر ہی ہلاکت ہو اور نئی نئی بدعتیں اور نئے نئے شبہات ہی ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں مگر یہ کہ اللہ ہی کسی کو بچا لے اور پروردگار کی طرف سے معین ہونے والا حاکم ہی تمہارے امور کی حفاظت کر سکتا ہے لہٰذا اسے ایسی مکمل اطاعت دے دو جو نہ قابل ملامت ہو اور نہ بددلی کا نتیجہ ہو۔ خدا کی قسم یا تو تم ایسی اطاعت کرو گے یا پھر تم سے اسلامی اقتدار چھین جائے گا اور پھر کبھی تمہاری طرف پلٹ کر نہ آئے گا۔ یہانتک کہ کسی غیر کے سایہ میں پناہ لے لے۔

دیکھو یہ لوگ میری حکومت سے ناراضگی پر متحد ہو چکے ہیں اور اب میں اس وقت تک صبر کروں گا جب تک تمہاری جماعت کے بارے میں کوئی اندیشہ نہ پیدا ہو جائے۔

[1] عثمانؓ کے خلاف قیام کرنیوالے صرف مدینہ کے افراد ہوتے جب بھی مقابلہ آسان نہیں تھا۔ چہ جائیکہ بقول طبری اس جماعت میں چھ سو مصری بھی شامل تھے اور ایک ہزار کوفہ کے سپاہی بھی آگئے تھے اور دیگر ۔ ۔ کے مظلو ۔ نے بھی مہم میں شرکت کر لی تھی۔ ایسے حالات میں ایک شخص جمل و صفین کے معرکے بھی برداشت کرے اور ان تمام انقلابیوں کا محاسبہ بھی شروع کر ۔ ے یہ ایک ۔ ناممکن امر ہے اور پھر محاسبہ کے عمل میں ام المومنین اور معاویہ کو بھی شامل کرنا پڑے گا کہ قتل عثمانؓ کی مہم میں یہ افراد بھی برابر کے شریک تھے بلکہ ا ۔ المومنین نے تو باقاعدہ لوگوں کو قتل پر آمادہ کیا تھا۔
ایسے حالات میں مسئلہ اسقدر آسان نہیں تھا جسقدر بعض سادہ لوح افراد تصور کر رہے تھے یا بعض فتنہ پرداز اسے ہوا دے رہے تھے۔

أَخَـفْ عَـلَىٰ جَمَـاعَتِكُمْ: فَـإِنَّهُمْ إِنْ تَمَّـمُوا عَـلَىٰ فَـيَالَةِ هٰـذَا الرَّأْيِ انْـقَطَعَ نِـظَامُ الْمُسْلِمِينَ، وَ إِنَّمَـا طَـلَبُوا هٰـذِهِ الدُّنْـيَا حَسَـداً لِمَـنْ أَفَـاءَهَا اللّٰـهُ عَـلَيْهِ، فَأَرَادُوا رَدَّ الْأُمُـورِ عَـلَىٰ أَدْبَـارِهَا. وَلَكُـمْ عَـلَيْنَا الْـعَمَلُ بِكِـتَابِ اللّٰـهِ تَـعَالَىٰ وَسِـيرَةِ رَسُـولِ اللّٰـهِ ـ صَـلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَ آلِـهِ ـ وَالْـقِيَامُ بِحَـقِّهِ، وَالنَّـعْشُ لِسُـنَّتِهِ.[۲]

۱۷۰

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

فى وجوب اتباع الحق عند قيام الحجة

كلّم به بعض العرب و قد أرسله قـوم مـن أهـل البـصرة لمـا قـرب ﴿عليه السلام﴾ مـنها ليـعلم لهـم مـنه حـقيقة حـاله مـع أصـحاب الجـمل لتزول الشـبهة مـن نـفوسهم، فـبين له ﴿عليه السلام﴾ مـن أمـره مـعهم مـا عـلم بـه أنـه عـلى الحـق، ثم قـال له: بـايع، فقال: إني رسول قوم، و لا أحـدث حـدثاً حـتى أرجـع أليهـم. فـقال ﴿عليه السلام﴾:

أَرَأَيْتَ لَـوْ أَنَّ الَّـذِينَ وَرَاءَكَ بَـعَثُوكَ رَائِـداً تَـبْتَغِي لَهُـمْ مَسَـاقِطَ الْـغَيْثِ، فَـرَجَعْتَ إِلَـيْهِمْ وَأَخْـبَرْتَهُمْ عَـنِ الْكَـلَاءِ وَ الْمَـاءِ، فَـخَالَفُوا إِلَىٰ الْمَـعَاطِشِ وَ الْـمَجَادِبِ، مَـا كُـنْتَ صَانِعاً؟ قَـالَ: كُـنْتُ تَـارِكَهُمْ وَ مُخَـالِفَهُمْ إِلَىٰ الْكَـلَاءِ وَ الْمَـاءِ. فَـقَالَ ـ عَـلَيه السَّـلَامُ ـ فَـامْدُدْ إِذاً يَـدَكَ. فَـقَالَ الرَّجُـلُ: فَـوَاللّٰـهِ مَـا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَمْـتَنِعَ عِـنْدَ قِـيَامِ الْحُـجَّةِ عَـلَيَّ، فَـبَايَعْتُهُ عَـلَيْهِ السَّـلَامُ وَ الرَّجُـلُ يُـعْرَفُ بِكُـلَيْبٍ الْجَـرْمِيِّ.

۱۷۱

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

لما عزم علىٰ لقاء القوم بصفين

الذعاء

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّقْفِ الْمَرْفُوعِ، وَالْجَوِّ الْمَكْفُوفِ، الَّذِي جَعَلْتَهُ مَغِيضاً لِلَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمَجْرًى لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَ مُخْتَلَفاً لِلنُّجُومِ السَّيَّارَةِ، وَ جَعَلْتَ سُكَّانَهُ سِبْطاً مِنْ مَلَائِكَتِكَ، لَا يَسْأَمُونَ مِنْ عِبَادَتِكَ، وَ رَبَّ هٰذِهِ الْأَرْضِ الَّتِي جَعَلْتَهَا قَرَاراً لِلْأَنَامِ، وَ مَدْرَجاً لِلْهَوَامِّ وَ الْأَنْعَامِ، وَ مَا لَا يُحْصَىٰ مِمَّا يُرَىٰ وَ مَا لَا يُرَىٰ، وَ رَبَّ الْجِبَالِ الرَّوَاسِي الَّتِي جَعَلْتَهَا لِلْأَرْضِ أَوْتَاداً، وَ لِلْخَلْقِ اعْتِمَاداً، إِنْ

فیالۃ - کمزوری
افاء - پلٹا دیا
نعش - بلند کرنا
سقف مرفوع - آسمان
مکفوف - مجموع
مغیض - جہاں چیز گم ہو جاتی ہے
سبط - قبیلہ
اعتماد - قابل اعتماد

[۱] یعنی یہی وہ وقت ہوگا جب میرا قیام ضروری ہو جائے گا - اس لئے کہ میں انفرادی نقصانات کو برداشت کر سکتا ہوں لیکن نظام اسلام و مسلمین کی تباہی کو برداشت نہیں کر سکتا ہوں

[۲] سنت و سیرت سرکار دو عالم کا بلند رکھنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور امام پر یہ ذمہ داری بطریق اولیٰ عائد ہوتی ہے -

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد سنت واجبہ ہے - حالانکہ ایسا نہیں ہے - سنت پر عمل کرنا مستحب ہو سکتا ہے لیکن اس کا زندہ رکھنا ہر حال مسلمان اور امام کا فرض ہے -

مصادر خطبہ ۱۶۹ کتاب الجمل واقدی - تاریخ طبری ۵ ص ۱۹۴ ، ربیع الابرار (باب الجوابات المسکتہ) کتاب الجمل مفید ص ۱۴۰
مصادر خطبہ ۱۷۱ کتاب صفین نصر ابن مزاحم ص ۲۳۲ ، الدعا و الذکر حسین بن سعید اہوازی

اس لئے کہ اگر دہ اپنی را
ان لوگوں نے اس دنیا کو
معاملات کو اُلٹے پاؤں
ان کے حق کو قائم کروں او

(دلیل تائم ہو جانے
حضرت کے موقف کو د
کہ آپ حق پر ہیں - ا
ہوں اور ان کی ط
تمہارا کیا خیال ہے
اور تم واپس جاکر پانی اور
کا دور دورہ ہو تو اس د
ہاتھ بڑھاؤ اور بیعت کرا
جواز نہیں رہ گیا ہے اور
(تاریخ میں اس شخص

اے پروردگار جو بلن
اور شمس و قمر کے سیر کا میدا
ہے جو تیری عبادت سے خ
ٹکڑوں اور بیشمار مری او
تو ہی ان سر بفلک پہا

لہ یہ استدلال اپنے حسن و جمال
تعلیمات کی بہاریں خیمہ زن،
اور چشمۂ آب حیات کو چھوڑ کر

اس لئے کہ اگر وہ اپنی رائے کی کمزوری کے باوجود اس امر میں کامیاب ہو گئے تو مسلمانوں کا رشتۂ نظم و نسق بالکل ٹوٹ کر رہ جائے گا۔ ان لوگوں نے اس دنیا کو صرف ان لوگوں سے حسد کی بنا پر طلب کیا ہے جنھیں اللہ نے خلیفہ و حاکم بنایا ہے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ معاملات کو اُلٹے پاؤں جاہلیت کی طرف پلٹا دیں۔ تمہارے لئے میرے ذمہ یہی کام ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسولؐ پر عمل کروں۔ ان کے حق کو قائم کروں اور ان کی سنت کو بلند و بالا قرار دوں۔

۱۷۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(دلیل قائم ہو جانے کے بعد حق کے اتباع کے سلسلہ میں۔ جب اہل بصرہ نے بعض افراد کو اس غرض سے بھیجا کہ اہل جمل کے بارے میں حضرت کے موقف کو دریافت کریں تاکہ کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہ جائے تو آپ نے جملہ امور کی مکمل وضاحت فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ آپ حق پر ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب حق واضح ہو گیا تو میرے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ اس نے کہا کہ میں ایک قوم کا نمائندہ ہوں اور ان کی طرف رجوع کئے بغیر کوئی اقدام نہیں کر سکتا ہوں۔ فرمایا کہ)

تمہارا کیا خیال ہے[1] اگر اس قوم نے تمھیں نمائندہ بنا کر بھیجا ہوتا کہ جاؤ تلاش کرو جہاں بارش ہوئی ہو اور پانی کی کوئی سبیل ہو اور تم واپس جا کر پانی اور سبزہ کی خبر دیتے اور وہ لوگ تمھاری مخالفت کر کے ایسی جگہ کا انتخاب کرتے جہاں پانی کا قحط اور خشک سالی کا دور دورہ ہو تو اس وقت تمھارا اقدام کیا ہوتا؟ اس نے کہا کہ میں انھیں چھوڑ کر آب و دانہ کی طرف چلا جاتا۔ فرمایا پھر اب ہاتھ بڑھاؤ اور بیعت کر لو کہ چشمۂ ہدایت تو مل گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اب حجت تمام ہو چکی ہے اور میرے پاس انکار کا کوئی جواز نہیں رہ گیا ہے اور یہ کہہ کر حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔

(تاریخ میں اس شخص کو کلیب جرمی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے)

۱۷۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب اصحاب معاویہ سے صفین میں مقابلہ کے لئے ارادہ فرمایا)

اے پروردگار جو بلند ترین چھت اور ٹھہری ہوئی فضا کا مالک ہے۔ جس نے اس فضا کو شب و روز کے سر چھپانے کی منزل اور شمس و قمر کے سیر کا میدان اور ستاروں کی آمد و رفت کی جولان گاہ قرار دیا ہے۔ اس کا ساکن ملائکہ کے اس گروہ کو قرار دیا ہے جو تیری عبادت سے خستہ حال نہیں ہوتے ہیں۔ تو ہی اس زمین کا بھی مالک ہے جسے لوگوں کا مستقر بنایا ہے اور جانوروں، کیڑوں مکوڑوں اور بےشمار مرئی اور غیر مرئی مخلوقات کے چلنے پھرنے کی جگہ قرار دیا ہے۔

تو ہی ان سر بفلک پہاڑوں کا مالک ہے جنھیں زمین کے ٹھہراؤ کے لئے میخ کا درجہ دیا گیا ہے اور مخلوقات کا سہارا قرار دیا گیا ہے

---

[1] یہ استدلال اپنے حسن و جمال کے علاوہ اس معنویت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اسلام میں میری حیثیت ایک سرسبز و شاداب گلستان کی ہے جہاں اسلامی احکام و تعلیمات کی بہاریں خیمہ زن رہتی ہیں اور میرے علاوہ تمام افراد ایک ریگستان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ انسان سبزہ زار اور چشمۂ آب حیات کو چھوڑ کر پھر ریگستانوں کی طرف پلٹ جائے اور تشنہ کامی کی زندگی گذارتا رہے۔ جو تمام اہل شام کا مقدر بن چکا ہے۔

أَظْهَرْتَنَا عَلَىٰ عَدُوِّنَا، فَجَنِّبْنَا الْبَغْيَ وَ سَدِّدْنَا لِلْحَقِّ، وَ إِنْ أَظْهَرْتَهُمْ عَلَيْنَا فَارْزُقْنَا الشَّهَادَةَ، وَاعْصِمْنَا مِنَ الْفِتْنَةِ.[1]

الدعوة للقتال

أَيْنَ الْمَانِعُ لِلذِّمَارِ، وَالْغَائِرُ عِنْدَ نُزُولِ الْحَقَائِقِ مِنْ أَهْلِ الْحِفَاظِ! الْعَارُ وَرَاءَكُمْ وَ الْجَنَّةُ أَمَامَكُمْ![2]

۱۷۲

و من خطبة له (ﷺ)

حمد الله

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا تُوَارِي عَنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً، وَ لَا أَرْضٌ أَرْضاً.

يوم الشورى

منها: وَ قَدْ قَالَ قَائِلٌ: إِنَّكَ عَلَىٰ هٰذَا الْأَمْرِ يَا بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَحَرِيصٌ. فَقُلْتُ: بَلْ أَنْتُمْ وَ اللّٰهِ لَأَحْرَصُ وَ أَبْعَدُ، وَ أَنَا أَخَصُّ وَ أَقْرَبُ، وَ إِنَّمَا طَلَبْتُ حَقّاً لِي وَ أَنْتُمْ تَحُولُونَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ، وَتَضْرِبُونَ وَجْهِي دُونَهُ. فَلَمَّا قَرَّعْتُهُ بِالْحُجَّةِ فِي الْمَلَإِ الْحَاضِرِينَ هَبَّ كَأَنَّهُ بُهِتَ (هَبَّ) لَا يَدْرِي مَا يُجِيبُنِي بِهِ!

الاستنصار على قريش

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَعْدِيكَ (استعينك) عَلَىٰ قُرَيْشٍ وَ مَنْ أَعَانَهُمْ! فَإِنَّهُمْ قَطَعُوا رَحِمِي، وَ صَغَّرُوا عَظِيمَ مَنْزِلَتِي، وَ أَجْمَعُوا عَلَىٰ مُنَازَعَتِي أَمْراً هُوَ لِي. ثُمَّ قَالُوا: أَلَا إِنَّ فِي الْحَقِّ أَنْ تَأْخُذَهُ، وَ فِي الْحَقِّ أَنْ تَتْرُكَهُ.

منها في ذكر اصحاب الجمل

فَخَرَجُوا يَجُرُّونَ حُرْمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - كَمَا تُجَرُّ الْأَمَةُ عِنْدَ شِرَائِهَا، مُتَوَجِّهِينَ بِهَا إِلَى الْبَصْرَةِ، فَحَبَسَا نِسَاءَهُمَا فِي بُيُوتِهِمَا، وَ أَبْرَزَا حَبِيسَ رَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - لَهُمَا وَلِغَيْرِهِمَا، فِي جَيْشٍ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَ قَدْ أَعْطَانِي الطَّاعَةَ، وَسَمَحَ لِي بِالْبَيْعَةِ، طَائِعاً غَيْرَ مُكْرَهٍ، فَقَدِمُوا عَلَىٰ عَامِلِي بِهَا وَ خُزَّانِ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ وَ غَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِهَا، فَقَتَلُوا طَائِفَةً صَبْراً، وَ طَائِفَةً غَدْراً. فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ يُصِيبُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا رَجُلاً وَاحِداً مُعْتَمِدِينَ (متعمدين) لِقَتْلِهِ، بِلَا جُرْمٍ جَرَّهُ، لَحَلَّ لِي قَتْلُ ذٰلِكَ الْجَيْشِ كُلِّهِ، إِذْ حَضَرُوهُ فَلَمْ يُنْكِرُوا، وَ لَمْ يَدْفَعُوا عَنْهُ بِلِسَانٍ وَ لَا بِيَدٍ. دَعْ مَا أَنَّهُمْ قَدْ قَتَلُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِثْلَ الْعِدَّةِ الَّتِي دَخَلُوا بِهَا عَلَيْهِمْ!

ذمار - ذمہ داری، عہد و پیمان

غائر - غیرت دار

حقائق - یقینی حوادث

حفاظ - ذمہ داریوں کی پاسداری

لاتواری - چھپا نہیں سکتے ہیں

ضرب الوجہ - رد کر دینا

قرع - کھڑکھڑانا

ہب - ہوشیار ہوگیا

حبیس - محبوس (زوجہ کی حسین ترین تعبیر ہے)

خزان - جمع خازن

قتل صبر - گرفتار کرکے مارنا

معتمد - قصد کرنے والا

[1] یہ مولائے کائنات کا کمال کردار ہے کہ نہ کامیابی پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نہ جنگ کی ناکامیابی پر رنج و افسوس کا اعلان بلکہ دونوں حالات میں ایک ہی دعا کرتے ہیں کہ راہ حق پر ثابت قدم رہیں اور ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ رہیں۔ جو ہر اس شخص کا کردار ہوتا ہے جو اپنی زندگی میں صرف رضائے الٰہی کا طلب گار رہتا ہے۔ بیدار رہتا ہے تو اس کا طلبگار رہتا ہے اور سو جاتا ہے تو اس کا خریدار بن جاتا ہے۔

[2] جہاد کا حسین ترین نقشہ یہی ہوتا ہے کہ ہمیشہ جنت سامنے رہتی ہے اور ذلت پیچھے انسان دو قدم آگے بڑھ جائے تو جنت میں ہے اور میدان سے ایک قدم پیچھے ہٹ جائے تو مستقل ذلت و رسوائی کا شکار رہے گا۔!

اگر تو نے دشمن کے مقابلہ میں غلبہ عنایت فرمایا تو ہمیں ظلم سے محفوظ رکھنا[51] اور حق کے سیدھے راستہ پر قائم رکھنا اور اگر دشمن کو غلبہ حاصل ہو جائے تو ہمیں شہادت کا شرف عطا فرمانا اور فتنہ سے محفوظ رکھنا۔

(دعوت جہاد) کہاں ہیں وہ عزت و آبرو کے پاسبان اور مصیبتوں کے نزول کے بعد ننگ و نام کی حفاظت کرنے والے صاحبان عزت و غیرت۔ یاد رکھو ذلت و عار تمہارے پیچھے ہے اور جنت تمہارے آگے ہے[52]

۱۷۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(حمد خدا) ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کے سامنے ایک آسمان دوسرے آسمان کو اور ایک زمین دوسری زمین کو چھپا نہیں سکتی ہے۔

(روز شوریٰ) ایک شخص[1] نے مجھ سے یہاں تک کہدیا کہ فرزند ابوطالب! آپ میں اس خلافت کی طمع پائی جاتی ہے؟ تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم تم لوگ زیادہ حریص ہو حالانکہ تم دور والے ہو۔ میں تو اس کا اہل بھی ہوں اور پیغمبرؐ سے قریب تر بھی ہوں۔ میں نے اس حق کا مطالبہ کیا ہے جس کا میں حقدار ہوں لیکن تم لوگ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے ہو اور میری ہی رخ کو اس کی طرف سے موڑنا چاہتے ہو پھر جب میں نے بھری محفل میں دلائل کے ذریعہ سے کانوں کے پردوں کو کھٹکھٹایا تو ہوشیار ہو گیا اور ایسا مبہوت ہو گیا کہ کوئی جواب سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

(قریش کے خلاف فریاد) خدایا! میں قریش اور ان کے انصار کے مقابلہ میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری قرابت کا رشتہ توڑ دیا اور میری عظیم منزلت کو حقیر بنا دیا۔ مجھ سے اس امر کے لیے جھگڑا کرنے پر تیار ہو گئے جس کا میں واقعاً حقدار تھا اور پھر یہ کہنے لگے کہ آپ اسے لے لیں تو بھی صحیح ہے اور اس سے دستبردار ہو جائیں تو بھی برحق ہے۔

(اصحاب جمل کے بارے میں) یہ ظالم اس شان سے برآمد ہوئے کہ حرم رسولؐ کو یوں کھینچ کر میدان میں لائے تھے جیسے کنیزیں خرید و فروخت کے وقت لیجائی جاتی ہیں۔ ان کا رخ بصرہ کی طرف تھا۔ ان دونوں[2] نے اپنی عورتوں کو گھر میں بند کر رکھا تھا اور زوجۂ رسولؐ کو میدان میں لا رہے تھے۔ جب کہ ان کے لشکر میں کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے میری بیعت نہ کر چکا ہو اور بغیر کسی جبر و اکراہ کے میری اطاعت میں نہ رہ چکا ہو۔ یہ لوگ پہلے میرے عامل بصرہ[3] اور خازن بیت المال جیسے افراد پر حملہ آور ہوئے تو ایک جماعت کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور ایک کو دھوکہ میں تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ خدا کی قسم اگر یہ تمام مسلمانوں میں صرف ایک شخص کو بھی قصداً قتل کر دیتے تو بھی میرے واسطے پورے لشکر سے جنگ کرنے کا جواز موجود تھا کہ دیگر افراد حاضر رہے اور انھوں نے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا اور اپنی زبان[4] یا اپنے ہاتھ سے دفاع نہیں کیا اور پھر جب کہ مسلمانوں میں سے اتنے افراد کو قتل کر دیا ہے جتنی ان کے پورے لشکر کی تعداد تھی۔

---

[1] بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ بات شوریٰ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے کہی تھی اور بعض کا خیال ہے کہ سقیفہ کے موقع پر ابوعبیدہ بن الجراح نے کہی تھی اور دونوں ہی امکانات پائے جاتے ہیں کہ دونوں کی فطرت ایک جیسی تھی اور دونوں امیرالمومنینؑ کی مخالفت پر متحد تھے۔

[2] اس سے مراد طلحہ و زبیر ہیں جنھوں نے زوجۂ رسولؐ کا اتنا بھی احترام نہیں کیا جتنا اپنے گھر کی عورتوں کا کیا کرتے تھے۔

[3] جناب عثمان بن حنیف کا مثلہ کر دیا اور ان کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت کو تہ تیغ کر دیا۔

[4] فقہی اعتبار سے دفاع نہ کرنے والوں کا قتل جائز نہیں ہوتا ہے لیکن یہاں وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے امام برحق کے خلاف خروج کر کے فساد فی الارض کا ارتکاب کیا تھا اور یہ جرم جواز قتل کے لئے کافی ہوتا ہے۔!

۱۷۳

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

في رسول الله، صلّیٰ الله عليه و آله سلم، و من هو
جدير بأن يكون للخلافة و في هوان الدنيا

رسول الله ﴿صلى الله عليه وآله﴾

أَمِـينُ وَحْـيِهِ، وَ خَـاتَمُ رُسُـلِهِ، وَ بَشِـيرُ رَحْمَـتِهِ، وَ نَـذِيرُ نِـقْمَتِهِ.

الجدير بالخلافة

أَيُّهَـا النَّـاسُ، إِنَّ أَحَـقَّ النَّـاسِ بِهٰـذَا الْأَمْـرِ أَقْـوَاهُـمْ عَـلَيْهِ، وَ أَعْـلَمُهُمْ (اعـملهم) بِأَمْرِ اللّٰهِ فِيهِ. فَـإِنْ شَـغَبَ شَـاغِبٌ اُسْـتُعْتِبَ. فَـإِنْ أَبَىٰ قُـوتِلَ. وَ لَـعَمْرِي، لَـئِنْ كَـانَتِ الْإِمَـامَةُ لَا تَـنْعَقِدُ حَـتَّىٰ يَحْـضُرَهَا عَـامَّةُ النَّـاسِ، فَمَـا إِلَىٰ ذٰلِكَ سَـبِيلٌ. وَ لٰكِـنْ أَهْـلُهَا يَحْكُمُونَ[۱] عَلَىٰ مَنْ غَابَ عَـنْهَا، ثُمَّ لَـيْسَ لِـلشَّاهِدِ أَنْ يَـرْجِعَ، وَلَا لِـلغَائِبِ أَنْ يَخْـتَارَ. أَلَا وَ إِنِّي أُقَاتِلُ رَجُلَيْنِ: رَجُلاً ادَّعَى مَا لَـيْسَ لَـهُ، وَ آخَـرَ مَـنَعَ الَّـذِي عَـلَيْهِ.[۲]

أُوصِـيكُمْ عِـبَادَ اللّٰـهِ بِـتَقْوَىٰ اللّٰـهِ فَـإِنَّهَا خَـيْرُ مَـا تَـوَاصَىٰ الْـعِبَادُ بِـهِ، وَ خَـيْرُ عَـوَاقِبِ الْأُمُـورِ عِـنْدَ اللّٰـهِ. وَ قَـدْ فُـتِحَ بَـابُ الْحَـرْبِ بَـيْنَكُمْ وَ بَـيْنَ أَهْـلِ الْـقِبْلَةِ، وَ لَا يَحْـمِلُ (تحـملنا) هٰـذَا الْـعَلَمَ إِلَّا أَهْـلُ الْـبَصَرِ وَ الصَّـبْرِ وَ الْـعِلْمِ بِمَـوَاضِعِ الْحَـقِّ. فَامْضُوا لِمَا تُؤْمَرُونَ بِهِ، وَقِفُوا عِنْدَ مَا تُـنْهَوْنَ عَـنْهُ، وَ لَا تَـعْجَلُوا فِي أَمْـرٍ حَـتَّىٰ تَـتَبَيَّنُوا، فَـإِنَّ لَـنَا مَـعَ كُـلِّ أَمْـرٍ تُـنْكِرُونَهُ غِـيَراً.

هوان الدنيا

أَلَا وَ إِنَّ هٰـذِهِ الدُّنْـيَا الَّـتِي أَصْـبَحْتُمْ تَـتَمَنَّوْنَهَا وَ تَـرْغَبُونَ فِـيهَا، وَ أَصْـبَحَتْ تُـغْضِبُكُمْ وَ تُـرْضِيكُمْ، لَـيْسَتْ بِـدَارِكُمْ، وَ لَا مَـنْزِلِكُمُ الَّـذِي خُـلِقْتُمْ لَـهُ وَ لَا الَّـذِي دُعِيتُمْ إِلَـيْهِ. أَلَا وَ إِنَّهَـا لَـيْسَتْ بِـبَاقِيَةٍ لَكُـمْ وَ لَا تَـبْقَوْنَ عَـلَيْهَا، وَ هِـيَ وَ إِنْ غَـرَّتْكُمْ مِـنْهَا فَـقَدْ حَـذَّرَتْكُمْ شَرَّهَـا. فَـدَعُوا غُـرُورَهَا لِـتَحْذِيرِهَا، وَ أَطْـمَاعَهَا لِـتَخْوِيفِهَا، وَ سَـابِقُوا فِـيهَا إِلَىٰ الدَّارِ الَّـتِي دُعِـيتُمْ إِلَـيْهَا، وَانْـصَرِفُوا بِـقُلُوبِكُمْ عَـنْهَا، وَ لَا يَخِـنَّنَّ (يحـنّن) أَحَـدُكُـمْ خَـنِينَ (حـنين) الْأَمَـةِ عَـلَىٰ مَـا زُوِيَ عَـنْهُ مِـنْهَا، وَاسْـتَتِمُّوا نِـعْمَةَ اللّٰـهِ عَـلَيْكُمْ بِـالصَّبْرِ عَـلَىٰ طَـاعَةِ اللّٰـهِ وَالْـمُحَافَظَةِ عَـلَىٰ مَـا اسْـتَحْفَظَكُمْ مِـنْ كِـتَابِهِ. أَلَا وَ إِنَّـهُ لَا يَـضُرُّكُـمْ تَـضْيِيعُ شَيْءٍ مِـنْ دُنْـيَاكُـمْ بَـعْدَ حِـفْظِكُمْ قَـائِمَةَ دِيـنِكُمْ. أَلَا وَ إِنَّـهُ لَا يَـنْفَعُكُمْ بَـعْدَ تَـضْيِيعِ دِيـنِكُمْ شَيْءٌ حَـافَظْتُمْ عَـلَيْهِ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ. أَخَذَ اللّٰهُ بِقُلُوبِنَا وَ قُلُوبِكُمْ إِلَىٰ الْحَقِّ، وَ أَلْهَمَنَا وَ إِيَّاكُمُ الصَّبْرَ!

شَغَبَ - فساد پر اکسایا
استعتب - حق پسندی کا مطالبہ کیا جائے گا
اہل قبلہ - مسلمان
غیر - تغیرات
خنین - مخصوص انداز کا گریہ
زوی عنہ - چھین لیا گیا

(۱) یہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے جس کی طرف قرآن مجید نے قصہ طالوت میں اشارہ کیا ہے کہ سرداری اس شخص کا حق ہے جس میں جسمانی اعتبار سے حق سے دفاع کرنے کی طاقت ہو اور نفسانی اعتبار سے حق شناسی کی صلاحیت ہو ورنہ کوئی طاقت دوسری طاقت کے بغیر کارآمد نہیں ہوسکتی ہے

(۲) یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اب تک خلافت کا فیصلہ ساری امت کے اتفاق سے نہیں ہوا ہے تو یہ شرط صرف میرے بارے میں کیوں لگائی جارہی ہے اور گذشتہ ادوار کی طرح میری بیعت کیوں نہیں کی جارہی ہے علماء اہلسنت نے کتب عقائد میں اس امر کی تصریح کی ہے کہ خلافت کا فیصلہ ایک دو افراد کی بیعت سے بھی ہوسکتا ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ ساری پریشانیاں صرف ایک خلافت امیرالمومنینؑ کے تسلیم کرنے میں ہیں اور اس کا ادراک نہ معاویہ کو ہورہا ہے اور نہ عائشہ کو۔

مصادر خطبہ نمبر ۱۷۳ تحف العقول حرانی ص ۱۳۰، نقض العثمانیہ ابو جعفر اسکافی (متوفی ۲۴۰ھ)

۱۷۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(رسول اکرمؐ کے بارے میں اور اس امر کی وضاحت کے سلسلہ میں کہ خلافت کا واقعی حقدار کون ہے ؟)

پیغمبر اسلامؐ وحی الٰہی کے امانتدار اور خاتم المرسلین تھے۔ رحمت الٰہی کی بشارت دینے والے اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والے تھے۔

لوگو! یاد رکھو اس امر کا سب سے زیادہ حقدار وہی ہے جو سب سے زیادہ طاقتور اور دین الٰہی کا واقف کار ہو[1]۔ اس کے بعد اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ کھڑا کرے گا تو پہلے اسے توبہ کی دعوت دی جائے گی۔ اس کے بعد اگر انکار کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ میری جان کی قسم اگر امامت کا مسئلہ تمام افراد بشر کے اجتماع کے بغیر طے نہیں ہو سکتا ہے تو اس اجتماع کا تو کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ ہوتا[2] یہی ہے کہ حاضرین کا فیصلہ غائب افراد پر نافذ ہو جاتا ہے اور نہ حاضر کو اپنی بیعت سے رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے اور نہ غائب کو دوسرا راستہ اختیار کرنے کا جواز ہوتا ہے۔

یاد رکھو کہ میں دونوں طرح کے افراد سے جہاد کروں گا۔ ان سے بھی جو غیر حق کے دعویدار ہوں گے اور ان سے بھی جو حقدار کو اس کا حق نہ دیں گے۔ بندگان خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ بندوں کے درمیان بہترین وصیت ہے اور پیش پروردگار انجام کے اعتبار سے بہترین عمل ہے۔ دیکھو! تمھارے اور اہل قبلہ مسلمانوں کے درمیان جنگ کا دروازہ کھولا جا چکا ہے۔ اب اس علم کو وہی اٹھائے گا جو صاحب بصیرت، صابر ہوگا اور حق کے مراکز کا پہچاننے والا ہوگا۔ تمھارا فرض ہے کہ میرے احکام کے مطابق قدم آگے بڑھاؤ اور میں جہاں روک دوں وہاں رک جاؤ۔ اور خبردار کسی مسئلہ میں بھی تحقیق کے بغیر جلد بازی سے کام نہ لینا کہ مجھے جن باتوں کا تم انکار کرتے ہو ان میں غیر معمولی انقلابات کا اندیشہ رہتا ہے۔

یاد رکھو۔ یہ دنیا جس کی تم آرزو کر رہے ہو اور جس میں تم رغبت کا اظہار کر رہے ہو اور جو کبھی کبھی تم سے عداوت کرتی ہے اور کبھی تمھیں خوش کر دیتی ہے۔ یہ تمھارا واقعی گھر اور تمھاری واقعی منزل نہیں ہے جس کے لئے تمھیں خلق کیا گیا ہے اور جس کی طرف تمھیں دعوت دی گئی ہے اور پھر یہ باقی رہنے والی بھی نہیں ہے اور تم بھی اس میں باقی رہنے والے نہیں ہو۔ یہ اگر کبھی دھوکہ دیتی ہے تو دوسرے وقت اپنے شر سے ہوشیار بھی کر دیتی ہے۔ لہٰذا اس کے دھوکہ سے بچو اور اس کی تنبیہ پر عمل کرو۔ اس کی لالچ کو نظر انداز کرو اور اس کی تخویف کا خیال رکھو۔ اس میں رہ کر اس گھر کی طرف سبقت کرو، جس کی تمھیں دعوت دی گئی ہے اور اپنے دلوں کا رخ اس کی طرف سے موڑ لو اور خبردار تم میں سے کوئی بھی شخص اس کی کسی نعمت سے محرومی کی بنا پر کنیزوں کی طرح رونے نہ بیٹھ جائے۔ اللہ سے اس کی نعمتوں کی تکمیل کا مطالبہ کرو اس کی اطاعت پر صبر کرنے اور اس کی کتاب کے احکام کی محافظت کرنے کے ذریعہ۔

یاد رکھو اگر تم نے دین کی بنیاد کو محفوظ کر دیا تو دنیا کی کسی شے کی بربادی بھی تمھیں نقصان نہیں پہونچا سکتی ہے اور اگر تم نے دین کو برباد کر دیا تو دنیا میں کسی شے کی حفاظت بھی فائدہ نہیں دے سکتی ہے۔ اللہ ہم سب کے دل کو حق کے راستہ پر لگا دے اور سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

[1] علم لشکر قوم کی سربلندی کی نشانی اور لشکر کے وقار و عزت کی علامت ہوتا ہے لہٰذا اس کو اٹھانے والے کو بھی صاحب بصیرت و برداشت ہونا ضروری ہے ورنہ اگر پرچم سرنگوں ہو گیا تو نہ لشکر کا کوئی وقار رہ جائے گا اور نہ مذہب کا کوئی اعتبار رہ جائے گا۔
سرکار دو عالمؐ نے انھیں خصوصیات کے پیش نظر خیبر کے موقع پر اعلان فرمایا تھا کہ کل میں اس کو علم دوں گا جو کرار، غیر فرار، محب خدا و رسولؐ، محبوب خدا و رسولؐ اور مرد میدان ہوگا کہ اس کے علاوہ کوئی شخص علمبرداری کا اہل نہیں ہو سکتا ہے۔!

۱۷٤

و من كلام له (عليه السلام)

في معنى طلحة بن عبيد الله

و قد قاله حين بلغه خروج طلحة و الزبير إلى البصرة لقتاله

قَدْ كُنْتُ وَ مَا أُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ، وَ لَا أُرَهَّبُ بِالضَّرْبِ، وَ أَنَا عَلَى مَا قَدْ وَعَدَنِي رَبِّي مِنَ النَّصْرِ. وَاللّٰهِ مَا اسْتَعْجَلَ مُتَجَرِّداً لِلطَّلَبِ بِدَمِ عُثْمَانَ إِلَّا خَوْفاً مِنْ أَنْ يُطَالَبَ بِدَمِهِ، لِأَنَّهُ مَظِنَّتُهُ، وَ لَمْ يَكُنْ فِي الْقَوْمِ أَحْرَصُ عَلَيْهِ مِنْهُ، فَأَرَادَ أَنْ يُغَالِطَ بِمَا أَجْلَبَ فِيهِ لِيَلْتَبِسَ (يلبس) الْأَمْرُ وَ يَقَعَ الشَّكُّ. وَ وَاللّٰهِ مَا صَنَعَ فِي أَمْرِ عُثْمَانَ وَاحِدَةً مِنْ ثَلَاثٍ: لَئِنْ كَانَ ابْنُ عَفَّانَ ظَالِماً - كَمَا كَانَ يَزْعُمُ - لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُوَازِرَ قَاتِلِيهِ، وَ أَنْ يُنَابِذَ نَاصِرِيهِ. وَ لَئِنْ كَانَ مَظْلُوماً لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُنَهْنِهِينَ عَنْهُ، وَالْمُعَذِّرِينَ فِيهِ. وَلَئِنْ كَانَ فِي شَكٍّ مِنَ الْخَصْلَتَيْنِ، لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَعْتَزِلَهُ وَيَرْكُدَ (يركب) جَانِباً، وَ يَدَعَ النَّاسَ مَعَهُ، فَمَا فَعَلَ وَاحِدَةً مِنَ الثَّلَاثِ، وَ جَاءَ بِأَمْرٍ لَمْ يُعْرَفْ بَابُهُ، وَ لَمْ تَسْلَمْ مَعَاذِيرُهُ.

۱۷۵

و من خطبة له (عليه السلام)

في الموعظة و بيان قرباه من رسول الله (صلى الله عليه وآله)

أَيُّهَا النَّاسُ غَيْرُ الْمَغْفُولِ عَنْهُمْ، وَ التَّارِكُونَ الْمَأْخُوذُ مِنْهُمْ. مَا لِي أَرَاكُمْ عَنِ اللّٰهِ ذَاهِبِينَ، وَ إِلَى غَيْرِهِ رَاغِبِينَ! كَأَنَّكُمْ نَعَمٌ أَرَاحَ بِهَا سَائِمٌ إِلَى مَرْعًى وَبِيٍّ، وَ مَشْرَبٍ دَوِيٍّ، وَ إِنَّمَا هِيَ كَالْمَعْلُوفَةِ لِلْمُدَى لَا تَعْرِفُ مَاذَا يُرَادُ بِهَا! إِذَا أُحْسِنَ إِلَيْهَا تَحْسَبُ يَوْمَهَا دَهْرَهَا، وَ شِبَعَهَا أَمْرَهَا. وَ اللّٰهِ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُخْبِرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَخْرَجِهِ وَ مَوْلِجِهِ وَ جَمِيعِ شَأْنِهِ لَفَعَلْتُ، وَ لٰكِنْ أَخَافُ أَنْ تَكْفُرُوا فِيَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

أَلَا وَ إِنِّي مُفْضِيهِ إِلَى الْخَاصَّةِ مِمَّنْ يُؤْمَنُ ذٰلِكَ مِنْهُ. وَ الَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ، وَاصْطَفَاهُ عَلَى الْخَلْقِ، مَا أَنْطِقُ إِلَّا صَادِقاً، وَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ

متجرداً - مثل شمشیر برہنہ
یلتبس - مشتبہ بنا دے
یوازر - مدد کرے
منابذہ - مقابلہ
تنہنہ - روک دیا
معذرین عنہ - عذر بیان کرنے والے
یرکد - ٹھہر جائے
نعم - چوپایہ
اراح بہا - لے گیا
سائم - چرانے والا
وبی - جس میں وبا ہو
دوی - جس میں فساد صحت ہو
مدیٰ - جمع مدیہ - چھری
تحسب یومہا دہرہا - مستقبل سے یکسر غافل
مولجہ - داخل ہونے کی جگہ
مفضیہ - پہنچا دینے والا

(۱) انسان اور حیوان کا بنیادی فرق یہی ہے کہ حیوان حالات کو سرسری دیکھ کر مستقبل سے غافل ہوجاتا ہے اور انسان بہرحال مستقبل پر نگاہ رکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص مستقبل کی طرف سے غافل ہوجائے تو وہ جانور تو کہا جا سکتا ہے۔ انسان نہیں کہا جا سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۷٤ امالی طوسیؒ ۱ ص۱۴۲، مناقب خوارزمی ص۱۱۵، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص۱۱۱ ۲ ص۱۱۶، الغارات ابن ہلال ثقفی، المسترشد طبری ص۹۵، کشف المحجہ ابن طاؤس ص۱۷۳، الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ۱ ص۱۵۴

مصادر خطبہ ۱۷۵ غرر الحکم آمدی ص۱۹۱، بحار الانوار مجلسیؒ ۸ ص۶۶۱

۱۷۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(طلحہ بن عبیداللہ کے بارے میں جب آپ کو خبر دی گئی کہ طلحہ و زبیر جنگ کے لئے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں)

مجھے کسی زمانہ میں بھی نہ جنگ سے مرعوب کیا جا سکا ہے اور نہ حرب و ضرب سے ڈرایا جا سکا ہے۔ میں اپنے پروردگار کے
نصرت پر مطمئن ہوں اور خدا کی قسم اس شخص نے خون عثمانؓ کے مطالبہ کے ساتھ تلوار کھینچنے میں صرف اس لئے جلد بازی سے
ہے کہ کہیں اسی سے اس خون کا مطالبہ نہ کر دیا جائے کہ اسی امر کا گمان غالب ہے اور قوم میں اس سے زیادہ عثمانؓ کے
پیاسا کوئی نہ تھا۔ اب یہ اس فوج کشی کے ذریعہ لوگوں کو مغالطہ میں رکھنا چاہتا ہے اور مسئلہ کو مشتبہ اور مشکوک بنا دینا
ہے حالانکہ خدا گواہ ہے کہ عثمانؓ کے معاملہ میں اس کا معاملہ تین حال سے خالی نہیں تھا۔ اگر عثمانؓ ظالم تھا جیسا کہ اس کا
ال تھا تو اس کا فرض تھا کہ قاتلوں کی مدد کرتا اور عثمانؓ کے مددگاروں کو ٹھکرا دیتا اور اگر وہ مظلوم تھا تو اس کا فرض تھا کہ اس کے
ے روکنے والوں اور اس کی طرف سے معذرت کرنے والوں میں شامل ہو جاتا اور اگر یہ دونوں باتیں مشکوک تھیں تو اس کے لئے
ی تھا کہ اس معاملہ سے الگ ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا اور انھیں قوم کے حوالہ کر دیتا لیکن اس نے ان تین میں سے کوئی بھی طریقہ
نہیں کیا اور ایسا طریقہ اختیار کیا جس کی صحت کا کوئی جواز نہیں تھا اور اس کی معذرت کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

۱۷۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں موعظت کے ساتھ رسول اکرمؐ سے قرابت کا ذکر کیا گیا ہے)

اے وہ غافلو جن کی طرف سے غفلت نہیں برتی جا سکتی ہے اور اے چھوڑ دینے والو جن کو چھوڑا نہیں جا سکتا ہے۔ مجھے کیا ہو گیا
یں تمھیں اللہ سے دور بھاگتے ہوئے اور غیر خدا کی رغبت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ گویا تم وہ اونٹ ہو جن کا چرواہا ایک
ردینے والی چراگاہ اور تباہ کر دینے والے گھاٹ پر لے آیا ہو یا وہ چوپایہ ہو جسے چھریوں کے لئے پالا گیا ہے کہ اسے نہیں معلوم ہے
کے ساتھ برتاؤ کا واقعی مقصد کیا ہے (۱) اور جب اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ ایک دن ہی سارا زمانہ ہے اور یہ شکم سیری

ں کام ہے۔
خدا کی قسم میں چاہوں تو ہر شخص کو اس کے داخل اور خارج ہونے کی منزل سے آگاہ کر سکتا ہوں اور جملہ حالات کو بتا سکتا ہوں۔
میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم مجھ میں گم ہو کر رسول اکرمؐ کا انکار نہ کر دو اور یاد رکھو کہ میں ان باتوں سے ان لوگوں کو بہرحال آگاہ
وں گا جن سے گمراہی کا خطرہ نہیں ہے۔ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے انھیں حق کے ساتھ بھیجا ہے اور مخلوقات میں منتخب قرار
ہے کہ میں سوائے سچ کے کوئی کلام نہیں کرتا ہوں۔

رخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عثمانؓ کے آخر دور حیات میں ان کے قاتلوں کا اجتماع طلحہ کے گھر میں ہوا کرتا تھا اور امیرالمومنینؑ ہی نے اس
کا انکشاف کیا تھا اس کے بعد طلحہ ہی نے جنازہ پر تیر برسائے تھے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے سے روک دیا تھا لیکن چار دن کے بعد
ظالم خون عثمانؓ کا وارث بن گیا اور عثمانؓ کے واقعی محسن کو ان کے خون کا ذمہ دار ٹھہرا دیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کو سوچنے کا موقع مل جائے
و امیہ طلحہ سے انتقام لینے کے لئے تیار ہو جائیں اور یہ طریقہ ہر شاطر سیاست کار کا ہوتا ہے کہ وہ مسائل کو اس طرح مشتبہ بنا دینا چاہتا ہے کہ اس کی طرف
ر نہ ہونے پائے۔ چاہے اس راہ میں اپنے سفارت کاروں ہی کو کیوں نہ قربان کرنا پڑے۔؟

بِذٰلِكَ كُلِّهِ، وَ بِمَهْلِكِ مَنْ يَهْلِكُ، وَ مَنْجَىٰ مَنْ يَنْجُو، وَ مَآلِ هٰذَا الْأَمْرِ. وَ مَا أَبْقَىٰ شَيْئاً يَمُرُّ عَلَىٰ رَأْسِي إِلَّا أَفْرَغَهُ فِي أُذُنَيَّ وَ أَفْضَىٰ بِهِ إِلَيَّ.[۱]

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي، وَاللّٰهِ، مَا أَحُثُّكُمْ عَلَىٰ طَاعَةٍ إِلَّا وَ أَسْبِقُكُمْ إِلَيْهَا،[۲] وَ لَا أَنْهَاكُمْ عَنْ مَعْصِيَةٍ إِلَّا وَأَتَنَاهَىٰ قَبْلَكُمْ عَنْهَا.

۱۷۶

و من خطبة له (عليه السلام)

و فيها يعظ و يبين فضل القرآن و ينهى عن البدعة

عظة الناس

اِنْتَفِعُوا بِبَيَانِ اللّٰهِ، وَاتَّعِظُوا بِمَوَاعِظِ اللّٰهِ، وَاقْبَلُوا نَصِيحَةَ اللّٰهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْذَرَ إِلَيْكُمْ بِالْجَلِيَّةِ، وَ اتَّخَذَ عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ، وَ بَيَّنَ لَكُمْ مَحَابَّهُ مِنَ الْأَعْمَالِ، وَ مَكَارِهَهُ مِنْهَا، لِتَتَّبِعُوا (لتبتغوا) هٰذِهِ، وَ تَجْتَنِبُوا هٰذِهِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ الْجَنَّةَ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، وَ إِنَّ النَّارَ حُفَّتْ (حجبت) بِالشَّهَوَاتِ».

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ مَا مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ شَيْءٌ إِلَّا يَأْتِي فِي كُرْهٍ، وَ مَا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ شَيْءٌ إِلَّا يَأْتِي فِي شَهْوَةٍ. فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً نَزَعَ عَنْ شَهْوَتِهِ، وَ قَمَعَ هَوَىٰ نَفْسِهِ، فَإِنَّ هٰذِهِ النَّفْسَ أَبْعَدُ شَيْءٍ مَنْزِعاً، وَ إِنَّهَا لَا تَزَالُ تَنْزِعُ إِلَىٰ مَعْصِيَةٍ فِي هَوًى.

وَاعْلَمُوا - عِبَادَ اللّٰهِ - أَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يُصْبِحُ وَ لَا يُمْسِي إِلَّا وَ نَفْسُهُ ظَنُونٌ عِنْدَهُ، فَلَا يَزَالُ زَارِياً عَلَيْهَا وَ مُسْتَزِيداً لَهَا. فَكُونُوا كَالسَّابِقِينَ قَبْلَكُمْ، وَ الْمَاضِينَ أَمَامَكُمْ. قَوَّضُوا مِنَ الدُّنْيَا تَقْوِيضَ الرَّاحِلِ، وَ طَوَوْهَا طَيَّ الْمَنَازِلِ.

فضل القرآن

وَاعْلَمُوا أَنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ هُوَ النَّاصِحُ الَّذِي لَا يَغُشُّ، وَ الْهَادِي الَّذِي لَا يُضِلُّ، وَ الْمُحَدِّثُ الَّذِي لَا يَكْذِبُ. وَ مَا جَالَسَ هٰذَا الْقُرْآنَ أَحَدٌ إِلَّا قَامَ عَنْهُ بِزِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ: زِيَادَةٍ فِي هُدًى، أَوْ نُقْصَانٍ مِنْ عَمًى.

جلیہ - واضح
نزع عنہ - الگ ہوگیا
منزعا - علیحدگی
ظنون - کمزور
زاری - ناراض
قوضوا - کوچ کیا

[۱] پروردگار نے سورۂ جن میں رسولؐ کی حیثیت کا اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے غیب کا علم سوائے پسندیدہ رسول کے اور کسی کو عطا نہیں کرتا ہے - اور امیرالمومنینؑ نے اس خطبہ میں یہی شان امام کی بیان کی ہے کہ رسولؐ اپنے علم کے لئے مرتضیٰ امام کا انتخاب کرتا ہے اور امام بھی اپنے غیب کے لئے خواص مومنین کو اختیار کرتا ہے اور ہر کس و ناکس کو اس علم سے باخبر نہیں کرتا ہے -

[۲] اسلام کی نظر میں علم بلا عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے اس لئے امام علیہ السلام نے اپنے علم کی وسعتوں کا اعلان کرنے کے بعد اپنی عملی شخصیت کا بھی اعلان کیا کہ جس طرح میرا علم بے مثل و بے نظیر ہے اسی طرح میرا عمل بھی بے مثال ولاجواب ہے اور اور کوئی شخص میرے علم کی طرح میرے عمل و کردار کی بلندیوں کا ادراک بھی نہیں کرسکتا ہے -

---

مصادر خطبہ ۱۷۶ ربیع الابرار زمخشری ۱ ص ۲۱۹، اصول کافی کلینیؒ ۲ ص ۴۴۳، محاسن برقی ص ۶، امالی صدوق ص ۱۵۳، تفسیر [illegible] ص ۲۶۲، تحف العقول حرانی ص ۱۷۱

ے یہ ساری باتیں مجھے بتادی ہیں اور ہر ہلاک ہونے والے کی ہلاکت اور نجات پانے والے کی نجات کا راستہ بھی بتادیا اس امر خلافت کے انجام سے بھی باخبر کر دیا ہے اور کوئی ایسی شے نہیں ہے جو میرے سر سے گذرنے والی ہو اور اسے ں میں نہ ڈال دیا ہو اور مجھ تک پہونچا نہ دیا ہو (۱)

(۲) خدا گواہ ہے کہ میں تمھیں کسی اطاعت پر آمادہ نہیں کرتا ہوں مگر پہلے خود سبقت کرتا ہوں اور کسی معصیت سے نہیں ں مگر یہ کہ پہلے خود اس سے باز رہتا ہوں۔

۱۷۶- آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں موعظہ کے ساتھ قرآن کے فضائل اور بدعتوں سے ممانعت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

(قرآن حکیم) دیکھو پروردگار کے بیان سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرو اور اس کی نصیحت کو قبول اس نے واضح بیانات کے ذریعہ تمھارے ہر عذر کو ختم کر دیا ہے اور تم پر حجت تمام کر دی ہے۔ تمھارے لئے اپنے محبوب پسندیدہ تمام اعمال کی وضاحت کر دی ہے تاکہ تم ایک قسم کا اتباع کرو اور دوسری سے اجتناب کرو کہ رسول اکرمؐ برابر یہ تے تھے کہ جنت ناگواریوں[۱] میں گھیر دی گئی ہے اور جہنم کو خواہشات کے گھیرے میں ڈال دیا گیا ہے۔

یاد رکھو کہ خدا کی کوئی اطاعت ایسی نہیں ہے جس میں ناگواری کی شکل نہ ہو اور اس کی کوئی معصیت ایسی نہیں ہے جس میں ں کا کوئی پہلو نہ ہو۔ اللہ اس بندہ پر رحمت نازل کرے جو خواہشات سے الگ ہو جائے اور نفس کے ہوا و ہوس کو اکھاڑ کر دے کہ یہ نفس خواہشات میں بہت دور تک کھینچ جانے والا ہے اور یہ ہمیشہ گناہوں کی خواہش ہی کی طرف کھینچتا رہتا ہے۔

بندگان خدا! یاد رکھو کہ مرد مومن ہمیشہ صبح و شام اپنے نفس سے بدگمان ہی رہتا ہے اور اس سے ناراض ہی رہتا ہے اور اراضگی میں اضافہ ہی کرتا رہتا ہے لہٰذا تم بھی اپنے پہلے والوں کے مانند ہو جاؤ جو تمھارے آگے آگے جا رہے ہیں کہ انھوں نے اپنے خیمہ ڈیرہ کو اٹھالیا ہے اور ایک مسافر کی طرح دنیا کی منزلوں کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہیں۔

یاد رکھو کہ یہ قرآن وہ ناصح ہے جو دھوکہ نہیں دیتا ہے اور وہ ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے۔ وہ بیان کرنے والا ہے غلط بیانی سے کام لینے والا نہیں ہے۔ کوئی شخص اس کے پاس[۲] نہیں بیٹھتا ہے مگر یہ کہ جب اٹھتا ہے تو ہدایت میں اضافہ کر لیتا ہے یا ے کم گمراہی میں کمی کر لیتا ہے۔

---

(۱) ان ناگواریوں اور دشواریوں سے مراد صرف عبادات نہیں ہیں کہ وہ صرف کاہل اور بے دین افراد کے لئے دشوار ہیں ورنہ سنجیدہ اور دیندار افراد ان میں لذت راحت ہی کا احساس کرتے ہیں۔ درحقیقت ان دشواریوں سے مراد وہ جہاد ہے جس میں ہر راہ حیات میں ساری توانائیوں کو خرچ کرنا پڑتا ہے اور ہر طرح کی ت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ سورۂ مبارکہ توبہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ نے صاحبان ایمان کے جان و مال کو خرید لیا ہے اور انھیں جنت دیدی ہے۔ یہ لوگ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور دشمن کو تہ تیغ کرنے کے ساتھ خود بھی شہید ہو جاتے ہیں۔

(۲) کتنی حسین ترین تعبیر ہے تلاوت قرآن اور فہم قرآن کی کہ انسان قرآن کے ساتھ اس طرح رہے جس طرح کوئی شخص اپنے ہمنشین کے ساتھ بیٹھتا ہے اور اس سے ر رہتا ہے اور جس کے نتیجہ میں جمال ہمنشین سے متاثر ہوتا ہے۔ مسلمان کا تعلق صرف قرآن مجید کے الفاظ سے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے معانی سے ہوتا ہے کہ مفاہیم سے آشنا ہو سکے اور اس کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَىٰ أَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ مِنْ فَاقَةٍ، وَ لَا لِأَحَدٍ قَبْ
مِنْ غِنًى؛ فَاسْتَشْفُوهُ مِنْ أَدْوَائِكُمْ، وَ اسْتَعِينُوا بِهِ عَلَىٰ لَأْوَائِكُمْ،
شِفَاءً مِنْ أَكْبَرِ الدَّاءِ: وَ هُوَ الْكُفْرُ وَ النِّفَاقُ، وَ الْغَيُّ وَ الضَّلَالُ، فَاسْ
بِهِ، وَ تَوَجَّهُوا إِلَيْهِ بِحُبِّهِ، وَ لَا تَسْأَلُوا بِهِ خَلْقَهُ، إِنَّهُ مَا تَوَجَّ
إِلَىٰ اللّٰهِ تَعَالَىٰ بِمِثْلِهِ. وَاعْلَمُوا أَنَّهُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَ قَائِلٌ مُصَدَّقٌ، وَ
شَفَعَ لَهُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُفِّعَ فِيهِ، وَ مَنْ مَحَلَ بِهِ الْقُرْآنُ يَوْمَ
صُدِّقَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: «أَلَا إِنَّ كُلَّ حَارِثٍ مُ
حَرْثِهِ وَ عَاقِبَةِ عَمَلِهِ، غَيْرَ حَرَثَةِ الْقُرْآنِ». فَكُونُوا مِنْ حَرَثَتِهِ وَ
وَاسْتَدِلُّوهُ عَلَىٰ رَبِّكُمْ، وَاسْتَنْصِحُوهُ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ، وَاتَّهِمُوا عَلَيْهِ آ
وَاسْتَغِشُّوا فِيهِ أَهْوَاءَكُمْ.

الحث على العمل

الْعَمَلَ الْعَمَلَ، ثُمَّ النِّهَايَةَ النِّهَايَةَ، وَ الِاسْتِقَامَةَ الِاسْتِقَامَةَ، ثُمَّ الصَّبْرَ
وَ الْوَرَعَ الْوَرَعَ! «إِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوا إِلَىٰ نِهَايَتِكُمْ»، وَ إِنَّ لَكُمْ
فَاهْتَدُوا بِعَلَمِكُمْ، وَ إِنَّ لِلْإِسْلَامِ غَايَةً فَانْتَهُوا إِلَىٰ غَايَتِهِ. وَ اخْ
إِلَىٰ اللّٰهِ بِمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَقِّهِ، وَ بَيَّنَ لَكُمْ مِنْ وَظَائِفِهِ. أَنَا شَاهِ
وَ حَجِيجٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْكُمْ.

نصائح للناس

أَلَا وَ إِنَّ الْقَدَرَ السَّابِقَ قَدْ وَقَعَ، وَالْقَضَاءَ الْمَاضِيَ قَدْ تَوَرَّدَ، وَ إِنِّي مُ
بِعِدَةِ اللّٰهِ وَ حُجَّتِهِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ: «إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْ
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَنْ لَا تَخَافُوا، وَ لَا تَحْزَنُوا، وَ أَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ
كُنْتُمْ تُوعَدُونَ»، وَ قَدْ قُلْتُمْ: «رَبُّنَا اللّٰهُ»، فَاسْتَقِيمُوا عَلَىٰ كِتَابِهِ، وَ عَلَىٰ مِ
أَمْرِهِ، وَ عَلَىٰ الطَّرِيقَةِ الصَّالِحَةِ مِنْ عِبَادَتِهِ، ثُمَّ لَا تَمْرُقُوا مِنْهَا، وَ لَا تَبْتَدِعُوا
وَ لَا تُخَالِفُوا عَنْهَا. فَإِنَّ أَهْلَ الْمُرُوقِ مُنْقَطَعٌ بِهِمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَا
إِيَّاكُمْ وَ تَهْزِيعَ الْأَخْلَاقِ وَ تَصْرِيفَهَا، وَاجْعَلُوا اللِّسَانَ وَاحِداً، وَلْيَخْزُنِ الرَّجُلُ لِسَ
فَإِنَّ هٰذَا اللِّسَانَ جَمُوحٌ بِصَاحِبِهِ. وَاللّٰهِ مَا أَرَىٰ عَبْداً يَتَّقِي تَقْوَىٰ تَنْفَعُهُ حَتَّىٰ يَ
لِسَانَهُ. وَ إِنَّ لِسَانَ الْمُؤْمِنِ مِنْ وَرَاءِ قَلْبِهِ، وَ إِنَّ قَلْبَ الْمُنَافِقِ مِنْ وَرَاءِ لِسَ
لِأَنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ تَدَبَّرَهُ فِي نَفْسِهِ، فَإِنْ كَانَ خَيْراً أَبْ
وَ إِنْ كَانَ شَرّاً وَارَاهُ. وَ إِنَّ الْمُنَافِقَ يَتَكَلَّمُ بِمَا أَتَىٰ عَلَىٰ لِسَانِهِ لَا يَدْرِي

فاقہ - فقر و احتیاج
لاواء - شدت
محل - عیب بیان کرے
استغشوا - بدظن رہو
علم - پرچم ہدایت (قرآن)
خروج من الحق - ادا ء حق
وظائف - ذمہ داریاں
حجیج - دفاع کرنے والا
تورّد - وارد ہوگیا
عدہ - وعدہ
تہزیع - توڑ دینا
تصریف - الٹ پھیر
جموح - منہ زوری کرنے والی

(۱) ایمان کی صحیح پہچان یہی ہے کہ صاحب ایمان قرآن کے آگے اپنی عقل و فکر پر اعتماد نہیں کرتا ہے بلکہ قرآنی احکام کے سامنے اپنی عقل و فکر کو ناقابل اعتبار قرار دیتا ہے اور یہی اس کے ایمان کی مکمل پہچان ہے جس سے گریز کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے

(۲) انسانی زندگی اور کردار میں زبان کی بنیادی حیثیت کا اعلان ان واقعات کے ذیل میں کیا گیا ہے -

۱ - زبان کو ہمیشہ ایک ہونا چاہیئے
۲ - زبان کو بطور خزانہ استعمال ہونا چاہیئے -
۳ - زبان منہ زوری کا بدترین ذریعہ ہے لہٰذا اسے لگام بہرحال لگا کر رہنا چاہیئے -
۴ - زبان کے تحفظ کے بغیر تقویٰ کا کوئی امکان نہیں ہے -
۵ - مومن کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے کہ وہ پہلے غور کرتا ہے اس کے بعد زبان کھولتا ہے -
۶ - مومن خیر کے علاوہ کسی موضوع کے بارے میں زبان نہیں کھولتا ہے -

درکھو! قرآن کے بعد کوئی
سے شفا حاصل کرو اور اپنی
بھی موجود ہے - اس کے ذ
لوقات سے سوال نہ کرو -
ہے جس کی شفاعت مقبول
اس کے حق میں شفاعت
آواز دے گا کہ ہر کھیتی کر
تھے وہ کامیاب ہیں لہٰذا
نما بناؤ اور اس سے اپنے ن
یب خوردہ تصور کرو -
عمل کرو عمل - انجام پر
ہے اس کی طرف قدم آ
ی دو - میں تمہارے اعما
(نصائح) یاد رکھو
کے سہارے کلام کر
ساتھ نازل ہوتے ہیں
دہ کیا گیا ہے" اور تم
اس کی عبادت کے
لاف کرو - اس لئے
ہوشیار رہو کہ تمہار
یہ زبان اپنے مالک
ی سے فائدہ اٹھایا
ر منافق کا دل ہمیشہ
رتا ہے - اس کے
کے منہ میں آتا ہے

یاد رکھو! قرآن کے بعد کوئی کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا ہے اور قرآن سے پہلے کوئی بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ اپنی بیماریوں
ں سے شفا حاصل کرو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد مانگو کہ اس میں بدترین بیماری کفر و نفاق اور گمراہی و بے راہ روی
ج بھی موجود ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ سے سوال کرو اور اس کی محبت کے وسیلہ سے اس کی طرف رخ کرو اور اس کے
مخلوقات سے سوال نہ کرو۔ اس لئے کہ مالک کی طرف متوجہ ہونے کا اس کا جیسا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یاد رکھو کہ وہ ایسا
ع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے اور ایسا بولنے والا ہے جس کی بات مصدقہ ہے۔ جس کے لئے قرآن روز قیامت سفارش
ے اس کے حق میں شفاعت قبول ہے اور جس کے عیب کو وہ بیان کر دے اس کا عیب تصدیق شدہ ہے۔ روز قیامت ایک
ی آواز دے گا کہ ہر کھیتی کرنے والا اپنی کھیتی اور اپنے عمل کے انجام میں مبتلا ہے لیکن جو اپنے دل میں قرآن کا بیج بونے
لے تھے وہ کامیاب ہیں لہٰذا تم لوگ انھیں لوگوں اور قرآن کی پیروی کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ اسے مالک کی بارگاہ
رہنما بناؤ اور اس سے اپنے نفس کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور اپنے خیالات کو متہم قرار دو اور اپنے خواہشات
ریب خوردہ تصور کرو۔

عمل کرو عمل۔ انجام پر نگاہ رکھو انجام۔ استقامت سے کام لو استقامت اور احتیاط کرو احتیاط۔ تمھارے لئے ایک انتہا
ہے اس کی طرف قدم آگے بڑھاؤ اور اللہ کی بارگاہ میں اس کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے احکام کی پابندی کے ساتھ
زی دو۔ میں تمھارے اعمال کا گواہ بنوں گا اور روز قیامت تمھاری طرف سے وکالت کروں گا۔

(نصائح) یاد رکھو کہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور جو فیصلہ خداوندی تھا وہ سامنے آچکا۔ میں خدائی وعدہ اور اس کی
ت کے سہارے کلام کر رہا ہوں "بیشک جن لوگوں نے خدا کو خدا مانا اور اسی بات پر قائم رہ گئے۔ ان پر ملائکہ اس بشارت
ساتھ نازل ہوتے ہیں کہ خبردار ڈرو نہیں اور پریشان مت ہو۔ تمھارے لئے اس جنت کی بشارت ہے جس کا تم سے
عدہ کیا گیا ہے" اور تم لوگ تو خدا کو خدا کہہ چکے ہو تو اب اس کی کتاب پر قائم رہو اور اس کے امر کے راستہ پر ثابت قدم
ہو۔ اس کی عبادت کے نیک راستہ پر جمے رہو اور اس سے خروج نہ کرو اور نہ کوئی بدعت ایجاد کرو اور نہ سنت سے
خلاف کرو۔ اس لئے کہ اطاعت الٰہی سے نکل جانے والے کا رشتہ پروردگار سے روز قیامت ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے
ر ہوشیار رہو کہ تمھارے اخلاق میں الٹ پھیر اور ادل بدل نہ ہونے پائے۔ اپنی زبان کو ایک رکھو اور اسے محفوظ رکھو اس لئے
یہ زبان اپنے مالک سے بہت منہ زوری کرتی ہے۔ خدا کی قسم میں نے کسی بندۂ مومن کو نہیں دیکھا جس نے اپنے
وی سے فائدہ اٹھایا ہو مگر یہ کہ اپنی زبان کو روک کر رکھا ہے۔ مومن کی زبان ہمیشہ اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے
ر منافق کا دل ہمیشہ اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مومن جب بات کرنا چاہتا ہے تو پہلے دل میں غور و فکر
رتا ہے۔ اس کے بعد حرف خیر ہوتا ہے تو اس کا اظہار کرتا ہے ورنہ اسے دل ہی میں چھپا رہنے دیتا ہے لیکن منافق جو اس
کے منہ میں آتا ہے بک دیتا ہے۔ اسے اس بات کی فکر نہیں ہوتی ہے کہ میرے موافق ہے یا مخالف۔

لَهُ، وَ مَاذَا عَلَيْهِ. وَ لَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: «لَا يَسْتَقِيمُ إِيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ، وَ لَا يَسْتَقِيمُ قَلْبُهُ حَتَّى يَسْتَقِيمَ لِسَانُهُ». فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى اللّهَ تَعَالَى وَ هُوَ نَقِيُّ الرَّاحَةِ مِنْ دِمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَ أَمْوَالِهِمْ، سَلِيمُ اللِّسَانِ مِنْ أَعْرَاضِهِمْ، فَلْيَفْعَلْ.

تحريم البدع

وَاعْلَمُوا - عِبَادَ اللّهِ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْتَحِلُّ الْعَامَ مَا اسْتَحَلَّ عَاماً أَوَّلَ، وَ يُحَرِّمُ الْعَامَ مَا حَرَّمَ عَاماً أَوَّلَ، وَ أَنَّ مَا أَحْدَثَ النَّاسُ لَا يُحِلُّ لَكُمْ شَيْئاً مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنَّ الْحَلَالَ مَا أَحَلَّ اللّهُ، وَ الْحَرَامَ مَا حَرَّمَ اللّهُ. فَقَدْ جَرَّبْتُمُ الْأُمُورَ وَضَرَّسْتُمُوهَا، وَ وُعِظْتُمْ بِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ ضُرِبَتِ الْأَمْثَالُ لَكُمْ، وَ دُعِيتُمْ إِلَى الْأَمْرِ الْوَاضِحِ، فَلَا يَصَمُّ عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَصَمُّ، وَ لَا يَعْمَى عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَعْمَى. وَ مَنْ لَمْ يَنْفَعْهُ اللّهُ بِالْبَلَاءِ وَ التَّجَارِبِ لَمْ يَنْتَفِعْ بِشَيْءٍ مِنَ الْعِظَةِ، وَ أَتَاهُ التَّقْصِيرُ مِنْ أَمَامِهِ، حَتَّى يَعْرِفَ مَا أَنْكَرَ، وَ يُنْكِرَ مَا عَرَفَ. وَ إِنَّمَا النَّاسُ رَجُلَانِ: مُتَّبِعٌ شِرْعَةً، وَ مُبْتَدِعٌ بِدْعَةً، لَيْسَ مَعَهُ مِنَ اللّهِ سُبْحَانَهُ بُرْهَانُ سُنَّةٍ، وَ لَا ضِيَاءُ حُجَّةٍ.

القرآن

وَ إِنَّ اللّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَعِظْ أَحَداً بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ «حَبْلُ اللّهِ الْمَتِينُ» وَ سَبَبُهُ الْأَمِينُ، وَ فِيهِ رَبِيعُ الْقَلْبِ، وَ يَنَابِيعُ الْعِلْمِ، وَ مَا لِلْقَلْبِ جِلَاءٌ غَيْرُهُ، مَعَ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ الْمُتَذَكِّرُونَ، وَ بَقِيَ النَّاسُونَ أَوِ الْمُتَنَاسُونَ. فَإِذَا رَأَيْتُمْ خَيْراً فَأَعِينُوا عَلَيْهِ، وَ إِذَا رَأَيْتُمْ شَرّاً فَاذْهَبُوا عَنْهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ يَقُولُ: «يَابْنَ آدَمَ، اعْمَلِ الْخَيْرَ وَدَعِ الشَّرَّ، فَإِذَا أَنْتَ جَوَادٌ قَاصِدٌ».

انواع الظلم

أَلَا وَ إِنَّ الظُّلْمَ ثَلَاثَةٌ: فَظُلْمٌ لَا يُغْفَرُ، وَ ظُلْمٌ لَا يُتْرَكُ، وَ ظُلْمٌ مَغْفُورٌ لَا يُطْلَبُ. فَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُغْفَرُ فَالشِّرْكُ بِاللّهِ، قَالَ اللّهُ تَعَالَى: «إِنَّ اللّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ». وَ أَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي يُغْفَرُ فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَهُ عِنْدَ بَعْضِ الْهَنَاتِ. وَ أَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُتْرَكُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضاً. الْقِصَاصُ هُنَاكَ شَدِيدٌ، لَيْسَ هُوَ جَرْحاً بِالْمُدَى وَ لَا ضَرْباً بِالسِّيَاطِ، وَ لٰكِنَّهُ مَا يُسْتَصْغَرُ ذٰلِكَ مَعَهُ. فَإِيَّاكُمْ وَالتَّلَوُّنَ فِي دِينِ اللّهِ، فَإِنَّ جَمَاعَةً فِيمَا تَكْرَهُونَ مِنَ الْحَقِّ، خَيْرٌ مِنْ فُرْقَةٍ

ضرستموہا - آزمالیا ہے
اتیان من الامام - ظاہر ہونا
قاصد - مستقیم
ہنات - جمع ہنہ - معمولی شے
سیاط - جمع سوط کوڑا
فُرقہ - افتراق

(۱) انسانی زندگی میں تین عظیم سرمایہ ہوتے ہیں جن کا تحفظ ہر انسان کا فریضہ ہوتا ہے اور جن کا برباد کر دینا شدید باز پرس کا سبب بن جاتا ہے ایک اس کی زندگی ہے اور ایک اس کا مال اور ایک اس کی آبرو۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ جان اور مال کو عام طور سے ہاتھوں سے خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن آبرو کا سارا خطرہ زبان سے ہوتا ہے جہاں انسان دوسرے کی غیبت کرتا ہے۔ اس پر بہتان طرازی کرتا ہے۔ اسے غلط الفاظ اور القاب سے یاد کرتا ہے اور اس طرح اس کی کرامت اور عزت کے درپے ہو جاتا ہے۔ اسلئے امیرالمومنینؑ نے اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انسان جس قدر آبرو کی قدر و قیمت کا احساس کرے اس قدر زبان کو اپنے قابو میں رکھے کہ اس کا پہلا حملہ آبرو ہی پر ہوتا ہے اور اس کا زخم آسانی سے مندمل بھی نہیں ہوتا۔

اور اسی نکتہ کی طرف سرکار دوعالمؐ کی مذکورہ حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ زبان کی استقامت دل کی استقامت کی علامت ہے ورنہ اگر دل میں کجی پیدا ہو گئی تو زبان کے سیدھے ہونے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے

اور پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے کہ "کسی شخص کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور کسی شخص کا دل درست نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔ اب جو شخص بھی اپنے پروردگار سے اس عالم میں ملاقات کر سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک ہو اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ ہو تو اسے بہر حال ایسا ضرور کرنا چاہئے۔[1]

(بدعتوں کی ممانعت) یاد رکھو کہ مرد مومن اس سال اسی چیز کو حلال کہتا ہے کہ جسے اگلے سال حلال کہہ چکا ہے اور اس سال اسی شے کو حرام قرار دیتا ہے جسے پچھلے سال حرام قرار دے چکا ہے۔ اور لوگوں کی بدعتیں اور ان کی ایجادات حرام الٰہی کو حلال نہیں بنا سکتی ہیں۔ حلال و حرام وہی ہے جسے پروردگار نے حلال و حرام کہہ دیا ہے۔ تم نے تمام امور کو آزما لیا ہے اور سب کا باقاعدہ تجربہ کر لیا ہے اور تمھیں پہلے والوں کے حالات سے نصیحت بھی کی جا چکی ہے اور ان کی مثالیں بھی بیان کی جا چکی ہیں اور ایک واضح امر کی دعوت بھی دی جا چکی ہے کہ اب اس معاملہ میں بہرہ پن اختیار نہیں کرے گا مگر وہی جو واقعاً بہرہ ہو اور اندھا نہیں بنے گا مگر وہی جو واقعاً اندھا ہو اور پھر جسے بلائیں اور تجربات فائدہ نہ دے سکیں اسے نصیحتیں کیا فائدہ دیں گی۔ اس کے سامنے صرف کوتاہیاں ہی رہیں گی جن کے نتیجہ میں برائیوں کو اچھا اور اچھائیوں کو برا سمجھنے لگے گا۔

لوگ دو ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ یا وہ جو شریعت کا اتباع کرتے ہیں یا وہ جو بدعتوں کی ایجاد کرتے ہیں اور ان کے پاس نہ سنت کی کوئی دلیل ہوتی ہے اور نہ حجت پروردگار کی کوئی روشنی۔

(قرآن) پروردگار نے کسی شخص کو قرآن سے بہتر کوئی نصیحت نہیں فرمائی ہے۔ کہ یہی خدا کی مضبوط رسّی اور اس کا امانت دار وسیلہ ہے۔ اس میں دلوں کی بہار کا سامان اور علم کے سرچشمے ہیں اور دل کی جلا اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اب اگرچہ نصیحت حاصل کرنے والے جا چکے ہیں اور صرف بھول جانے والے یا بھلا دینے والے باقی رہ گئے ہیں لیکن پھر بھی تم کوئی خیر دیکھو تو اس پر لوگوں کی مدد کرو اور کوئی شر دیکھو تو اس سے دور ہو جاؤ کہ رسول اکرمؐ برابر فرمایا کرتے تھے "فرزند آدم خیر پر عمل کر اور شر کو نظر انداز کر دے تاکہ بہترین نیک کردار اور میانہ رو ہو جائے۔

(اقسام ظلم) یاد رکھو کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں۔ وہ ظلم جس کی بخشش نہیں ہے اور وہ ظلم جسے چھوڑا نہیں جا سکتا ہے اور وہ ظلم جس کی بخشش ہو جاتی ہے اور اس کا مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔

وہ ظلم جس کی بخشش نہیں ہے وہ اللہ کا شریک قرار دینا ہے کہ پروردگار نے خود اعلان کر دیا ہے کہ اس کا شریک قرار دینے والے کی مغفرت نہیں ہو سکتی ہے اور وہ ظلم جو معاف کر دیا جاتا ہے وہ انسان کا اپنے نفس پر ظلم ہے معمولی گناہوں کے ذریعہ۔ اور وہ ظلم جسے چھوڑا نہیں جا سکتا ہے۔ وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ یہاں قصاص بہت سخت ہے اور یہ صرف چھری کا زخم اور تازیانہ کی مار نہیں بلکہ ایسی سزا ہے جس کے سامنے یہ سب بہت معمولی ہیں لہٰذا خبردار دین خدا میں رنگ بدلنے کی روش اختیار مت کرو کہ جس حق کو تم ناپسند کرتے ہو اس پر متحد رہنا اس باطل

---

[1] اسلام کے حلال و حرام دو قسم کے ہیں۔ بعض امور وہ ہیں جنھیں مطلق طور پر حلال یا حرام قرار دیا گیا ہے۔ ان میں تغیر کا کوئی امکان نہیں ہے اور انھیں بدلنے والا دین خدا میں دخل اندازی کرنے والا ہے جو خود ایک طرح کا کفر ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کا نام کفر یا شرک نہیں ہے۔

اور بعض امور وہ ہیں جن کی حلیت یا حرمت حالات کے اعتبار سے رکھی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کا حکم حالات کے بدلنے کے ساتھ خود ہی بدل جائے گا۔ اس میں کسی کے بدلنے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان اور غیر مسلم یا ایک مومن اور غیر مومن کا فرق یہی ہے کہ مسلمان اوامر الٰہیہ کا مکمل اتباع کرتا ہے اور کافر یا منافق ان احکام کو اپنے مصالح اور منافع کے مطابق بدل لیتا ہے اور اس کا نام مصلحت اسلام یا مصلحت مسلمین رکھ دیتا ہے۔

فِيَا تَجِيئُونَ مِنَ الْبَاطِلِ. وَ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يُعْطِ أَحَداً بِفُرْقَةٍ خَيْراً مِمَّنْ مَضَىٰ، وَ لَا مِمَّنْ بَقِيَ.

لزوم الطاعة

يَا أَيُّهَا النَّاسُ «طُوبىٰ لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوبِ النَّاسِ»، وَ طُوبىٰ لِمَنْ لَزِمَ بَيْتَهُ، وَ أَكَلَ قُوتَهُ، وَاشْتَغَلَ بِطَاعَةِ رَبِّهِ، «وَ بَكَىٰ عَلَىٰ خَطِيئَتِهِ» فَكَانَ مِنْ نَفْسِهِ فِي شُغُلٍ، وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ! [له]

۱۷۷

و من كلام له (عليه السلام)

في معنى الحكمين

فَأَجْمَعَ رَأْيُ مَلَئِكُمْ عَلَىٰ أَنِ اخْتَارُوا رَجُلَيْنِ، فَأَخَذْنَا عَلَيْهِمَا أَنْ يُجَعْجِعَا عِنْدَ الْقُرْآنِ، وَ لَا يُجَاوِزَاهُ، وَ تَكُونَ أَلْسِنَتُهُمَا مَعَهُ وَ قُلُوبُهُمَا تَبَعَهُ، فَتَاهَا عَنْهُ، وَ تَرَكَا الْحَقَّ وَ هُمَا يُبْصِرَانِهِ، وَكَانَ الْجَوْرُ هَوَاهُمَا، وَ الاعْوِجَاجُ رَأْيَهُمَا. وَ قَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْحُكْمِ بِالْعَدْلِ وَ الْعَمَلِ بِالْحَقِّ سُوءَ رَأْيِهِمَا وَ جَوْرَ حُكْمِهِمَا (رأيهما). وَ الثِّقَةُ فِي أَيْدِينَا لِأَنْفُسِنَا، حِينَ خَالَفَا سَبِيلَ الْحَقِّ، وَ أَتَيَا بِمَا لَا يُعْرَفُ مِنْ مَعْكُوسِ الْحُكْمِ.

۱۷۸

و من خطبة له (عليه السلام)

في الشهادة و التقوى

لَا يَشْغَلُهُ شَأْنٌ، وَ لَا يُغَيِّرُهُ زَمَانٌ، وَ لَا يَحْوِيهِ مَكَانٌ، وَ لَا يَصِفُهُ لِسَانٌ، وَ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ عَدَدُ قَطْرِ الْمَاءِ وَ لَا نُجُومِ السَّمَاءِ، وَ لَا سَوَافِي الرِّيحِ فِي الْهَوَاءِ، وَ لَا دَبِيبُ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا، وَ لَا مَقِيلُ الذَّرِّ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ. يَعْلَمُ مَسَاقِطَ الْأَوْرَاقِ، وَ خَفِيَّ طَرْفِ الْأَحْدَاقِ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ غَيْرَ مَعْدُولٍ بِهِ، وَ لَا مَشْكُوكٍ فِيهِ، وَ لَا مَكْفُورٍ دِينُهُ، وَ لَا مَجْحُودٍ تَكْوِينُهُ، شَهَادَةَ مَنْ

يجعجع ۔ ٹھہر جائے
لایعزب ۔ مخفی نہیں ہے
سوافی ۔ اڑا دینے والی
صفا ۔ چکنا پتھر
ذر ۔ چیونٹی
طرف الاحداق ۔ پلکوں کا جھپکنا
معدول ۔ جس کا مثل قرار دیا جائے
تکوین ۔ تخلیق

(له) یہ ان لوگوں کو ہدایت ہے جو گھر سے باہر نکلتے ہیں تو اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے عیوب دریافت کریں اور پھر ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرکے سماج میں فتنہ و فساد کا بازار گرم کریں اور خلق خدا کو چین سے نہ بیٹھنے دیں

ورنہ وہ شخص جو اصلاح خلق اور امداد باہمی کے لئے گھر سے باہر نکلتا ہے ۔ اس کا نکلنا ہی پروردگار کی نگاہ میں محبوب ہے اور اس کا گھر میں بیٹھ جانا ہی معاشرہ کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہے جسے دین اسلام کسی قیمت پر قبول نہیں کر سکتا ہے ۔

مصادر خطبہ ۱۷۷ تاریخ طبری ۵ ص ۴۸ حوادث ۳۷ھ

مصادر خطبہ ۱۷۸ عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، بحار الانوار ۷۷ ص ۳۰۷، خصال صدوق ۲ ص ۱۶۳ ربیع الابرار زمخشری ۱ ص ۱۶۲، نہایۃ ابن اثیر ۳ ص ۲۸۲، المجلس مفید ص ۲۶، البیان و التبیین جاحظ

پر چل کر منتشر ہو جانے سے بہرحال بہتر ہے جسے تم پسند کرتے ہو۔ پروردگار نے افتراق و انتشار میں کسی کو کوئی خیر نہیں دیا ہے نہ ان لوگوں میں جو چلے گئے اور نہ ان میں جو باقی رہ گئے ہیں۔

لوگو! خوش نصیب ہے وہ جسے اپنا عیب دوسروں کے عیب پر نظر کرنے سے مشغول کرلے اور قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔ اپنا رزق کھائے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا رہے اور اپنے گناہوں پر گریہ کرتا رہے۔ وہ اپنے نفس میں مشغول رہے اور لوگ اس کی طرف سے مطمئن رہیں (۱)

۱۷۷۔ آپ کا ارشاد گرامی
(صفین کے بعد حکمین کے بارے میں)

تمہاری جماعت ہی نے دو آدمیوں کے انتخاب پر اتفاق کرلیا تھا۔ میں نے تو ان دونوں سے شرط کرلی تھی کہ قرآن کی حدوں پر توقف کریں گے اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے۔ ان کی زبان اس کے ساتھ رہے گی اور وہ اسی کا اتباع کریں گے لیکن وہ دونوں بھٹک گئے اور حق کو دیکھ بھال کر نظر انداز کردیا۔ ظلم ان کی آرزو تھا اور کج فہمی ان کی رائے جب کہ اس بدترین رائے اور اس ظالمانہ فیصلہ سے پہلے ہی میں نے یہ شرط کردی تھی کہ عدالت کے ساتھ فیصلہ کریں گے اور حق کے مطابق عمل کریں گے لہٰذا اب میرے پاس اپنے حق میں حجت و دلیل موجود ہے کہ ان لوگوں نے راہ حق سے اختلاف کیا ہے اور طے شدہ قرارداد کے خلاف الٹا حکم کیا ہے۔

۱۷۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(شہادت ایمان اور تقویٰ کے بارے میں)

نہ اس پر کوئی حالت طاری ہوسکتی ہے اور نہ اسے کوئی زمانہ بدل سکتا ہے اور نہ اس پر کوئی مکان حاوی ہوسکتا ہے اور نہ اسکی توصیف ہوسکتی ہے۔ اس کے علم سے نہ بارش کے قطرے مخفی ہیں اور نہ آسمان کے ستارے۔ نہ فضاؤں میں ہوا کے جھکڑ مخفی ہیں اور نہ پتھروں پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور نہ اندھیری رات میں اس کی پناہ گاہ۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہ بھی جانتا ہے اور آنکھ کے دزدیدہ اشارے بھی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی ہمسر و عدیل ہے اور نہ اس میں کسی طرح کا شک ہے۔ نہ اس کے دین کا انکار ہوسکتا ہے اور نہ اس کی تخلیق سے انکار کیا جاسکتا ہے۔

---

(۱) جب معاویہ نے صفین میں اپنے لشکر کو ہارتے ہوئے دیکھا تو نیزوں پر قرآن بلند کردیا کہ ہم قرآن سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ یہ صرف مکاری اور غداری ہے ورنہ میں تو خود ہی قرآن ناطق ہوں۔ مجھ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہوسکتا ہے لیکن شام کے نمک خوار اور ضمیر فروش سپاہیوں نے ہنگامہ کردیا اور حضرت کو مجبور کردیا کہ دو افراد کو حکم بنا کر ان سے فیصلہ کرائیں۔ آپ نے اپنی طرف سے ابن عباس کو پیش کیا لیکن ظالموں نے اسے بھی نہ مانا۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی فیصلہ کرے لیکن قرآن کے حدود سے آگے نہ بڑھے کہ میں نے قرآن ہی کے نام پر جنگ کو موقوف کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ کچھ نہ ہوسکا اور عمرو عاص کی عیاری نے آپ کے خلاف فیصلہ کرادیا اور اس طرح اسلام ایک عظیم فتنہ سے دوچار ہوگیا لیکن آپ کا عذر واضح رہا کہ میں نے فیصلہ میں قرآن کی شرط کی تھی اور یہ فیصلہ قرآن سے نہیں ہوا ہے لہٰذا مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

صَدَقَتْ نِيَّتُهُ، وَ صَفَتْ دِخْلَتُهُ وَ خَلَصَ يَقِينُهُ، وَ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ. وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ الْمُجْتَبَىٰ مِنْ خَلَائِقِهِ، وَ الْمُعْتَامُ لِشَرْحِ حَقَائِقِهِ، وَ الْمُخْتَصُّ بِعَقَائِلِ كَرَامَاتِهِ، وَ الْمُصْطَفَىٰ لِكَرَائِمِ (المكارم) رِسَالَاتِهِ، وَ الْمُوَضَّحَةُ بِهِ أَشْرَاطُ الْهُدَىٰ، وَ الْمَجْلُوُّ بِهِ غِرْبِيبُ الْعَمَىٰ.

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الدُّنْيَا تَغُرُّ الْمُؤَمِّلَ لَهَا وَ الْمُخْلِدَ إِلَيْهَا، وَ لَا تَنْفَسُ بِمَنْ نَافَسَ فِيهَا، وَ تَغْلِبُ مَنْ غَلَبَ عَلَيْهَا. وَ ايْمُ اللّٰهِ، مَا كَانَ قَوْمٌ قَطُّ فِي غَضِّ نِعْمَةٍ مِنْ عَيْشٍ فَزَالَ عَنْهُمْ إِلَّا بِذُنُوبٍ اجْتَرَحُوهَا، لِأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ «بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ». وَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ حِينَ تَنْزِلُ بِهِمُ النِّقَمُ، وَ تَزُولُ عَنْهُمُ النِّعَمُ، فَزِعُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ بِصِدْقٍ مِنْ نِيَّاتِهِمْ، وَ وَلَهٍ مِنْ قُلُوبِهِمْ، لَرَدَّ عَلَيْهِمْ كُلَّ شَارِدٍ، وَ أَصْلَحَ لَهُمْ كُلَّ فَاسِدٍ. وَ إِنِّي لَأَخْشَىٰ عَلَيْكُمْ أَنْ تَكُونُوا فِي فَتْرَةٍ. وَ قَدْ كَانَتْ أُمُورٌ مَضَتْ مِلْتُمْ فِيهَا مَيْلَةً، كُنْتُمْ فِيهَا عِنْدِي غَيْرَ مَحْمُودِينَ، وَ لَئِنْ رُدَّ عَلَيْكُمْ أَمْرُكُمْ إِنَّكُمْ لَسُعَدَاءُ. وَ مَا عَلَيَّ إِلَّا الْجُهْدُ، وَ لَوْ أَشَاءُ أَنْ أَقُولَ لَقُلْتُ: عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ!

۱۷۹

و من كلام له ﴿ﷺ﴾

و قد سأله ذعلب اليماني فقال: هل رأيت ربك يا أمير المؤمنين؟

فقال ﴿ﷺ﴾: أفأعبد ما لا أرى؟ فقال: و كيف تراه؟ فقال:

لَا تُدْرِكُهُ الْعُيُونُ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ، وَ لٰكِنْ تُدْرِكُهُ الْقُلُوبُ بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ. قَرِيبٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ غَيْرَ مُلَابِسٍ، بَعِيدٌ مِنْهَا غَيْرَ مُبَايِنٍ، مُتَكَلِّمٌ لَا بِرَوِيَّةٍ، مُرِيدٌ لَا بِهِمَّةٍ، صَانِعٌ لَا بِجَارِحَةٍ لَطِيفٌ لَا يُوصَفُ بِالْخَفَاءِ، كَبِيرٌ لَا يُوصَفُ بِالْجَفَاءِ، بَصِيرٌ لَا يُوصَفُ بِالْحَاسَّةِ، رَحِيمٌ لَا يُوصَفُ بِالرِّقَّةِ. تَعْنُو الْوُجُوهُ لِعَظَمَتِهِ، وَ تَجِبُ الْقُلُوبُ مِنْ مَخَافَتِهِ.

دخلہ - باطن
مجتبیٰ - منتخب
عیمہ - چنا ہوا مال
معتام - منتخب
عقائل - بلند ترین
کرامات - معجزات و درجات
اشراط - علامات
غربیب - سیاہ ترین
مخلد - مائل
لاتنفس - بخل نہیں کرتی ہے
غض - شاداب
اجتراح - ارتکاب
فترہ - جہالت و فریب
رویّہ - فکر
ہمہ - اہتمام
جارحہ - عضو
جفا - سختی اور ظلم
تعنو - ذلیل نظر آتے ہیں
وجب - لرز گیا

مصادر خطبہ ۱۷۹ اصول کافی ۱ صـ۱۳۸، توحید صدوقؒ صـ۹۶، صـ۳۲۰، صـ۳۲۴، امالی صدوقؒ صـ۲۰۵، ارشاد مفیدؒ صـ۱۳۱، اختصاص مفیدؒ صـ۲۳۶، تذکرۃ الخواص سبط ابن الجوزی صـ۱۵۶، البدء والتاریخ مقدسی ۱ صـ۴۳

شہادت اس شخص کی ہے جس کی نیت سچی ہے اور باطن صاف ہے اس کا یقین خالص ہے اور میزان عمل گرانبار۔

اور پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور تمام مخلوقات میں منتخب رسول ہیں۔ انھیں حقائق کی تشریح کے لئے چنا گیا ہے اور بہترین شرافتوں سے مخصوص کیا گیا ہے۔ عظیم ترین پیغامات کے لئے ان کا انتخاب ہوا ہے اور ان کے ذریعہ ہدایت کی علامات کی وضاحت کی گئی ہے اور گمراہی کی تاریکیوں کو دور کیا گیا ہے۔

لوگو! یاد رکھو یہ دنیا اپنے سے لو لگانے والے اور اپنی طرف کھنچ جانے والے کو ہمیشہ دھوکہ دیا کرتی ہے۔ جو اس کا خواہشمند ہوتا ہے اس سے بخل نہیں کرتی ہے اور جو اس پر غالب آجاتا ہے اس پر قابو پا لیتی ہے۔ خدا کی قسم کوئی بھی قوم جو نعمتوں کی تر و تازہ اور شاداب زندگی میں تھی اور پھر اس کی وہ زندگی زائل ہوگئی ہے تو اس کا کوئی سبب سوائے ان گناہوں کے نہیں ہے جن کا ارتکاب[1] اس قوم نے کیا ہے۔ اس لئے کہ پروردگار اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ پھر بھی جن لوگوں پر عتاب نازل ہوتا ہے اور نعمتیں زائل ہوجاتی ہیں اگر صدقِ نیت اور توجہ قلب کے ساتھ پروردگار کی بارگاہ میں فریاد کریں تو وہ گئی ہوئی نعمتوں کو واپس کر دے گا اور بگڑے کاموں کو بنا دے گا۔ میں تمھارے بارے میں اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ کہیں تم جہالت اور نادانی میں نہ پڑجاؤ۔ کتنے ہی معاملات ایسے گذر چکے ہیں جن میں تمھارا جھکاؤ اس رخ کی طرف تھا جس میں تم قطعاً قابل تعریف نہیں تھے۔ اب اگر تمھیں پہلے کی روش کی طرف پلٹا دیا جائے تو پھر نیک بخت ہو سکتے ہو لیکن میری ذمہ داری صرف محنت کرنا ہے اور اگر میں کہنا چاہوں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ پروردگار گذشتہ معاملات سے درگذر فرمائے۔

۱۷۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب ذعلب یمانی نے دریافت کیا کہ یا امیرالمومنینؑ کیا آپ نے اپنے خدا کو دیکھا ہے تو فرمایا کیا میں ایسے خدا کی عبادت کرسکتا ہوں جسے دیکھا بھی نہ ہو۔ عرض کی مولا! اسے کس طرح دیکھا جاسکتا ہے۔؟ فرمایا:)

اسے نگاہیں آنکھوں کے مشاہدہ سے نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ اس کا ادراک دلوں کو حقائق ایمان کے سہارے حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہر شے سے قریب ہے لیکن جسمانی اتصال کی بنا پر نہیں اور دور بھی ہے لیکن علیحدگی کی بنیاد پر نہیں۔ وہ کلام کرتا ہے لیکن فکر کا محتاج نہیں اور وہ ارادہ کرتا ہے لیکن سوچنے کی ضرورت نہیں رکھتا۔ وہ بلا اعضاء و جوارح کے صانع ہے اور بلا پوشیدہ ہوئے لطیف ہے۔ ایسا بڑا ہے جو چھوٹوں پر ظلم نہیں کرتا ہے اور ایسا بصیر ہے جس کے پاس حواس نہیں ہیں اور اس کی رحمت میں دل کی نرمی شامل نہیں ہے۔ تمام چہرے اس کی عظمت کے سامنے ذلیل و خوار ہیں اور تمام قلوب اس کے خوف سے لرز رہے ہیں۔

---

[1] بعض حضرات نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اگر افراد کا زوال صرف گناہوں کی بنیاد پر ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ دنیا میں بے شمار بدترین قسم کے گنہگار پائے جاتے ہیں لیکن ان کی زندگی میں راحت و آرام، تقدم اور ترقی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گناہوں کا راحت و آرام یا رنج و الم میں کوئی دخل نہیں ہے اور ان مسائل کے اسباب کسی اور شے میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ امیرالمومنینؑ نے افراد کا ذکر نہیں کیا ہے۔ قوم کا ذکر کیا ہے اور قوموں کی تاریخ گواہ ہے کہ ان کا زوال ہمیشہ انفرادی یا اجتماعی گناہوں کی بنا پر ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس قوم نے شکر خدا نہیں ادا کیا وہ صفحۂ ہستی سے نابود ہوگئی اور جس قوم نے نعمت کی فراوانی کے باوجود شکر خدا سے انحراف نہیں کیا اس کا ذکر آج تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔!

١٨٠

و من خطبة له ﴿ؑ﴾

في ذم العاصين من أصحابه

أَحْمَدُ اللّٰهَ عَلَىٰ مَا قَضَىٰ مِنْ أَمْرٍ، وَ قَدَّرَ مِنْ فِعْلٍ، وَ عَلَىٰ ابْتِلَائِي بِكُمْ أَيَّتُهَا الْفِرْقَةُ الَّتِي إِذَا أَمَرْتُ لَمْ تُطِعْ، وَ إِذَا دَعَوْتُ لَمْ تُجِبْ. إِنْ أُمْهِلْتُمْ خُضْتُمْ، وَ إِنْ حُورِبْتُمْ خُرْتُمْ. وَ إِنِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَىٰ إِمَامٍ طَعَنْتُمْ، وَ إِنْ أُجِئْتُمْ إِلَىٰ مُشَاقَّةٍ نَكَصْتُمْ. لَا أَبَا لِغَيْرِكُمْ! مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ وَ الْجِهَادِ عَلَىٰ حَقِّكُمْ؟ الْمَوْتَ أَوِ الذُّلَّ لَكُمْ؟ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ جَاءَ يَوْمِي - وَلَيَأْتِيَنِّي - لَيُفَرِّقَنَّ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ وَ أَنَا لِصُحْبَتِكُمْ قَالٍ، وَ بِكُمْ غَيْرُ كَثِيرٍ. لِلّٰهِ أَنْتُمْ! أَمَا دِينٌ يَجْمَعُكُمْ! وَ لَا حَمِيَّةٌ تَشْحَذُكُمْ! أَوَلَيْسَ عَجَباً أَنَّ مُعَاوِيَةَ يَدْعُو الْجُفَاةَ الطَّغَامَ فَيَتَّبِعُونَهُ عَلَىٰ غَيْرِ مَعُونَةٍ وَ لَا عَطَاءٍ، وَ أَنَا أَدْعُوكُمْ - وَ أَنْتُمْ تَرِيكَةُ الْإِسْلَامِ، وَ بَقِيَّةُ النَّاسِ - إِلَى الْمَعُونَةِ أَوْ طَائِفَةٍ مِنَ الْعَطَاءِ، فَتَفَرَّقُونَ عَنِّي وَ تَخْتَلِفُونَ عَلَيَّ؟ إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ إِلَيْكُمْ مِنْ أَمْرِي رِضىً فَتَرْضَوْنَهُ، وَ لَا سُخْطٌ فَتَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ، وَ إِنَّ أَحَبَّ مَا أَنَا لَاقٍ إِلَيَّ الْمَوْتُ! قَدْ دَارَسْتُكُمُ الْكِتَابَ، وَ فَاتَحْتُكُمُ الْحِجَاجَ، وَ عَرَّفْتُكُمْ مَا أَنْكَرْتُمْ، وَ سَوَّغْتُكُمْ مَا مَجَجْتُمْ، لَوْ كَانَ الْأَعْمَىٰ يَلْحَظُ، أَوِ النَّائِمُ يَسْتَيْقِظُ! وَ أَقْرِبْ بِقَوْمٍ مِنَ الْجَهْلِ بِاللّٰهِ قَائِدُهُمْ مُعَاوِيَةُ! وَ مُؤَدِّبُهُمُ ابْنُ النَّابِغَةِ!

١٨١

و من كلام له ﴿ؑ﴾

و قد أرسل رجلاً من أصحابه، يعلم له علم أحوال قوم من جند الكوفة، قد هموا باللحاق بالخوارج، و كانوا على خوف منه ﴿ؑ﴾، فلما عاد إليه الرجل قال له: «آمِنُوا فَقَطَنُوا، أَمْ جبنوا فَظَعَنُوا؟» فقال الرجل: بل ظَعَنُوا يا أمير المؤمنين. فقال ﴿ؑ﴾:

اُمہلتم - مہلت دیدی جائے
شاقہ - قطع تعلق
نکصتم - الٹے پاؤں پلٹ گئے
قال - ناراض
غیر کثیر بکم - مختصر اعوان و انصار
شحذ - تیز کیا
جفاۃ - تندخو
طغام - ذلیل افراد
معونۃ - امداد
تریکہ - شترمرغ کا انڈا بچہ نکل جانے کے بعد
دارستکم - پڑھ کر سنا دیا
سوغتکم - گوارا بنایا
مججتم - تھوک دیا
اقرب بقوم - کس قدر قریب ہے
قطنوا - قیام کیا
ظعنوا - کوچ کر گئے

(لہ) یہ کمال ادب و کرامت ہے ورنہ عرب ایسے مواقع پر "لا اباکم" کہا کرتے ہیں اور اس طرح انسان کی حقارت و جہالت کا اعلان کیا کرتے ہیں۔

مصادر خطبہ نمبر ۱۸۰ الغارات ابن ہلال الثقفی، تاریخ طبری ۶ ص ۸۰، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص ۱۹۸
مصادر خطبہ ۱۸۱ الغارات ابن ہلال الثقفی، تاریخ طبری ۶ ص ۶۵

۱۸۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

میں خدا کا شکر کرتا ہوں ان امور پر جو گذر گئے اور ان افعال پر جو اس نے مقدر کر دیئے اور اپنے تمہارے ساتھ مبتلا ہونے پر بھی اے وہ گروہ جسے میں حکم دیتا ہوں تو اطاعت نہیں کرتا ہے اور آواز دیتا ہوں تو لبیک نہیں کہتا ہے۔ تمھیں مہلت دے دی جاتی ہے تو خوب باتیں بناتے ہو اور جنگ میں شامل کر دیا جاتا ہے تو بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہو۔ لوگ کسی امام پر اجتماع کرتے ہیں تو اعتراضات کرتے ہو اور گھیر کر مقابلہ کی طرف لائے جاتے ہو تو فرار اختیار کر لیتے ہو۔

تمہارے دشمنوں کا برا ہو آخر تم میری نصرت اور اپنے حق کے لئے جہاد میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ موت کا یا ذلت کا؟ خدا کی قسم اگر میرا دن آگیا جو بہر حال آنے والا ہے تو میرے تمہارے درمیان اس حال میں جدائی ہوگی کہ میں تمہاری صحبت سے دل برداشتہ ہوں گا اور تمہاری موجودگی سے کسی کثرت کا احساس نہ کروں گا۔

خدا تمھارا بھلا کرے! کیا تمھارے پاس کوئی دین نہیں ہے[1] جو تمھیں متحد کر سکے اور نہ کوئی غیرت ہے جو تمھیں آمادہ کر سکے؟ کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ معاویہ اپنے ظالم اور بدکار ساتھیوں کو آواز دیتا ہے تو کسی امداد اور عطا کے بغیر بھی اس کی اطاعت کر لیتے ہیں اور میں تم کو دعوت دیتا ہوں اور تم سے عطیہ کا وعدہ بھی کرتا ہوں تو تم مجھ سے الگ ہو جاتے ہو اور میری مخالفت کرتے ہو۔ حالانکہ اب تمھیں اسلام کا ترکہ اور اس کے باقی ماندہ افراد ہو۔ افسوس کہ تمھاری طرف نہ میری رضامندی کی کوئی بات ایسی آتی ہے جس سے تم راضی ہو جاؤ اور نہ میری ناراضگی کا کوئی مسئلہ ایسا آتا ہے جس سے تم بھی ناراض ہو جاؤ۔ اب تو میرے لئے محبوب ترین شے جس سے میں ملنا چاہتا ہوں صرف موت ہی ہے۔ میں نے تمھیں کتاب خدا کی تعلیم دی۔ تمھارے سامنے کھلے ہوئے دلائل پیش کئے۔ جسے تم نہیں پہچانتے تھے اسے پہچنوایا اور جسے تم تھوک دیا کرتے تھے اسے خوشگوار بنایا۔ مگر یہ سب اس وقت کار آمد ہے جب اندھے کو کچھ دکھائی دے اور سوتا ہوا بیدار ہو جائے۔ وہ قوم جہالت سے کس قدر قریب ہے جس کا قائد معاویہ ہو اور اس کا ادب سکھانے والا نابغہ کا بیٹا ہو۔

۱۸۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے ایک شخص کو اس کی تحقیق کے لئے بھیجا ـــــ جو خوارج سے ملنا چاہتی تھی اور حضرت سے خوفزدہ تھی اور وہ شخص پلٹ کر آیا تو آپ نے سوال کیا کہ کیا وہ لوگ مطمئن ہو کر ٹھہر گئے ہیں یا بزدلی کا مظاہرہ کر کے نکل پڑے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ کوچ کر چکے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:)

---

[1] انسان کے پاس دو ہی سرمایہ ہیں جو اسے شرافت کی دعوت دیتے ہیں۔ دیندار کے پاس دین اور آزاد منش کے پاس غیرت۔ مگر افسوس کہ امیر المومنینؑ کے اطراف جمع ہو جانے والے افراد کے پاس نہ دین تھا اور نہ قومی شرافت کا احساس۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی قوم سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی ہے اور نہ وہ کسی وفاداری کا اظہار کر سکتی ہے۔
کس قدر افسوسناک یہ بات ہے کہ عالم اسلام میں معاویہ اور عمرو عاص کی بات سنی جائے اور نفس رسولؐ کی بات کو ٹھکرا دیا جائے بلکہ اس سے جنگ کی جائے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی غیرت دار انسان کو زندگی کی آرزو ہو سکتی ہے اور وہ اس زندگی سے دل لگا سکتا ہے۔ امیر المومنینؑ کے اس فقرہ میں کہ "فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" بے پناہ درد پایا جاتا ہے۔ جس میں ایک طرف اپنی شہادت اور قربانی کے ذریعہ کامیابی کا اعلان ہے اور دوسری طرف اس بے غیرت قوم سے جدائی کی مسرت کا اظہار بھی پایا جاتا ہے کہ انسان ایسی قوم سے نجات حاصل کر لے اور اس انداز سے حاصل کر لے کہ اس پر کوئی الزام نہ ہو بلکہ وہ معرکۂ حیات میں کامیاب رہے۔

«بُعْداً لَهُمْ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ»! أَمَا لَوْ أُشْرِعَتِ الْأَسِنَّةُ إِلَيْهِمْ، وَصُبَّتِ السُّيُوفُ عَلَىٰ هَامَاتِهِمْ، لَقَدْ نَدِمُوا عَلَىٰ مَا كَانَ مِنْهُمْ. إِنَّ الشَّيْطَانَ الْيَوْمَ قَدِ اسْتَفَلَّهُمْ، وَ هُوَ غَداً مُتَبَرِّىءٌ مِنْهُمْ، وَ مُتَخَلٍّ عَنْهُمْ. فَحَسْبُهُمْ بِخُرُوجِهِمْ مِنَ الْهُدَىٰ، وَارْتِكَاسِهِمْ فِي الضَّلَالِ وَ الْعَمَىٰ، وَ صَدِّهِمْ عَنِ الْحَقِّ، وَ جِمَاحِهِمْ فِي التِّيهِ.

١٨٢

و من خطبة له ﴿ﷺ﴾

روى عن نوف البكالي قال: خطبنا بهذه الخطبة أمير المؤمنين عليّ ﴿ﷺ﴾ بالكوفة و هو قائم على حجارة، نصبها له جعدة بن هبيرة المخزومي، و عليه مِدْرَعَةٌ مِن صُوف و حمائلُ سيفه لِيفٌ، و في رجليه نعلان من لِيفٍ، و كأنّ جبينه ثَفِنَةُ بعيرٍ من أثر السجود. فقال ﴿ﷺ﴾:

حمد الله و استعانته

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي إِلَيْهِ مَصَائِرُ الْخَلْقِ، وَ عَوَاقِبُ الْأَمْرِ. نَحْمَدُهُ عَلَىٰ عَظِيمِ إِحْسَانِهِ، وَ نَيِّرِ بُرْهَانِهِ، وَ نَوَامِي فَضْلِهِ وَ امْتِنَانِهِ، حَمْداً يَكُونُ لِحَقِّهِ قَضَاءً، وَ لِشُكْرِهِ أَدَاءً، وَ إِلَىٰ ثَوَابِهِ مُقَرِّباً، وَ لِحُسْنِ مَزِيدِهِ مُوجِباً. وَ نَسْتَعِينُ بِهِ اسْتِعَانَةَ رَاجٍ لِفَضْلِهِ، مُؤَمِّلٍ لِنَفْعِهِ، وَاثِقٍ بِدَفْعِهِ، مُعْتَرِفٍ لَهُ بِالطَّوْلِ، مُذْعِنٍ لَهُ بِالْعَمَلِ وَ الْقَوْلِ. وَ نُؤْمِنُ بِهِ إِيمَانَ مَنْ رَجَاهُ مُوقِناً، وَ أَنَابَ إِلَيْهِ مُؤْمِناً، وَ خَنَعَ لَهُ مُذْعِناً، وَ أَخْلَصَ لَهُ مُوَحِّداً، وَ عَظَّمَهُ مُمَجِّداً، وَ لَاذَ بِهِ رَاغِباً مُجْتَهِداً.

الله الواحد سبحانه و تعالى

لَمْ يُولَدْ سُبْحَانَهُ فَيَكُونَ فِي الْعِزِّ مُشَارَكاً، وَ لَمْ يَلِدْ فَيَكُونَ مَوْرُوثاً هَالِكاً. وَ لَمْ يَتَقَدَّمْهُ وَقْتٌ وَ لَا زَمَانٌ، وَ لَمْ يَتَعَاوَرْهُ زِيَادَةٌ وَ لَا نُقْصَانٌ، بَلْ ظَهَرَ لِلْعُقُولِ بِمَا أَرَانَا مِنْ عَلَامَاتِ التَّدْبِيرِ الْمُتْقَنِ، وَ الْقَضَاءِ الْمُبْرَمِ فَمِنْ شَوَاهِدِ خَلْقِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ مُوَطَّدَاتٍ بِلَا عَمَدٍ، قَائِمَاتٍ

اشرعت ۔ سیدھے کردئے جائیں
ہامات ۔ سر
استفلہم ۔ فرار کی دعوت دیدی ہے
ارتکاس ۔ انقلاب
صدّ ۔ اعراض
جماح ۔ منہ زوری ۔ سرکشی
تیہ ۔ گمراہی
مدرعہ ۔ لباس
ثفنہ ۔ گھٹہ
نوامی ۔ زائد
طَول ۔ فضل وکرم
خنع ۔ ذلیل ہوگیا
تیعاورہ ۔ بے بعد دیگرے طاری ہونا
موطدات ۔ محکم

(۱) شیطان کی یہ خاص اداہے کہ پہلے انسان کو برائی اور گمراہی کی دعوت دیتا ہے اور جب انسان گمراہ ہوجاتا تو برائت اور بیزاری کا اعلان شروع کردیتا ہے۔

اور یہی ادا ہر شیطان صفت لیڈر اور رہنما میں پائی جاتی ہے کہ پہلے قوم کو گمراہ کرتا ہے اور جب کام بگڑ جاتا ہے تو بیزاری کا اظہار کرکے الگ ہوجاتا ہے اور قوم اپنی غربت و حماقت کا مرثیہ پڑھتی رہتی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۸۲ عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، نہایۃ ابن اثیر ۲ ص ۱۲۵ - ص ۱۹۸، بحار الانوار ۸ ص ۶۴۳، امالی صدوق ص ۳۶۲

خدا انھیں قوم ثمود کی طرح غارت کر دے۔ یاد رکھو جب نیزوں کی انیاں ان کی طرف سیدھی کر دی جائیں گی اور تلواریں ان کے سروں پر سے لگیں گی تو انھیں اپنے کئے پر شرمندگی کا احساس ہوگا۔ آج شیطان نے انھیں منتشر کر دیا ہے اور کل وہی ان سے الگ ہو کر برائت بیزاری کا اعلان کرے گا۔ اب ان کے لئے ہدایت سے نکل جانا۔ ضلالت اور گمراہی میں گر پڑنا۔ راہِ حق سے روک دینا اور گمراہی پر منہ زوری کرنا ہی ان کے تباہ ہونے کے لئے کافی ہے۔

۱۸۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

نوف بکالی سے روایت کی گئی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ایک دن کوفہ میں ایک پتھر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جسے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی نے نصب کیا تھا اور اس وقت آپ اون کا ایک جبہ پہنے ہوئے تھے اور آپ کی تلوار کا پرتلہ بھی لیف خرما کا تھا اور پیروں میں لیف خرما ہی کی جوتیاں تھیں آپ کی پیشانی اقدس پر سجدوں کے گھٹے نمایاں تھے۔ فرمایا:

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی طرف تمام مخلوقات کی بازگشت اور جملہ امور کی انتہا ہے۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اس کے عظیم احسان، واضح دلائل اور بڑھتے ہوئے فضل و کرم پر۔ وہ حمد جو اس کے حق کو پورا کر سکے اور اس کے شکر کو ادا کر سکے۔ اس کے ثواب سے قریب بنا سکے اور نعمتوں میں اضافہ کا سبب بن سکے۔ میں اس سے مدد چاہتا ہوں اس بندہ کی طرح جو اس کے فضل کا امیدوار ہو۔ اس کے منافع کا طلبگار ہو۔ اس کے دفع بلا کا یقین رکھنے والا ہو، اس کے کرم کا اعتراف کرنے والا ہو اور قول و عمل میں اس پر مکمل اعتماد کرنے والا ہو۔

میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اس بندہ کی طرح جو یقین کے ساتھ اس کا امیدوار ہو اور ایمان کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو۔ اذعان کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سربسجود ہو اور توحید کے ساتھ اس سے اخلاص رکھتا ہو۔ تمجید کے ساتھ اس کی عظمت کا اقرار کرتا ہو اور رغبت و کوشش کے ساتھ اس کی پناہ میں آیا ہو۔

وہ پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی اس کی عزت میں شریک بن جائے اور اس نے کسی بیٹے کو پیدا نہیں کیا ہے کہ خود ہلاک ہو جائے اور بیٹا وارث ہو جائے۔ نہ اس سے پہلے کوئی زمان و مکان تھا اور نہ اس پر کوئی کمی یا زیادتی طاری ہوتی ہے۔ اس نے اپنی محکم تدبیر اور اپنے حتمی فیصلہ کی بنا پر اپنے کو عقلوں کے سامنے بالکل واضح اور نمایاں کر دیا ہے۔ اس کی خلقت کے شواہد میں ان آسمانوں کی تخلیق بھی ہے جنھیں بغیر ستون کے روک رکھا ہے اور بغیر کسی سہارے کے قائم کر دیا ہے۔

۱؎ بنی ناجیہ کا ایک شخص جس کا نام خریت بن راشد تھا۔ امیرالمومنینؑ کے ساتھ صفین میں شریک رہا اور اس کے بعد گمراہ ہو گیا۔ حضرت سے کہنے لگا کہ نہ میں آپ کی اطاعت کروں گا اور نہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ آپ نے سبب دریافت کیا؟ اس نے کہا کل بتاؤں گا۔ اور پھر آنے کے بجائے تیس افراد کو لے کر صحراؤں میں نکل گیا اور لوٹ مار کا کام شروع کر دیا۔ ایک امیرالمومنینؑ کے چاہنے والے مسافر کو صرف حُبِ علیؑ کی بنیاد پر کافر قرار دے کر قتل کر دیا اور ایک یہودی کو آزاد چھوڑ دیا۔ حضرت نے اس کی روک تھام کے لئے زیاد بن ابی حفصہ کو ۱۳۰ افراد کے ساتھ بھیجا۔ زیاد نے چند افراد کو تہ تیغ کر دیا اور خریت فرار کر گیا اور گرد دوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے لگا۔ آپ نے معقل بن قیس ریاحی کو دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ انھوں نے زمین فارس تک اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ طرفین میں شدید جنگ ہوئی اور خریت نعمان بن صہبان کو اسی کے ہاتھوں فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس فتنہ کا خاتمہ ہو گیا۔

بِكَثِيرٍ مِنَ الْآخِرَةِ لَا يَفْنَىٰ. مَا ضَرَّ إِخْوَانَنَا الَّذِينَ سُفِكَتْ دِمَاؤُهُمْ - وَ هُمْ بِصِفِّينَ - أَلَّا يَكُونُوا الْيَوْمَ أَحْيَاءً؟ يُسِيغُونَ الْغُصَصَ وَ يَشْرَبُونَ الرَّنْقَ! قَدْ - وَ اللَّهِ - لَقُوا اللَّهَ فَوَفَّاهُمْ أُجُورَهُمْ، وَ أَحَلَّهُمْ دَارَ الْأَمْنِ بَعْدَ خَوْفِهِمْ.

أَيْنَ إِخْوَانِيَ الَّذِينَ رَكِبُوا الطَّرِيقَ، وَ مَضَوْا عَلَى الْحَقِّ؟ أَيْنَ عَمَّارٌ؟ وَ أَيْنَ ابْنُ التَّيِّهَانِ؟ وَ أَيْنَ ذُو الشَّهَادَتَيْنِ؟ وَ أَيْنَ نُظَرَاؤُهُمْ مِنْ إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ تَعَاقَدُوا عَلَى الْمَنِيَّةِ، وَ أُبْرِدَ بِرُؤُوسِهِمْ إِلَى الْفَجَرَةِ!

قال: ثم ضرب بيده على لحيته الشريفة الكريمة، فأطال البكاء، ثم قال ﴿عليه السلام﴾:

أَوِّهِ عَلَىٰ إِخْوَانِيَ الَّذِينَ تَلَوُا الْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوهُ، وَ تَدَبَّرُوا الْفَرْضَ فَأَقَامُوهُ، أَحْيَوُا السُّنَّةَ وَ أَمَاتُوا الْبِدْعَةَ. دُعُوا لِلْجِهَادِ فَأَجَابُوا، وَ وَثِقُوا بِالْقَائِدِ فَاتَّبَعُوهُ.

ثم نادى بأعلى صوته:

الْجِهَادَ الْجِهَادَ عِبَادَ اللَّهِ! أَلَا وَ إِنِّي مُعَسْكِرٌ فِي يَوْمِي هَذَا، فَمَنْ أَرَادَ الرَّوَاحَ إِلَى اللَّهِ فَلْيَخْرُجْ!

قال نوف: و عقد للحسين - ﴿عليه السلام﴾ - في عشرة آلاف، و لقيس بن سعد - رحمه الله - في عشرة آلاف، و لأبي أيوب الأنصاري في عشرة آلاف، و لغيرهم على أعداد أخر، و هو يريد الرجعة إلى صفين، فما دارت الجمعة حتى ضربه الملعون ابن ملجم لعنه الله، فتراجعت العساكر، فكنا كأغنام فقدت راعيها، تختطفها الذئاب من كل مكان!

۱۸۳

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

في قدرة الله و في فضل القرآن و في الوصية بالتقوى

الله تعالى

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَعْرُوفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ، وَ الْخَالِقِ مِنْ غَيْرِ مَنْصَبَةٍ. خَلَقَ الْخَلَائِقَ بِقُدْرَتِهِ، وَاسْتَعْبَدَ الْأَرْبَابَ بِعِزَّتِهِ، وَسَادَ الْعُظَمَاءَ بِجُودِهِ، وَ هُوَ الَّذِي أَسْكَنَ الدُّنْيَا خَلْقَهُ، وَ بَعَثَ إِلَى الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ رُسُلَهُ، لِيَكْشِفُوا لَهُمْ عَنْ غِطَائِهَا، وَ لِيُحَذِّرُوهُمْ مِنْ ضَرَّائِهَا، وَ لِيَضْرِبُوا لَهُمْ أَمْثَالَهَا، وَ لِيُبَصِّرُوهُمْ عُيُوبَهَا، وَ لِيَهْجُمُوا عَلَيْهِمْ بِمُعْتَبَرٍ مِنْ تَصَرُّفِ مَصَاحِّهَا وَ أَسْقَامِهَا، وَ حَلَالِهَا وَ حَرَامِهَا وَ مَا أَعَدَّ اللَّهُ لِلْمُطِيعِينَ مِنْهُمْ وَ الْعُصَاةِ مِنْ جَنَّةٍ وَ نَارٍ، وَ كَرَامَةٍ وَ هَوَانٍ. أَحْمَدُهُ إِلَىٰ نَفْسِهِ كَمَا اسْتَحْمَدَ إِلَىٰ خَلْقِهِ، وَ جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْراً، وَ لِكُلِّ قَدْرٍ أَجَلاً، وَ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَاباً.

فضل القرآن

منها: فَالْقُرْآنُ آمِرٌ زَاجِرٌ، وَصَامِتٌ نَاطِقٌ. حُجَّةُ اللَّهِ عَلَىٰ خَلْقِهِ.

رنق - کثیف - گندہ

عمار - امیر المومنینؑ کے مخلص اصحاب میں تھے ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا اور اسی بنیاد پر اس قدر ستائے گئے کہ یاسر اسلام کے پہلے شہید قرار پائے اور سمیہ پہلی شہیدہ قرار پائیں عمار مصائب کو برداشت کرتے رہے مگر قدرت نے انھیں زندہ رکھا تاکہ ان کے ذریعہ میدان صفین میں باغی گروہ کا تعارف کرایا جا سکے کہ سرکار دو عالمؐ نے فرما دیا تھا کہ عمار کا قاتل ایک باغی گروہ ہوگا جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

ابن التیہان - اسم گرامی مالک تھا اور ہجرت سے پہلے ہی اسلام لا چکے تھے۔ رسول اکرمؐ کے ساتھ بدر وغیرہ کے معرکہ میں شریک ہوئے اور امیر المومنینؑ کے ساتھ صفین میں شامل رہے اور وہیں شہید ہوئے

ذوالشہادتین - خزیمہ بن ثابت انصاری نام تھا۔ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ مرسل اعظمؐ کے ساتھ بدر وغیرہ کے معرکہ میں شریک ہوئے اور امیر المومنینؑ کے ساتھ جمل و صفین میں شامل رہے اور صفین ہی میں شہید بھی ہو گئے۔ ان کے لقب کا راز یہ تھا کہ ایک اعرابی نے اپنا گھوڑا رسول اکرمؐ کے ہاتھ فروخت کیا اور پھر انکار کر دیا۔ خزیمہ نے گواہی دی - تو سرکار نے پوچھا کہ کیا تم معاملہ کے وقت موجود تھے؟ عرض کی نہیں۔ لیکن جب رسالت میں آپ کو سچا مان لیا ہے تو ایک گھوڑے کے بارے میں کس طرح نہ مانیں گے۔ چنانچہ آپ نے خوش ہو کر ذوالشہادتین کا لقب دے دیا کہ ان کی تنہا گواہی دو گواہوں کے برابر ہے

مصادر خطبہ ۱۸۳ ربیع الابرار زمخشری ۱ ص۵۳، نہایۃ ابن اثیر ۵ ص۲۹۹، تفسیر البرہان بحرانی ۱ ص۹

ت کے اجر کثیر کے مقابلہ میں جو فنا ہونے والا نہیں ہے۔ ہمارے وہ ایمانی بھائی جن کا خون صفین کے میدان میں بہا دیا گیا ان کا
نقصان ہوا ہے اگر وہ آج زندہ نہیں ہیں کہ دنیا کے مصائب کے گھونٹ پئیں اور گندے پانی پر گذارا کریں۔ وہ خدا کی
میں حاضر ہوگئے اور انھیں ان کا مکمل اجر مل گیا۔ مالک نے انھیں خوف کے بعد امن کی منزل میں وارد کر دیا ہے۔
کہاں ہیں میرے وہ بھائی جو سیدھے راستہ پر چلے اور حق کی راہ پر لگے رہے۔ کہاں ہیں عمار؟ کہاں ہیں ابن التیہان؟
ہیں ذوالشہادتین؟ کہاں ہیں ان کے جیسے ایمانی بھائی جنھوں نے موت کا عہد و پیمان باندھ لیا تھا اور جن کے سر فاجروں
پاس بھیج دئے گئے۔

(یہ کہہ کر آپ نے محاسن شریف پر ہاتھ رکھا اور تا دیر گریہ فرماتے رہے اس کے بعد فرمایا:)
آہ! میرے ان بھائیوں پر جنھوں نے قرآن کی تلاوت کی تو اسے مستحکم کیا اور فرائض پر غور و فکر کیا تو انھیں قائم کیا سنتوں کو زندہ
اور بدعتوں کو مُردہ بنایا۔ انھیں جہاد کے لئے بلایا گیا تو لبیک کہی اور اپنے قائد پر اعتماد کیا تو اس کا اتباع بھی کیا۔
(اس کے بعد بلند آواز سے پکار کر فرمایا) جہاد۔ جہاد۔ اے بندگانِ خدا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں آج اپنی فوج تیار کر رہا ہوں
جو خدا کی بارگاہ کی طرف جانا چاہتا ہے تو نکلنے کے لئے تیار ہو جائے۔
نوف کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت نے دس ہزار کا لشکر امام حسینؑ کے ساتھ۔ دس ہزار قیس بن سعد کے ساتھ۔ دس ہزار ابوایوب
انصاری کے ساتھ اور اسی طرح مختلف تعداد میں مختلف افراد کے ساتھ تیار کیا اور آپ کا مقصد دوبارہ صفین کی طرف کوچ کرنے کا تھا
لیکن جمعہ آنے سے پہلے ہی آپ کو ابن ملجم نے زخمی کر دیا اور اس طرح سارا لشکر پلٹ گیا اور ہم سب ان چوپایوں کے مانند ہو گئے جن کا
گلہ گم ہو جائے اور انھیں چاروں طرف سے بھیڑئیے اُچک لینے کی فکر میں ہوں۔

۱۸۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(قدرت خدا۔ فضیلت قرآن اور وصیت تقویٰ کے بارے میں)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بغیر دیکھے بھی پہچانا ہوا ہے اور بغیر کسی تکان کے بھی خلق کرنے والا ہے۔ اس نے
مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنی عزت کی بنا پر ان سے مطالبۂ عبدیت کیا۔ وہ اپنے جود و کرم میں تمام عظماء عالم سے
بالاتر ہے۔ اسی نے اس دنیا میں اپنی مخلوقات کو آباد کیا ہے اور جن و انس کی طرف اپنے رسول بھیجے ہیں تاکہ وہ نگاہوں سے
پردہ اٹھا دیں اور نقصانات سے آگاہ کر دیں۔ مثالیں بیان کر دیں اور عیوب سے باخبر کر دیں۔ صحت و بیماری کے تغیرات
سے عبرت دلانے کا سامان کریں اور حلال و حرام اور اطاعت کرنے والوں کے لئے مہیا شدہ اجر اور نافرمانوں کے لئے
عذاب سے آگاہ کر دیں۔ میں اس کی ذات اقدس کی اسی طرح حمد کرتا ہوں جس طرح اس نے بندوں سے مطالبہ کیا ہے اور
ہر شے کی ایک مقدار معین ہے اور ہر قدر کی ایک مہلت رکھی ہے اور ہر تحریر کی ایک میعاد معین کی ہے۔
دیکھو قرآن امر کرنے والا بھی ہے اور روکنے والا بھی۔ وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی۔ وہ مخلوقات پر
پروردگار کی حجت ہے۔

أَخَذَ عَلَيْهِ مِيثَاقَهُمْ، وَارْتَهَنَ عَلَيْهِمْ أَنْفُسَهُمْ. أَتَمَّ نُورَهُ، وَ أَكْمَلَ (اكرم) بِهِ دِينَهُ، وَ قَبَضَ نَبِيَّهُ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - وَ قَدْ فَرَغَ إِلَى الْخَلْقِ مِنْ أَحْكَامِ الْهُدَىٰ بِهِ. فَعَظِّمُوا مِنْهُ سُبْحَانَهُ مَا عَظَّمَ مِنْ نَفْسِهِ، فَإِنَّهُ لَمْ يُخْفِ عَنْكُمْ شَيْئاً مِنْ دِينِهِ، وَ لَمْ يَتْرُكْ شَيْئاً رَضِيَهُ أَوْ كَرِهَهُ إِلَّا وَ جَعَلَ لَهُ عَلَماً بَادِياً، وَ آيَةً مُحْكَمَةً، تَزْجُرُ عَنْهُ، أَوْ تَدْعُو إِلَيْهِ، فَرِضَاهُ فِيمَا بَقِيَ وَاحِدٌ، وَ سَخَطُهُ فِيمَا بَقِيَ وَاحِدٌ. وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرْضَىٰ عَنْكُمْ بِشَيْءٍ سَخِطَهُ عَلَىٰ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ لَنْ يَسْخَطَ عَلَيْكُمْ بِشَيْءٍ رَضِيَهُ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ إِنَّمَا تَسِيرُونَ فِي أَثَرٍ بَيِّنٍ، وَتَتَكَلَّمُونَ بِرَجْعِ قَوْلٍ قَدْ قَالَهُ الرِّجَالُ مِنْ قَبْلِكُمْ. قَدْ كَفَاكُمْ مَؤُونَةَ دُنْيَاكُمْ، وَحَثَّكُمْ عَلَى الشُّكْرِ، وَافْتَرَضَ مِنْ أَلْسِنَتِكُمُ الذِّكْرَ

الوصية بالتقوى

وَ أَوْصَاكُمْ بِالتَّقْوَىٰ، وَ جَعَلَهَا مُنْتَهَىٰ رِضَاهُ، وَ حَاجَتَهُ مِنْ خَلْقِهِ. فَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِعَيْنِهِ، وَ نَوَاصِيكُمْ بِيَدِهِ، وَ تَقَلُّبُكُمْ فِي قَبْضَتِهِ. إِنْ أَسْرَرْتُمْ عَلِمَهُ، وَ إِنْ أَعْلَنْتُمْ كَتَبَهُ، قَدْ وَكَّلَ بِذٰلِكَ حَفَظَةً كِرَاماً، لَا يُسْقِطُونَ حَقّاً، وَ لَا يُثْبِتُونَ بَاطِلاً. وَاعْلَمُوا «أَنَّهُ مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً» مِنَ الْفِتَنِ، وَ نُوراً مِنَ الظُّلَمِ، وَ يُخَلِّدْهُ فِيمَا اشْتَهَتْ نَفْسُهُ، وَ يُنْزِلْهُ مَنْزِلَ الْكَرَامَةِ عِنْدَهُ، فِي دَارٍ اصْطَنَعَهَا لِنَفْسِهِ، ظِلُّهَا عَرْشُهُ، وَ نُورُهَا بَهْجَتُهُ، وَ زُوَّارُهَا مَلَائِكَتُهُ، وَ رُفَقَاؤُهَا رُسُلُهُ، فَبَادِرُوا الْمَعَادَ، وَسَابِقُوا الْآجَالَ، فَإِنَّ النَّاسَ يُوشِكُ أَنْ يَنْقَطِعَ بِهِمُ الْأَمَلُ، وَ يَرْهَقَهُمُ الْأَجَلُ، وَ يُسَدَّ عَنْهُمْ بَابُ التَّوْبَةِ. فَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي مِثْلِ مَا سَأَلَ إِلَيْهِ الرَّجْعَةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ أَنْتُمْ بَنُو سَبِيلٍ، عَلَىٰ سَفَرٍ مِنْ دَارٍ لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ، وَ قَدْ أُوذِنْتُمْ مِنْهَا بِالِارْتِحَالِ، وَ أُمِرْتُمْ فِيهَا بِالزَّادِ وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ لِهٰذَا الْجِلْدِ الرَّقِيقِ صَبْرٌ عَلَى النَّارِ، فَارْحَمُوا نُفُوسَكُمْ، فَإِنَّكُمْ قَدْ جَرَّبْتُمُوهَا فِي مَصَائِبِ الدُّنْيَا.

أَفَرَأَيْتُمْ جَزَعَ أَحَدِكُمْ مِنَ الشَّوْكَةِ تُصِيبُهُ، وَ الْعَثْرَةِ تُدْمِيهِ، وَ الرَّمْضَاءِ تُحْرِقُهُ؟ فَكَيْفَ إِذَا كَانَ بَيْنَ طَابَقَيْنِ مِنْ نَارٍ، ضَجِيعَ حَجَرٍ، وَ قَرِينَ شَيْطَانٍ! أَعَلِمْتُمْ أَنَّ مَالِكاً إِذَا غَضِبَ عَلَى النَّارِ حَطَمَ بَعْضُهَا بَعْضاً لِغَضَبِهِ، وَ إِذَا زَجَرَهَا تَوَثَّبَتْ بَيْنَ أَبْوَابِهَا جَزَعاً مِنْ زَجْرَتِهِ!

أَيُّهَا الْيَفَنُ الْكَبِيرُ، الَّذِي قَدْ لَهَزَهُ الْقَتِيرُ، كَيْفَ أَنْتَ

ارتہن علیہم - گویا رہن کر دیا
بعینہ - نگاہوں کے سامنے
یرہقہم - گرفت میں لے لیتی ہے
رجعہ - دنیا میں دوبارہ واپسی
مالک - داروغہ جہنم
یفن - بوڑھا آدمی
لہزہ - شامل ہوگیا
قتیر - بڑھاپا

(۱) دین خدا کے احکام مصالح اور مفاسد کے تابع ہیں - ان کا نظام مرتب اور منظم ہے لہذا ان کے بارے میں اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ ایک شے آج رضائے الٰہی کا سبب ہو اور کل غضب پروردگار کا سبب بن جائے - خدا کی رضامندی اور ناراضگی بھی ایک بنیاد رکھتی ہے اور اس کے احکام و قوانین بھی ایک اساس رکھتے ہیں لہذا نہ یہ کام بے بنیاد ہو سکتا ہے اور نہ وہ کام بے سبب ہو سکتا ہے -

(۲) مالک نے رزق کا وعدہ کر کے دنیا کی زحمتوں کو خود بخود ختم کر دیا ہے کہ زبان پر ذکر خدا ہونا چاہیے اور دل میں شکر خدا - ذکر خدا شکر پر آمادہ کرتا رہے گا اور شکر خدا ذکر کی راہ سے منحرف نہ ہونے دے گا -

(۳) وا مصیبتاہ - انسان حقیقت کے اعتبار سے کس قدر کمزور ہے اور توہم کے اعتبار سے کس قدر طاقتور ہے - حالت یہ ہے کہ ایک کانٹا برداشت نہیں ہوتا ہے اور حوصلہ یہ ہے کہ آتش جہنم کا مذاق اڑا رہا ہے -

لوگوں سے عہد لیا گیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنا دیا گیا ہے۔ مالک نے اس کے نور کو تمام بنایا ہے اور اس کے دین کو کامل قرار دیا ہے۔ اپنے پیغمبر کو اس وقت اپنے پاس بلایا ہے جب وہ اس کے احکام کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے چکے تھے لہٰذا پروردگار کی عظمت کا اعتراف اس طرح کرو جس طرح اس نے اپنی عظمت کا اعلان کیا ہے کہ اس نے دین کی کسی بات کو مخفی نہیں رکھا ہے اور کوئی ایسی پسندیدہ یا ناپسندیدہ بات نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے واضح نشانِ ہدایت نہ بنا دیا ہو یا کوئی محکم آیت نہ نازل کر دی ہو جس کے ذریعہ روکا جائے یا دعوت دی جائے۔ اس کی رضا اور ناراضگی مستقبل میں بھی ویسی ہی رہے گی جس طرح وقت نزول تھی — اور یہ یاد رکھو کہ وہ تم سے کسی ایسی بات پر راضی نہ ہوگا جس پر پہلے والوں سے ناراض ہو چکا ہے اور نہ کسی ایسی بات سے ناراض ہوگا جس پر پہلے والوں سے راضی رہ چکا ہے[1] تم بالکل واضح نشانِ قدم پر چل رہے ہو اور انھیں باتوں کو دُہرا رہے ہو جو پہلے والے کہہ چکے ہیں۔ اس نے تمھیں دنیا کی زحمتوں سے بچا لیا ہے[2] اور تمھیں شکر پر آمادہ کیا ہے اور تمھاری زبانوں سے ذکر کا مطالبہ کیا ہے۔

تمھیں تقویٰ کی نصیحت کی ہے اور اسے اپنی مرضی کی حد آخر قرار دیا ہے اور یہی مخلوقات سے اس کا مطالبہ ہے لہٰذا اُس سے ڈرو جس کی نگاہ کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھوں میں تمھاری پیشانی ہے اور جس کے قبضۂ قدرت میں کروٹیں بدل رہے ہو۔ اگر کسی بات پر پردہ ڈالنا چاہو تو وہ جانتا ہے اور اگر اعلان کرنا چاہو تو وہ لکھ لیتا ہے اور تمھارے اوپر محترم کاتب اعمال مقرر کر دئے ہیں جو کسی حق کو ساقط نہیں کر سکتے ہیں اور کسی باطل کو ثبت نہیں کر سکتے ہیں اور یاد رکھو کہ جو شخص بھی تقویٰ الٰہی اختیار کرتا ہے پروردگار اس کے لئے فتنوں سے باہر نکل جانے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے تاریکیوں میں نور عطا کر دیتا ہے۔ اس کے نفس کے تمام مطالبات کے درمیان دائمی زندگی عطا کرتا ہے اور کرامت کی منزل میں نازل کرتا ہے۔ اس گھر میں جس کو اپنے لئے پسند فرمایا ہے۔ جس کا سایہ اس کا عرش ہے اور جس کا نور اس کی ضیا ہے۔ اس کے زائرین ملائکہ ہیں اور اس کے رفقاء مرسلین۔ اب اپنی بازگشت کی طرف سبقت کرو اور موت سے پہلے سامان مہیا کر لو کہ عنقریب لوگوں کی امیدیں منقطع ہو جانے والی ہیں اور موت کا پھندہ گلے میں پڑ جانے والا ہے جب توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔ ابھی تم اس منزل میں ہو جس کی طرف پہلے والے لوٹ کر آنے کی آرزو کر رہے ہیں اور تم مسافر ہو اور اس گھر سے سفر کرنے والے ہو جو تمھارا واقعی گھر نہیں ہے۔ تمھیں کوچ کی اطلاع دی جا چکی ہے اور زاد راہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے اور یہ یاد رکھو کہ یہ نرم و نازک جلد آتش جہنم کو برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ لہٰذا خدارا اپنے نفسوں پر رحم کرو کہ تم اسے دنیا کے مصائب میں آزما چکے ہو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ہے کہ تمھارا کیا عالم ہوتا ہے جب ایک کانٹا چبھ جاتا ہے یا ایک ٹھوکر لگنے سے خون نکل آتا ہے یا گرم ریت تپنے لگتی ہے۔ تو پھر اس وقت کیا ہوگا جب تم جہنم کے دو طبقوں کے درمیان ہوگے۔ دہکتے ہوئے پتھروں کے پہلو میں اور شیاطین کے ہمسایہ میں — کیا تمھیں یہ معلوم ہے کہ مالک (داروغۂ جہنم) جب آگ پر غضب ناک ہوتا ہے تو اس کے اجزاء ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں اور جب اسے جھڑکتا ہے تو وہ گھبرا کر دروازوں کے درمیان اچھلنے لگتی ہے۔

اے پیر کہن سال جس پر بڑھاپا چھا چکا ہے۔ اس وقت تیرا کیا عالم ہوگا جب

إِذَا (التحمت) أَطْوَاقُ الأَزِ بِعِظَامِ الأَعْنَاقِ، وَ نَشِبَتِ الْجَوَامِعُ حَتَّى أَكَلَتْ لُحُومَ السَّوَاعِدِ. فَاللَّهَ اللَّهَ مَعْشَرَ الْعِبَادِ! وَ أَنْتُمْ سَالِمُونَ فِي الصِّحَّةِ قَبْلَ السُّقْمِ، وَ فِي الْفُسْحَةِ قَبْلَ الضِّيقِ. فَاسْعَوْا فِي فَكَاكِ رِقَابِكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُغْلَقَ رَهَائِنُهَا. أَسْهِرُوا عُيُونَكُمْ، وَ أَضْمِرُوا بُطُونَكُمْ، وَاسْتَعْمِلُوا أَقْدَامَكُمْ، وَ أَنْفِقُوا أَمْوَالَكُمْ، وَخُذُوا مِنْ أَجْسَادِكُمْ فَجُودُوا بِهَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَ لاَ تَبْخَلُوا بِهَا عَنْهَا، فَقَدْ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: «إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ» وَ قَالَ تَعَالَى: «مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضاً حَسَناً فَيُضَاعِفَهُ لَهُ، وَ لَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ». فَلَمْ يَسْتَنْصِرْكُمْ مِنْ ذُلٍّ، وَ لَمْ يَسْتَقْرِضْكُمْ مِنْ قُلٍّ. إِسْتَنْصَرَكُمْ «وَلَهُ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ». وَاسْتَقْرَضَكُمْ «وَلَهُ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ، وَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ». وَ إِنَّمَا أَرَادَ أَنْ «يَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً». فَبَادِرُوا بِأَعْمَالِكُمْ تَكُونُوا مَعَ جِيرَانِ اللَّهِ فِي دَارِهِ. رَافَقَ بِهِمْ رُسُلَهُ، وَ أَزَارَهُمْ مَلاَئِكَتَهُ، وَ أَكْرَمَ أَسْمَاعَهُمْ أَنْ تَسْمَعَ حَسِيسَ نَارٍ أَبَداً، وَصَانَ أَجْسَادَهُمْ أَنْ تَلْقَى لُغُوباً وَ نَصَباً: «ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ، وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ».

أَقُولُ مَا تَسْمَعُونَ، وَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى نَفْسِي وَ أَنْفُسِكُمْ، وَ هُوَ حَسْبُنَا وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ!

۱۸٤

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

قاله للبرج بن مسهر الطائي، و قد قال به بحيث يسمعه:

«لا حكم إلا لله»، وكان من الخوارج

اسْكُتْ قَبَحَكَ اللَّهُ يَا أَثْرَمُ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ ظَهَرَ الْحَقُّ فَكُنْتَ فِيهِ ضَئِيلاً شَخْصُكَ، خَفِيّاً صَوْتُكَ، حَتَّى إِذَا نَعَرَ الْبَاطِلُ نَجَمْتَ نُجُومَ قَرْنِ الْمَاعِزِ.

۱۸۵

و من خطبة ﴿عليه السلام﴾

يحمد الله فيها و يثني على رسوله و يصف خلقاً من الحيوان

حمد الله تعالى

نشبت ۔ گڑ گئے
جوامع ۔ جمع جامعہ ۔ طوق
غلق الرہن ۔ چھڑانے کا وقت آگیا
یبلوکم ۔ تمھارا امتحان لے گا
حسیس ۔ دھیمی آواز
لغب ۔ عاجز ہوگیا
نصب ۔ تعب
قبحک اللہ ۔ اللہ تیرا بُرا کرے
اثرم ۔ دانت ٹوٹا ہوا
ضئیل ۔ نحیف، کمزور
نعر ۔ آواز بلند کی
نجمت ۔ ظاہر ہوگئے

(۱) کتنا مکمل نظام تقویٰ ہے جسمیں زندگی کا کوئی خانہ خالی نہیں ہے اور کسی عضو بدن کو محروم عمل نہیں کیا گیا ہے ۔ آنکھیں شب بیداری میں مصروف ہیں شکم روزہ کی مشقت برداشت کر رہا ہے قدم راہ خدا میں آگے بڑھ رہے ہیں ۔ مال بندگان خدا پر صرف ہو رہا ہے اور بدن نفس کی سلامتی کے انتظام میں مصروف ہے ۔

مصادر خطبہ ۱۸۴ کتاب الصناعتین ابو ہلال عسکری (متوفی ۳۹۵ھ) ص ۲۵۸

مصادر خطبہ ۱۸۵ احتجاج طبرسیؒ ا ص ۳۰۵، ربیع الابرار (باب دواب البر والبحر) امالی ابو طالب یحییٰ بن الحسین بن ہارون الحسینی (متوفی ۴۲۴ھ)

کے طوق گردن کی ہڈیوں میں پیوست ہو جائیں گے اور ہتھکڑیاں ہاتھوں میں گڑ کر کلائیوں کا گوشت تک کھا جائیں گی۔
اللہ کے بندو! اللہ کو یاد کرو اس وقت جب کہ تم صحت کے عالم میں ہو قبل اس کے کہ بیمار ہو جاؤ اور وسعت کے عالم میں قبل اس کے کہ تنگی کا شکار ہو جاؤ اپنی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کرانے کی فکر کرو قبل اس کے کہ وہ اس طرح گروی ہو جائیں کہ پھر چھڑائی نہ جا سکیں۔ اپنی آنکھوں کو بیدار رکھو اپنے شکم کو لاغر بناؤ اور اپنے پیروں کو راہ عمل میں استعمال کرو۔ اپنے مال کو خرچ کرو اور اپنے جسم کو اپنی روح پر قربان کردو۔ خبردار اس راہ میں بخل نہ کرنا کہ پروردگار نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ "اگر تم اللہ کی نصرت کرو گے تو اللہ بھی تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدموں کو ثبات عنایت فرمائے گا" اس نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ "کون ہے جو پروردگار کو بہترین قرض دے تاکہ وہ اسے دنیا میں چوگنا بنا دے اور اس کے لئے بہترین جزا ہے" تو اس نے تم سے کمزوری کی بنا پر نصرت کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور نہ غربت کی بنا پر قرض مانگا ہے۔ اس نے مطالبۂ نصرت کیا ہے جب کہ زمین و آسمان کے سارے لشکر اسی کے ہیں اور وہ عزیز و حکیم ہے اور اس نے قرض مانگا ہے جب کہ زمین و آسمان کے سارے خزانے اسی کی ملکیت ہیں اور وہ غنی و حمید ہے۔" وہ چاہتا ہے کہ تمھارا امتحان لے کہ تم میں حسن عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے۔ اب اپنے اعمال کے ساتھ سبقت کرو تاکہ اللہ کے گھر میں اس کے ہمسایہ کے ساتھ زندگی گزارو۔ جہاں مرسلین کی رفاقت ہوگی اور ملائکہ زیارت کریں گے اور کان جہنم کی آواز سننے سے بھی محفوظ رہیں گے اور بدن کسی طرح کی تکان اور تعب سے بھی دوچار نہ ہوں گے۔ "یہی وہ فضل خدا ہے کہ جس کو چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے اور اللہ بہترین فضل کرنے والا ہے۔"
میں وہ کہہ رہا ہوں جو تم سن رہے ہو۔ اس کے بعد اللہ ہی مددگار ہے میرا بھی اور تمھارا بھی اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

۱۸۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو آپ نے برج بن مسہر طائی[1] خارجی سے فرمایا جب یہ سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی کو فیصلہ کا حق نہیں ہے)

خاموش ہو جا۔ خدا تیرا برا کرے اے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے۔ خدا شاہد ہے کہ جب حق کا ظہور ہوا تھا تو اس وقت تیری شخصیت کمزور اور تیری آواز بیجان تھی۔ لیکن جب باطل کی آواز بلند ہوئی تو تو بکری کی سینگ کی طرح ابھر کر منظر عام پر آگیا۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں حمد خدا، ثنائے رسولؐ اور بعض مخلوقات کا تذکرہ ہے)

---

[1] یہ ایک خارجی شاعر تھا جس نے مولائے کائنات کے خلاف یہ آواز بلند کی کہ آپ نے تحکیم کو قبول کر کے غیر خدا کو حکم بنا دیا ہے اور اسلام میں اللہ کے علاوہ کسی کی حاکمیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔
حضرت امام عالیمقامؑ نے اس فتنہ کے دور رس اثرات کا لحاظ کر کے سخت ترین لہجہ میں جواب دیا اور قائل کی اوقات کا اعلان کر دیا کہ شخص باطل پرست اور حق بیزار ہے۔ ورنہ اسے اس امر کا اندازہ ہوتا کہ کتاب خدا سے فیصلہ کرانا خدا کی حاکمیت کا اقرار ہے انکار نہیں ہے۔ حاکمیت خدا کے منکر عمرو عاص جیسے افراد ہیں جنھوں نے کتاب خدا کو نظر انداز کر کے سیاسی چالوں سے فیصلہ کر دیا اور دین خدا کو یکسر ناقابل توجہ قرار دے دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا تُدْرِكُهُ الشَّوَاهِدُ، وَ لَا تَحْوِيهِ الْمَشَاهِدُ، وَ لَا تَرَاهُ النَّوَاظِرُ، وَ لَا تَحْجُبُهُ السَّوَاتِرُ، الدَّالُّ عَلَىٰ قِدَمِهِ بِحُدُوثِ خَلْقِهِ، وَ بِحُدُوثِ خَلْقِهِ عَلَىٰ وُجُودِهِ، وَ بِاشْتِبَاهِهِمْ (أشباههم) عَلَىٰ أَنْ لَاشَبَهَ لَهُ. الَّذِي صَدَقَ فِي مِيعَادِهِ، وَارْتَفَعَ عَنْ ظُلْمِ عِبَادِهِ، وَ قَامَ بِالْقِسْطِ فِي خَلْقِهِ، وَ عَدَلَ عَلَيْهِمْ فِي حُكْمِهِ. مُسْتَشْهِدٌ بِحُدُوثِ الْأَشْيَاءِ عَلَىٰ أَزَلِيَّتِهِ، وَ بِمَا وَسَمَهَا بِهِ مِنَ الْعَجْزِ عَلَىٰ قُدْرَتِهِ، وَبِمَا اضْطَرَّهَا إِلَيْهِ مِنَ الْفَنَاءِ عَلَىٰ دَوَامِهِ. وَاحِدٌ لَا بِعَدَدٍ، وَ دَائِمٌ لَا بِأَمَدٍ، وَ قَائِمٌ لَا بِعَمَدٍ. تَتَلَقَّاهُ الْأَذْهَانُ لَا بِمُشَاعَرَةٍ، وَ تَشْهَدُ لَهُ الْمَرَائِي لَا بِمُحَاضَرَةٍ. لَمْ تُحِطْ بِهِ الْأَوْهَامُ، بَلْ تَجَلَّىٰ لَهَا بِهَا، وَ بِهَا امْتَنَعَ مِنْهَا، وَ إِلَيْهَا حَاكَمَهَا. لَيْسَ بِذِي كِبَرٍ امْتَدَّتْ بِهِ النِّهَايَاتُ فَكَبَّرَتْهُ تَجْسِيماً، وَ لَا بِذِي عِظَمٍ تَنَاهَتْ بِهِ الْغَايَاتُ فَعَظَّمَتْهُ تَجْسِيداً؛ بَلْ كَبُرَ شَأْناً، وَ عَظُمَ سُلْطَاناً.

الرسول الاعظم ﴿ﷺ﴾

وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ الصَّفِيُّ (المصطفى)، وَ أَمِينُهُ الرَّضِيُّ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - أَرْسَلَهُ بِوُجُوبِ الْحُجَجِ، وَ ظُهُورِ الْفَلَجِ، وَ إِيضَاحِ الْمَنْهَجِ، فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعاً بِهَا، وَ حَمَلَ عَلَى الْمَحَجَّةِ دَالّاً عَلَيْهَا، وَ أَقَامَ أَعْلَامَ الاهْتِدَاءِ وَ مَنَارَ الضِّيَاءِ، وَ جَعَلَ أَمْرَاسَ الْإِسْلَامِ مَتِينَةً، وَعُرَا الْإِيمَانِ وَثِيقَةً.

منها في صفة خلق أصناف من الحيوان

وَ لَوْ فَكَّرُوا فِي عَظِيمِ الْقُدْرَةِ، وَ جَسِيمِ النِّعْمَةِ، لَرَجَعُوا إِلَى الطَّرِيقِ، وَ خَافُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ، وَ لٰكِنِ الْقُلُوبُ عَلِيلَةٌ، وَ الْبَصَائِرُ مَدْخُولَةٌ أَلَا يَنْظُرُونَ إِلَىٰ صَغِيرِ مَا خَلَقَ، كَيْفَ أَحْكَمَ خَلْقَهُ، وَ أَتْقَنَ تَرْكِيبَهُ، وَفَلَقَ لَهُ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ، وَ سَوَّىٰ لَهُ الْعَظْمَ وَ الْبَشَرَ! انْظُرُوا إِلَى النَّمْلَةِ فِي صِغَرِ جُثَّتِهَا، وَ لَطَافَةِ هَيْئَتِهَا، لَا تَكَادُ تُنَالُ بِلَحْظِ الْبَصَرِ(النظر)، وَ لَا بِمُسْتَدْرَكِ الْفِكَرِ، كَيْفَ دَبَّتْ عَلَىٰ أَرْضِهَا، وَصُبَّتْ (ضنّت) عَلَىٰ رِزْقِهَا، تَنْقُلُ الْحَبَّةَ إِلَىٰ جُحْرِهَا، وَ تُعِدُّهَا فِي مُسْتَقَرِّهَا. تَجْمَعُ فِي حَرِّهَا لِبَرْدِهَا، وَ فِي وِرْدِهَا لِصَدَرِهَا، مَكْفُولٌ بِرِزْقِهَا، مَرْزُوقَةٌ بِوِفْقِهَا، لَا

امد - انتہا
مشاعرہ - حواس کا تاثر
مرائیٔ - منظر
فلج - کامیابی
صادع - واضح کرنے والا
امراس - جمع مرس - رسّی
بشر - ظاہری جلد
صَدَر - وارد ہونے کے بعد واپسی
وِفق - موافق

(۱) استدلال کا یہ آسان ترین طریقہ ہے جسے ہر انسان محسوس کرسکتا ہے کہ مخلوقات کی کمزوری اور ان کے نقص سے خالق کے کمال کا اندازہ کیا جائے اور اس کے دو طریقہ ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ مخلوقات حادث ہیں اور کسی حادث کا وجود ذاتی نہیں ہوسکتا ہے ورنہ روز اول سے ہوتا اور عدم کا کوئی امکان نہ ہوتا عدم کا امکان ہی اس بات کی علامت ہے کہ وجود ذاتی نہیں ہے اور جب وجود ذاتی نہیں ہے تو یقیناً کوئی ہے جس کا وجود ذاتی ہے اور اس نے تمام حادث اشیاء کو نعمت وجود سے سرفراز کردیا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان کا خود یہ احساس کہ فلاں چیز میں نقص پایا جاتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی فطرت میں کمال مطلق کا تصور رکھ دیا گیا ہے اور یہی تصور ہر ناقص کے نقص کا احساس پیدا کراتا ہے اور مسلسل ٹھوکے دیتا رہتا ہے کہ اگر یہ چیز ناقص ہے تو یقیناً کوئی کامل بھی ہے جس کے کرم کی بنا پر یہ ناقص عالم وجود میں آگیا ہے۔

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جسے نہ حواس پا سکتے ہیں اور نہ مکان گھیر سکتے ہیں۔ نہ آنکھیں اسے دیکھ سکتی ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں اس نے اپنے قدیم ہونے کی طرف مخلوقات کے حادث ہونے سے رہنمائی کی ہے اور ان کے وجود بعد از عدم کو اپنے وجود ازلی کا ثبوت بنا دیا ہے[1] اور ان کی باہمی مشابہت سے اپنے بے مثال ہونے کا اظہار کیا ہے۔ وہ اپنے وعدہ میں سچا ہے اور اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے اجل وارفع ہے۔ اس نے لوگوں میں عدل کا قیام کیا ہے اور فیصلوں پر مکمل انصاف سے کام لیا ہے۔ اشیاء کے حدوث سے اپنی ازلیت پر استدلال کیا ہے اور ان پر عاجزی کا نشان لگا کر اپنی قدرت کاملہ کا اثبات کیا ہے۔ اشیاء کے جبری فنا و عدم سے اپنے دوام کا پتہ دیا ہے۔ وہ ایک ہے لیکن عدد کے اعتبار سے نہیں۔ دائمی ہے لیکن مدت کے اعتبار سے نہیں اور قائم ہے لیکن کسی کے سہارے نہیں۔ ذہن اسے قبول کرتے ہیں لیکن حواس کی بنا پر نہیں اور مشاہدات اس کی گواہی دیتے ہیں لیکن اس کی بارگاہ میں پہونچنے کے بعد نہیں۔ اوہام اس کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں بلکہ وہ ان کے لئے انھیں کے ذریعہ روشن ہوا ہے اور انھیں کے ذریعہ ان سے ان کے قبضہ میں آنے سے انکار کر دیا ہے اور اس کا حکم بھی انھیں کو ٹھہرایا ہے۔ وہ اس اعتبار سے بڑا نہیں ہے کہ اس کے اطراف نے پھیل کر اس کے جسم کو بڑا بنا دیا ہے اور نہ ایسا عظیم ہے کہ اس کی جسامت زیادہ ہو اور اس نے اس کے جسد کو عظیم بنا دیا ہو۔ وہ اپنی شان میں کبیر اور اپنی سلطنت میں عظیم ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندہ اور مخلص رسول اور پسندیدہ امین ہیں۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔ اس نے انھیں ناقابل انکار دلائل۔ واضح کامیابی اور نمایاں راستہ کے ساتھ بھیجا ہے اور انھوں نے اس کے پیغام کو واشگاف انداز میں پیش کر دیا ہے اور لوگوں کو سیدھے راستہ کی رہنمائی کر دی ہے۔ ہدایت کے نشان قائم کر دئے ہیں اور روشنی کے منارہ استوار کر دئے ہیں۔ اسلام کی رسیوں کو مضبوط بنا دیا ہے اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کر دیا ہے۔

اگر یہ لوگ اس کی عظیم قدرت اور وسیع نعمت میں غور و فکر کرتے تو راستہ کی طرف واپس آجاتے اور جہنم کے عذاب سے خوفزدہ ہو جاتے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کے دل مریض ہیں اور ان کی آنکھیں کمزور ہیں۔ کیا یہ ایک چھوٹی سی مخلوق کو بھی نہیں دیکھ رہے ہیں کہ اس نے کس طرح اس کی تخلیق کو مستحکم اور اس کی ترکیب کو مضبوط بنایا ہے۔ اس چھوٹے سے جسم میں کان اور آنکھیں سب بنا دی ہیں اور اسی میں ہڈیاں اور کھال بھی درست کر دی ہے۔

ذرا اس چیونٹی کے چھوٹے سے جسم اور اس کی لطیف ہیئت کی طرف نظر کرو جس کا گوشۂ چشم سے دیکھنا بھی مشکل ہے اور فکروں کی گرفت میں آنا بھی دشوار ہے۔ کس طرح زمین پر رینگتی ہے اور کس طرح اپنے رزق کی طرف لپکتی ہے۔ دانہ کو اپنے سوراخ کی طرف لے جاتی ہے اور پھر وہاں مرکز پر محفوظ کر دیتی ہے۔ گرمی میں سردی کا انتظام کرتی ہے اور توانائی کے دور میں کمزوری کے زمانہ کا بندوبست کرتی ہے۔ اس کے رزق کی کفالت کی جا چکی ہے اور اسی کے مطابق اسے برابر رزق مل رہا ہے۔

[1] ایک چھوٹی سی مخلوق چیونٹی میں یہ دور اندیشی اور اسقدر تنظیم و ترتیب اور ایک اشرف المخلوقات میں اسقدر غفلت اور تغافل کس قدر حیرت انگیز امر ہے اور اس سے زیادہ حیرت انگیز قصۂ جناب سلیمان ہے جہاں چیونٹی نے لشکر سلیمان کو دیکھ کر آواز دی کہ فوراً اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ کہیں لشکر سلیمان تمھیں پامال نہ کرے اور اسے احساس بھی نہ ہو۔ گویا کہ ایک چیونٹی کے دل میں قوم کا اس قدر درد ہے اور اسے سردار قوم ہونے کے اعتبار سے اس قدر ذمہ داری کا احساس ہے کہ قوم تباہ نہ ہونے پائے اور آج عالم اسلام و انسانیت اسقدر تغافل کا شکار ہو گیا ہے کہ کسی کے دل میں قوم کا درد نہیں ہے بلکہ حکام قوم کے کاندھوں پر اپنے جنازے اٹھا رہے ہیں اور ان کی قبروں پر اپنے تاج محل تعمیر کر رہے ہیں۔

يَسْفِلُهَا الْمِنَّانُ، وَ لَا يَحْرِمُهَا الدَّيَّانُ، وَ لَوْ فِي الصَّفَا الْيَابِسِ، وَ الْحَجَرِ الْجَامِسِ! وَ لَوْ فَكَّرْتَ فِي مَجَارِي أَكْلِهَا، فِي عُلْوِهَا وَ سُفْلِهَا، وَ مَا فِي الْجَوْفِ مِنْ شَرَاسِيفِ بَطْنِهَا، وَ مَا فِي الرَّأْسِ مِنْ عَيْنِهَا وَأُذُنِهَا، لَقَضَيْتَ مِنْ خَلْقِهَا عَجَباً،وَلَقِيتَ مِنْ وَصْفِهَا تَعَباً! فَتَعَالَى الَّذِي أَقَامَهَا عَلَىٰ قَوَائِمِهَا، وَ بَنَاهَا عَلَىٰ دَعَائِمِهَا! لَمْ يَشْرَكْهُ فِي فِطْرَتِهَا فَاطِرٌ، وَ لَمْ يُعِنْهُ عَلَىٰ خَلْقِهَا قَادِرٌ. وَ لَوْ ضَرَبْتَ فِي مَذَاهِبِ فِكْرِكَ لِتَبْلُغَ غَايَاتِهِ، مَا دَلَّتْكَ الدَّلَالَةُ إِلَّا عَلَىٰ أَنَّ فَاطِرَ النَّمْلَةِ هُوَ فَاطِرُ النَّخْلَةِ (النحلة)، لِدَقِيقِ تَفْصِيلِ كُلِّ شَيْءٍ، وَ غَامِضِ اخْتِلَافِ كُلِّ حَيٍّ(شيء). وَ مَا الْجَلِيلُ وَ اللَّطِيفُ، وَ الثَّقِيلُ وَ الْخَفِيفُ، وَ الْقَوِيُّ وَ الضَّعِيفُ، فِي خَلْقِهِ إِلَّا سَوَاءٌ. [1]

خلقة السماء و الكون

وَ كَذٰلِكَ السَّمَاءُ وَ الْهَوَاءُ، وَ الرِّيَاحُ وَ الْمَاءُ. فَانْظُرْ إِلَى الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ، وَ النَّبَاتِ وَ الشَّجَرِ، وَ الْمَاءِ وَ الْحَجَرِ، وَ اخْتِلَافِ هٰذَا اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ، وَ تَفَجُّرِ هٰذِهِ الْبِحَارِ، وَكَثْرَةِ هٰذِهِ الْجِبَالِ، وَطُولِ هٰذِهِ الْقِلَالِ وَ تَفَرُّقِ هٰذِهِ اللُّغَاتِ، وَ الْأَلْسُنِ الْمُخْتَلِفَاتِ. فَالْوَيْلُ لِمَنْ أَنْكَرَ الْمُقَدِّرَ، وَ جَحَدَ الْمُدَبِّرَ! زَعَمُوا أَنَّهُمْ كَالنَّبَاتِ مَا لَهُمْ زَارِعٌ، وَ لَا لِاخْتِلَافِ صُوَرِهِمْ صَانِعٌ، وَ لَمْ يَلْجَؤُوا إِلَىٰ حُجَّةٍ فِيمَا ادَّعَوْا، وَ لَا تَحْقِيقٍ لِمَا أَوْعَوْا، وَ هَلْ يَكُونُ بِنَاءٌ مِنْ غَيْرِ بَانٍ، أَوْ جِنَايَةٌ مِنْ غَيْرِ جَانٍ!

خلقة الجرادة [2]

وَ إِنْ شِئْتَ قُلْتَ فِي الْجَرَادَةِ، إِذْ خَلَقَ لَهَا عَيْنَيْنِ حَمْرَاوَيْنِ، وَ أَسْرَجَ لَهَا حَدَقَتَيْنِ قَمْرَاوَيْنِ، وَ جَعَلَ لَهَا السَّمْعَ الْخَفِيَّ، وَ فَتَحَ لَهَا الْفَمَ السَّوِيَّ، وَ جَعَلَ لَهَا الْحِسَّ الْقَوِيَّ، وَ نَابَيْنِ بِهِمَا تَقْرِضُ، وَ مِنْجَلَيْنِ بِهِمَا تَقْبِضُ. يَرْهَبُهَا الزُّرَّاعُ فِي زَرْعِهِمْ، وَ لَا يَسْتَطِيعُونَ ذَبَّهَا(ردّها)، وَ لَوْ أَجْلَبُوا بِجَمْعِهِمْ، حَتَّىٰ تَرِدَ الْحَرْثَ فِي نَزَوَاتِهَا، وَ تَقْضِيَ مِنْهُ شَهَوَاتِهَا. وَ خَلْقُهَا كُلُّهُ لَا يَكُونُ إِصْبَعاً مُسْتَدِقَّةً.

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ الَّذِي «يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ طَوْعاً وَ كَرْهاً»،

صفا - چکنا پتھر
شراسیف - پسلیاں
قلال - جمع قُلّہ - پہاڑ کی چوٹی
لم یلجئوا - اعتماد نہیں کیا
اوعاہ - محفوظ کیا
قمراوین - چمکدار مثل چاندرات
منجل - ہل
ذب - ہنکانا
نزوات - اچھل کود

[1] خدا شاہد ہے کہ ماہرین علم الحیوان نے صدہا سال کے تجربات کے بعد بھی ان حقائق کی تلاش میں کامیابی حاصل نہیں کی ہے جن کی طرف چودہ صدی قبل مولائے کائنات نے اشارہ کر دیا تھا جب نہ علم الحیوان کا کوئی وجود تھا اور نہ تجربہ گاہیں ایجاد ہوئی تھیں اور اس کا راز صرف یہ ہے کہ نمائندگان پروردگار درسگاہ علام الغیوب سے پڑھ کر آئے ہیں - انھیں اس دنیا میں تجربہ اور تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں ہے -

[2] اس خطبہ میں مولائے کائنات نے دو انتہائی صغیر و حقیر مخلوقات کا حوالہ دیا ہے - ایک کا تعلق زمین پر رینگنے سے ہے اور دوسرے کا تعلق فضا میں پرواز کرنے سے ہے - دونوں کی تخلیق میں خلقت کے شاہکار پائے جاتے ہیں اور دونوں انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اس قدر طاقتور ہیں کہ چیونٹی ہاتھی کو فنا کر سکتی ہے اور ٹڈی بڑے بڑے فارمر کے ناک میں دم کئے رہتی ہے اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اپنے جسم کے ڈیل ڈول پر ناز نہیں کرنا چاہئے - پروردگار نے ہر بڑی طاقت کے فنا کرنے کا سامان چھوٹی طاقت میں رکھ دیا ہے -

نہ احسان کرنے والا خدا اسے نظر انداز کرتا ہے اور نہ صاحب جزا و عطا اسے محروم رکھتا ہے چاہے وہ خشک پتھر کے اندر ہو یا چٹے سنگ خارا کے اندر۔ اگر تم اس کی غذا کو پست و بلند نالیوں اور اس کے جسم کے اندر شکم کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور جگہ پانے والے آنکھ اور کان کو دیکھو گے تو تمھیں واقعاً اس کی تخلیق پر تعجب ہوگا اور اس کی توصیف سے عاجز ہو جاؤ گے۔ برتر ہے وہ خدا جس نے اس جسم کو اس کے پیروں پر قائم کیا ہے اور اس کی تعمیر انھیں ستونوں پر کھڑی کی ہے۔ نہ اس کی فطرت میں کسی خالق نے حصہ لیا ہے اور نہ اس کی تخلیق میں کسی قادر نے کوئی مدد کی ہے۔ اور اگر تم فکر کے تمام راستوں کو طے کر کے اس کی انتہا تک پہونچنا چاہو گے تو ایک ہی نتیجہ حاصل ہوگا کہ جو چیونٹی کا خالق ہے وہی درخت خرما کا بھی پروردگار ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک تخلیق میں یہی باریکی ہے اور ہر جاندار کا دوسرے سے نہایت درجہ باریک ہی اختلاف ہے۔ اس کی بارگاہ میں عظیم و لطیف، ثقیل و خفیف، قوی و ضعیف سب ایک ہی جیسے ہیں۔ (۱)

یہی حال آسمان اور فضا۔ اور ہوا اور پانی کا ہے۔ کہ چاہو شمس و قمر کو دیکھو یا نباتات و شجر کو۔ پانی اور پتھر پر نگاہ کرو یا شب و روز کی آمد و رفت پر، دریاؤں کے بہاؤ کو دیکھو یا پہاڑوں کی کثرت اور چوٹیوں کے طول و ارتفاع کو۔ لغات کے اختلاف کو دیکھو یا زبانوں کے افتراق کو۔ سب اس کی قدرت کاملہ کے بہترین دلائل ہیں۔ حیف ہے ان لوگوں پر جنھوں نے تقدیر ساز کا انکار کیا ہے اور تدبیر کرنے والے سے مکر گئے۔ ان کا خیال ہے کہ سب گھاس پھوس کی طرح ہیں کہ بغیر کھیتی کرنے والے کے اُگ آئے ہیں اور بغیر صانع کے مختلف شکلیں اختیار کر لی ہیں۔ حالانکہ انھوں نے اس دعویٰ میں نہ کسی دلیل کا سہارا لیا ہے اور نہ اپنے عقائد کی کوئی تحقیق کی ہے ورنہ یہ سمجھ لیتے کہ نہ بغیر بانی کے عمارت ہو سکتی ہے اور نہ بغیر مجرم کے جرم ہو سکتا ہے۔

اور اگر تم چاہو تو یہی باتیں (۲) ٹڈی کے بارے میں کہی جا سکتی ہیں کہ اس کے اندر دو سرخ سرخ آنکھیں پیدا کی ہیں اور چاند جیسے دو حلقوں میں آنکھوں کے چراغ روشن کر دئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کان بنا دئے ہیں اور مناسب سا دہانہ کھول دیا ہے لیکن اس کے حواس کو قوی بنا دیا ہے۔ اس کے دو تیز دانت ہیں جن سے پتیوں کو کاٹتی ہے اور دو پیر دندانہ دار ہیں جن سے گھاس وغیرہ کو اٹھاتی ہے۔ کاشتکار اپنی کاشت کے لئے ان سے خوفزدہ رہتے ہیں لیکن انھیں ہنکا نہیں سکتے ہیں چاہے کسی قدر طاقت کیوں نہ جمع کر لیں۔ یہانتک کہ وہ کھیتوں پر جست و خیز کرتے ہوئے حملہ آور ہو جاتی ہیں اور اپنی خواہش پوری کر لیتی ہیں۔ جب کہ اس کا کل وجود ایک باریک انگلی سے زیادہ نہیں ہے۔

پس بابرکت ہے وہ ذات اقدس جس کے سامنے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات برغبت یا بجر و اکراہ سربسجود رہتی ہیں۔

(۱) درحقیقت گھاس پھوس کے بارے میں بھی یہ تصور خلاف عقل ہے کہ اس کی تخلیق بغیر کسی خالق کے ہو گئی ہے۔ لیکن یہ تصور صرف اس لئے پیدا کر لیتا ہے کہ انسان اس کی حکمت اور مصلحت سے باخبر نہیں ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اسے برسات نے پانی کے بغیر کسی ترتیب و تنظیم کے اُگا دیا ہے اور اس کے بعد اسی تخلیق پر ساری کائنات کا قیاس کرنے لگتا ہے۔ حالانکہ اسے کائنات کی حکمت و مصلحت کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہئے تھا کہ تخلیق کائنات کے بعض اسرار تو واضح بھی ہو گئے ہیں لیکن تخلیق نباتات کا تو کوئی راز واضح نہیں ہو سکا ہے اور یہ انسان کی انتہائی جہالت ہے کہ وہ اسقدر حقیر اور معمولی مخلوقات کی حکمت و مصلحت سے بھی باخبر نہیں ہے اور حوصلہ اس قدر بلند ہے کہ مالک کائنات سے ٹکر لینا چاہتا ہے اور ایک لفظ میں اس کے وجود کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے۔

وَ يُعَفِّرُ لَهُ خَدّاً وَ وَجْهاً، وَ يُلْقِي إِلَيْهِ بِالطَّاعَةِ سِلْماً وَ ضَعْفاً، وَ يُعْطِي لَهُ الْقِيَادَ رَهْبَةً وَ خَوْفاً! فَالطَّيْرُ مُسَخَّرَةٌ لِأَمْرِهِ، أَحْصَىٰ عَدَدَ الرِّيشِ مِنْهَا وَ النَّفَسَ، وَ أَرْسَىٰ قَوَائِمَهَا عَلَى النَّدَىٰ وَ الْيَبَسِ، وَ قَدَّرَ أَقْوَاتَهَا، وَ أَحْصَىٰ أَجْنَاسَهَا. فَهٰذَا غُرَابٌ وَ هٰذَا عُقَابٌ. وَ هٰذَا حَمَامٌ وَ هٰذَا نَعَامٌ. دَعَا كُلَّ طَائِرٍ بِاسْمِهِ، وَ كَفَلَ لَهُ بِرِزْقِهِ. وَ أَنْشَأَ «السَّحَابَ الثِّقَالَ» فَأَهْطَلَ دِيَمَهَا، وَ عَدَّدَ قِسَمَهَا. فَبَلَّ الْأَرْضَ بَعْدَ جُفُوفِهَا، وَ أَخْرَجَ نَبْتَهَا بَعْدَ جُدُوبِهَا.

١٨٦

و من خطبة له (عليه السلام)

في التوحيد، و تجمع هذه الخطبة من اصول العلم ما لا تجمعه خطبة

مَا وَحَّدَهُ مَنْ كَيَّفَهُ، وَ لَا حَقِيقَتَهُ أَصَابَ مَنْ مَثَّلَهُ، وَ لَا إِيَّاهُ عَنَىٰ مَنْ شَبَّهَهُ، وَ لَا صَمَدَهُ مَنْ أَشَارَ إِلَيْهِ وَ تَوَهَّمَهُ. كُلُّ مَعْرُوفٍ بِنَفْسِهِ مَصْنُوعٌ، وَ كُلُّ قَائِمٍ فِي سِوَاهُ مَعْلُولٌ. فَاعِلٌ لَا بِاضْطِرَابِ آلَةٍ، مُقَدِّرٌ لَا بِجَوْلِ فِكْرَةٍ، غَنِيٌّ لَا بِاسْتِفَادَةٍ. لَا تَصْحَبُهُ الْأَوْقَاتُ، وَ لَا تَرْفِدُهُ الْأَدَوَاتُ، سَبَقَ الْأَوْقَاتَ كَوْنُهُ، وَ الْعَدَمَ وُجُودُهُ، وَ الْابْتِدَاءَ أَزَلُهُ. بِتَشْعِيرِهِ الْمَشَاعِرَ عُرِفَ أَنْ لَا مَشْعَرَ لَهُ، وَ بِمُضَادَّتِهِ بَيْنَ الْأُمُورِ عُرِفَ أَنْ لَا ضِدَّ لَهُ، وَ بِمُقَارَنَتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُرِفَ أَنْ لَا قَرِينَ لَهُ. ضَادَّ النُّورَ بِالظُّلْمَةِ، وَ الْوُضُوحَ بِالْبُهْمَةِ، وَ الْجُمُودَ بِالْبَلَلِ، وَ الْحَرُورَ (الحرور) بِالصَّرَدِ. مُؤَلِّفٌ بَيْنَ مُتَعَادِيَاتِهَا، مُقَارِنٌ (مقارب) بَيْنَ مُتَبَايِنَاتِهَا، مُقَرِّبٌ بَيْنَ مُتَبَاعِدَاتِهَا، مُفَرِّقٌ بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا. لَا يُشْمَلُ بِحَدٍّ، وَ لَا يُحْسَبُ بِعَدٍّ، وَ إِنَّمَا تَحُدُّ الْأَدَوَاتُ أَنْفُسَهَا، وَ تُشِيرُ الْآلَاتُ إِلَىٰ نَظَائِرِهَا. مَنَعَتْهَا «مُنْذُ» الْقِدْمَةَ، وَ حَمَتْهَا «قَدُ» الْأَزَلِيَّةَ، وَ جَنَّبَتْهَا «لَوْلَا» التَّكْمِلَةَ! بِهَا تَجَلَّىٰ صَانِعُهَا لِلْعُقُولِ، وَ بِهَا امْتَنَعَ عَنْ نَظَرِ الْعُيُونِ، وَ لَا يَجْرِي عَلَيْهِ السُّكُونُ وَ الْحَرَكَةُ، وَ كَيْفَ يَجْرِي عَلَيْهِ مَا هُوَ أَجْرَاهُ، وَ يَعُودُ فِيهِ مَا هُوَ أَبْدَاهُ، وَ يَحْدُثُ فِيهِ مَا هُوَ أَحْدَثَهُ! إِذاً لَتَفَاوَتَتْ

ندی - تری - نمی
ہطل - مسلسل بارش
دیم - جمع دیمہ - بلا رعد و برق بارش
تعدید القسم - ہر علاقہ کے حصہ کا حساب رکھنا
جدوب - قحط
صمد - ارادہ کیا
ترفدہ - امداد کرتے ہیں
مشعر - محل شعور و احساس
صَرَد - ٹھنڈک
تدانی - ایک دوسرے سے قریب
منذُ - کب سے ہے یہ علامت ہے کہ پہلے نہیں تھا
قد - ہو گیا - یہ اشارہ ہے کہ وجود سے پہلے عدم تھا
لولا - اگر وہ نہ ہوتا - یہ نشانی ہے کہ کسی کا محتاج ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو اس کا بھی وجود نہ ہوتا اور یہ کھلی ہوئی مخلوقیت کی علامت ہے کہ خالق کسی کے ذریعہ وجود میں نہیں آتا ہے بلکہ ساری کائنات اس کے اشارہ کُن سے عالم وجود میں آجاتی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۸۶ احتجاج طبرسی ۱ ص ۲۹۹، کافی ۱ ص ۱۳۹، توحید صدوق ص ۹۶، ص ۳۲۰، ص ۳۲۴، امالی صدوق ص ۳۰۵، ارشاد مفید ص ۱۳۱
اختصاص مفید ص ۲۳۶، تذکرۃ الخواص ص ۱۵۴، تحف العقول ص ۴۳، امالی شریف مرتضیٰ ۱ ص ۱۳۰

اور اس کے لئے چہرہ اور رخسار کو خاک پر رکھے ہوئے ہیں اور عجز و انکسار کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سراپا اطاعت ہیں اور خوف و دہشت سے اپنی زمام اختیار اس کے حوالہ کئے ہوئے ہیں۔ پرندے اس کے امر کے تابع ہیں کہ وہ ان کے پروں اور سانسوں کا شمار رکھتا ہے اور ان کے پروں کو تری یا خشکی میں جما دیا ہے۔ ان کا قوت مقدر کر دیا ہے اور ان کی جنس کا احصار کر لیا ہے کہ یہ کوا ہے۔ وہ عقاب ہے۔ یہ کبوتر ہے۔ وہ شتر مرغ ہے۔ ہر پرندہ کو اس کے نام سے عالم وجود میں دعوت دی ہے اور ہر ایک کی روزی کی کفالت کی ہے سنگین قسم کے بادل پیدا کئے تو ان سے موسلادھار پانی برسا دیا اور اس کی تقسیمات کا حساب بھی رکھا۔ زمین کو خشکی کے بعد تر کر دیا اور اس کے نباتات کو بنجر ہو جانے کے بعد دوبارہ اُگا دیا۔

۱۸۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(توحید کے بارے میں اور اس میں وہ تمام علمی مطالب پائے جاتے ہیں جو کسی دوسرے خطبہ میں نہیں ہیں)

وہ اس کی توحید کا قائل نہیں ہے جس نے اس کے لئے کیفیات کا تصور پیدا کر لیا اور وہ اس کی حقیقت سے ناآشنا ہے جس نے اس کی تمثیل قرار دے دی۔ اس نے اس کا قصد ہی نہیں کیا جس نے اس کی شبیہ بنا دی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوا جس نے اس کی طرف اشارہ کر دیا یا اسے تصوّر کا پابند بنا دینا چاہا۔ جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مخلوق ہے اور جو دوسرے کے سہارے قائم ہو وہ اس علّت کا محتاج ہے۔ پروردگار فاعل ہے لیکن اعضاء کے حرکات سے نہیں اور اندازے مقرر کرنے والا ہے لیکن فکر کی جولانیوں سے نہیں۔ وہ غنی ہے لیکن کسی سے کچھ لے کر نہیں۔ زمانہ اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور آلات اسے سہارا نہیں دے سکتے۔ اس کا وجود زمانہ سے پہلے ہے اور اس کا وجود عدم سے بھی سابق اور اس کی ازلیت ابتدا سے بھی مقدم ہے۔ اس کے حواس[1] کو ایجاد کرنے سے اندازہ ہوا کہ وہ حواس سے بے نیاز ہے اور اس کے اشیاء کے درمیان ضدیت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ اس کی کوئی ضد نہیں ہے اور اس کے اشیاء میں مقارنت قرار دینے سے ثابت ہوا کہ اس کا کوئی قرین اور ساتھی نہیں ہے۔ اس نے نور کو ظلمت کی۔ وضاحت کو ابہام کی۔ خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی دشمن اشیاء کو جمع کرنے والا۔ ایک دوسرے سے جداگانہ اشیاء کا ساتھ کر دینے والا۔ باہمی دوری رکھنے والوں کو قریب بنا دینے والا اور باہمی قربت کے حامل امور کا جُدا کر دینے والا ہے۔ وہ نہ کسی حد کے اندر آتا ہے اور نہ کسی حساب و شمار میں آ سکتا ہے کہ جسمانی قوتیں اپنی جیسی اشیاء ہی کو محدود کر سکتی ہیں اور آلات اپنے امثال ہی کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔ ان اشیاء کو لفظ مُنْذُ (کب) نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور حرف قَدْ (ہو گیا) نے ازلیت سے الگ کر دیا ہے اور لَوْلاَ نے انھیں تکمیل سے جُدا کر دیا ہے۔ انھیں اشیاء کے ذریعہ بنانے والا عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے اور انھیں کے ذریعہ آنکھوں کی دید سے بَری ہو گیا ہے۔ اس پر حرکت و سکون کا قانون جاری نہیں ہوتا ہے کہ اس نے خود حرکت و سکون کے نظام کو جاری کیا ہے اور جس چیز کی ابتدا اس نے کی ہے وہ اس کی طرف کس طرح عائد ہو سکتی ہے یا جس کو اس نے ایجاد کیا ہے وہ اس کی ذات میں کس طرح شامل ہو سکتی ہے۔ ایسا ہو جاتا تو اس کی ذات بھی تغیر پذیر ہو جاتی

[1] مالک کائنات نے تخلیق کائنات میں ایسے خصوصیات کو ودیعت کر دیا ہے جن کے ذریعہ اس کی عظمت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ صرف اس نکتہ کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ جو شے بھی کسی کی ایجاد کردہ ہوتی ہے اس کا اطلاق موجد کی ذات پر نہیں ہو سکتا ہے لہٰذا اگر اس نے حواس کو پیدا کیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ذات حواس سے بالاتر ہے اور اگر اس نے بعض اشیاء میں ہمرنگی اور بعض میں اختلاف پیدا کیا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کی ذات اقدس نہ کسی کی ہمرنگ ہے اور نہ کسی سے ضدیت کی حامل ہے۔ یہ ساری باتیں مخلوقات کے مقدر میں لکھی گئی ہیں اور خالق کی ذات ان تمام باتوں سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہے۔!

ذَاتُـهُ، وَ لَـتَجَزَّأَ كُـنْهُهُ، وَ لَامْـتَنَعَ مِـنَ الْأَزَلِ مَـعْنَاهُ، وَ لَكَـانَ لَـهُ وَرَاءٌ إِذْ وُجِـدَ لَـهُ أَمَامٌ، وَ لَالْـتَمَسَ الـتَّمَامَ إِذْ لَـزِمَهُ النُّـقْصَانُ. وَ إِذاً لَـقَامَتْ آيَـةُ الْمَـصْنُوعِ فِـيهِ، وَلَـتَحَوَّلَ دَلِيلاً بَعْدَ أَنْ كَانَ مَدْلُولاً عَلَيْهِ، وَ خَرَجَ بِسُلْطَانِ الِامْـتِنَاعِ مِـنْ أَنْ يُـؤَثِّرَ فِـيهِ مَـا يُـؤَثِّرُ فِي غَيْرِهِ. الَّذِي لَا يَحُولُ وَ لَا يَزُولُ، وَ لَا يَجُوزُ عَـلَيْهِ الْأُفُـولُ. لَمْ يَـلِدْ فَـيَكُونَ (فـيصير) مَوْلُوداً، وَ لَمْ يُولَدْ فَيَصِيرَ مَحْدُوداً[1]. جَلَّ عَنِ اتِّخَاذِ الْأَبْنَاءِ، وَ طَـهُرَ عَـنْ مُـلَامَسَةِ النِّسَـاءِ. لَا تَنَالُهُ الْأَوْهَامُ فَتُقَدِّرَهُ، وَ لَا تَتَوَهَّمُهُ الْـفِطَنُ فَـتُصَوِّرَهُ، وَ لَا تُـدْرِكُهُ الْحَـوَاسُّ فَـتُحِسَّهُ، وَ لَا تَلْمِسُهُ الْأَيْـدِي فَـتَمَسَّهُ. وَ لَا يَـتَغَيَّرُ بِحَـالٍ، وَ لَا يَـتَبَدَّلُ فِي الْأَحْـوَالِ. وَ لَا تُـبْلِيهِ اللَّـيَالِي وَ الْأَيَّـامُ، وَ لَا يُـغَيِّرُهُ الضِّـيَاءُ وَ الظَّـلَامُ، وَ لَا يُـوصَفُ بِـشَيْءٍ مِـنَ الْأَجْـزَاءِ، وَ لَا بِـالْجَوَارِحِ وَالْأَعْـضَاءِ، وَ لَا بِـعَرَضٍ مِـنَ الْأَعْـرَاضِ، وَ لَا بِـالْغَيْرِيَّةِ وَ الْأَبْـعَاضِ. وَ لَا يُقَالُ: لَهُ حَدٌّ وَ لَا نِهَـايَةٌ، وَ لَا انْـقِطَاعٌ وَ لَا غَـايَةٌ، وَ لَا أَنَّ الْأَشْـيَاءَ تَحْـوِيهِ فَـتُقِلَّهُ أَوْ تُهْـوِيَهُ، وَ أَنَّ شَـيْئاً يَحْـمِلُهُ فَـيُمِيلَهُ أَوْ يُـعَدِّلَهُ. لَـيْسَ فِي الْأَشْـيَاءِ بِـوَالِجٍ، وَ لَا عَـنْهَا بِخَارِجٍ. يُخْبِرُ لَا بِلِسَانٍ وَ لَهَوَاتٍ، وَ يَسْمَعُ لَا بِخُرُوقٍ وَ أَدَوَاتٍ. يَـقُولُ وَ لَا يَـلْفِظُ، وَ يَحْـفَظُ وَ لَا يَتَحَفَّظُ، وَ يُرِيدُ وَ لَا يُضْمِرُ. يُحِبُّ وَ يَرْضَىٰ مِنْ غَيْرِ رِقَّةٍ، وَ يُـبْغِضُ وَ يَـغْضَبُ مِـنْ غَيْرِ مَشَقَّةٍ. يَقُولُ لِمَنْ أَرَادَ كَوْنَهُ: «كُنْ فَـيَكُونُ»، لَا بِـصَوْتٍ يُـقْرَعُ، وَ لَا بِـنِدَاءٍ يُسْـمَعُ، وَ إِنَّمَـا كَـلَامُهُ[2] سُـبْحَانَهُ فِـعْلٌ مِـنْهُ أَنْشَأَهُ وَ مَـثَّلَهُ، لَمْ يَكُـنْ مِـنْ قَـبْلِ ذٰلِكَ كَـائِناً، وَ لَوْ كَانَ قَدِيماً لَكَانَ إِلٰهاً ثَانِياً.

لَا يُقَالُ: كَانَ بَـعْدَ أَنْ لَمْ يَكُـنْ، فَـتَجْرِيَ عَـلَيْهِ الصِّـفَاتُ الْـمُحْدَثَاتُ، وَ لَا يَكُـونُ بَـيْنَهَا وَ بَـيْنَهُ فَـصْلٌ، وَ لَا لَـهُ عَـلَيْهَا فَـضْلٌ، فَـيَسْتَوِيَ الصَّـانِعُ وَ الْمَـصْنُوعُ، وَ يَـتَكَافَأَ الْمُـبْتَدَعُ وَ الْـبَدِيعُ. خَـلَقَ الْخَـلَائِقَ عَـلَىٰ غَـيْرِ مِـثَالٍ خَـلَا مِـنْ غَـيْرِهِ، وَ لَمْ يَسْـتَعِنْ عَـلَىٰ خَـلْقِهَا بِأَحَـدٍ مِـنْ خَـلْقِهِ. وَ أَنْشَأَ الْأَرْضَ فَأَمْسَكَـهَا مِـنْ غَـيْرِ اشْـتِغَالٍ، وَ أَرْسَـاهَا عَـلَىٰ غَـيْرِ قَـرَارٍ، وَ أَقَـامَهَا بِـغَيْرِ قَـوَائِمَ، وَ رَفَـعَهَا بِغَيْرِ دَعَـائِمَ، وَ حَـصَّنَهَا مِـنَ الْأَوَدِ وَ الِاعْـوِجَاجِ، وَ مَـنَعَهَا مِـنَ التَّـهَافُتِ وَ الِانْـفِرَاجِ. أَرْسَىٰ أَوْتَـادَهَا، وَ ضَرَبَ أَسْـدَادَهَـا، وَ اسْـتَفَاضَ عُـيُونَهَا، وَ خَـدَّ أَوْدِيَـتَهَا، فَـلَمْ يَهِـنْ مَـا بَـنَاهُ، وَ لَا ضَـعُفَ مَـا قَـوَّاهُ. هُـوَ الظَّـاهِرُ عَـلَيْهَا بِسُـلْطَانِهِ وَ عَـظَمَتِهِ، وَ هُـوَ

سلطان الامتناع - وہ قوت جو ہر اعتبار سے محافظ ہے

افول - غروب

مولود - جو کسی بھی ذریعہ سے پیدا ہو

تقلّ - بلند کرے

تہویہ - گرا دے

لہوات - حلق کا کوا

لا یتحفظ - حفاظت میں کوئی زحمت نہیں ہوتی ہے -

اود - کجی

تہافت - دھیرے دھیرے گر جانا

انفراج - شگاف

اوتاد - جمع وتد - میخ - رسی

اسداد - جمع سد - پہاڑ

خدّ - شق کر دیا

لم یہن - کمزور نہیں ہے

[1] ہر مولود بہرحال محدود ہے کہ جس سے پیدا ہوا ہے اس نے اس کے وجود کی حد بندی کر دی ہے چاہے وہ باپ ہو یا کوئی دوسرا ذریعہ ہو جیسا کہ خلقت حضرت آدمؑ میں ہوا ہے یا دوسری مخلوقات میں ہوتا رہتا ہے

[2] بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ پروردگار کا کلام ایک صفت ہے جو اس کی ذات سے قائم ہے اور جس طرح اس کی ذات اقدس قدیم ہے اسی طرح یہ صفت اور یہ کلام بھی قدیم ہے - اور اسی بنیاد پر ایک زمانہ میں اس قدر اختلاف ہوا ہے کہ عقائد کے سارے علم کا نام علم کلام ہو گیا - گویا کہ عقائد میں کوئی عقیدہ سمجھنے کے لائق نہیں ہے - سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ انسان کلام پروردگار کی حقیقت کا ادراک کر لے اور یہ سمجھ لے کہ اس کا کلام حادث ہے یا قدیم - حالانکہ یہ سب مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کے سیاسی حربے تھے ورنہ کون شریف آدمی نہیں جانتا ہے کہ کلام کلام ہوتا ہے - وہ متکلم کا ہم نہیں ہو سکتا ہے -

س کی حقیقت بھی قابل تجزیہ ہوجاتی اور اس کی معنویت بھی ازلیت سے الگ ہو جاتی اور اس کے یہاں بھی اگر سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی سمت ہوتی اور وہ بھی کمال کا طلبگار ہوتا اگر اس میں نقص پیدا ہوجاتا۔ اس میں مصنوعات کی علامت پیدا ہوجاتی اور وہ مدلول ہونے کے بعد خود دوسرے کی طرف رہنمائی کرنے والا ہوجاتا۔ وہ اپنے امتناع و تحفظ کی طاقت کی بنا پر اس حد سے باہر نکل گیا ہے کہ کوئی ایسی شے اس پر ے جو دوسروں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کے یہاں نہ تغیر ہے اور نہ زوال اور نہ اس کے آفتاب وجود کے لئے کوئی غروب ہے۔ وہ نہ کا باپ ہے کہ اس کا کوئی فرزند ہو اور نہ کسی کا فرزند ہے کہ محدود ہو کر رہ جائے[1]۔ وہ اولاد بنانے سے بھی بے نیاز اور عورتوں کو ہاتھ نے سے بھی بلند و بالا ہے۔ اوہام اسے پا نہیں سکتے ہیں کہ اس کا اندازہ مقرر کریں اور ہوشمندیاں اس کا تصور نہیں کر سکتی ہیں کہ اس کی ریر بنا سکیں۔ حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں کہ اسے محسوس کر سکیں اور ہاتھ اسے چھو نہیں سکتے ہیں کہ مس کر لیں۔ وہ کسی حال متغیر نہیں ہوتا ہے اور مختلف حالات میں بدلتا بھی نہیں ہے۔ شب و روز اسے پُرانا نہیں کر سکتے ہیں اور تاریکی و روشنی اس میں نہیں پیدا کر سکتی ہے۔ وہ نہ اجزاء سے موصوف ہوتا ہے اور نہ جوارح و اعضاء سے۔ نہ کسی عرض سے متصف ہوتا ہے اور نہ ت اور جزئیت سے۔ اس کے لئے نہ حد اور انتہا کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نہ اختتام اور زوال کا۔ نہ اشیاء اس پر حاوی ہیں ب چاہیں پست کر دیں یا بلند کر دیں اور نہ کوئی چیز اسے اٹھائے ہوئے ہے کہ جب چاہے سیدھا کر دے یا موڑ دے۔ وہ نہ اشیاء اندر داخل ہے اور نہ ان سے خارج ہے۔ وہ کلام کرتا ہے مگر زبان اور تالو کے سہارے نہیں اور سنتا ہے لیکن کان کے راخ اور آلات کے ذریعہ نہیں۔ بولتا ہے لیکن تلفظ سے نہیں اور ہر چیز کو یاد رکھتا ہے لیکن حافظہ کے سہارے نہیں۔ ارادہ کرتا لیکن دل سے نہیں اور محبت و رضا رکھتا ہے لیکن نرمی قلب کے وسیلہ سے نہیں اور بغض و غضب بھی رکھتا ہے لیکن غم و غصہ کی یف سے نہیں۔ جس چیز کو ایجاد کرنا چاہتا ہے اس سے کُنْ کہہ دیتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ نہ کوئی آواز کانوں سے ٹکراتی ہے نہ کوئی ندا سنائی دیتی ہے۔ اس کا کلام[2] درحقیقت اس کا فعل ہے جس کو اس نے ایجاد کیا ہے اور اس کے پہلے سے ہونے کا کوئی سوال ا ہے ورنہ وہ بھی قدیم اور دوسرا خدا ہو جاتا۔

اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آیا ہے کہ اس پر حادث صفات کا اطلاق ہو جائے اور دونوں میں نہ کوئی فاصلہ جائے اور نہ اس کا حوادث پر کوئی فضل رہ جائے اور پھر صانع و مصنوع دونوں برابر ہو جائیں اور مصنوع صنعت کے مثل ہو جائے۔ اس نے قات کو بغیر کسی دوسرے کے چھوڑے ہوئے نمونہ کے بنایا ہے اور اس تخلیق میں کسی سے مدد بھی نہیں لی ہے۔ زمین کو ایجاد کیا اور اس میں الجھے ے روک کر رکھا اور پھر بغیر کسی سہارے کے گاڑ دیا اور بغیر کسی ستون کے قائم کر دیا اور بغیر کھمبوں کے بلند بھی کر دیا۔ اسے ہر طرح کی اور ٹیڑھے پن سے محفوظ رکھا اور ہر قسم کے شگاف اور انتشار سے بچائے رکھا۔ اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں اور چٹانوں کو مضبوطی نصب کر دیا۔ چشمے جاری کر دئے اور پانی کی گذرگاہوں کو شگافتہ کر دیا۔ اس کی کوئی صنعت کمزور نہیں ہے اور اس نے جس کو قوت ے دی ہے وہ ضعیف نہیں ہے۔ وہ ہر شے پر اپنی عظمت و سلطنت کی بنا پر غالب ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار کا عرفان اس کے صفات و کمالات ہی سے ہوتا ہے اور اس کی ذات اقدس بھی مختلف صفات سے متصف ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ اس کے صفات حادث نہیں ہیں۔ بلکہ عین ذات ہیں اور ایک ذات اقدس ہے جس سے اس کے تمام صفات کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کا طرح کے تعدد کا کوئی امکان نہیں ہے۔!

الْبَاطِنُ لَهَا بِعِلْمِهِ وَ مَعْرِفَتِهِ، وَ الْعَالِي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مِنْهَا بِجَلَالِهِ وَ عِزَّتِهِ. لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ مِنْهَا طَلَبَهُ، وَ لَا يَمْتَنِعُ عَلَيْهِ فَيَغْلِبَهُ، وَ لَا يَفُوتُهُ السَّرِيعُ مِنْهَا فَيَسْبِقَهُ، وَ لَا يَحْتَاجُ إِلَىٰ ذِي مَالٍ فَيَرْزُقَهُ. خَضَعَتِ الْأَشْيَاءُ لَهُ، وَ ذَلَّتْ مُسْتَكِينَةً لِعَظَمَتِهِ، لَا تَسْتَطِيعُ الْهَرَبَ مِنْ سُلْطَانِهِ إِلَىٰ غَيْرِهِ فَتَمْتَنِعَ مِنْ نَفْعِهِ وَ ضَرِّهِ، وَ لَا كُفْءَ لَهُ فَيُكَافِئَهُ، وَ لَا نَظِيرَ لَهُ فَيُسَاوِيَهُ. هُوَ الْمُفْنِي لَهَا بَعْدَ وُجُودِهَا، حَتَّىٰ يَصِيرَ مَوْجُودُهَا كَمَفْقُودِهَا.

وَ لَيْسَ فَنَاءُ الدُّنْيَا بَعْدَ ابْتِدَاعِهَا بِأَعْجَبَ مِنْ إِنْشَائِهَا وَ اخْتِرَاعِهَا.[1] وَ كَيْفَ وَ لَوِ اجْتَمَعَ جَمِيعُ حَيَوَانِهَا مِنْ طَيْرِهَا وَ بَهَائِمِهَا، وَ مَا كَانَ مِنْ مُرَاحِهَا وَ سَائِمِهَا، وَ أَصْنَافِ أَسْنَاخِهَا وَ أَجْنَاسِهَا، وَ مُتَبَلِّدَةِ أُمَمِهَا وَ أَكْيَاسِهَا، عَلَىٰ إِحْدَاثِ بَعُوضَةٍ، مَا قَدَرَتْ عَلَىٰ إِحْدَاثِهَا، وَ لَا عَرَفَتْ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَىٰ إِيجَادِهَا، وَلَتَحَيَّرَتْ عُقُولُهَا فِي عِلْمِ ذٰلِكَ وَتَاهَتْ، وَ عَجَزَتْ قُوَاهَا وَ تَنَاهَتْ، وَ رَجَعَتْ خَاسِئَةً حَسِيرَةً، عَارِفَةً بِأَنَّهَا مَقْهُورَةٌ، مُقِرَّةً بِالْعَجْزِ عَنْ إِنْشَائِهَا، مُذْعِنَةً بِالضَّعْفِ عَنْ إِفْنَائِهَا!

وَ إِنَّ اللّٰهَ، سُبْحَانَهُ، يَعُودُ بَعْدَ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَحْدَهُ لَا شَيْءَ مَعَهُ. كَمَا كَانَ قَبْلَ ابْتِدَائِهَا، كَذٰلِكَ يَكُونُ بَعْدَ فَنَائِهَا، بِلَا وَقْتٍ وَ لَا مَكَانٍ، وَلَا حِينٍ وَ لَا زَمَانٍ. عُدِمَتْ عِنْدَ ذٰلِكَ الْآجَالُ وَ الْأَوْقَاتُ، وَ زَالَتِ السُّنُونَ وَ السَّاعَاتُ. فَلَا شَيْءَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الَّذِي إِلَيْهِ مَصِيرُ جَمِيعِ الْأُمُورِ. بِلَا قُدْرَةٍ مِنْهَا كَانَ ابْتِدَاءُ خَلْقِهَا، وَ بِغَيْرِ امْتِنَاعٍ مِنْهَا كَانَ فَنَاؤُهَا، وَ لَوْ قَدَرَتْ عَلَى الِامْتِنَاعِ لَدَامَ بَقَاؤُهَا. لَمْ يَتَكَاءَدْهُ صُنْعُ شَيْءٍ مِنْهَا إِذْ صَنَعَهُ، لَمْ يَؤُدْهُ مِنْهَا خَلْقُ مَا خَلَقَهُ وَ بَرَأَهُ، وَ لَمْ يُكَوِّنْهَا لِتَشْدِيدِ سُلْطَانٍ، وَ لَا لِخَوْفٍ مِنْ زَوَالٍ وَ نُقْصَانٍ، وَ لَا لِلِاسْتِعَانَةِ بِهَا عَلَىٰ نِدٍّ مُكَاثِرٍ، وَ لَا لِلِاحْتِرَازِ بِهَا مِنْ ضِدٍّ مُثَاوِرٍ، وَ لَا لِلِازْدِيَادِ بِهَا فِي مُلْكِهِ، وَ لَا لِمُكَاثَرَةِ شَرِيكٍ فِي شِرْكِهِ، وَ لَا لِوَحْشَةٍ كَانَتْ مِنْهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَأْنِسَ إِلَيْهَا.

ثُمَّ هُوَ يُفْنِيهَا بَعْدَ تَكْوِينِهَا، لَا لِسَأَمٍ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي تَصْرِيفِهَا وَ تَدْبِيرِهَا، وَ لَا لِرَاحَةٍ وَاصِلَةٍ إِلَيْهِ، وَ لَا لِثِقَلِ شَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهِ.

مُراح - ٹھکانا
سائم - چرنے والا
اسناخ - اصول
متبلدہ - غبی
اکیاس - عقلمند
خاسئی - ذلیل
حسیر - عاجز
لم تیکاءدہ - مشکل نہیں ہے
لم یودہ - گراں نہیں ہے
برأ - خلق کیا
ند - مثل
مکاثرہ - کثرت میں غلبہ
مثاورہ - حملہ آور

[1] اس مقام پر حضرت نے قدرت پروردگار کے اظہار کیلئے انسان کی عاجزی کو ذریعہ قرار دیا ہے کہ انسان ایک مچھر کی تخلیق پر قادر نہیں ہے اور مالک نے کل کائنات کو بنا دیا ہے تو جو کائنات کو ایجاد کر سکتا ہے وہ فنا بھی کر سکتا ہے کہ فنا کا کام ایجاد سے بہر حال آسان تر ہے اور اس کا کوئی تصور نہیں ہے کہ کوئی خالق ایجاد کر دینے پر قدرت رکھتا ہو اور فنا کر دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

[2] کھلی ہوئی بات ہے کہ جب ساری کائنات فنا ہو جائے گی اور زمین و آسمان دونوں تباہ ہو جائیں گے تو وقت کا تصور ہی کیا رہ جائے گا۔ وقت افلاک کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے اور جب افلاک ہی نہ رہ جائیں گے تو وقت کہاں سے پیدا ہوگا۔ اس ظرف زمان کے بارے میں کسی لفظ کا استعمال بھی صحیح نہیں ہے کہ اسے ظرف زمان بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔

علم وعرفان کی بنا پر اندر تک کی خبر رکھتا ہے۔ جلال و عزت کی بنا پر ہر شے سے بلند و بالا ہے اور اگر کسی شے کو طلب کرنا چاہے
تو اسے عاجز نہیں کر سکتی ہے اور اس سے انکار نہیں کر سکتی ہے کہ اس پر غالب آجائے۔ تیزی دکھلانے والے اس سے بچ کر آگے
نکل سکتے ہیں اور وہ کسی صاحب ثروت کی روزی کا محتاج نہیں ہے۔ تمام اشیاء اس کی بارگاہ میں خضوع کرنے والی اور اس کی عظمت
کے سامنے ذلیل ہیں۔ کوئی چیز اس کی سلطنت سے فرار کر کے دوسرے کی طرف نہیں جا سکتی ہے کہ اس کے نفع و نقصان سے محفوظ ہو جائے
نہ اس کا کوئی کفو ہے کہ ہمسری کرے اور نہ کوئی مثل ہے کہ برابر ہو جائے۔ وہ ہر شے کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے کہ ایک دن پھر
مفقود ہو جائے اور اس کے لئے دنیا کا فنا کر دینا اس سے زیادہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ جب اس نے اس کی اختراع (۱) و ایجاد کی تھی
اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ صورت حال یہ ہے کہ اگر تمام حیوانات پرندہ اور چرندہ۔ رات کو منزل پر واپس آنے والے اور
چراگاہوں میں رہ جانے والے۔ طرح طرح کے انواع و اقسام والے اور تمام انسان غبی اور ہوشمند سب مل کر ایک مچھر کو ایجاد
کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے ہیں اور نہ انھیں یہ اندازہ ہوگا کہ اس کی ایجاد کا طریقہ اور راستہ کیا ہے بلکہ ان کی عقلیں اسی راہ میں
گم ہو جائیں گی اور ان کی طاقتیں جواب دے جائیں گی اور عاجز و درماندہ ہو کر میدان عمل سے واپس آجائیں گی اور انھیں محسوس
ہو جائے گا کہ ان پر کسی کا غلبہ ہے اور انھیں اپنی عاجزی کا اقرار بھی ہوگا اور انھیں فنا کر دینے کے بارے میں بھی کمزوری کا اعتراف ہوگا۔
وہ خدائے پاک و پاکیزہ ہی ہے جو دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد بھی رہنے والا ہے اور اس کے ساتھ رہنے والا کوئی نہیں ہے
ابتدا میں بھی ایسا ہی تھا اور انتہا میں بھی ایسا ہی ہونے والا ہے۔ اس کے لئے نہ وقت ہے نہ مکان۔ نہ ساعت ہے نہ
زمانہ۔ اس وقت مدت اور وقت سب فنا ہو جائیں گے اور ساعت و سال سب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس خدائے واحد و قہار
کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ اسی کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے اور کسی شے کو بھی اپنی ایجاد سے پہلے اپنی تخلیق کا یارا نہ تھا
اور نہ فنا ہوتے وقت انکار کرنے کا دم ہوگا۔ اگر اتنی ہی طاقت ہوتی تو ہمیشہ نہ رہ جاتے۔ اس مالک کو کسی شے کے بنانے میں کسی
زحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور اسے کسی شے کی تخلیق و ایجاد تھکا بھی نہیں سکی۔ اس نے اس کائنات کو نہ اپنی حکومت کے استحکام
کے لئے بنایا ہے اور نہ کسی زوال اور نقصان کے خوف سے بچنے کے لئے۔ نہ اسے کسی مد مقابل کے مقابلہ میں مدد کی ضرورت تھی
اور نہ وہ کسی حملہ آور دشمن سے بچنا چاہتا تھا۔ اس کا مقصد اپنے ملک میں کوئی اضافہ تھا اور نہ کسی شریک کے سامنے اپنی کثرت کا
اظہار تھا اور نہ تنہائی کی وحشت سے انس حاصل کرنا تھا۔
اس کے بعد وہ اس کائنات کو فنا کر دے گا۔ نہ اس لئے کہ اس کی تدبیر اور اس کے تصرفات سے عاجز آگیا ہے اور نہ
اس لئے کہ اب آرام کرنا چاہتا ہے یا اس پر کسی خاص چیز کا بوجھ پڑ رہا ہے

(۱) دنیا میں ایجادات اور حکومات کا فلسفہ یہی ہوتا ہے کہ کوئی ایجادات کے ذریعہ حکومت کا استحکام چاہتا ہے اور کوئی حکومت کے ذریعہ خطرات کا مقابلہ کرنا
چاہتا ہے۔ اس لئے بہت ممکن تھا کہ بعض جاہل افراد مالک کائنات کی تخلیق اور اس کی حکومت کے بارے میں بھی اسی طرح کا خیال قائم کر لیتے۔
حضرت نے یہ چاہا کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا جائے اور اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا جائے کہ خالق و مخلوق میں بے پناہ فرق ہے اور کسی بھی مخلوق کا قیاس
خالق پر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مخلوق کا مزاج احتیاج ہے اور خالق کا کمال بے نیازی ہے لہذا دونوں کے بارے میں ایک طرح کے تصورات نہیں قائم کئے جا سکتے ہیں۔

يُمِدُّهُ طُولُ بَقَائِهَا فَيَدْعُوهُ إِلَى سُرْعَةِ إِفْنَائِهَا، وَلٰكِنَّهُ سُبْحَانَهُ دَبَّرَهَا بِلُطْفِهِ، وَ أَمْسَكَهَا بِأَمْرِهِ، وَ أَتْقَنَهَا بِقُدْرَتِهِ، ثُمَّ يُعِيدُهَا بَعْدَ الْفَنَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ إِلَيْهَا، وَ لَا اسْتِعَانَةٍ بِشَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهَا، وَ لَا لِانْصِرَافٍ مِنْ حَالِ وَحْشَةٍ إِلَى حَالِ اسْتِئْنَاسٍ، وَ لَا مِنْ حَالِ جَهْلٍ وَ عَمًى إِلَى حَالِ عِلْمٍ وَالْتِمَاسٍ، وَ لَا مِنْ فَقْرٍ إِلَى غِنًى وَ كَثْرَةٍ، وَ لَا مِنْ ذُلٍّ وَضَعَةٍ إِلَى عِزٍّ وَ قُدْرَةٍ.

۱۸۷

و من خطبة له ﴿؏﴾

و هي في ذكر الملاحم

أَلَا بِأَبِي وَ أُمِّي، هُمْ مِنْ عِدَّةٍ أَسْمَاؤُهُمْ فِي السَّمَاءِ مَعْرُوفَةٌ وَ فِي الْأَرْضِ مَجْهُولَةٌ. أَلَا فَتَوَقَّعُوا مَا يَكُونُ مِنْ إِدْبَارِ أُمُورِكُمْ، وَ انْقِطَاعِ وُصَلِكُمْ، وَ اسْتِعْمَالِ صِغَارِكُمْ. ذَاكَ حَيْثُ تَكُونُ ضَرْبَةُ السَّيْفِ عَلَى الْمُؤْمِنِ أَهْوَنَ مِنَ الدِّرْهَمِ مِنْ حِلِّهِ. ذَاكَ حَيْثُ يَكُونُ الْمُعْطَى أَعْظَمَ أَجْراً مِنَ الْمُعْطِي. ذَاكَ حَيْثُ تَسْكَرُونَ مِنْ غَيْرِ شَرَابٍ، بَلْ مِنَ النِّعْمَةِ وَ النَّعِيمِ، وَ تَحْلِفُونَ مِنْ غَيْرِ اضْطِرَارٍ، وَ تَكْذِبُونَ مِنْ غَيْرِ إِحْرَاجٍ (إحواج). ذَاكَ إِذَا عَضَّكُمُ الْبَلَاءُ كَمَا يَعَضُّ الْقَتَبُ غَارِبَ الْبَعِيرِ. مَا أَطْوَلَ هٰذَا الْعَنَاءَ، وَ أَبْعَدَ هٰذَا الرَّجَاءَ!

أَيُّهَا النَّاسُ، أَلْقُوا هٰذِهِ الْأَزِمَّةَ الَّتِي تَحْمِلُ ظُهُورُهَا الْأَثْقَالَ مِنْ أَيْدِيكُمْ، وَ لَا تَصَدَّعُوا عَلَى سُلْطَانِكُمْ فَتَذُمُّوا غِبَّ فِعَالِكُمْ. وَ لَا تَقْتَحِمُوا مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ فَوْرِ نَارِ الْفِتْنَةِ، وَ أَمِيطُوا عَنْ سَنَنِهَا، وَ خَلُّوا قَصْدَ السَّبِيلِ لَهَا: فَقَدْ لَعَمْرِي يَهْلِكُ فِي لَهَبِهَا الْمُؤْمِنُ، وَ يَسْلَمُ فِيهَا غَيْرُ الْمُسْلِمِ.

إِنَّمَا مَثَلِي بَيْنَكُمْ كَمَثَلِ السِّرَاجِ فِي الظُّلْمَةِ، يَسْتَضِيءُ بِهِ مَنْ وَلَجَهَا. فَاسْمَعُوا أَيُّهَا النَّاسُ وَعُوا، وَ أَحْضِرُوا آذَانَ قُلُوبِكُمْ تَفْهَمُوا (تفقهوا).

۱۸۸

و من خطبة له ﴿؏﴾

في الوصية بأمور

التقوى

أُوصِيكُمْ، أَيُّهَا النَّاسُ، بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ كَثْرَةِ حَمْدِهِ عَلَى آلَائِهِ

احراج ۔ تنگی
قتب ۔ پالان
غارب ۔ گردن اور کوہان کا درمیانی حصہ
ازمہ ۔ جمع زمام
لاتصدعوا ۔ متفرق نہ ہو جاؤ
فورنار ۔ آگ کا بھڑکنا
امیطوا ۔ زائل کرو
قصد السبیل ۔ سیدھا راستہ

(۱) اگرچہ عمومی قانون یہی ہے کہ عطا کرنے والے کا مرتبہ لینے والے سے بلند تر ہوتا ہے اور اصل اجر راہ خدا میں عطا کرنے والے ہی کا ہوتا ہے ۔ لیکن کبھی کبھی معاملہ اس کے برعکس بھی ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب عطا کرنے والا دولت کے نشہ میں مست ہو کر قصد قربت کو نظر انداز کر دیتا ہے اور صرف اپنی دولت و ثروت کے مظاہرہ کے لئے صدقات و خیرات کا سلسلہ شروع کرتا ہے اور اس کے برعکس لینے والا ذاتی طور پر انتہائی شریف اور غیرت دار ہوتا ہے لیکن حالات کی بنا پر ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جاتا ہے اور صدقات و خیرات پر گزارہ کرنے لگتا ہے ۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ ایسے فقیر کا مرتبہ پروردگار کے نزدیک اس غنی سے یقیناً بالاتر ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ۔

مصادر خطبہ ۱۸۷ کتاب صفین ابو الحسن المدائنی ۔ ربیع الابرار زمخشری (باب المال الکسب) بحار الانوار کتاب الفتن

مصادر خطبہ ۱۸۸ الاعجاز والایجاز ابو منصور الثعالبی ص ۳۱ ، بحار الانوار ۷۷ ص ۴۳۳

بقائے کائنات نے اسے تھکا دیا ہے تو اب اسے مٹا دینا چاہتا ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ اس نے اپنے لطف سے اس کی تدبیر کی ہے
اپنے امر سے اسے روک رکھا ہے۔ اپنی قدرت سے اسے مستحکم بنایا ہے اور پھر فنا کرنے کے بعد دوبارہ ایجاد کرے گا حالانکہ اس
وقت بھی نہ اسے کسی شے کی ضرورت ہے اور نہ کسی سے مدد لینا ہوگی۔ نہ وحشت سے انس کی طرف منتقل ہونا ہوگا اور نہ جہالت
و تاریکی سے علم اور تجربہ کی طرف آنا ہوگا نہ فقر و احتیاج سے مالداری اور کثرت کی تلاش ہوگی اور نہ ذلت و کمزوری سے
عزت اور قدرت کی جستجو ہوگی۔

۱۸۷ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں حوادث روزگار کا ذکر کیا گیا ہے)

میرے ماں باپ ان چند افراد پر قربان ہو جائیں جن کے نام آسمان میں معروف ہیں اور زمین میں مجہول۔ آگاہ ہو جاؤ اور
اس وقت کا انتظار کرو جب تمہارے امور الٹ جائیں گے اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور بچوں کے ہاتھ میں اقتدار آجائے گا۔
یہ وہ وقت ہوگا جب ایک درہم کے حلال کے ذریعہ حاصل کرنے سے آسان تر تلوار کا زخم ہوگا اور لینے والے فقیر کا اجر
دینے والے مالدار سے زیادہ ہوگا۔ (۱)

تم بغیر کسی شراب کے نعمتوں کے نشہ میں سرمست ہو گے اور بغیر کسی مجبوری کے قسم کھاؤ گے اور بغیر کسی ضرورت کے
جھوٹ بولو گے اور یہی وہ وقت ہوگا جب بلائیں تمہیں اس طرح کاٹ کھائیں گی جس طرح اونٹ کی پیٹھ کو پالان۔ ہائے یہ
رنج و الم کس قدر طویل ہوگا اور اس سے نجات کی امید کس قدر دور تر ہوگی۔

لوگو! ان سواریوں کی باگ ڈور اتار کر پھینک دو جن کی پشت پر تمہارے ہی ہاتھوں گناہوں کا بوجھ ہے اور
اپنے حاکم سے اختلاف نہ کرو کہ بعد میں اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔ وہ آگ کے شعلے جو تمہارے سامنے ہیں ان میں کود
نہ پڑو۔ ان کی راہ سے الگ ہو کر چلو اور راستہ کو ان کے لئے خالی کر دو کہ میری جان کی قسم اس فتنہ کی آگ میں مومن
ہلاک ہو جائے گا اور غیر مسلم محفوظ رہے گا۔

میری مثال تمہارے درمیان اندھیرے میں چراغ جیسی ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ روشنی حاصل کر لے گا۔ لہٰذا
خدارا میری بات سنو اور سمجھو۔ اپنے دلوں کے کانوں کو میری طرف مصروف کرو تاکہ بات سمجھ سکو۔

۱۸۸ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(مختلف امور کی وصیت کرتے ہوئے)

ایہا الناس! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں تقویٰ الٰہی اور نعمتوں، احسانات اور فضل و کرم پر شکر خدا ادا کرنے کی

---

(۱) جس طرح مالک نے رسول اکرمؐ کو جاہلیت کے اندھیرے میں سراج منیر بنا کر بھیجا تھا اسی طرح فتنوں کے اندھیروں میں مولائے کائنات کی ذات ایک روشن
چراغ کی ہے کہ اگر انسان اس چراغ کی روشنی میں زندگی گذارے تو کوئی فتنہ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا ہے اور کسی اندھیرے میں اس کے بھٹکنے کا امکان
نہیں ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ اس چراغ کی روشنی میں قدم آگے بڑھائے ورنہ اگر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اندھے پن کے ساتھ قدم آگے بڑھاتا
رہا تو چراغ روشن رہے گا اور انسان گمراہ ہو جائے گا جس کی طرف ان کلمات کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے کہ خدارا میری بات سنو اور سمجھو کہ اس کے
بغیر ہدایت کا کوئی امکان نہیں ہے اور گمراہی کا خطرہ ہرگز نہیں ٹل سکتا ہے۔

إِلَيْكُمْ، وَ نَعْمَائِهِ عَلَيْكُمْ، وَ بَلَائِهِ لَدَيْكُمْ. فَكَمْ خَصَّكُمْ (خصمكم) بِنِعْمَةٍ، وَ تَدَارَكَكُمْ بِرَحْمَةٍ! أَعْوَرْتُمْ لَهُ[1] فَسَتَرَكُمْ، وَ تَعَرَّضْتُمْ لِأَخْذِهِ فَأَمْهَلَكُمْ!

الموت

وَ أُوصِيكُمْ بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَ إِقْلَالِ الْغَفْلَةِ عَنْهُ. وَ كَيْفَ غَفْلَتُكُمْ عَمَّا لَيْسَ يُغْفِلُكُمْ، وَ طَمَعُكُمْ فِيمَنْ لَيْسَ يُمْهِلُكُمْ! فَكَفَى وَاعِظاً بِمَوْتَى عَايَنْتُمُوهُمْ. حُمِلُوا إِلَى قُبُورِهِمْ غَيْرَ رَاكِبِينَ، وَ أُنْزِلُوا فِيهَا غَيْرَ نَازِلِينَ، فَكَأَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا لِلدُّنْيَا عُمَّاراً، وَ كَأَنَّ الْآخِرَةَ لَمْ تَزَلْ لَهُمْ دَاراً. أَوْحَشُوا مَا كَانُوا يُوطِنُونَ، وَ أَوْطَنُوا مَا كَانُوا يُوحِشُونَ، وَ اشْتَغَلُوا بِمَا فَارَقُوا، وَ أَضَاعُوا مَا إِلَيْهِ انْتَقَلُوا. لَا عَنْ قَبِيحٍ يَسْتَطِيعُونَ انْتِقَالاً، وَ لَا فِي حَسَنٍ يَسْتَطِيعُونَ ازْدِيَاداً. أَنِسُوا بِالدُّنْيَا فَغَرَّتْهُمْ، وَ وَثِقُوا بِهَا فَصَرَعَتْهُمْ.

سرعة النفاد

فَسَابِقُوا - رَحِمَكُمُ اللَّهُ - إِلَى مَنَازِلِكُمُ الَّتِي أُمِرْتُمْ أَنْ تَعْمُرُوهَا، وَ الَّتِي رَغِبْتُمْ فِيهَا، وَ دُعِيتُمْ إِلَيْهَا. وَ اسْتَتِمُّوا نِعَمَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَتِهِ، وَ الْمُجَانَبَةِ لِمَعْصِيَتِهِ، فَإِنَّ غَداً مِنَ الْيَوْمِ (الايام) قَرِيبٌ. مَا أَسْرَعَ السَّاعَاتِ فِي الْيَوْمِ، وَ أَسْرَعَ الْأَيَّامَ فِي الشَّهْرِ، وَ أَسْرَعَ الشُّهُورَ فِي السَّنَةِ، وَ أَسْرَعَ السِّنِينَ (السنة) فِي الْعُمُرِ!

۱۸۹

و من كلام له (عليه السلام)

في الايمان و وجوب الهجرة

اقسام الايمان

فَمِنَ الْإِيمَانِ مَا يَكُونُ ثَابِتاً مُسْتَقِرّاً فِي الْقُلُوبِ، وَ مِنْهُ مَا يَكُونُ عَوَارِيَ بَيْنَ الْقُلُوبِ وَ الصُّدُورِ، «إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ». فَإِذَا كَانَتْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ مِنْ أَحَدٍ فَقِفُوهُ حَتَّى يَحْضُرَهُ الْمَوْتُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ يَقَعُ حَدُّ الْبَرَاءَةِ.

وجوب الهجرة

وَ الْهِجْرَةُ قَائِمَةٌ عَلَى حَدِّهَا الْأَوَّلِ. مَا كَانَ لِلَّهِ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ حَاجَةٌ مِنْ مُسْتَسِرِّ الْأُمَّةِ وَ مُعْلِنِهَا. لَا يَقَعُ اسْمُ الْهِجْرَةِ عَلَى أَحَدٍ (الا) بِمَعْرِفَةِ الْحُجَّةِ فِي الْأَرْضِ. فَمَنْ عَرَفَهَا وَ أَقَرَّ بِهَا فَهُوَ مُهَاجِرٌ. وَ لَا يَقَعُ

بلاء - احسان
اعورتم - برہنہ ہوگئے
اخذ - مواخذہ
اغفلہ - نظر انداز کر دیا
اوطن - وطن بنالیا
اوحش - ترک کر دیا
عواری - جمع عاریہ
حدہا الاول - سابق حکم
استسر الامر - چھپا دیا
امر - حالت

[1] خدا جانتا ہے کہ انسان کس طرح اپنے اعمال کے ذریعہ برہنہ ہو جاتا ہے اور اس کی نگاہ کے سامنے کھل کر گناہ کرتا ہے - لیکن اس کا کرم ہے کہ وہ بندہ کے راز کو فاش نہیں کرتا ہے اور مسلسل پردہ داری کرتا رہتا ہے - اسی بنا پر روایات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر پروردگار کی طرف سے پردہ پوشی کا انتظام نہ ہوتا تو تم ایک دوسرے کو دفن کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہوتے - یہ صرف اس کا کرم ہے کہ سماجی تعلقات زندہ ہیں اور معاشرہ چل رہا ہے -

---

مصادر خطبہ ۱۸۹ الایجاز والاعجاز ثعالبی ص۳۲ ، بصائر الدرجات صفار (متوفی ۲۹۰ھ) ص۳۱ ، کتاب خطب امیرالمومنین مسعدہ بن صدقہ ، عیون الاخبار صدوق ص۱۶۳ ، خصال صدوق ۲ ص۱۶۳ ، غرر الحکم آمدی ص۸ ، مستدرک حاکم ۲ ص۲۶۶ ، جامع بیان العلم ابن عبدالبر ا ص۱۱۴ ، اصابہ ابن حجر ۲ ص۵۰۹ ، الریاض النضرہ محب طبری ص۱۹۸ ، تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۲۴ ، الفتوحات الکبیر احمد زینی دحلان ۲ ص۳۳۷ ، ینابیع المودہ قندوزی ص۲۲۴ ،

دیکھو کتنی نعمتیں ہیں جو اس نے تمھیں عنایت کی ہیں اور کتنی برائیوں کی مکافات سے اپنی رحمت کے ذریعہ بچا لیا ہے۔ تم نے کھُل کر گناہ کئے اور اس نے پردہ پوشی کی۔ تم نے قابل مواخذہ اعمال انجام دئے اور اس نے تمھیں مہلت دے دی۔[1]

میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو اور اس سے غفلت نہ برتو۔ آخر اس سے کیسے غفلت کر رہے ہو جو تم سے غفلت کرنیوالی نہیں ہے اور اس فرشتۂ موت سے کیسے امید لگائے ہو جو ہرگز مہلت دینے والا نہیں ہے۔ تمھاری نصیحت کے لئے وہ مُردے ہی کافی ہیں جنھیں تم دیکھ چکے ہو کہ کس طرح اپنی قبروں کی طرف بغیر سواری کے لیجائے گئے اور کس طرح قبر میں اتار دئے گئے کہ خود سے اُترنے کے بھی قابل نہیں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کبھی اس دنیا کو بسایا ہی نہیں تھا اور گویا کہ آخرت ہی ان کا ہمیشگی کا مکان ہے۔ وہ جہاں آباد تھے اسے وحشت کدہ بنا گئے اور جس سے وحشت کھاتے تھے وہاں جا کر آباد ہو گئے۔ یہ اسی میں مشغول رہے تھے جس کو چھوڑنا پڑا اور اسے برباد کرتے رہے تھے جدھر جانا پڑا۔ اب نہ کسی بُرائی سے بچ کر کہیں جا سکتے ہیں اور نہ کسی نیکی میں کوئی اضافہ کر سکتے ہیں۔ دنیا سے انس پیدا کیا تو اس نے دھوکہ دے دیا اور اس پر اعتبار کر لیا تو اس نے تباہ و برباد کر دیا۔

خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ اب سے سبقت کرو ان منازل کی طرف جن کو آباد کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی طرف سفر کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے اور دعوت دی گئی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کی تکمیل کا انتظام کرو اس کی اطاعت کے انجام دینے اور معصیتوں سے پرہیز کرنے پر صبر کے ذریعہ۔ اس لئے کہ کل کا دن آج کے دن سے دور نہیں ہے۔ دیکھو دن کی ساعتیں، مہینہ کے دن، سال کے مہینے اور زندگی کے سال کس تیزی سے گذر جاتے ہیں۔

۱۸۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ایمان اور وجوب ہجرت کے بارے میں)

ایمان[1] کا ایک وہ حصہ ہے جو دلوں میں ثابت اور مستحکم ہوتا ہے اور ایک وہ حصہ ہے جو دل اور سینے کے درمیان عارضی طور پر رہتا ہے لہٰذا اگر کسی سے برائت اور بیزاری بھی کرنا ہو تو اتنی دیر انتظار کرو کہ اسے موت آجائے کہ اس وقت بیزاری برمحل ہو گی۔

ہجرت[2] کا قانون آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا۔ اللہ کسی قوم کی محتاج نہیں ہے چاہے جو خفیہ طور پر مومن رہے یا علی الاعلان ایمان کا اظہار کرے ہجرت کا اطلاق حجت خدا کی معرفت کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے لہٰذا جو شخص اس کی معرفت حاصل کر کے اس کا اقرار کر لے وہی مہاجر ہے،

[1] ایمان وہ عقیدہ ہے جو انسان کے دل کی گہرائیوں میں پایا جاتا ہے اور جس کا واقعی اظہار انسان کے عمل اور کردار سے ہوتا ہے کہ عمل اور کردار کے بغیر ایمان صرف ایک دعویٰ رہتا ہے جس کی کوئی تصدیق نہیں ہوتی ہے۔

لیکن یہ ایمان بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ کبھی انسان کے دل کی گہرائیوں میں یوں پیوست ہو جاتا ہے کہ زمانہ کے جھکڑ بھی اسے ہلا نہیں سکتے ہیں اور کبھی حالات کی بنا پر تزلزل کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضرتؑ نے اس دوسری قسم کے پیش نظر ارشاد فرمایا ہے کہ کسی انسان کی بدکرداری کی بنا پر برائت کرنا ہے تو اتنا انتظار کر لو کہ اسے موت آجائے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ ایمان اس کے دل کی گہرائیوں میں ثابت نہیں تھا ورنہ توبہ و استغفار کر کے راہ راست پر آجاتا۔

[2] ہجرت کا واقعی مقصد جان کا بچانا نہیں بلکہ ایمان کا بچانا ہوتا ہے لہٰذا جب تک ایمان کے تحفظ کا انتظام نہ ہو جائے اس وقت تک ہجرت کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور جب معرفت حجت کے ذریعہ ایمان کے تحفظ کا انتظام ہو جائے تو سمجھو کہ انسان مہاجر ہو گیا، چاہے اس کا قیام کسی منزل پر کیوں نہ رہے۔

اسْمُ الاِسْتِضْعَافِ عَلَى مَنْ بَلَغَتْهُ الْحُجَّةُ فَسَمِعَتْهَا أُذُنُهُ وَ وَعَاهَا قَلْبُهُ.

صعوبة الإيمان

إِنَّ أَمْرَنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ، لَا يَحْمِلُهُ إِلَّا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ، وَ لَا يَعِي حَدِيثَنَا إِلَّا صُدُورٌ أَمِينَةٌ، وَ أَحْلَامٌ رَزِينَةٌ.

علم الوصي

أَيُّهَا النَّاسُ، سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، فَلَأَنَا بِطُرُقِ السَّمَاءِ أَعْلَمُ مِنِّي بِطُرُقِ الْأَرْضِ، قَبْلَ أَنْ تَشْغَرَ بِرِجْلِهَا فِتْنَةٌ تَطَأُ فِي خِطَامِهَا، وَ تَذْهَبُ بِأَحْلَامِ قَوْمِهَا.

١٩٠

و من خطبة له (ع)

يحمد الله ويثني على نبيه و يعظ بالتقوى

حمد الله سبحانه و تعالى

أَحْمَدُهُ شُكْراً لِإِنْعَامِهِ، وَأَسْتَعِينُهُ عَلَى وَظَائِفِ حُقُوقِهِ، عَزِيزَ الْجُنْدِ، عَظِيمَ الْمَجْدِ.

الثناء على النبي (ص)

وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، دَعَا إِلَى طَاعَتِهِ، وَ قَاهَرَ أَعْدَاءَهُ جِهَاداً عَنْ دِينِهِ، لَا يَثْنِيهِ عَنْ ذَلِكَ اجْتِمَاعٌ عَلَى تَكْذِيبِهِ، وَ الْتِمَاسٌ لِإِطْفَاءِ نُورِهِ.

العظة بالتقوى

فَاعْتَصِمُوا بِتَقْوَى اللَّهِ، فَإِنَّ لَهَا حَبْلاً وَثِيقاً عُرْوَتُهُ وَمَعْقِلاً مَنِيعاً ذِرْوَتُهُ. وَبَادِرُوا الْمَوْتَ وَ غَمَرَاتِهِ، وَامْهَدُوا لَهُ قَبْلَ حُلُولِهِ، وَأَعِدُّوا لَهُ قَبْلَ نُزُولِهِ: فَإِنَّ الْغَايَةَ الْقِيَامَةُ، وَ كَفَى بِذَلِكَ وَاعِظاً لِمَنْ عَقَلَ، وَ مُعْتَبَراً لِمَنْ جَهِلَ! وَ قَبْلَ بُلُوغِ الْغَايَةِ مَا تَعْلَمُونَ مِنْ ضِيقِ الْأَرْمَاسِ، وَ شِدَّةِ الْإِبْلَاسِ، وَ هَوْلِ الْمُطَّلَعِ، وَرَوْعَاتِ الْفَزَعِ، وَاخْتِلَافِ الْأَضْلَاعِ، وَاسْتِكَاكِ الْأَسْمَاعِ، وَ ظُلْمَةِ اللَّحْدِ، وَ خِيفَةِ الْوَعْدِ، وَ غَمِّ الضَّرِيحِ، وَرَدْمِ الصَّفِيحِ.

فَاللَّهَ اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ! فَإِنَّ الدُّنْيَا مَاضِيَةٌ بِكُمْ عَلَى سَنَنٍ، وَ أَنْتُمْ وَ السَّاعَةُ فِي قَرَنٍ. وَ كَأَنَّهَا قَدْ جَاءَتْ بِأَشْرَاطِهَا، وَ أَزِفَتْ

احلام - عقول
شغر برجلہ - پیر اٹھایا
خطام - مہار
معقل - پناہ گاہ
ذروہ - بلندی
مبادرۃ الموت - موت کی تیاری
غمرات - سختیاں
ارماس - قبریں
ابلاس - رنج وغم
مطلع - محل اطلاع
روعات - پریشانیاں
اختلاف اضلاع - تداخل
استکاک - بہرہ پن
غم - پردہ پوشی
صفیح - پتھر
سنن - راستہ
قرن - جوڑنا
اشراط - علامات
ازفت - قریب ہوگئی

مصادر خطبہ ۱۹۰ غرر الحکم آمدی ص۵ (منقول از ابن نباتہ متوفی ۳۷۴ھ)

راح متضعف اسے نہیں کہا جاتا ہے جس تک خدائی دلیل پہونچ جائے اور وہ اسے سُن بھی لے اور دل میں جگہ بھی دیدے۔
ہمارا معاملہ نہایت درجہ سخت اور دشوار گذار ہے۔ اس کا تحمل صرف وہ بندۂ مومن کر سکتا ہے جس کے دل کا امتحان ایمان کے لئے لیا
گیا ہو۔ ہماری باتیں صرف انھیں سینوں میں رہ سکتی ہیں جو امانتدار ہوں اور انھیں عقلوں میں سما سکتی ہیں جو ٹھوس اور مستحکم ہوں۔
لوگو! جو چاہو مجھ سے دریافت کر لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میں آسمان کے راستوں کو زمین کی راہوں سے بہتر جانتا ہوں۔ مجھ سے
دریافت کر لو قبل اس کے کہ وہ فتنہ اپنے پیر اٹھا لے جو اپنی مہار کو بھی پیروں تلے روندنے والا ہے اور جس سے قوم کی عقلوں کے زوال کا اندیشہ ہے۔

١٩٠۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(جس میں حمدِ خدا۔ ثنائے رسولؐ اور نصیحت تقویٰ کا ذکر کیا گیا ہے)

میں اس کی حمد کرتا ہوں اس کے انعام کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اور اس سے مدد چاہتا ہوں اس کے حقوق سے عہدہ برآ
ہونے کے لئے۔ اس کا لشکر غالب ہے اور بزرگی عظیم ہے۔
میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ انھوں نے اس کی اطاعت کی دعوت دی ہے
اور اس کے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا ہے اس کے دین میں جہاد کے ذریعہ۔ انھیں اس بات سے نہ ظالموں کا ان کے جھٹلانے پر اجتماع
روک سکا ہے اور نہ ان کی نورِ ہدایت کو خاموش کرنے کی خواہش منع کر سکی ہے۔
تم لوگ تقویٰ الٰہی سے وابستہ ہو جاؤ کہ اس کی ریسمان کے بندھن مضبوط اور اس کی پناہ کی چوٹی ہر جہت سے محفوظ ہے۔ موت اور
اس کی سختیوں کے سامنے آنے سے پہلے اس کی طرف سبقت کرو اور اس کے آنے سے پہلے زمین ہموار کر لو۔ اس کے نزول سے پہلے تیاری
مکمل کر لو کہ انجام کار بہر حال قیامت ہے اور یہ بات ہر اس شخص کی نصیحت کے لئے کافی ہے جو صاحبِ عقل ہو اور اس میں جاہل کے لئے
بھی عبرت کا سامان ہے اور تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس انجام تک پہونچنے سے پہلے تنگیٔ لحد اور شدّتِ برزخ کا بھی سامنا ہے جہاں برزخ
کی ہولناکی۔ خوف کی دہشت۔ پسلیوں کا اِدھر سے اُدھر ہو جانا۔ کانوں کا بہرہ ہو جانا۔ قبر کی تاریکیاں۔ عذاب کی دھمکیاں۔ قبر کے
شگاف کا بند کیا جانا اور پتھر کی سلوں سے پاٹ دیا جانا بھی ہے۔
بندگانِ خدا! اللہ کو یاد رکھو کہ دنیا تمھارے لئے ایک ہی راستہ پر چل رہی ہے اور تم قیامت کے ساتھ ایک ہی رسی میں بندھے
ہوئے ہو اور گویا کہ اس نے اپنے علامات کو نمایاں کر دیا ہے اور اس کے جھنڈے قریب آچکے ہیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اہلبیتؑ کے معاملہ سے مراد دین و ایمان اور عقیدہ و کردار ہے کہ اس کا ہر حال میں برقرار رکھنا اور اس سے کسی بھی حال میں دست بردار نہ
ہونا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے ورنہ لوگ ادنیٰ مصیبت میں بھی دین سے دست بردار ہو جاتے ہیں اور جان بچانے کی پناہ گاہیں ڈھونڈنے لگتے ہیں۔
اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد اہلبیتؑ کی روحانی عظمت اور ان کی نورانی منزل ہے جس کا ادراک ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے بلکہ اس کے لئے
عظیم ظرف درکار ہے لیکن بہر حال اس تصور میں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کو بھی شامل کرنا پڑے گا ورنہ صرف عقیدہ قائم کرنے کے لئے امتحان شدہ اور
مانجھے ہوئے دل کی ضرورت نہیں ہے۔

بِأَفْـرَاطِـهَا، وَ وَقَـفَتْ بِكُـمْ عَـلَىٰ صِرَاطِـهَا (سراطـها). وَ كَأَنَّهَا قَـدْ أَشْرَفَتْ بِـزَلَازِلِهَا، وَ أَنَـاخَتْ بِكَـلَاكِـلِهَا، وَ انْـصَرَمَتِ (انـصرفت) الدُّنْـيَا بِأَهْـلِهَا، وَ أَخْـرَجَتْهُمْ مِـنْ حِـضْنِهَا، فَكَـانَتْ كَـيَوْمٍ مَـضَىٰ، أَوْ شَهْـرٍ انْـقَضَىٰ، وَ صَارَ جَـدِيدُهَا رَثّاً، وَ سَمِـينُهَا غَـثّاً. فِي مَـوْقِفٍ ضَـنْكِ الْمَـقَامِ، وَ أُمُـورٍ مُشْـتَبِهَةٍ عِـظَامٍ، وَ نَـارٍ شَـدِيدٍ كَلَبُهَا، عَـالٍ لَجَـبُهَا، سَـاطِعٍ لَهَـبُهَا، مُـتَغَيِّظٍ زَفِـيرُهَا، مُـتَأَجِّجٍ سَـعِيرُهَا، بَـعِيدٍ خُمُـودُهَا، ذَاكٍ وُقُـودُهَا، مَخُـوفٍ وَعِـيدُهَا، عَـمٍ قَـرَارُهَا، مُـظْلِمَةٍ أَقْـطَارُهَا، حَـامِيَةٍ قُـدُورُهَا، فَـظِيعَةٍ أُمُـورُهَا. «وَسِـيقَ الَّـذِينَ اتَّـقَوْا رَبَّهُـمْ إِلَى الْجَـنَّةِ زُمَـراً». قَـدْ أُمِـنَ الْـعَذَابُ، وَانْـقَطَعَ الْـعِتَابُ، وَزُحْـزِحُوا عَـنِ النَّـارِ، وَاطْـمَأَنَّتْ بِهِـمُ الدَّارُ، وَرَضُـوا الْمَـثْوَىٰ وَالْـقَرَارَ. الَّـذِينَ كَـانَتْ أَعْـمَالُهُمْ فِي الدُّنْـيَا زَاكِـيَةً، وَ أَعْـيُنُهُمْ بَـاكِـيَةً، وَ كَـانَ لَـيْلُهُمْ فِي دُنْـيَاهُمْ نَهَـاراً، تَخَشُّـعاً وَاسْـتِغْفَاراً، وَ كَـانَ نَهَـارُهُمْ لَـيْلاً، تَـوَحُّشاً وَانْـقِطَاعاً فَـجَعَلَ اللّٰـهُ لَهُـمُ الْجَـنَّةَ مَآباً، وَالْجَـزَاءَ ثَـوَاباً، «وَ كَـانُوا أَحَـقَّ بِهَـا وَ أَهْـلَهَا» فِي مُلْكٍ دَائِمٍ، وَ نَعِيمٍ قَائِمٍ.

فَـارْعَوْا عِـبَادَ اللّٰـهِ مَـا بِـرِعَايَتِهِ يَـفُوزُ فَـائِزُكُـمْ، وَ بِـإِضَاعَتِهِ يَخْـسَرُ مُـبْطِلُكُمْ. وَ بَـادِرُوا آجَـالَكُمْ بِأَعْـمَالِكُمْ، فَـإِنَّكُمْ مُـرْتَهَنُونَ بِمَـا أَسْـلَفْتُمْ، وَ مَـدِينُونَ بِمَـا قَـدَّمْتُمْ. وَ كَأَنْ قَـدْ نَـزَلَ بِكُـمُ الْـمَخُوفُ، فَلَا رَجْـعَةً تَـنَالُونَ، وَ لَا عَـثْرَةً تُـقَالُونَ. اسْـتَعْمَلَنَا اللّٰـهُ وَ إِيَّـاكُـمْ بِـطَاعَتِهِ وَ طَـاعَةِ رَسُـولِهِ، وَ عَفَا عَنَّا وَ عَنْكُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ.

اِلْـزَمُوا الْأَرْضَ، وَاصْـبِرُوا عَـلَى الْـبَلَاءِ. وَ لَا تُحَـرِّكُـوا بِأَيْـدِيكُمْ وَ سُـيُوفِكُمْ فِي هَـوَىٰ أَلْسِـنَتِكُمْ، وَ لَا تَسْـتَعْجِلُوا بِمَـا لَمْ يُـعَجِّلْهُ اللّٰـهُ لَكُـمْ. فَـإِنَّهُ مَـنْ مَـاتَ مِـنْكُمْ عَـلَىٰ فِـرَاشِـهِ وَ هُـوَ عَـلَىٰ مَعْرِفَةِ حَـقِّ رَبِّـهِ وَ حَـقِّ رَسُولِهِ وَ أَهْـلِ بَـيْتِهِ مَـاتَ شَهِـيداً، وَ وَقَـعَ أَجْـرُهُ عَـلَى اللّٰـهِ، وَاسْـتَوْجَبَ ثَـوَابَ مَا نَـوَىٰ مِـنْ صَـالِحِ عَـمَلِهِ، وَ قَـامَتِ النِّـيَّةُ مَـقَامَ إِصْـلَاتِهِ لِسَـيْفِهِ، فَـإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ مُدَّةً وَ أَجَلاً.

افراط - جمع فرط - پرچم ہدایت
کلاکل - سینے
انصرام - انقضاء
رث - بوسیدہ
غث - لاغر
کلَب - بلاسیری کا کھانا
لجب - شور
تغیظ - بھڑکن
زفیر - آگ بھڑکنے کی آواز
ذکت - بھڑک اٹھی
عم قرارہا - جس کی گہرائی نہ مل سکے
لزوم الارض - سکون و قرار
اصلات - تلوار کھینچنا

(۱) اس بھوک کی شدت سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب ہم آتش جہنم سے سوال کریں گے کہ کیا تیرا شکم پُر ہوگیا ہے تو کہے گی خدایا کیا کچھ اور کا امکان ہے۔ گویا یہ وہ گرسنہ ہے جس کی بھوک ختم ہونے والی نہیں ہے اور اس کی غذا گنہگار انسانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے لہٰذا ہوشیار رہو کہ اس کا لقمہ نہ بن جاؤ کہ اس کی شان "ہم فیہا خالدون" ہے اور اس کے قبضہ میں جانے والا پھر باہر نہیں آسکتا ہے۔
اس جہنم سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان صحیح عقیدہ اور نیک اعمال کے ساتھ دنیا سے جائے تاکہ اس آگ سے محفوظ کر دیا جائے ورنہ گروہ در گروہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

ں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے اور گویا کہ وہ اپنے زلزلوں سمیت نمودار ہوگئی ہے اور اپنے سینے ٹیک دئے ہیں اور دنیا نے اپنے منہ موڑ لیا ہے اور انھیں اپنی گود سے الگ کر دیا ہے۔ گویا کہ یہ ایک دن تھا جو گذر گیا یا ایک مہینہ تھا جو بیت گیا۔ اور اس کا کہنہ ہوگیا اور اس کا تندرست لاغر ہوگیا۔ اس موقف میں جس کی جگہ تنگ ہے اور جس کے امور مشتبہ اور عظیم ہیں۔ وہ آگ ہے کا زخم کاری ہے اور جس کے شعلے بلند ہیں۔ اس کی بھڑک نمایاں ہے اور بھڑکنے کی آوازیں غضب ناک ہیں۔ اس کی لپٹیں ہیں اور بجھنے کے امکانات بعید ہیں۔ اس کا بھڑکنا تیز ہے اور اس کے خطرات دہشت ناک ہیں۔ اس کا گڑھا تاریک ہے اور اس کے ان اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اس کی دیگیں کھولتی ہوئی ہیں اور اس کے امور دہشت ناک ہیں۔ اس وقت صرف خدا رکھنے والوں کو گروہ گروہ ت کی طرف لے جایا جائے گا جہاں عذاب سے محفوظ ہوں گے اور عتاب کا سلسلہ ختم ہو چکا ہوگا۔ جہنم سے الگ کر دئے جائیں گے اور اپنے ہیں اطمینان سے رہیں گے۔ جہاں اپنی منزل اور اپنے مستقر سے خوش ہوں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں پاکیزہ تھے اور کی آنکھیں خوفِ خدا سے گریاں تھیں۔ ان کی راتیں خشوع اور استغفار کی بنا پر دن جیسی تھیں اور ان کے دن وحشت اور گوشہ نشینی یا پر رات جیسے تھے۔ اللہ نے جنت کو ان کی بازگشت کی منزل بنا دیا ہے اور جزاءِ آخرت کو ان کا ثواب۔" یہ حقیقتاً اسی انعام حقدار اور اہل تھے" جو ملک دائم اور نعیم ابدی میں رہنے والے ہیں۔

بندگانِ خدا! ان باتوں کا خیال رکھو جن کے ذریعہ سے کامیابی حاصل کرنے والا کامیاب ہوتا ہے اور جن کو ضائع کر دینے سے باطل والوں کا تباہ ہوتا ہے۔ اپنی موت کی طرف اعمال کیساتھ سبقت کرو کہ تم گذشتہ اعمال کے گروی ہو اور پہلے والے اعمال کے مقروض ہو اور اب گویا کہ خوفناک نازل ہو چکا ہے جس سے نہ واپسی کا امکان ہے اور نہ گناہوں کی معافی مانگنے کی گنجائش ہے۔ اللہ ہمیں اور تمھیں اپنی اور اپنے رسول اطاعت کی توفیق دے اور اپنے فضل و رحمت سے ہم دونوں سے درگذر فرمائے۔

زمین سے چمٹے رہو اور بلاؤں پر صبر کرتے رہو۔ اپنے ہاتھ اور اپنی تلواروں کو زبان کی خواہشات کا تابع نہ بنانا اور جس چیز میں خدا نے عجلت نہیں رکھی اس کی جلدی نہ کرنا کہ اگر کوئی شخص خدا اور رسولؐ و اہلبیتؑ کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے بستر پر مر جائے تو وہ بھی شہید ہی مرتا ہے اور اس کا اجر بھی خدا ہی کے ذمہ ہوتا ہے اور وہ اپنی نیت کے مطابق نیک اعمال کا ثواب بھی حاصل کر لیتا ہے کہ خود نیت بھی تلوار کھینچنے کی قائم مقام ہو جاتی ہے اور ہر شے کی ایک مدت ہوتی ہے اور اس کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔

حالات اسقدر سنگین تھے کہ امامؑ کے مخلص اصحاب منافقین اور معاندین کی روش کو برداشت نہ کر سکتے تھے اور ہر ایک کی فطری خواہش تھی کہ تلوار اٹھانے کی اجازت مل جائے اور دشمن کا خاتمہ کر دیا جائے جو ہر دور کے جذباتی انسان کی تمنا اور آرزو ہوتی ہے۔ لیکن حضرت یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی کام مرضیٔ الٰہی اور مصلحتِ اسلام کے خلاف ہو اور میرے مخلصین بھی جذبات و خواہشات کے تابع ہو جائیں لہٰذا پہلے آپ نے صبر و سکون کی تلقین کی اور اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اسلام خواہشات کا تابع نہیں ہوتا ہے۔ اسلام کی شان یہ ہے کہ خواہشات اس کا اتباع کریں اور اس کے اشارہ پر چلیں۔ اس کے بعد مخلصین کے اس نیک جذبہ کی طرف توجہ فرمائی کہ یہ شوقِ شہادت و قربانی رکھتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے حوصلے پست ہو جائیں اور یہ مایوسی کا شکار ہو جائیں لہٰذا اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی کہ شہادت کا دار و مدار تلوار چلانے پر نہیں ہے۔ شہادت کا دار و مدار اخلاصِ نیت کے ساتھ جذبۂ قربانی پر ہے لہٰذا تم اس جذبہ کے ساتھ بستر پر بھی مر گئے تو تمھارا شمار شہداء اور صالحین میں ہو جائے گا۔ تمھیں اس سلسلہ میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔!

۱۹۱
و من خطبة له (ﷺ)

يحمد الله ويثنى على نبيه و يوصي بالزهد و التقوى

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْفَاشِي فِي الْخَلْقِ حَمْدُهُ، وَالْغَالِبِ جُنْدُهُ، وَ الْمُتَعَالِي جَدُّهُ. أَحْمَدُهُ عَلَىٰ نِعَمِهِ التُّؤَامِ، وَآلَائِهِ الْعِظَامِ. الَّذِي عَظُمَ حِلْمُهُ فَعَفَا، وَعَدَلَ فِي كُلِّ مَا قَضَىٰ. وَعَلِمَ مَا يَمْضِي وَمَا مَضَىٰ، مُبْتَدِعِ (مبتدى) الْخَلَائِقِ بِعِلْمِهِ، وَمُنْشِئِهِمْ بِحُكْمِهِ، بِلَا اقْتِدَاءٍ وَلَا تَعْلِيمٍ، وَلَا احْتِذَاءٍ لِمِثَالِ صَانِعٍ حَكِيمٍ، وَلَا إِصَابَةِ خَطَإٍ، وَلَا حَضْرَةِ مَلَإٍ.

الرسول الأعظم (ﷺ)

وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، ابْتَعَثَهُ وَ النَّاسُ يَضْرِبُونَ فِي غَمْرَةٍ، وَيَمُوجُونَ فِي حَيْرَةٍ. قَدْ قَادَتْهُمْ أَزِمَّةُ الْحَيْنِ، وَاسْتَغْلَقَتْ عَلَىٰ أَفْئِدَتِهِمْ أَقْفَالُ الرَّيْنِ.

الوصية بالزهد و التقوى

عِبَادَ اللّٰهِ! أُوصِيكُمْ بِتَقْوَىٰ اللّٰهِ فَإِنَّهَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ، وَالْمُوجِبَةُ عَلَىٰ اللّٰهِ حَقَّكُمْ، وَ أَنْ تَسْتَعِينُوا عَلَيْهَا بِاللّٰهِ، وَتَسْتَعِينُوا بِهَا عَلَىٰ اللّٰهِ: فَإِنَّ التَّقْوَىٰ فِي الْيَوْمِ الْحِرْزُ وَ الْجُنَّةُ، وَ فِي غَدٍ الطَّرِيقُ إِلَىٰ الْجَنَّةِ. مَسْلَكُهَا وَاضِحٌ، وَسَالِكُهَا رَابِحٌ، وَمُسْتَوْدَعُهَا حَافِظٌ. لَمْ تَبْرَحْ عَارِضَةً نَفْسَهَا عَلَىٰ الْأُمَمِ الْمَاضِينَ مِنْكُمْ وَالْغَابِرِينَ، لِحَاجَتِهِمْ إِلَيْهَا غَداً، إِذَا أَعَادَ اللّٰهُ مَا أَبْدَىٰ، وَأَخَذَ مَا أَعْطَىٰ، وَسَأَلَ عَمَّا أَسْدَىٰ. فَمَا أَقَلَّ مَنْ قَبِلَهَا، وَحَمَلَهَا حَقَّ حَمْلِهَا! أُولٰئِكَ الْأَقَلُّونَ عَدَداً، وَ هُمْ أَهْلُ صِفَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ إِذْ يَقُولُ: «وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ» فَأَهْطِعُوا (فانقطعوا) بِأَسْمَاعِكُمْ إِلَيْهَا، وَأَلِظُّوا بِجِدِّكُمْ عَلَيْهَا، واعْتَاضُوهَا

فاشی - منتشر
جدّ - عظمت
تؤام - جمع توأم - جوڑوں
حکم - حکمت
ضرب فی الماء - تیرنا
ازمہ - جمع زمام - لگام
حین - ہلاکت
رین - پردہ - زنگ
مستودع التقویٰ - محافظ تقویٰ
اسدیٰ - عطا کردیا
اہطاع - جلدی کرنا
الظّوا - اصرار کرو

① حمد خدا کے تمام مخلوقات میں منتشر ہونے کا ایک تصور یہ ہے کہ ہر مخلوق اسکی حمد وثنا میں مصروف ہے جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ اسکی تسبیح کررہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ تم اس تسبیح کو سمجھنے کے لائق نہیں ہو۔
اور دوسرا تصور یہ ہے کہ اس نے مخلوقات کو اس شان سے پیدا کیا ہے کہ ہر مخلوق کی تخلیق اس کی حمد کا تقاضا کررہی ہے اور ہر مصنوع کی صنعت اسکو دیکھ کر بیساختہ آواز دے رہی ہے۔ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

مصدر خطبہ ۱۹۱ غرر الحکم آمدی ص۔۔

۱۹۱۔آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(جس میں حمد خدا۔ ثنائے رسولؐ اور وصیت زہد و تقویٰ کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی حمد ہمہ گیر[1] اور جس کا لشکر غالب ہے اور جس کی عظمت بلند و بالا ہے۔ میں اس کی مسلسل نعمتوں اور عظیم ترین مہربانیوں پر اس کی حمد کرتا ہوں کہ اس کا حلم اسقدر عظیم ہے کہ وہ ہر ایک کو معاف کرتا ہے اور پھر ہر فیصلہ میں انصاف سے بھی کام لیتا ہے اور جو کچھ گذر گیا اور گذر رہا ہے سب کا جاننے والا بھی ہے۔ وہ مخلوقات کو صرف اپنے علم سے پیدا کرنے والا ہے اور اپنے حکم سے ایجاد کرنے والا ہے۔ نہ کسی کی اقتدا کی ہے اور نہ کسی سے تعلیم لی ہے۔ نہ کسی صانع حکیم کی مثال کی پیروی کی ہے اور نہ کسی غلطی کا شکار ہوا ہے اور نہ مشیروں کی موجودگی میں کام انجام دیا ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ انھیں اس وقت بھیجا ہے جب لوگ گمراہیوں میں چکّر کاٹ رہے تھے اور حیرانیوں میں غلطاں و پیچاں تھے۔ ہلاکت کی مہاریں انھیں کھینچ رہی تھیں اور کدورت و زنگ کے تلے ان کے دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔

بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ تمھارے اوپر اللہ کا حق ہے اور اس سے تمھارا حق پروردگار پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لئے اللہ سے مدد مانگو اور اس کے ذریعہ اسی سے مدد طلب کرو کہ یہ تقویٰ آج دنیا میں سپر اور حفاظت کا ذریعہ اور کل جنت تک پہونچنے کا راستہ ہے۔ اس کا مسلک واضح اور اس کا راہرو فائدہ حاصل کرنے والا ہے اور اس کا امانت دار حفاظت کرنے والا ہے۔ یہ تقویٰ اپنے کو ان پر بھی پیش کرتا رہا ہے جو گذر گئے اور ان پر بھی پیش کر رہا ہے جو باقی رہ گئے ہیں کہ سب کو کل اس کی ضرورت پڑنے والی ہے۔ جب پروردگار اپنی مخلوقات کو دوبارہ پلٹائے گا اور جو کچھ عطا کیا ہے اسے واپس لیلے گا اور جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کا سوال کرے گا۔ کس قدر کم ہیں وہ افراد جنھوں نے اس کو قبول کیا ہے اور اس کا واقعی حق ادا کیا ہے۔ یہ لوگ عدد میں بہت کم ہیں لیکن پروردگار کی اس توصیف کے حقدار ہیں کہ "میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں"۔ اب اپنے کانوں کو اس کی طرف مصروف کرو اور سعی و کوشش سے اس کی پابندی کرو اور اسے گذرتی ہوئی کوتاہیوں کا بدل قرار دو۔

---

[1] کھلی ہوئی بات ہے کہ بندہ کسی قیمت پر پروردگار پر حق پیدا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر عمل کرم پروردگار اور فضل الٰہی کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ وہ اطاعت الٰہی انجام دے کر اس کے مقابلہ میں صاحب حق ہو جائے اور اس پر اسی طرح حق پیدا کرلے جس طرح اس کا حق عبادت و اطاعت ہر بندہ پر ہے۔
اس حق سے مراد بھی پروردگار کا یہ فضل و کرم ہے کہ اس نے بندوں سے انعام اور جزا کا وعدہ کرلیا ہے اور اپنے بارے میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ میں اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہوں جس کے بعد ہر بندہ کو یہ حق پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مالک سے اپنے اعمال کی جزا اور اس کے انعام کا مطالبہ کرے نہ اس لئے کہ اس نے اپنے پاس سے اور اپنی طاقت سے کوئی عمل انجام دیا ہے کہ یہ بات غیر ممکن ہے۔ بلکہ اس لئے کہ مالک نے اس سے ثواب کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کو وفا کرنے کا ذمہ دار ہے اور اس سے ذرہ برابر انحراف نہیں کر سکتا ہے۔ روایات میں حق محمدؐ و آلِ محمدؐ کا مفہوم یہی ہے کہ انھوں نے اپنی عبادات کے ذریعہ وعدۂ الٰہی کی وفا کا اتنا حق پیدا کرلیا ہے کہ ان کے وسیلہ سے دیگر افراد بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ بھی انھیں کے نقش قدم پر چلیں اور انھیں کی طرح اطاعت و عبادت انجام دینے کی کوشش کریں۔!

مِـنْ كُـلِّ سَـلَفٍ خَـلَفاً، وَمِـنْ كُـلِّ مُخَـالِفٍ مُـوَافِـقاً. أَيْـقِظُوا بِهَـا نَـوْمَكُمْ، وَاقْـطَعُوا بِهَـا يَـوْمَكُمْ، وَأَشْـعِرُوهَا قُـلُوبَكُمْ، وَارْحَـضُوا بِهَـا ذُنُـوبَكُمْ، وَدَاوُوا بِهَـا الْأَسْـقَامَ، وَبَـادِرُوا بِهَـا الْحِـمَامَ، وَاعْـتَبِرُوا بِمَـنْ أَضَـاعَهَا، وَلَا يَـعْتَبِرَنَّ بِكُـمْ مَـنْ أَطَـاعَهَا. أَلَا فَـصُونُوهَا وَتَـصَوَّنُوا بِهَـا، وَكُـونُوا عَـنِ الدُّنْـيَا نُـزَّاهاً، وَإِلَى الْآخِـرَةِ وُلَّاهاً. وَلَا تَـضَعُوا (تـسقعوا) مَـنْ رَفَـعَتْهُ التَّـقْوَىٰ، وَلَا تَـرْفَعُوا مَـنْ رَفَـعَتْهُ الدُّنْـيَا. وَ لَا تَشِـيمُوا بَـارِقَهَا، وَلَا تَسْـمَعُوا نَـاطِقَهَا، وَلَا تُجِـيبُوا نَـاعِقَهَا، وَلَا تَسْـتَضِيئُوا بِـإِشْرَاقِـهَا، وَلَا تُـفْتَنُوا بِأَعْـلَاقِهَا(أغـلاقها)، فَـإِنَّ بَـرْقَهَا خَـالِبٌ، وَنُـطْقَهَا كَـاذِبٌ، وَأَمْـوَالَهَـا مَحْـرُوبَةٌ، وَأَعْـلَاقَهَا مَسْـلُوبَةٌ. أَلَا وَهِـيَ الْمُـتَصَدِّيَةُ الْـعَنُونُ، وَالْجَـامِحَةُ الْحَـرُونُ، وَالْمَـائِنَةُ الْخَـؤُونُ، وَالْجَـحُودُ الْكَـنُودُ، وَالْـعَنُودُ الصَّـدُودُ، وَالْحَـيُودُ الْمَـيُودُ. حَـالُهَا انْـتِقَالٌ، وَوَطْأَتُهَـا زِلْـزَالٌ، وَعِـزُّهَا ذُلٌّ، وَجِـدُّهَا هَـزْلٌ، وَعُـلْوُهَا سُـفْلٌ. دَارُ حَـرَبٍ وَسَـلَبٍ، وَنَهْبٍ وَعَـطَبٍ. أَهْـلُهَا عَـلَىٰ سَـاقٍ وَسِـيَاقٍ، وَلَحَـاقٍ وَفِـرَاقٍ. قَـدْ تَحَـيَّرَتْ مَـذَاهِـبُهَا، وَأَعْـجَزَتْ مَـهَارِبُهَا، وَخَـابَتْ (خـانت) مَـطَالِبُهَا؛ فَأَسْـلَمَتْهُمُ الْمَـعَاقِلُ، وَلَـفَظَتْهُمُ الْمَـنَازِلُ، وَ أَعْـيَتْهُمُ الْـمَحَاوِلُ: فَـمِنْ نَـاجٍ مَـعْقُورٍ، وَلَحْـمٍ مَجْـزُورٍ، وَشِـلْوٍ (شـلق) مَـذْبُوحٍ، وَدَمٍ مَسْـفُوحٍ وَ عَـاضٍّ عَـلَىٰ يَـدَيْهِ، وَصَـافِقٍ بِكَـفَّيْهِ، وَمُـرْتَفِقٍ بِخَـدَّيْهِ، وَزَارٍ عَـلَىٰ رَأْيِـهِ، وَرَاجِـعٍ عَـنْ عَـزْمِهِ؛ وَقَـدْ أَدْبَـرَتِ الْحِـيلَةُ، وَأَقْـبَلَتِ الْـغِيلَةُ، «وَلَاتَ حِـينَ مَـنَاصٍ». هَـيْهَاتَ هَـيْهَاتَ! قَـدْ فَـاتَ مَـا فَـاتَ، وَذَهَبَ مَـا ذَهَبَ، وَمَـضَتِ الدُّنْـيَا لِحَـالِ بَـالِهَا، «فَمَـا بَكَتْ عَـلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ».

رحض ۔ دھو دینا
تصون ۔ حفاظت
نزّاہ ۔ جمع نازہ ۔ پاکیزہ نفس
وِلاہ ۔ جمع والہ ۔ مشتاق
شام البرق ۔ اس پر نظر رکھی کہ کہاں بارش ہوتی ہے
بارق ۔ بادل
اعلاق ۔ جمع علق ۔ قیمتی
خالب ۔ دھوکہ باز
محروبہ ۔ لٹا ہوا
متصدیہ ۔ مائل کرنے والی
عَنُون ۔ واضح
جامحہ ۔ منہ زور
حرون ۔ اڑیل
مائنہ ۔ جھوٹی
خؤون ۔ خیانت کار
کنود ۔ ناشکرا
عنود ۔ دشمن
صدود ۔ روکنے والا
حیود ۔ مائل
میود ۔ مضطرب
حَرَب ۔ لوٹ مار
عطب ۔ ہلاکت
ساق وسیاق ۔ استادہ وآمادہ سفر
لحاق ۔ گذشتگان سے ملنے والا
مہارب ۔ بھاگنے کی جگہ
محاول ۔ مہارت
معقور ۔ زخمی
مجزور ۔ کھال کھینچا ہوا
شلو ۔ بدن ۔
مسفوح ۔ بہایا ہوا

مرتفق ۔ کہنیوں پر رکھے ہوئے
زاری ۔ بیزاری
غیلہ ۔ مکر
بال ۔ دل ۔ خاطر
منظرین ۔ جن کو مہلت دیدی جائے

الف کے مقابلہ میں موافق بناؤ۔ اس کے ذریعہ اپنی نیند کو بیداری میں تبدیل کرو اور اپنے دن گزار دو۔ اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ
کے ذریعہ اپنے گناہوں کو دھو ڈالو۔ اپنے امراض کا علاج کرو اور اپنی موت کی طرف سبقت کرو۔ ان سے عبرت حاصل کرو جنھوں نے
ائع کر دیا ہے اور خبردار وہ تم سے عبرت نہ حاصل کرنے پائیں جنھوں نے اس کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس کی حفاظت کرو اور اس کے
نے اپنی حفاظت کرو۔ دنیا سے پاکیزگی اختیار کرو اور آخرت کے عاشق بن جاؤ۔ جسے تقویٰ بلند کر دے اسے پست مت بناؤ اور
یا اونچا بنا دے اسے بلند مت سمجھو۔ اس دنیا کے چمکنے والے بادلؔ پر نظر نہ کرو اور اس کے ترجمان کی بات مت سنو اس کے
دینے والے کی آواز پر لبیک مت کہو اور اس کی چمک دمک سے روشنی مت حاصل کرو اور اس کی قیمتی چیزوں پر جان مت
اس لئے کہ اس کی بجلی فقط چمک دمک ہے اور اس کی باتیں سراسر غلط ہیں۔ اس کے اموال لٹنے والے ہیں اور اس کا
چھننے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دنیا جھلک دکھا کر منھ موڑ لینے والی چنڈال، منھ زور اڑیل۔ جھوٹی، خائن، ہٹ دھرم۔ ناشکری کرنے والی، سیدھی
ے منحرف اور منھ پھیرنے والی اور کجرو پیچ و تاب کھانے والی ہے۔ اس کا طریقہ انتقال ہے اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے۔ اس کی
بھی ذلت ہے اور اس کی واقعیت بھی مذاق ہے۔ اس کی بلندی پستی ہے اور یہ جنگ و جدل۔ حرب و ضرب، لوٹ مار۔ ہلاکت و
کا گھر ہے۔ اس کے رہنے والے پا بہ رکاب ہیں اور چل چلاؤ کے لئے تیار ہیں۔ ان کی کیفیت وصل و فراق کی کشمکش کی ہے۔ جہاں
گم ہو گئے ہیں اور گریز کی راہیں مشکل ہو گئی ہیں اور منصوبے ناکام ہو چکے ہیں۔ محفوظ گھاٹیوں نے انھیں مشکلات کے حوالہ کر دیا ہے اور
نے انھیں دور پھینک دیا ہے۔ دانشمندیوں نے بھی انھیں درماندہ کر دیا ہے۔ اب جو بچ گئے ہیں ان میں کچھ کی کونچیں کٹی ہوئی ہیں۔ کچھ
کے لوتھڑے ہیں جن کی کھال اتار لی گئی ہے۔ کچھ کٹے ہوئے جسم اور بہتے ہوئے خون جیسے ہیں۔ کچھ اپنے ہاتھ کاٹنے والے ہیں اور کچھ
افسوس ملنے والے۔ کچھ فکر و تردّد میں کہنیاں رخساروں پر رکھے ہوئے اور کچھ اپنی فکر سے بیزار اور اپنے ارادہ سے رجوع کرنے والے
حیلوں نے منھ پھیر لیا ہے اور ہلاکت سامنے آگئی ہے مگر چھٹکارے کا وقت نکل چکا ہے۔ یہ ایک نہ ہونے والی بات ہے۔ جو چیز گذر گئی
گئی اور جو وقت چلا گیا وہ چلا گیا اور دنیا اپنے حال میں من مانی کرتی ہوئی گذر گئی۔ "نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ
مہلت ہی دی گئی"۔

جاتا ہے کہ اس دنیا کا کوئی حال قابلِ اعتبار نہیں ہے اور اس کی کسی کیفیت میں سکون و قرار نہیں ہے۔ اس کا پہلا عیب تو یہ ہے کہ اس کے حالات میں
یل ہے۔ صبح کا سویرا تھوڑی دیر میں دوپہر بن جاتا ہے اور آفتاب کا شباب تھوڑی دیر میں غروب ہو جاتا ہے۔ انسان بچپنے کی آزادیوں سے مستفید
ہونے پاتا ہے کہ جوانی کی دھوپ آجاتی ہے اور جوانی کی رعنائیوں سے لذّت اندوز نہیں ہونے پاتا ہے کہ ضعیفی کی کمزوریاں حملہ آور ہو جاتی
غرض کوئی حالت ایسی نہیں ہے جس پر اعتبار کیا جا سکے اور جسے کسی حد تک پُرسکون کہا جا سکے۔

اور دوسرا عیب یہ ہے کہ الگ الگ کوئی دور بھی قابلِ اطمینان نہیں ہے۔ دولت مند دولت کو رو رہے ہیں اور غریب غربت کو۔ بیمار بیماریوں کا
رو رہے ہیں اور صحت مند صحت کے تقاضوں سے عاجز ہیں۔ بے اولاد اولاد کے طلبگار ہیں اور اولاد والے اولاد کی خاطر پریشان۔

ایسی صورت حال میں تقاضائے عقل یہی ہے کہ دنیا کو ہدف اور مقصد تصور نہ کیا جائے اور اسے صرف آخرت کے وسیلہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔
نعمتوں میں سے اتنا ہی لے لیا جائے جتنا آخرت میں کام آنے والا ہے اور باقی کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دیا جائے۔!

۱۹۲

و من خطبة له (عليه السلام)

تسمى القاصعة

و هي تتضمن ذم ابليس لعنه اللّٰه، على استكباره و تركه السجود لآدم (عليه السلام)، و أنه اول من اظهر العصبية و تبع الحمية، و تحذير الناس من سلوك طريقته.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَبِسَ الْعِزَّ وَالْكِبْرِيَاءَ، وَاخْتَارَهُمَا لِنَفْسِهِ دُونَ خَلْقِهِ، وَجَعَلَهُمَا حِمًى وَحَرَماً عَلَىٰ غَيْرِهِ، وَاصْطَفَاهُمَا لِجَلاَلِهِ. [۱]

رأس العصيان

وَجَعَلَ اللَّعْنَةَ عَلَىٰ مَنْ نَازَعَهُ فِيهِمَا مِنْ عِبَادِهِ. ثُمَّ اخْتَبَرَ بِذٰلِكَ مَلاَئِكَتَهُ الْمُقَرَّبِينَ، لِيَمِيزَ الْمُتَوَاضِعِينَ مِنْهُمْ مِنَ الْمُسْتَكْبِرِينَ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ وَ هُوَ الْعَالِمُ بِمُضْمَرَاتِ الْقُلُوبِ، وَمَحْجُوبَاتِ الْغُيُوبِ: «إِنِّي خَالِقٌ بَشَراً مِنْ طِينٍ * فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ * فَسَجَدَ الْمَلاَئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ * إِلاَّ إِبْلِيسَ» اِعْتَرَضَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَافْتَخَرَ عَلَىٰ آدَمَ بِخَلْقِهِ، وَتَعَصَّبَ عَلَيْهِ لِأَصْلِهِ. فَعَدُوُّ اللّٰهِ إِمَامُ الْمُتَعَصِّبِينَ، وَسَلَفُ الْمُسْتَكْبِرِينَ، الَّذِي وَضَعَ أَسَاسَ الْعَصَبِيَّةِ، وَنَازَعَ اللّٰهَ رِدَاءَ الْجَبْرِيَّةِ، وَادَّرَعَ لِبَاسَ التَّعَزُّزِ، وَخَلَعَ قِنَاعَ التَّذَلُّلِ. أَلاَ تَرَوْنَ كَيْفَ صَغَّرَهُ اللّٰهُ بِتَكَبُّرِهِ، وَوَضَعَهُ بِتَرَفُّعِهِ، فَجَعَلَهُ فِي الدُّنْيَا مَدْحُوراً، وَأَعَدَّ لَهُ فِي الْآخِرَةِ سَعِيراً؟!

ابتلاء اللّٰه لخلقه

وَلَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ مِنْ نُورٍ يَخْطَفُ الْأَبْصَارَ ضِيَاؤُهُ، وَيَبْهَرُ الْعُقُولَ رُوَاؤُهُ، وَطِيبٍ يَأْخُذُ الْأَنْفَاسَ عَرْفُهُ، لَفَعَلَ. وَلَوْ فَعَلَ لَظَلَّتْ لَهُ الْأَعْنَاقُ خَاضِعَةً (خاشعة)، وَلَخَفَّتِ (لحقّت) الْبَلْوَىٰ فِيهِ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ. وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَبْتَلِي خَلْقَهُ بِبَعْضِ مَا يَجْهَلُونَ أَصْلَهُ، تَمْيِيزاً بِالاِخْتِبَارِ لَهُمْ، وَنَفْياً لِلاِسْتِكْبَارِ عَنْهُمْ، وَ إِبْعَاداً لِلْخُيَلاَءِ مِنْهُمْ.

طلب العبرة

فَاعْتَبِرُوا بِمَا كَانَ مِنْ فِعْلِ اللّٰهِ بِإِبْلِيسَ إِذْ أَحْبَطَ عَمَلَهُ الطَّوِيلَ، وَجَهْدَهُ الْجَهِيدَ (الجميل)، وَكَانَ قَدْ عَبَدَ اللّٰهَ سِتَّةَ آلاَفِ سَنَةٍ، لاَ يُدْرَىٰ

قاصعہ - حقیر بنا دینے والا

عصبیہ - رشتوں پر ناز کرنا

حمیٰ - محفوظ مقام

اصطفیٰ - اختیار کیا

رُواء - حسن منظر

عَرف - خوشبو

احبط - برباد کردیا

(۱) انسان اگر ذرا غور کرے تو اس حقیقت کا ادراک کر سکتا ہے کہ عزت اور کبریائی کمال کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جس کے پاس کمال نہیں ہے اس کے پاس کبریائی کا تصور ایک جنون اور دیوانگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اس بنیاد پر عزت اور کبریائی صرف پروردگار کے لئے ہے کہ کمال مطلق اسکی ذات کے لئے ہے اور اس کے علاوہ کوئی اس کمال کا حقدار نہیں ہے۔ جس کے پاس یہ کمال ہے وہ اس کا کرم اور احسان ہے ورنہ مخلوق ذاتی اعتبار سے عدم محض ہے جس کو خالق نے لباس وجود سے آراستہ کر دیا ہے تو اب لباس وجود مخلوق کے لئے ضروری ہے لیکن لباس عزت و کبریائی صرف خالق کے لئے ہے۔

مصادر خطبہ ۱۹۲ کتاب الیقین السید ابن طاؤس ص۱۹۶، فروع الکافی ۴ ص۱۶۸، من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص۱۵۲، ربیع الابرار زمخشری ۱ ص۱۱۳، اعلام النبوۃ ماوردی ص۹۵، الذریعہ ص۳۲۰، بحار الانوار جلد پنجم

(۱۹۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ (خطبۂ قاصعہ)

(اس خطبہ میں ابلیس کے تکبر کی مذمت کی گئی ہے اور اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے تعصب اور غرور کا راستہ اسی نے اختیار کیا ہے لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کا لباس عزت اور کبریائی ہے اور اس نے اس کمال میں کسی کو شریک نہیں بنایا ہے۔ اس نے ان دونوں صفتوں کو ہر ایک کے لئے حرام اور ممنوع قرار دے کر صرف اپنی عزت و جلال کے لئے منتخب کر لیا ہے[1] اور جس نے بھی ان دونوں صفتوں میں اس سے مقابلہ کرنا چاہا ہے اسے ملعون قرار دے دیا ہے۔ اس کے بعد اسی رخ سے ملائکہ مقربین کا امتحان لیا ہے تاکہ تواضع کرنے والوں اور غرور رکھنے والوں میں امتیاز قائم ہو جائے اور اسی بنیاد پر اس دلوں کے راز اور غیب کے اسرار سے باخبر۔ پروردگار نے یہ اعلان کر دیا کہ "میں مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں اور جب اس کا پیکر تیار ہو جائے اور میں اس میں اپنی روح کمال پھونک دوں تو تم سب سجدہ میں گر پڑنا"۔ جس کے بعد تمام ملائکہ نے سجدہ کر لیا۔ صرف ابلیس نے انکار کر دیا"۔ کہ اسے تعصب لاحق ہو گیا اور اس نے اپنی تخلیق کے مادہ سے آدم پر فخر کیا اور اپنی اصل کی بنا پر استکبار کا شکار ہو گیا۔ جس کے بعد یہ دشمن خدا تمام متعصب افراد کا پیشوا اور تمام متکبر لوگوں کا مورث اعلیٰ بن گیا۔ اسی نے عصبیت کی بنیاد قائم کی اور اسی نے پروردگار سے جبروت کی ردا میں مقابلہ کیا اور اپنے خیال میں عزت و جلال کا لباس زیب تن کر لیا اور تواضع کا نقاب اتار کر پھینک دیا۔

اب کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ پروردگار نے کس طرح اسے تکبر کی بنا پر چھوٹا بنا دیا ہے اور بلندی کے اظہار کی بنیاد پر پست کر دیا ہے۔ دنیا میں اسے ملعون قرار دے دیا ہے اور آخرت میں اس کے لئے آتش جہنم کا انتظام کر دیا ہے۔

اگر پروردگار یہ چاہتا کہ آدم کو ایک ایسے نور سے خلق کرے جس کی ضیاء آنکھوں کو چکاچوند کر دے اور جس کی رونق عقلوں کو مبہوت کر دے یا ایسی خوشبو سے بنائے جس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے تو یقیناً کر سکتا تھا اور اگر ایسا کر دیتا تو یقیناً گردنیں ان کے سامنے جھک جاتیں اور ملائکہ کا امتحان آسان ہو جاتا لیکن وہ ان چیزوں سے امتحان لینا چاہتا تھا جن کی اصل معلوم نہ ہو تاکہ اسی امتحان سے ان کا امتیاز قائم ہو سکے اور ان کے استکبار کا علاج کیا جا سکے اور انھیں غرور سے دور رکھا جا سکے۔

تو اب تم سب پروردگار کے ابلیس کے ساتھ برتاؤ سے عبرت حاصل کرو کہ اس نے اس کے طویل عمل اور بے پناہ جد و جہد کو تباہ و برباد کر دیا جب کہ وہ چھ ہزار سال عبادت کر چکا تھا۔

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملائکہ کی عصمت بشر جیسی اختیاری نہیں ہے جہاں انسان سارے جذبات و خواہشات سے ٹکرا کر عصمت کردار کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ملائکہ بالکل جمادات و نباتات جیسے نہیں ہیں کہ انھیں کسی طرح کا اختیار حاصل نہ ہو۔ ورنہ اگر ایسا ہوتا تو نہ تکلیف کے کوئی معنی ہوتے اور نہ امتحان کا کوئی مقصد ہوتا۔ ان میں جذبات و احساسات ہیں لیکن بشر جیسے نہیں ہیں۔ انھیں فعل و ترک کا اختیار حاصل ہے لیکن بالکل انسانوں جیسا نہیں ہے۔ اسی بنا پر ان کا امتحان لیا گیا اور امتحان صرف جذبہ حب ذات اور انانیت سے متعلق تھا کہ یہ جذبہ ملک کے اندر بھی بظاہر پایا جاتا ہے۔ اور اسی جذبہ کی آزمائش کے لئے آدم کو بظاہر "پست ترین عنصر" سے پیدا کیا گیا جسے عام طور سے پیروں سے روند دیا جاتا ہے لیکن اسی پیکر خاکی میں روح کمال کو پھونک کر اتنا بلند بنا دیا کہ ملائکہ کے مسجود بننے کے لائق ہو گئے اور قدرت نے انسانوں کو بھی متوجہ کر دیا کہ تمہارا کمال تمہاری اصل سے نہیں ہے۔ تمہارا کمال ہمارے رابطہ اور تعلق سے ہے۔ لہٰذا جب تک یہ رابطہ برقرار رہے گا تم صاحب کمال رہو گے اور جس دن یہ رابطہ ٹوٹ جائے گا تم خاک کا ڈھیر ہو جاؤ گے اور بس۔!

أَمِنْ سِنِي الدُّنْيَا أَمْ مِنْ سِنِي الْآخِرَةِ، عَنْ كِبْرِ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ. فَمَنْ ذَا بَعْدَ إِبْلِيسَ يَسْلَمُ عَلَى اللَّهِ بِمِثْلِ مَعْصِيَتِهِ؟ كَلَّا، مَا كَانَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِيُدْخِلَ الْجَنَّةَ بَشَراً بِأَمْرٍ أَخْرَجَ بِهِ مِنْهَا مَلَكاً. إِنَّ حُكْمَهُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ وَأَهْلِ الْأَرْضِ لَوَاحِدٌ. وَمَا بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ هَوَادَةٌ فِي إِبَاحَةِ حِمًى حَرَّمَهُ عَلَى الْعَالَمِينَ.

التحذير من الشيطان

فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللَّهِ عَدُوَّ اللَّهِ أَنْ يُعْدِيَكُمْ بِدَائِهِ، وَأَنْ يَسْتَفِزَّكُمْ بِنِدَائِهِ، وَأَنْ يُجْلِبَ عَلَيْكُمْ بِخَيْلِهِ وَرَجِلِهِ. فَلَعَمْرِي لَقَدْ فَوَّقَ لَكُمْ سَهْمَ الْوَعِيدِ، وَأَغْرَقَ إِلَيْكُمْ بِالنَّزْعِ الشَّدِيدِ، وَرَمَاكُمْ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ، فَقَالَ: «رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ»، قَذْفاً بِغَيْبٍ بَعِيدٍ، وَرَجْماً بِظَنٍّ غَيْرِ مُصِيبٍ، صَدَّقَهُ بِهِ أَبْنَاءُ الْحَمِيَّةِ، وَإِخْوَانُ الْعَصَبِيَّةِ، وَفُرْسَانُ الْكِبْرِ وَالْجَاهِلِيَّةِ. حَتَّى إِذَا انْقَادَتْ لَهُ الْجَامِحَةُ مِنْكُمْ، وَاسْتَحْكَمَتِ الطَّمَاعِيَةُ مِنْهُ فِيكُمْ، فَنَجَمَتِ الْحَالُ مِنَ السِّرِّ الْخَفِيِّ إِلَى الْأَمْرِ الْجَلِيِّ، إِسْتَفْحَلَ سُلْطَانُهُ عَلَيْكُمْ، وَدَلَفَ بِجُنُودِهِ نَحْوَكُمْ، فَأَقْحَمُوكُمْ وَلَجَاتِ (ولجاب) الذُّلِّ، وَأَحَلُّوكُمْ وَرَطَاتِ الْقَتْلِ، وَأَوْطَؤُكُمْ إِثْخَانَ الْجِرَاحَةِ، طَعْناً فِي عُيُونِكُمْ، وَحَزّاً فِي حُلُوقِكُمْ، وَدَقّاً لِمَنَاخِرِكُمْ، وَقَصْداً لِمَقَاتِلِكُمْ، وَسَوْقاً بِخَزَائِمِ الْقَهْرِ إِلَى النَّارِ الْمُعَدَّةِ لَكُمْ. فَأَصْبَحَ أَعْظَمَ فِي دِينِكُمْ حَرْجاً، وَأَوْرَى فِي دُنْيَاكُمْ قَدْحاً، مِنَ الَّذِينَ أَصْبَحْتُمْ لَهُمْ مُنَاصِبِينَ، وَعَلَيْهِمْ مُتَأَلِّبِينَ. فَاجْعَلُوا عَلَيْهِ حَدَّكُمْ، وَلَهُ جِدَّكُمْ، فَلَعَمْرُ اللَّهِ لَقَدْ فَخَرَ عَلَى أَصْلِكُمْ، وَوَقَعَ فِي حَسَبِكُمْ، وَدَفَعَ فِي نَسَبِكُمْ، وَأَجْلَبَ بِخَيْلِهِ عَلَيْكُمْ، وَقَصَدَ بِرَجِلِهِ سَبِيلَكُمْ، يَقْتَنِصُونَكُمْ بِكُلِّ مَكَانٍ، وَيَضْرِبُونَ مِنْكُمْ كُلَّ بَنَانٍ. لَا تَمْتَنِعُونَ بِحِيلَةٍ، وَلَا تَدْفَعُونَ بِعَزِيمَةٍ، فِي حَوْمَةِ ذُلٍّ، وَحَلْقَةِ ضِيقٍ، وَعَرْصَةِ مَوْتٍ،

ہوادہ - نرمی
بعدیکم بدائہ - تمھیں بھی مبتلا کردے
یستفزکم - آمادہ کردے
اجلب علیکم - تمھارے خلاف جمع کرلیا ہے
خیل ورجل - سوار اور پیادے
فوق السہم - کمان پر تیر چڑھالیا ہے
اغرق النازع - بھرپور کھینچ لیا ہے
نزع - کھینچنا
جامحہ - منہ زور
طاعیۃ - لالچ
نجمت - ظاہر ہوگیا
دلفت - آگے بڑھ گیا
اقحام - اچانک داخل کردینا
ولجات - پناہ گاہ
اثخان - گہرے زخم لگانا
خزائم - اونٹ کے ناک کا چھلا
اوریٰ - بھڑکا دیا
مناصبین - کھلم کھلا دشمن
متالبین - اجتماع کرنے والے
حدکم - اپنا غضب
جد - قطع تعلق
بنان - انگلیاں
حومہ - مرکز

کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ دنیا کے سال تھے یا آخرت کے مگر ایک ساعت کے تکبر نے سب کو ملیا میٹ کر دیا تو اب اس کے بعد ... ایسی معصیت کر کے عذاب الٰہی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ جس جرم کی بنا پر ملک کو نکال باہر کیا اس کے ساتھ بشر کو داخل جنت کر دے جب کہ خدا کا قانون زمین و آسمان ... لئے ایک ہی جیسا ہے اور اللہ اور کسی خاص بندہ کے درمیان کوئی ایسا خاص تعلق نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے اس چیز کو حلال کر دے جو ... سارے عالمین کے لئے حرام قرار دی ہے۔

بندگانِ خدا! اس دشمن خدا سے ہوشیار رہو۔ کہیں تمھیں بھی اپنے مرض میں مبتلا نہ کر دے اور کہیں اپنی آواز پر کھینچ نہ لے اور تم پر اپنے ... سوار اور پیادہ لشکر سے حملہ نہ کر دے۔ اس لئے کہ میری جان کی قسم اس نے تمھارے لئے شر انگیزی کے تیر کو چلہ کمان میں جوڑ لیا ... اور کمان کو زور سے کھینچ لیا ہے اور تمھیں بہت نزدیک سے نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ "پروردگار جس طرح ... نے مجھے بہکا دیا ہے اب میں بھی ان کے لئے گناہوں کو آراستہ کر دوں گا اور ان سب کو گمراہ کر دوں گا" حالانکہ یہ بات بالکل اٹکل پچو ... ہی تھی اور بالکل غلط اندازہ کی بنا پر زبان سے نکالی تھی لیکن غرور کی اولاد، تعصب کی برادری اور تکبر و جاہلیت کے شہسواروں ... اس کی بات کی تصدیق کر دی۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے منہ زوری کرنے والے اس کے مطیع ہو گئے اور اس کی طمع تم میں مستحکم ... ہو گئی تو بات پردۂ راز سے نکل کر منظر عام پر آگئی۔ اس نے اپنے اقتدار کو تم پر قائم کر لیا اور اپنے لشکروں کا رخ تمھاری طرف موڑ دیا۔ ... انھوں نے تمھیں ذلت کے غاروں میں ڈھکیل دیا اور تمھیں قتل و خون کے بھنور میں پھنسا دیا اور مسلسل زخمی کر کے پامال کر دیا۔ تمھاری ... آنکھوں میں نیزے چبھو دئے۔ تمھارے حلق پر خنجر چلا دئے اور تمھاری ناک کو رگڑ دیا۔ تمھارے جوڑ بند کو توڑ دیا اور تمھاری ناک میں ... غلبہ کی نکیل ڈال کر تمھیں اس آگ کی طرف کھینچ لیا جو تمھارے ہی واسطے مہیا کی گئی ہے۔ وہ تمھارے دین کو ان سب سے زیادہ ... مجروح کرنے والا اور تمھاری دنیا میں ان سب سے زیادہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے والا ہے جن سے مقابلہ کی تم نے تیاری ... کر رکھی ہے اور جن کے خلاف تم نے لشکر جمع کئے ہیں۔ لہٰذا اب اپنے غیظ و غضب کا مرکز اُسی کو قرار دو اور ساری کوشش ... اسی کے خلاف صرف کرو۔

خدا کی قسم اس نے تمھاری اصل پر اپنی برتری کا اظہار کیا ہے اور تمھارے حسب میں عیب نکالا ہے اور تمھارے نسب پر طعنہ دیا ہے ... اور تمھارے خلاف لشکر جمع کیا ہے اور تمھارے راستہ کو اپنے پیادوں سے روندنے کا ارادہ کیا ہے۔ جو ہر جگہ تمھارا شکار کرنا چاہتے ہیں اور ہر مقام ... پر تمھارے ایک ایک انگلی کے پور پر ضرب لگانا چاہتے ہیں اور تم نہ کسی حیلہ سے اپنا بچاؤ کرتے ہو اور نہ کسی عزم و ارادہ سے اپنا دفاع کرتے ہو ... حالانکہ تم ذلت کے بھنور، تنگی کے دائرہ، موت کے میدان اور بلاؤں کی جولانگاہ میں ہو۔

اس مقام پر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سورۂ کہف کی آیت نمبر ۵۰ میں ابلیس کو جنات میں قرار دیا گیا ہے تو اس مقام پر اسے ملک کے لفظ سے کس طرح تعبیر کیا گیا ہے۔
... اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ مقام تکلیف میں ہمیشہ ظاہر کو دیکھا جاتا ہے اور مقام جزا میں حقیقت پر نگاہ کی جاتی ہے۔ ایمان کے احکام ان تمام ... افراد کے لئے ہیں جن کا ظاہر ایمان ہے لیکن ایمان کی جزا اور اس کا انعام صرف ان افراد کے لئے ہے جو واقعی صاحبانِ ایمان ہیں۔
یہی حال ملائکہ اور جنات کا ہے کہ ملائکہ کے احکام میں وہ تمام افراد شامل ہیں جو اپنے ملک ہونے کے دعویدار ہیں چاہے واقعاً قوم جن سے تعلق رکھتے ... ہوں اور ملائکہ کی عظمت و شرافت صرف ان افراد کے لئے ہے جو واقعاً ملک ہیں اور اس کا قوم جن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وَجَوْلَةِ بَلاَءٍ. فَأَطْفِئُوا مَا كَمَنَ فِي قُلُوبِكُمْ مِنْ نِيرَانِ الْعَصَبِيَّةِ وَأَحْقَادِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّمَا تِلْكَ الْحَمِيَّةُ تَكُونُ فِي الْمُسْلِمِ مِنْ خَطَرَاتِ الشَّيْطَانِ وَنَخَوَاتِهِ، وَنَزَغَاتِهِ[1] وَنَفَثَاتِهِ. وَاعْتَمِدُوا وَضْعَ التَّذَلُّلِ عَلَى رُؤُوسِكُمْ، وَإِلْقَاءَ التَّعَزُّزِ تَحْتَ أَقْدَامِكُمْ، وَخَلْعَ التَّكَبُّرِ مِنْ أَعْنَاقِكُمْ؛ وَاتَّخِذُوا التَّوَاضُعَ مَسْلَحَةً بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّكُمْ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ؛ فَإِنَّ لَهُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ جُنُوداً وَأَعْوَاناً، وَرَجِلاً وَفُرْسَاناً، وَلاَ تَكُونُوا كَالْمُتَكَبِّرِ عَلَى ابْنِ أُمِّهِ مِنْ غَيْرِ مَا فَضْلٍ جَعَلَهُ اللّهُ فِيهِ سِوَى مَا أَلْحَقَتِ الْعَظَمَةُ بِنَفْسِهِ مِنْ عَدَاوَةِ الْحَسَبِ، وَقَدَحَتِ الْحَمِيَّةُ فِي قَلْبِهِ مِنْ نَارِ الْغَضَبِ، وَنَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي أَنْفِهِ مِنْ رِيحِ الْكِبْرِ الَّذِي أَعْقَبَهُ اللّهُ بِهِ النَّدَامَةَ، وَأَلْزَمَهُ آثَامَ الْقَاتِلِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

التحذير من الكبر

أَلاَ وَقَدْ أَمْعَنْتُمْ فِي الْبَغْيِ، وَأَفْسَدْتُمْ فِي الْأَرْضِ، مُصَارَحَةً لِلّهِ بِالْمُنَاصَبَةِ، وَمُبَارَزَةً لِلْمُؤْمِنِينَ بِالْمُحَارَبَةِ. فَاللّهَ اللّهَ فِي كِبْرِ الْحَمِيَّةِ وَفَخْرِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَإِنَّهُ مَلاَقِحُ الشَّنَآنِ، وَمَنَافِخُ الشَّيْطَانِ، الَّتِي خَدَعَ بِهَا الْأُمَمَ الْمَاضِيَةَ، وَالْقُرُونَ الْخَالِيَةَ. حَتَّى أَعْنَقُوا فِي حَنَادِسِ جَهَالَتِهِ، وَمَهَاوِي ضَلاَلَتِهِ، ذُلُلاً عَنْ سِيَاقِهِ، سُلُساً فِي قِيَادِهِ، أَمْراً تَشَابَهَتِ الْقُلُوبُ فِيهِ، وَتَتَابَعَتِ الْقُرُونُ عَلَيْهِ، وَكِبْراً تَضَايَقَتِ الصُّدُورُ بِهِ.

التحذير من طاعة الكبراء

أَلاَ فَالْحَذَرَ مِنْ طَاعَةِ سَادَاتِكُمْ وَكُبَرَائِكُمْ! الَّذِينَ تَكَبَّرُوا عَنْ حَسَبِهِمْ، وَتَرَفَّعُوا فَوْقَ نَسَبِهِمْ، وَأَلْقَوُا الْهَجِينَةَ عَلَى رَبِّهِمْ، وَجَاحَدُوا اللّهَ عَلَى مَا صَنَعَ بِهِمْ، مُكَابَرَةً لِقَضَائِهِ، وَمُغَالَبَةً لِآلاَئِهِ، فَإِنَّهُمْ قَوَاعِدُ أَسَاسِ الْعَصَبِيَّةِ، وَدَعَائِمُ أَرْكَانِ الْفِتْنَةِ، وَسُيُوفُ اعْتِزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَاتَّقُوا اللّهَ وَلاَ تَكُونُوا لِنِعَمِهِ عَلَيْكُمْ أَضْدَاداً، وَلاَ لِفَضْلِهِ عِنْدَكُمْ حُسَّاداً. وَلاَ تُطِيعُوا الْأَدْعِيَاءَ الَّذِينَ شَرِبْتُمْ بِصَفْوِكُمْ كَدَرَهُمْ، وَخَلَطْتُمْ بِصِحَّتِكُمْ مَرَضَهُمْ، وَأَدْخَلْتُمْ فِي حَقِّكُمْ بَاطِلَهُمْ، وَهُمْ أَسَاسُ الْفُسُوقِ، وَأَحْلاَسُ الْعُقُوقِ

نخوت - غرور و تکبر
نزغہ - فساد
نفثہ - پھونک
مسلحہ - اسلحہ خانہ
امعنتم - مبالغہ کیا ہے
ملاقح - نر
شنآن - عداوت
اعنقوا - غائب ہو گئے
حنادس - تاریکیاں
مہاوی - گڑھے
ذلل - رام شدہ
سلس - آسان
ہجینہ - قبیح
آلاء - نعمتیں
اعتزاء - عارض ہونا
ادعیاء - بدنسب
کدر - گندہ
اساس - بنیاد
احلاس - جمع حلس - ساتھی
عقوق - نافرمانی

[1] کہا جاتا ہے کہ ابلیس بڑے سے انسان کو بھی تین راستوں سے گمراہ کر دینے کا دعویدار ہے
۱ - غلط راستہ سے مال حاصل کرنا
۲ - غلط راستہ سے روک کر رکھنا
۳ - غلط راہ میں صرف کر دینا
لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس چیلنج سے ہوشیار رہے اور دشمن خدا کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دے۔

ب تمہارا فرض ہے کہ تمہارے دلوں میں جو عصبیت اور جاہلیت کے کینوں کی آگ بھڑک رہی ہے اسے بجھا دو کہ یہ غرور ایک
کے اندر شیطانی وسوسوں، نخوتوں، فتنہ انگیزیوں اور فسوں کاریوں کا نتیجہ ہے [1]۔ اپنے سر پر تواضع کا تاج رکھنے کا عزم کرو اور تکبر کو
دں تلے رکھ کر کچل دو۔ غرور کے طوق کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دو اور اپنے اور اپنے دشمن ابلیس اور اس کے لشکروں
یان تواضع و انکسار کا مورچہ قائم کر لو کہ اس نے ہر قوم میں سے اپنے لشکر، مددگار، پیادہ، سوار سب کا انتظام کر لیا ہے اور
س شخص کے جیسے نہ ہو جاؤ جس نے اپنے ماںجائے کے مقابلہ میں غرور کیا بغیر اس کے کہ اللہ نے اسے کوئی فضیلت عطا کی ہو علاوہ
ے کہ حسد کی عداوت نے اس کے نفس میں عظمت کا احساس پیدا کرا دیا اور بیجا غیرت نے اس کے دل میں غضب کی آگ بھڑکا دی
ن نے اس کی ناک میں تکبر کی ہوا پھونک دی اور انجام کار ندامت ہی ہاتھ آئی اور قیامت تک کے تمام قاتلوں کا گناہ اس کے
یا کہ اس نے قتل کی بنیاد قائم کی ہے۔

یاد رکھو تم نے اللہ سے کھلم کھلا دشمنی اور صاحبان ایمان سے جنگ کا اعلان کر کے ظلم کی انتہا کر دی ہے اور زمین میں
رپا کر دیا ہے۔ خدارا خدا سے ڈرو۔ تکبر کے غرور اور جاہلیت کے تفاخر کے سلسلہ میں کہ یہ عداوتوں کے پیدا ہونے کی جگہ
یطان کی فسوں کاری کی منزل ہے۔ اسی کے ذریعہ اس نے گذشتہ قوموں اور اگلی نسلوں کو دھوکہ دیا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ
ت کے اندھیروں اور ضلالت کے گڑھوں میں گر پڑے۔ وہ اپنے ہنکانے والے کے مکمل تابع اور کھینچنے والے کے سراپا
ت تھے۔ یہی وہ امر ہے جس میں قلوب سب ایک جیسے ہیں اور نسلیں اسی راہ پر چلتی رہی ہیں اور یہی وہ تکبر ہے جس کی
پوشی سے سینے تنگ ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ۔ اپنے ان بزرگوں [2] اور سرداروں کی اطاعت سے محتاط رہو جنھوں نے اپنے حسب پر غرور کیا اور اپنے
کی بنیاد پر اونچے بن گئے۔ بدنما چیزوں کو اللہ کے سر ڈال دیا اور اس کے احسانات کا صریحی انکار کر دیا۔ انھوں نے اس کے
سے مقابلہ کیا ہے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ حاصل کرنا چاہا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عصبیت کی بنیاد۔ فتنہ کے ستون۔ اور
ت کے غرور کی تلواریں ہیں۔

اللہ سے ڈرو اور خبردار اس کی نعمتوں کے دشمن اور اس کے دیے ہوئے فضائل کے حاسد نہ بنو۔ ان جھوٹے مدعیان اسلام کا اتباع
و جن کے گندہ پانی کو اپنے صاف پانی میں ملا کر پی رہے ہو اور جن کی بیماریوں کو تم نے اپنی صحت کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے اور جن کے
ں کو اپنے حق میں شامل کر لیا ہے۔ یہ لوگ فسق و فجور کی بنیاد ہیں اور نافرمانیوں کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں۔

بیل اور قابیل کی طرف اشارہ ہے جہاں قابیل نے صرف حسد اور تعصب کی بنیاد پر اپنے حقیقی بھائی کا خون کر دیا اور اللہ کی پاکیزہ زمین کو خون ناحق
رنگین کر دیا اور اس طرح دنیا میں قتل و خون کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کے ہر جرم میں قابیل کا ایک حصہ بہرحال رہے گا۔

وم کی تباہی اور بربادی میں سب سے بڑا ہاتھ ان رئیسوں اور سرداروں کا ہوتا ہے جن کی حیثیت کچھ نہیں ہوتی ہے لیکن اپنے کو اسقدر عظیم بنا کر پیش کرتے
ن کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان کے پاس تعصب۔ عناد۔ غرور اور تکبر کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور غریب بندگان خدا کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اللہ
م کو بلند بنایا ہے اور اسی نے تمھیں پست قرار دیا ہے لہٰذا اب تمہارا فرض ہے کہ اس کے فیصلہ پر راضی رہو اور ہماری اطاعت کی راہ پر چلتے رہو
ت کا ارادہ مت کرو کہ یہ قضا و قدر الٰہی سے بغاوت ہے اور یہ شانِ اسلام کے خلاف ہے۔

اتَّخَذَهُمْ إِبْلِيسُ مَطَايَا ضَلَالٍ، وَجُنْداً بِهِمْ يَصُولُ عَلَى النَّاسِ، وَتَرَاجِمَةً يَنْطِقُ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ، اسْتِرَاقاً لِعُقُولِكُمْ وَدُخُولاً فِي عُيُونِكُمْ، وَنَفْثاً (نَثّاً) فِي أَسْمَاعِكُمْ. فَجَعَلَكُمْ مَرْمَى نَبْلِهِ، وَمَوْطِىءَ قَدَمِهِ، وَمَأْخَذَ يَدِهِ.

العبرة بالماضين

فَاعْتَبِرُوا بِمَا أَصَابَ الْأُمَمَ الْمُسْتَكْبِرِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَأْسِ اللَّهِ وَصَوْلَاتِهِ، وَوَقَائِعِهِ وَمَثُلَاتِهِ، وَاتَّعِظُوا بِمَثَاوِي خُدُودِهِمْ، وَمَصَارِعِ جُنُوبِهِمْ، وَاسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ لَوَاقِحِ الْكِبْرِ، كَمَا تَسْتَعِيذُونَهُ مِنْ طَوَارِقِ الدَّهْرِ. فَلَوْ رَخَّصَ اللَّهُ فِي الْكِبْرِ لِأَحَدٍ مِنْ عِبَادِهِ لَرَخَّصَ فِيهِ لِخَاصَّةِ أَنْبِيَائِهِ وَ أَوْلِيَائِهِ؛ وَلَكِنَّهُ سُبْحَانَهُ كَرَّهَ إِلَيْهِمُ التَّكَابُرَ، وَرَضِيَ لَهُمُ التَّوَاضُعَ. فَأَلْصَقُوا بِالْأَرْضِ خُدُودَهُمْ، وَعَفَّرُوا فِي التُّرَابِ وُجُوهَهُمْ. وَخَفَضُوا أَجْنِحَتَهُمْ لِلْمُؤْمِنِينَ، وَكَانُوا قَوْماً مُسْتَضْعَفِينَ. قَدِ اخْتَبَرَهُمُ اللَّهُ بِالْمَخْمَصَةِ، وَابْتَلَاهُمْ بِالْمَجْهَدَةِ، وَامْتَحَنَهُمْ بِالْمَخَاوِفِ، وَمَخَضَهُمْ بِالْمَكَارِهِ. فَلَا تَعْتَبِرُوا الرِّضَى وَالسُّخْطَ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ جَهْلاً بِمَوَاقِعِ الْفِتْنَةِ، وَالاِخْتِبَارِ (اختيار) فِي مَوْضِعِ الْغِنَى وَالاِقْتِدَارِ، فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَهُ تَعَالَى: «أَيَحْسَبُونَ أَنَّ مَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ؟ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ» فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ يَخْتَبِرُ عِبَادَهُ الْمُسْتَكْبِرِينَ فِي أَنْفُسِهِمْ بِأَوْلِيَائِهِ الْمُسْتَضْعَفِينَ فِي أَعْيُنِهِمْ.

تواضع الانبياء (علیہم السلام)

وَلَقَدْ دَخَلَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ وَمَعَهُ أَخُوهُ هَارُونُ - عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - عَلَى فِرْعَوْنَ، وَعَلَيْهِمَا مَدَارِعُ الصُّوفِ، وَبِأَيْدِيهِمَا الْعِصِيُّ، فَشَرَطَا لَهُ - إِنْ أَسْلَمَ - بَقَاءَ مُلْكِهِ، وَدَوَامَ عِزِّهِ (سلطانه)؛ فَقَالَ: «أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَيْنِ يَشْرِطَانِ لِي دَوَامَ الْعِزِّ، وَبَقَاءَ الْمُلْكِ، وَهُمَا بِمَا تَرَوْنَ مِنْ حَالِ الْفَقْرِ وَالذُّلِّ، فَهَلَّا أُلْقِيَ عَلَيْهِمَا أَسَاوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ»؟ إِعْظَاماً لِلذَّهَبِ وَجَمْعِهِ، وَاحْتِقَاراً لِلصُّوفِ وَلُبْسِهِ! وَلَوْ أَرَادَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِأَنْبِيَائِهِ حَيْثُ بَعَثَهُمْ أَنْ يَفْتَحَ لَهُمْ كُنُوزَ الذِّهْبَانِ، وَمَعَادِنَ الْعِقْيَانِ، وَمَغَارِسَ الْجِنَانِ، وَأَنْ يَحْشُرَ مَعَهُمْ طُيُورَ السَّمَاءِ وَوُحُوشَ الْأَرَضِينَ لَفَعَلَ، وَلَوْ فَعَلَ لَسَقَطَ الْبَلَاءُ، وَبَطَلَ الْجَزَاءُ،

نبل - تیر
مثلات - سزائیں
مثاوی - جمع مثوی - منزل
خدود - رخسارے
مصارع الجنوب - پہلوؤں کی جگہ
لواقح الکبر - تکبر کے اسباب
مخمصہ - بھوک
مجہدۃ - مشقت
مخض اللبن - دودھ کا متھنا
ذہبان - جمع ذہب - سونا
عقیان - خالص سونا
البلاء - امتحان

(۱) کسی دور میں بھی ایسے انسانوں کی کمی نہیں ہے جن کا تمام تر تصور یہ رہا ہے کہ مال خدا پروردگار کی رضامندی کی علامت ہے اور غربت و افلاس اس کی ناراضگی کی پہچان ہے اور یہی وجہ ہے کہ سماج میں یہ محاورہ بن گیا ہے کہ جب مالی حالات سازگار ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ پروردگار آج کل زیادہ مہربان ہے اور جب مالی حالات خراب ہو جاتے ہیں تو یہ فریاد کی جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار آج کل کچھ ناراض ہے گویا کہ رضا اور ناراضگی کا معیار یہی مال اور یہی سکون زندگی ہے۔ حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو فرعون و قارون رضائے الٰہی کے مجسمے ہوتے اور موسیٰ و ہارون ہی غضب الٰہی کا مرکز ہوتے جس کے تصور کی بھی گنجائش نہیں ہے تو انسان کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ مال و دولت امتحان ہے۔ رضائے الٰہی کا سامان نہیں ہے۔

...س نے انھیں گمراہی کی سواری بنالیا ہے اور ایسا لشکر قرار دے لیا ہے جس کے ذریعہ لوگوں پر حملہ کرتا ہے اور یہی اس کے ترجمان ہیں جن کی زبان سے بولتا ہے۔ تمھاری عقلوں کو چھیننے کے لئے اور تمھاری آنکھوں میں سما جانے کے لئے اور تمھارے کانوں میں اپنی باتوں کو پھونکنے کے لئے ...ں نے تمھیں اپنے تیروں کا نشانہ اور اپنے قدموں کی جولانگاہ اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنا لیا ہے۔

دیکھو تم سے پہلے استکبار کرنے والی قوموں پر جو خدا کا عذاب۔ حملہ۔ قہر اور عتاب نازل ہوا ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ ان کے رخساروں کے بل لیٹنے اور پہلوؤں کے بل گرنے سے نصیحت حاصل کرو۔ اللہ کی بارگاہ میں تکبر کی پیداوار کی منزلوں سے اس طرح پناہ مانگو ...س طرح زمانہ کے حوادث سے پناہ مانگتے ہو۔ اگر پروردگار تکبر کی اجازت کسی بندہ کو دے سکتا تو سب سے پہلے اپنے مخصوص انبیاء ...ر اولیاء کو اجازت دیتا لیکن اس بے نیاز نے ان کے لئے بھی تکبر کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کی بھی تواضع ہی سے خوش ...وا ہے۔ انھوں نے اپنے رخساروں کو زمین سے چپکا دیا تھا اور اپنے چہروں کو خاک پر رکھ دیا تھا اور اپنے شانوں کو مومنین کے لئے جھکا دیا تھا۔

یہ سب سماج کے وہ کمزور بنا دیے جانے والے افراد تھے جن کا خدا نے بھوک سے امتحان لیا۔ مصائب سے آزمایا۔ خوفناک مراحل سے ...تیار کیا اور ناخوشگوار حالات میں انھیں تہ و بالا کر کے دیکھ لیا۔ خبردار خدا کی خوشنودی اور ناراضگی کا معیار مال اور اولاد کو قرار نہ دینا ...کہ تم فتنہ کی منزلوں کو نہیں پہچانتے ہو اور تمھیں نہیں معلوم ہے کہ خدا مالداری اور اقتدار سے کس طرح امتحان لیتا ہے۔ اس نے صاف ...علان کر دیا ہے "کیا ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہم انھیں مال و اولاد کی فراوانی عطا کر کے ان کی نیکیوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ حقیقت ...یہ ہے کہ انھیں کوئی شعور نہیں ہے"۔

اللہ اپنے کو اونچا سمجھنے والوں کا امتحان اپنے کمزور قرار دیے جانے والے اولیاء کے ذریعہ لیا کرتا ہے۔

دیکھو موسیٰ بن عمران اپنے بھائی ہارون کے ساتھ فرعون کے دربار میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ان کے بدن پر اون کا پیراہن تھا ...ور ان کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ ان حضرات نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر اسلام قبول کر لے گا تو اس کے ملک اور اس کی عزت کو دوام و بقا ...عطا کر دیں گے۔ تو اس نے لوگوں سے کہا "کیا تم لوگ ان دونوں کے حال پر تعجب نہیں کر رہے ہو جو اس فقر و فاقہ کی حالت میں میرے پاس ...آئے ہیں اور میرے ملک کو دوام کی ضمانت دے رہے ہیں۔ اگر یہ ایسے ہی اونچے ہیں تو ان پر سونے کے کنگن کیوں نہیں نازل ہوئے؟"۔ اس کی نظر ...میں سونا اور اس کی جمع آوری ایک عظیم کارنامہ تھا اور اون کا لباس پہننا ذلت کی علامت تھا۔ حالانکہ اگر پروردگار چاہتا تو انبیاء کرام ...کی بعثت کے ساتھ ہی ان کے لئے سونے کے خزانے، طلائے خالص کے معادن، باغات کے کشت زاروں کے دروازے کھول دیتا اور ...ان کے ساتھ فضا میں پرواز کرنے والے پرندے اور زمین کے چوپایوں کو ان کا تابع فرمان بنا دیتا۔ لیکن ایسا کر دیتا تو آزمائش ختم ہو جاتی ...اور انعامات کا سلسلہ بھی بند ہو جاتا۔

...ے واقعاً کیا عجیب و غریب منظر رہا ہوگا جب اللہ کے دو مخلص بندے معمولی لباس پہنے ہوئے فرعون کے دربار میں کھڑے ہوں گے اور اسے دین حق کی دعوت دے رہے ہوں گے ...اور اس سے جزا و انعام کا وعدہ کر رہے ہوں گے اور وہ مسکرا کر درباریوں کی طرف دیکھ رہا ہوگا۔ ذرا ان دونوں کی جرأت تو دیکھو۔ خدائے وقت کو دعوت بندگی دے ...رہے ہیں اور پھر حوصلے تو دیکھو۔ بوسیدہ لباس کے باوجود انعامات کا وعدہ کر رہے ہیں اور معمولی حیثیت کے ساتھ عذاب الیم سے ڈرا رہے ہیں۔

لیکن جناب موسیٰؑ نے ان حالات کی کوئی پرواہ نہیں کی اور نہایت سکون و وقار کے ساتھ اپنا پیغام سناتے رہے کہ اللہ والے سلطنت و جبروت سے مرعوب ...نہیں ہوتے ہیں اور بہترین جہاد یہی ہے کہ سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق بلند کر دیا جائے اور حق کی آواز کو دبنے نہ دیا جائے۔

وَاضْمَحَلَّتِ الْأَنْبَاءُ، وَلَمَا وَجَبَ لِلْقَابِلِينَ أُجُورُ الْمُبْتَلِينَ، وَلَا اسْتَحَقَّ الْمُؤْمِنُونَ ثَوَابَ الْمُحْسِنِينَ، وَلَالَزِمَتِ الْأَسْمَاءُ مَعَانِيَهَا. وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ رُسُلَهُ أُولِي قُوَّةٍ فِي عَزَائِمِهِمْ، وَضَعَفَةً فِيمَا تَرَى الْأَعْيُنُ مِنْ حَالَاتِهِمْ، مَعَ قَنَاعَةٍ تَمْلَأُ الْقُلُوبَ وَالْعُيُونَ غِنىً، وَخَصَاصَةٍ تَمْلَأُ الْأَبْصَارَ وَالْأَسْمَاعَ أَذًى.

وَلَوْ كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ أَهْلَ قُوَّةٍ لَا تُرَامُ، وَعِزَّةٍ لَا تُضَامُ، وَمُلْكٍ تُمَدُّ نَحْوَهُ أَعْنَاقُ الرِّجَالِ، وَتُشَدُّ إِلَيْهِ عُقَدُ الرِّحَالِ، لَكَانَ ذٰلِكَ أَهْوَنَ عَلَى الْخَلْقِ فِي الْإِعْتِبَارِ، وَأَبْعَدَ لَهُمْ فِي الِاسْتِكْبَارِ (الاستكثار)، وَلَآمَنُوا عَنْ رَهْبَةٍ قَاهِرَةٍ لَهُمْ، أَوْ رَغْبَةٍ مَائِلَةٍ بِهِمْ، فَكَانَتِ النِّيَّاتُ مُشْتَرَكَةً، وَالْحَسَنَاتُ مُقْتَسَمَةً[1]. وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ الْإِتِّبَاعُ لِرُسُلِهِ، وَالتَّصْدِيقُ بِكُتُبِهِ، وَالْخُشُوعُ لِوَجْهِهِ، وَالِاسْتِكَانَةُ لِأَمْرِهِ، وَالِاسْتِسْلَامُ لِطَاعَتِهِ، أُمُوراً لَهُ خَاصَّةً، لَاتَشُوبُهَا مِنْ غَيْرِهَا شَائِبَةٌ. وَكُلَّمَا كَانَتِ الْبَلْوَىٰ وَالِاخْتِبَارُ أَعْظَمَ كَانَتِ الْمَثُوبَةُ وَالْجَزَاءُ أَجْزَلَ.

الكعبة المقدسة

أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ، إِخْتَبَرَ الْأَوَّلِينَ مِنْ لَدُنْ آدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، إِلَىٰ الْآخِرِينَ مِنْ هٰذَا الْعَالَمِ؛ بِأَحْجَارٍ لَاتَضُرُّ وَلَاتَنْفَعُ، وَلَا تُبْصِرُ وَلَاتَسْمَعُ. فَجَعَلَهَا بَيْتَهُ الْحَرَامَ «الَّذِي جَعَلَهُ لِلنَّاسِ قِيَاماً». ثُمَّ وَضَعَهُ بِأَوْعَرِ بِقَاعِ الْأَرْضِ حَجَراً، وَأَقَلِّ نَتَائِقِ الدُّنْيَا مَدَراً، وَأَضْيَقِ بُطُونِ الْأَوْدِيَةِ قُطْراً بَيْنَ جِبَالٍ خَشِنَةٍ، وَرِمَالٍ دَمِثَةٍ، وَعُيُونٍ وَشِلَةٍ، وَقُرًى مُنْقَطِعَةٍ؛ لَا يَزْكُو بِهَا خُفٌّ، وَلَاحَافِرٌ وَلَاظِلْفٌ. ثُمَّ أَمَرَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَلَدَهُ أَنْ يَثْنُوا أَعْطَافَهُمْ (اعطافهم) نَحْوَهُ، فَصَارَ مَثَابَةً لِمُنْتَجَعِ أَسْفَارِهِمْ، وَغَايَةً لِمُلْقَىٰ رِحَالِهِمْ. تَهْوِي إِلَيْهِ ثِمَارُ الْأَفْئِدَةِ مِنْ مَفَاوِزِ قِفَارٍ سَحِيقَةٍ وَمَهَاوِي فِجَاجٍ عَمِيقَةٍ، وَجَزَائِرِ بِحَارٍ مُنْقَطِعَةٍ، حَتَّىٰ يَهُزُّوا مَنَاكِبَهُمْ ذُلُلاً يُهَلِّلُونَ (يهلّون) لِلّٰهِ حَوْلَهُ، وَيَرْمُلُونَ عَلَىٰ أَقْدَامِهِمْ شُعْثاً غُبْراً لَهُ. قَدْنَبَذُوا السَّرَابِيلَ وَرَاءَ

خصاصہ - فقر و احتیاج
نتائق - جمع نتیقہ - بلندترین زمینیں
مدر - ڈھیلا
دمثہ - نرم
وشلہ - قلیل الماء
لایزکو - بڑھتا نہیں ہے
خف - اونٹ کا اشارہ ہے
حافر - گھوڑے کا اشارہ ہے
ظلف - گائے بکری کا اشارہ ہے
ثنیٰ عطفہ - متوجہ ہوگیا
منتجع - محل فائدہ
ملقیٰ - القاء
تہوی - تیز رفتاری
مفاوز - صحرا
سحیقہ - دور دراز
فجاج - وسیع راستے
مناکب - کاندھے
رمل - متوسط رفتار
اشعث - پراگندہ
اغبر - غبار آلود
سرابیل - کپڑے

[1] نیتوں کے اشتراک اور حسنات کے انقسام کا مفہوم یہ ہے کہ اگر انبیاء کرام صاحبان حیثیت ہوتے تو ایمان میں سب شریک ہوجاتے - مخلصین بھی اور لالچی افراد بھی - لیکن اس کے باوجود حسنات کا درجہ الگ الگ ہوتا کہ مخلصین کی جزا اور ان کا انعام تجارت پیشہ عبادت گذاروں سے یقیناً الگ ہوتا ہے اور دونوں کو ایک درجہ پر نہیں رکھا جا سکتا ہے - !

آسمانی خبریں بھی بیکار و برباد ہو جاتیں ۔ نہ مصائب کو قبول کرنے والوں کو امتحان دینے والے کا اجر ملتا اور نہ صاحبانِ ایمان کو نیک کرداروں جیسا انعام ملتا اور نہ الفاظ معانی کا ساتھ دیتے ۔

البتہ پروردگار نے اپنے مرسلین کو ارادوں کے اعتبار سے انتہائی صاحب قوت قرار دیا ہے اگرچہ دیکھنے میں حالات کے اعتبار سے بہت کمزور ہیں ان کے پاس وہ قناعت ہے جس نے لوگوں کے دل و نگاہ کو ان کی بے نیازی سے معمور کر دیا ہے اور وہ غربت ہے جس کی بنا پر لوگوں کی آنکھوں اور کانوں کو اذیت ہوتی ہے ۔

اگر انبیاء کرام ایسی قوت کے مالک ہوتے جس کا ارادہ بھی نہ کیا جا سکے اور ایسی عزت کے دارا ہوتے جس کو ذلیل نہ کیا جا سکے اور ایسی سلطنت کے حامل ہوتے جس کی طرف گردنیں اٹھتی ہوں اور سواریوں کے پالان کسے جاتے ہوں تو یہ بات لوگوں کی عبرت حاصل کرنے کے لئے آسان ہوتی اور انھیں استکبار سے بآسانی دور کر سکتی اور سب کے سب قہر آمیز خوف اور لذّت آمیز رغبت کی بنا پر ایمان لے آتے ۔ سب کی نیتیں ایک جیسی ہوتیں اور سب کے درمیان نیکیاں تقسیم ہو جاتیں [۵۱] لیکن اس نے یہ چاہا ہے کہ اس کے رسولوں کا اتباع اور اس کی کتابوں کی تصدیق اور اس کی بارگاہ میں خضوع اور اس کے احکام کے سامنے فروتنی ۔ سب اس کی ذات اقدس سے مخصوص رہیں اور اس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہ ہونے پائے اور ظاہر ہے کہ جس قدر آزمائش اور امتحان میں شدّت ہو گی اسی قدر اجر و ثواب بھی زیادہ ہو گا ۔

کیا تم یہ نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے آدمؑ کے دور سے آجتک اولین و آخرین سب کا امتحان لیا ہے ۔ ان پتھروں کے ذریعہ جن کا بظاہر نہ کوئی نفع ہے اور نہ نقصان ۔ نہ ان کے پاس بصارت ہے اور نہ سماعت ۔ لیکن انھیں سے اپنا وہ محترم مکان بنوا دیا ہے جسے لوگوں کے قیام کا ذریعہ قرار دے دیا ہے اور پھر اسے ایسی جگہ قرار دیا ہے جو روئے زمین پر انتہائی پتھریلی و بلند زمینوں میں انتہائی مٹی والی وادیوں میں اطراف کے اعتبار سے انتہائی تنگ ہے ۔ اس کے اطراف سخت قسم کے پہاڑ، نرم قسم کے ریتیلے میدان، کم پانی والے چشمے اور منتشر قسم کی بستیاں ہیں جہاں نہ اونٹ پرورش پا سکتے ہیں اور نہ گائے اور نہ بکریاں ۔

اس کے بعد اس نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو حکم دے دیا کہ اپنے کاندھوں کو اس کی طرف موڑ دیں اور اس طرح اسے سفروں سے فائدہ اٹھانے کی منزل اور پالانوں کے اتارنے کی جگہ بنا دیا جس کی طرف لوگ دور افتادہ بے آب و گیاہ بیابانوں ۔ دور دراز گھاٹیوں کے نشیبی راستوں ۔ زمین سے کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے دل و جان سے متوجہ ہوتے ہیں تاکہ ذلّت کے ساتھ اپنے کاندھوں کو حرکت دیں اور اس کے گرد اپنے پروردگار کی الوہیت کا اعلان کریں اور پیدل اس عالم میں دوڑتے رہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور سر پر خاک پڑی ہوئی ہو ۔ اپنے پیراہنوں کو اتار کر پھینک دیں ۔

---

[۵۱] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تعمیر خانۂ کعبہ کا تعلق جناب ابراہیمؑ سے نہیں ہے بلکہ جناب آدمؑ سے ہے ۔ سب سے پہلے انھوں نے حکم خدا سے اس کا گھر بنایا اور اس کا طواف کیا اور پھر اپنی اولاد کو طواف کا حکم دیا اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ طوفانِ نوحؑ کے موقع پر اس تعمیر کو بلند کر لیا گیا اور اس کے بعد جناب ابراہیمؑ نے اپنے دور میں اس کی دیواروں کو بلند کر کے ایک مکان کی حیثیت دے دی جس کا سلسلہ آجتک قائم ہے اور ساری دنیا کے مسلمان اس گھر کا طواف کرنے کے لئے آرہے ہیں جب کہ اس کی تعمیری حیثیت لاکھوں مکانوں سے کمتر ہے ۔ لیکن مسئلہ اس کی مادی حیثیت کا نہیں ہے ۔ مسئلہ اس کی نسبت کا ہے جو پروردگار نے اپنی طرف دے دی ہے اور اسے مرجع خلائق بنا دیا ہے جس طرح کہ سرکار دو عالمؐ نے خود مولائے کائنات کو "انتَ بمنزلةِ الکعبةِ" کہہ کر مرجع عوام و خواص بنا دیا ہے کہ اس سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی ہے ۔ !

ظُهُورِهِمْ، وَشَوَّهُوا بِإِعْفَاءِ الشُّعُورِ مَحَاسِنَ خَلْقِهِمْ، ٱبْتِلَاءً عَظِيماً، وَٱمْتِحَاناً شَدِيداً، وَٱخْتِبَاراً مُبِيناً، وَتَمْحِيصاً بَلِيغاً، جَعَلَهُ اللّٰهُ سَبَباً لِرَحْمَتِهِ، وَوُصْلَةً إِلَىٰ جَنَّتِهِ. وَلَوْ أَرَادَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَضَعَ بَيْتَهُ الْحَرَامَ، وَمَشَاعِرَهُ الْعِظَامَ، بَيْنَ جَنَّاتٍ وَأَنْهَارٍ، وَسَهْلٍ وَقَرَارٍ، جَمَّ الْأَشْجَارِ دَانِيَ الثِّمَارِ، مُلْتَفَّ الْبُنَىٰ، مُتَّصِلَ الْقُرَىٰ، بَيْنَ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ، وَرَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، وَأَرْيَافٍ مُحْدِقَةٍ، وَعِرَاصٍ مُغْدِقَةٍ، وَرِيَاضٍ نَاضِرَةٍ، وَطُرُقٍ عَامِرَةٍ، لَكَانَ قَدْ صَغُرَقَدْرُ الْجَزَاءِ عَلَىٰ حَسَبِ ضَعْفِ الْبَلَاءِ. وَلَوْ كَانَ الْأَسَاسُ الْمَحْمُولُ عَلَيْهَا، وَالْأَحْجَارُ الْمَرْفُوعُ بِهَا، بَيْنَ زُمُرُّدَةٍ خَضْرَاءَ، وَيَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ، وَنُورٍ وَضِيَاءٍ، لَخَفَّفَ ذٰلِكَ مُصَارَعَةَ (مضارعة) الشَّكِّ فِي الصُّدُورِ، وَلَوَضَعَ مُجَاهَدَةَ إِبْلِيسَ عَنِ الْقُلُوبِ، وَلَنَفَىٰ مُعْتَلَجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَخْتَبِرُ عِبَادَهُ بِأَنْوَاعِ الشَّدَائِدِ، وَيَتَعَبَّدُهُمْ بِأَنْوَاعِ الْمَجَاهِدِ، وَيَبْتَلِيهِمْ بِضُرُوبِ الْمَكَارِهِ، إِخْرَاجاً لِلتَّكَبُّرِ مِنْ قُلُوبِهِمْ، وَإِسْكَاناً لِلتَّذَلُّلِ فِي نُفُوسِهِمْ، وَلِيَجْعَلَ ذٰلِكَ أَبْوَاباً فُتُحاً إِلَىٰ فَضْلِهِ، وَأَسْبَاباً ذُلُلاً لِعَفْوِهِ.

عود الى التحذير

فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي عَاجِلِ الْبَغْيِ وَآجِلِ وَخَامَةِ الظُّلْمِ، وَسُوءِ عَاقِبَةِ الْكِبْرِ، فَإِنَّهَا مَصْيَدَةُ إِبْلِيسَ الْعُظْمَىٰ، وَمَكِيدَتُهُ الْكُبْرَىٰ، الَّتِي تُسَاوِرُ قُلُوبَ الرِّجَالِ مُسَاوَرَةَ السُّمُومِ الْقَاتِلَةِ، فَمَا تُكْدِي أَبَداً، وَلَا تُشْوِي أَحَداً، لَا عَالِماً لِعِلْمِهِ، وَلَا مُقِلًّا فِي طِمْرِهِ.

فضائل الفرائض

وَعَنْ ذٰلِكَ مَا حَرَسَ اللّٰهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ بِالصَّلَوَاتِ وَ الزَّكَوَاتِ، وَمُجَاهَدَةِ الصِّيَامِ فِي الْأَيَّامِ الْمَفْرُوضَاتِ، تَسْكِيناً لِأَطْرَافِهِمْ، وَتَخْشِيعاً لِأَبْصَارِهِمْ وَتَذْلِيلاً لِنُفُوسِهِمْ، وَتَخْفِيضاً (تخضيعا) لِقُلُوبِهِمْ، وَإِذْهَاباً لِلْخُيَلَاءِ عَنْهُمْ، وَلِمَا فِي ذٰلِكَ مِنْ تَعْفِيرِ عِتَاقِ الْوُجُوهِ بِالتُّرَابِ تَوَاضُعاً، وَالْتِصَاقِ كَرَائِمِ الْجَوَارِحِ بِالْأَرْضِ تَصَاغُراً، وَلُحُوقِ الْبُطُونِ بِالْمُتُونِ مِنَ الصِّيَامِ تَذَلُّلاً؛ مَعَ مَا فِي الزَّكَاةِ مِنْ صَرْفِ ثَمَرَاتِ

اعفاء شعور - بال بڑھانا
قرار - پرسکون زمین
جم اشجار - بکثرت درخت
بنیٰ - جمع نبیہ - مکان
بُرّہ - گندم
سمراء - بہترین
اریاف - شاداب زمین
عراص - صحن
مغدقہ - جہاں پانی کی کثرت ہو
اساس - جمع اُس
معتلج - تلاطم
فتح - کھلے ہوئے
تساور - در آتی ہے
اکدیٰ - جب اثر نہ کرسکے
اشوت الضربتہ - اچٹ گئی
طمر - بوسیدہ لباس
اطراف - اعضاء و جوارح
عتاق - بہترین
متون - پشت

(۱) کیا کہنا اس بندہ کا جو کمال بندگی کے اظہار کے لئے اس طرح کی قربانی پر آمادہ ہو جائے - لاکھوں کے مجمع میں لباس کو اتار کر ایک لنگی اور چادر میں نکل پڑے - بالوں کو میدان منیٰ میں کاٹنے کے لئے بڑھائے اور پھر منیٰ میں بالکل صاف کرادے غرضکہ جملہ جذبات کو قربان کردے اور عشق الٰہی میں ایسا دیوانہ ہو جائے کہ محبوب کی مرضی کے علاوہ کوئی شے نگاہ میں نہ رہ جائے -

اور بال بڑھا کر اپنے حسن و جمال کو بدنما بنالیں۔ یہ ایک عظیم ابتلاء، شدید امتحان اور واضح اختیار ہے جس کے ذریعہ عبدیت کی مکمل آزمائش ہو رہی ہے[1]۔ پروردگار نے اس مکان کو رحمت کا ذریعہ اور جنت کا وسیلہ بنا دیا ہے۔ وہ اگر چاہتا تو اس گھر کو اور اس کے تمام مشاعر کو باغات اور نہروں کے درمیان نرم و ہموار زمین پر بنا دیتا جہاں گھنے درخت ہوتے اور قریب قریب پھل۔ عمارتیں ایک دوسرے سے جڑی ہوتیں اور آبادیاں ایک دوسرے سے متصل۔ کہیں سرخی مائل گندم کے پودے ہوتے اور کہیں سرسبز باغات۔ کہیں چمن زار ہوتا اور کہیں پانی میں ڈوبے ہوئے میدان۔ کہیں سرسبز و شاداب کشت زار ہوتے اور کہیں آباد گذرگاہیں لیکن اس طرح آزمائش کی سہولت کے ساتھ جزا کی مقدار بھی گھٹ جاتی۔

اور اگر جس بنیاد پر اس مکان کو کھڑا کیا گیا ہے وہ سبز زمرد اور سرخ یاقوت جیسے پتھروں اور نور و ضیا کی تابانیوں سے عبارت ہوتی تو سینوں پر شکوک کے حملے کم ہو جاتے اور دلوں سے ابلیس کی محنتوں کا اثر ختم ہو جاتا اور لوگوں کے خلجان قلب کا سلسلہ تمام ہو جاتا۔ لیکن پروردگار اپنے بندوں کو سخت ترین حالات سے آزمانا چاہتا ہے اور ان سے سنگین ترین مشقتوں کے ذریعہ بندگی کرانا چاہتا ہے اور انھیں طرح طرح کے ناخوشگوار حالات سے آزمانا چاہتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تکبر نکل جائے اور ان کے نفوس میں تواضع اور فروتنی کو جگہ مل جائے اور اسی بات کو فضل و کرم کے کھلے ہوئے دروازوں اور عفو و مغفرت کے آسان ترین وسائل میں قرار دیدے۔

دیکھو دنیا میں سرکشی کے انجام، آخرت میں ظلم کے عذاب اور تکبر کے بدترین نتیجہ کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ یہ تکبر شیطان کا عظیم ترین جال اور بزرگ ترین مکر ہے جو دلوں میں اس طرح اتر جاتا ہے جیسے زہر قاتل کہ نہ اس کا اثر زائل ہوتا ہے اور نہ اس کا وار خطا کرتا ہے۔ نہ کسی عالم کے علم کی بنا پر اور نہ کسی نادار پر اس کے پھٹے کپڑوں کی بنا پر۔

اور اسی مصیبت[2] سے پروردگار نے اپنے صاحبان ایمان بندوں کو نماز اور زکوٰۃ اور مخصوص دنوں میں روزہ کی مشقت کے ذریعہ بچایا ہے کہ ان کے اعضاء و جوارح کو سکون مل جائے۔ نگاہوں میں خشوع پیدا ہو جائے۔ نفس میں احساس ذلت پیدا ہو، دل بارگاہ الٰہی میں جھک جائیں اور ان سے غرور نکل جائے اور اس بنیاد پر کہ نماز میں نازک چہرے تواضع کے ساتھ خاک آلود کیے جاتے ہیں اور محترم اعضاء و جوارح کو ذلت کے ساتھ زمین سے ملا دیا جاتا ہے۔ اور روزہ میں احساس عاجزی کے ساتھ پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کے بہترین نتائج کو فقراء و مساکین کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

[2] انسان کی سب سے بڑی مصیبت شیطان کا اتباع ہے اور شیطان کا سب سے بڑا حربہ فساد اور استکبار ہے۔ اس لئے پروردگار نے انسان کو اس حملہ سے بچانے کے لئے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو واجب کر دیا کہ نماز کے ذریعہ خضوع و خشوع کا اظہار ہوگا۔ روزہ کے ذریعہ مشقت برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور زکوٰۃ کے ذریعہ اپنی محنت کے نتائج میں فقراء و مساکین کو مقدم کرنے کا خیال پیدا ہوگا اور اس طرح وہ غرور نکل جائے گا جو استکبار کی بنیاد بنتا ہے اور جس کی بنا پر انسان شیطنت سے قریب تر ہو جاتا ہے۔

الْأَرْضِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ إِلَىٰ أَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ.

آنْظُرُوا إِلَىٰ مَا فِي هٰذِهِ الْأَفْعَالِ مِنْ قَمْعِ نَوَاجِمِ الْفَخْرِ، وَقَدْعِ (قطع) طَوَالِعِ الْكِبْرِ! وَلَقَدْ نَظَرْتُ فَمَا وَجَدْتُ أَحَداً مِنَ الْعَالَمِينَ يَتَعَصَّبُ لِشَيْءٍ إِلَّا عَنْ عِلَّةٍ تَحْتَمِلُ تَمْوِيهَ الْجُهَلَاءِ، أَوْ حُجَّةٍ تَلِيطُ بِعُقُولِ السُّفَهَاءِ غَيْرَكُمْ؛ فَإِنَّكُمْ تَتَعَصَّبُونَ لِأَمْرٍ مَا يُعْرَفُ لَهُ سَبَبٌ وَلَاعِلَّةٌ (مس بد علّة). أَمَّا إِبْلِيسُ فَتَعَصَّبَ عَلَىٰ آدَمَ لِأَصْلِهِ، وَطَعَنَ عَلَيْهِ فِي خِلْقَتِهِ، فَقَالَ: أَنَا نَارِيٌّ وَأَنْتَ طِينِيٌّ.

عصبية المال

وَأَمَّا الْأَغْنِيَاءُ مِنْ مُتْرَفَةِ الْأُمَمِ، فَتَعَصَّبُوا لِآثَارِ مَوَاقِعِ النِّعَمِ، فَقَالُوا: «نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالاً وَأَوْلَاداً وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ». فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ فَلْيَكُنْ تَعَصُّبُكُمْ لِمَكَارِمِ الْخِصَالِ، وَمَحَامِدِ الْأَفْعَالِ، وَمَحَاسِنِ الْأُمُورِ، الَّتِي تَفَاضَلَتْ فِيهَا الْمُجَدَاءُ وَ النُّجَدَاءُ مِنْ بُيُوتَاتِ الْعَرَبِ وَيَعَاسِيبِ الْقَبَائِلِ؛ بِالْأَخْلَاقِ الرَّغِيبَةِ، وَالْأَحْلَامِ الْعَظِيمَةِ، وَالْأَخْطَارِ الْجَلِيلَةِ، وَالْآثَارِ الْمَحْمُودَةِ. فَتَعَصَّبُوا لِخِلَالِ الْحَمْدِ مِنَ الْحِفْظِ لِلْجِوَارِ، وَالْوَفَاءِ بِالذِّمَامِ، وَالطَّاعَةِ لِلْبِرِّ، وَالْمَعْصِيَةِ لِلْكِبْرِ، وَالْأَخْذِ بِالْفَضْلِ، وَالْكَفِّ عَنِ الْبَغْيِ، وَالْإِعْظَامِ لِلْقَتْلِ، وَالْإِنْصَافِ لِلْخَلْقِ، وَالْكَظْمِ لِلْغَيْظِ، وَاجْتِنَابِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ. وَاحْذَرُوا مَا نَزَلَ بِالْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مِنَ الْمَثُلَاتِ بِسُوءِ الْأَفْعَالِ، وَذَمِيمِ الْأَعْمَالِ. فَتَذَكَّرُوا فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ أَحْوَالَهُمْ، وَاحْذَرُوا أَنْ تَكُونُوا أَمْثَالَهُمْ.

فَإِذَا تَفَكَّرْتُمْ فِي تَفَاوُتِ حَالَيْهِمْ، فَالْزَمُوا كُلَّ أَمْرٍ لَزِمَتِ الْعِزَّةُ بِهِ شَأْنَهُمْ (حالهم)، وَزَاحَتِ الْأَعْدَاءُ لَهُ عَنْهُمْ، وَمُدَّتِ الْعَافِيَةُ بِهِ عَلَيْهِمْ، وَانْقَادَتِ النِّعْمَةُ لَهُ مَعَهُمْ، وَوَصَلَتِ الْكَرَامَةُ عَلَيْهِ حَبْلَهُمْ مِنَ الاجْتِنَابِ لِلْفُرْقَةِ، وَاللُّزُومِ لِلْأُلْفَةِ، وَالتَّحَاضِّ عَلَيْهَا، وَالتَّوَاصِي بِهَا، وَاجْتَنِبُوا كُلَّ أَمْرٍ كَسَرَ فِقْرَتَهُمْ، وَأَوْهَنَ مُنَّتَهُمْ: مِنْ تَضَاغُنِ الْقُلُوبِ، وَتَشَاحُنِ الصُّدُورِ، وَتَدَابُرِ النُّفُوسِ، وَتَخَاذُلِ الْأَيْدِي وَتَدَبَّرُوا أَحْوَالَ الْمَاضِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَبْلَكُمْ كَيْفَ كَانُوا فِي حَالِ التَّمْحِيصِ وَالْبَلَاءِ. أَلَمْ يَكُونُوا أَثْقَلَ الْخَلَائِقِ أَعْبَاءً، وَأَجْهَدَ

قمع ۔ مغلوب کر دینا
نواجم ۔ آثار
قدع ۔ روک دینا
تلیط ۔ چپک جاتی ہے
مترفہ ۔ دولت مند
آثار مواقع النعم ۔ غرور و تکبر
یعاسیب ۔ شہد کی مکھی کا سردار
رغیبہ ۔ پسندیدہ
احلام ۔ عقول
جوار ۔ ہمسائیگی
ذمام ۔ عہد و پیمان
مثلات ۔ عقوبات
تفاوت ۔ اختلاف
مُدّت ۔ پھیلا دی گئی
فِقرہ ۔ ریڑھ کی ہڈی
منّہ ۔ قوت
تمحیص ۔ آزمائش

(۱) اسلامی عبادات نے انسانی دل و دماغ سے کبر و غرور کے تصورات کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے اور اب مسلمان کے لئے تکبر و غرور کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ابلیس کو اپنی اصل پر ناز تھا۔ دولت مندوں کو اپنی دولت پر ناز ہے۔ مسلمان کو اگر ناز ہی کرنے کا شوق ہے اور غرور ہی کا خیال ہے تو اس کا فرض ہے کہ پہلے وہ حسین ترین اخلاق اور بلند ترین کردار پیدا کرے جس کی مثال دوسرے افراد اور اقوام کے پاس نہ ہو تاکہ اس غرور اور تعصب کا کوئی جواز پیدا ہو سکے ورنہ بلا سبب غرور اور تعصب تو شیطنت سے بھی بدتر کردار ہے اور اس کا اولاد رسول سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ذرا دیکھو کہ ان اعمال میں کس طرح تفاخر کے آثار کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے اور تکبر کے نمایاں ہونے والے آثار کو دبا دیا جاتا ہے۔
میں نے تمام عالمین کو پرکھ کر دیکھ لیا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس میں کسی شے کا تعصب پایا جاتا ہو اور اس کے پیچھے کوئی ایسی علت نہ ہو جس سے جاہل دھوکہ کھا جائیں یا ایسی دلیل نہ ہو جو احمقوں کی عقل سے چپک جائے۔ علاوہ تم لوگوں کے کہ تم ایسی چیز کا تعصب رکھتے ہو جس کی کوئی علت اور جس کا کوئی سبب نہیں ہے۔ دیکھو ابلیس نے آدمؑ کے مقابلہ میں عصبیت کا اظہار کیا تو اپنی اصل کی بنیاد پر اور اُن کی تخلیق پر طنز کیا اور یہ کہہ دیا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم خاک سے بنے ہو۔
اسی طرح امتوں کے دولت مندوں نے اپنی نعمتوں کے آثار کی بنا پر غرور کا مظاہرہ کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ "ہم زیادہ مال و اولاد والے ہیں لہٰذا ہم پر عذاب نہیں ہو سکتا ہے" لیکن تمھارے پاس تو ایسی کوئی بنیاد بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر فخر ہی کرنا ہے تو بہترین عادات، قابل تحسین اعمال اور حسین ترین خصائل کی بنا پر کرو جن کے بارے میں عرب کے خاندانوں۔ قبائل کے سرداروں کے بزرگ اور شریف لوگ کیا کرتے تھے۔ یعنی پسندیدہ اخلاق، عظیم دانائی، اعلیٰ مراتب اور قابل تعریف کارنامے۔
تم بھی انھیں قابل ستائش اعمال پر فخر کرو۔ ہمسایوں کا تحفظ کرو۔ عہد و پیمان کو پورا کرو۔ نیک لوگوں کی اطاعت کرو سرکشوں کی مخالفت کرو۔ فضل و کرم کو اختیار کرو۔ ظلم و سرکشی سے پرہیز کرو۔ خونریزی سے پناہ مانگو۔ خلق خدا کے ساتھ انصاف کرو۔ غصہ کو پی جاؤ۔ فساد فی الارض سے اجتناب کرو کہ یہی صفات و کمالات قابل فخر و مباہات ہیں۔
بدترین اعمال کی بنا پر گذشتہ امتوں پر نازل ہونے والے عذاب سے اپنے کو محفوظ رکھو۔ خیر و شر ہر حال میں ان لوگوں کو یاد رکھو اور خبردار ان کے جیسے بدکردار نہ ہو جانا۔
اگر تم نے اُن کے اچھے بُرے حالات پر غور کر لیا ہے تو اب ایسے امور کو اختیار کرو جن کی بنا پر عزت ہمیشہ ان کے ساتھ رہی۔ دشمن ان سے دور دور رہے۔ عافیت کا دامن ان کی طرف پھیلا دیا گیا نعمتیں ان کے سامنے سرنگوں ہو گئیں اور کرامت و شرافت نے ان سے اپنا رشتہ جوڑ لیا کہ وہ افتراق سے بچے۔ محبت کے ساتھ۔ اسی پر دوسروں کو آمادہ کرتے رہے اور آپس میں وصیت اور نصیحت کرتے رہے۔
اور دیکھو ہر اُس چیز سے پرہیز کرو جس نے ان کی کمر کو توڑ دیا۔ ان کی طاقت کو کمزور کر دیا۔ یعنی آپس کا کینہ۔ دلوں کی عداوت، نفوس کا ایک دوسرے سے منھ پھیر لینا اور ہاتھوں کا ایک دوسرے کی امداد سے رُک جانا۔
ذرا اپنے پہلے والے صاحبانِ ایمان کے حالات پر بھی غور کرو کہ وہ کس طرح بلا اور آزمائش کی منزلوں میں تھے۔ کیا وہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بوجھ کے متحمل اور تمام بندوں میں سب سے زیادہ مصائب میں مبتلا نہیں تھے۔

لے تاریخ کردار سازی کا بہترین ذریعہ ہے اور اس سے استفادہ کرنے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان دونوں طرح کی قوموں کے حالات کا جائزہ لے۔ ان قوموں کو بھی دیکھے جنھوں نے سرفرازی اور بلندی حاصل کی ہے اور ان قوموں کے حالات کا بھی مطالعہ کرے جنھوں نے ذلت اور رسوائی کا سامنا کیا ہے۔ تاکہ ان اقوام کے کردار کو اپنائے جنھوں نے اپنے وجود کو سرمایۂ تاریخ بنا دیا ہے اور ان لوگوں کے کردار سے پرہیز کرے جنھوں نے اپنے کو ذلت کے غار میں ڈھکیل دیا ہے۔

الْعِبَادِ بَلَاءً، وَأَضْيَقَ أَهْلِ الدُّنْيَا حَالاً. إِتَّخَذَتْهُمُ الْفَرَاعِنَةُ عَبِيداً فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ، وَجَرَّعُوهُمُ الْمُرَارَ، فَلَمْ تَبْرَحِ الْحَالُ بِهِمْ فِي ذُلِّ الْهَلَكَةِ وَقَهْرِ الْغَلَبَةِ، لَايَجِدُونَ حِيلَةً فِي امْتِنَاعٍ، وَلَاسَبِيلاً إِلَىٰ دِفَاعٍ. حَتَّىٰ إِذَا رَأَىٰ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ جِدَّ الصَّبْرِ مِنْهُمْ عَلَى الْأَذَىٰ فِي مَحَبَّتِهِ، وَالِاحْتِمَالَ لِلْمَكْرُوهِ مِنْ خَوْفِهِ، جَعَلَ لَهُمْ مِنْ مَضَايِقِ الْبَلَاءِ فَرَجاً، فَأَبْدَلَهُمُ الْعِزَّ مَكَانَ الذُّلِّ، وَالْأَمْنَ مَكَانَ الْخَوْفِ. فَصَارُوا مُلُوكاً حُكَّاماً، وَأَئِمَّةً أَعْلَاماً، وَقَدْ بَلَغَتِ الْكَرَامَةُ مِنَ اللّٰهِ لَهُمْ مَا لَمْ تَذْهَبِ الْآمَالُ إِلَيْهِ بِهِمْ.

فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانُوا حَيْثُ كَانَتِ الْأَمْلَاءُ مُجْتَمِعَةً، وَالْأَهْوَاءُ مُؤْتَلِفَةً (متفقة)، وَالْقُلُوبُ مُعْتَدِلَةً، وَالْأَيْدِي مُتَرَادِفَةً (مترافدة)، وَالسُّيُوفُ مُتَنَاصِرَةً، وَالْبَصَائِرُ نَافِذَةً، وَالْعَزَائِمُ وَاحِدَةً. أَلَمْ يَكُونُوا أَرْبَاباً فِي أَقْطَارِ الْأَرَضِينَ، وَمُلُوكاً عَلَىٰ رِقَابِ الْعَالَمِينَ! فَانْظُرُوا إِلَىٰ مَا صَارُوا إِلَيْهِ فِي آخِرِ أُمُورِهِمْ، حِينَ وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ، وَتَشَتَّتَتِ الْأُلْفَةُ، وَاخْتَلَفَتِ الْكَلِمَةُ وَالْأَفْئِدَةُ، وَتَشَعَّبُوا مُخْتَلِفِينَ، وَتَفَرَّقُوا مُتَحَارِبِينَ(متحازبين)، قَدْ خَلَعَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لِبَاسَ كَرَامَتِهِ، وَسَلَبَهُمْ غَضَارَةَ نِعْمَتِهِ، وَبَقِيَ قَصَصُ أَخْبَارِهِمْ فِيكُمْ عِبَراً لِلْمُعْتَبِرِينَ.

الاعتبار بالامم

فَاعْتَبِرُوا بِحَالِ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ[1] وَبَنِي إِسْحَاقَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. فَمَا أَشَدَّ اعْتِدَالَ الْأَحْوَالِ، وَأَقْرَبَ اشْتِبَاهَ الْأَمْثَالِ! تَأَمَّلُوا أَمْرَهُمْ فِي حَالِ تَشَتُّتِهِمْ وَتَفَرُّقِهِمْ، لَيَالِيَ كَانَتِ الْأَكَاسِرَةُ وَالْقَيَاصِرَةُ أَرْبَاباً لَهُمْ، يَحْتَازُونَهُمْ عَنْ رِيفِ الْآفَاقِ، وَبَحْرِ الْعِرَاقِ، وَخُضْرَةِ الدُّنْيَا، إِلَىٰ مَنَابِتِ (مهابّ) الشِّيحِ، وَمَهَافِي الرِّيحِ، وَنَكَدِ الْمَعَاشِ، فَتَرَكُوهُمْ عَالَةً مَسَاكِينَ إِخْوَانَ دَبَرٍ (دين) وَوَبَرٍ (وتر)، أَذَلَّ الْأُمَمِ دَاراً، وَأَجْدَبَهُمْ قَرَاراً، لَايَأْوُونَ إِلَىٰ جَنَاحِ دَعْوَةٍ يَعْتَصِمُونَ بِهَا، وَلَا إِلَىٰ ظِلِّ أُلْفَةٍ يَعْتَمِدُونَ عَلَىٰ عِزِّهَا. فَالْأَحْوَالُ مُضْطَرِبَةٌ، وَالْأَيْدِي مُخْتَلِفَةٌ، وَالْكَثْرَةُ مُتَفَرِّقَةٌ؛ فِي بَلَاءِ أَزْلٍ، وَأَطْبَاقِ جَهْلٍ! مِنْ بَنَاتٍ مَوْؤُودَةٍ، وَأَصْنَامٍ مَعْبُودَةٍ، وَأَرْحَامٍ مَقْطُوعَةٍ، وَغَارَاتٍ مَشْنُونَةٍ.

مُرار - شدید تلخ
اَملاء - جماعت، قوم
ارباب - سردار
غضارۃ - تازگی - وسعت
اعتدال - مناسب
اشتباہ - مشابہت
یحتازون - جمع کرتے ہیں
مہافی - گذرگاہ ہوا
نکد - شدت، تنگی
دَبَر - جانور کی پیٹھ کا زخم
لایاؤن - رجوع نہیں کرتے ہیں
اَزل - شدت
مؤودۃ - زندہ درگور
شن الغارۃ - ہر طرف سے حملہ

[1] جناب اسماعیلؑ جناب ابراہیمؑ کے فرزند جناب ہاجرہ کے بطن سے اور جناب اسحاق ان کے فرزند جناب سارہ کے بطن سے تھے۔

اسرائیل جناب یعقوب کا لقب تھا جس کے معنی ہیں خدا سے مقابلہ کرنے والا اور اس کا سبب توریت میں یہ بیان ہوا ہے کہ انھوں نے تمام رات پروردگار سے کشتی لڑی ہے اور پروردگار انھیں زیر نہیں کر سکا ہے (معاذ اللہ) توریت سفر تکوین اصحاح (۳۲)

جناب اسرائیل کے بارہ فرزند تھے۔ شمعون، راہین، لاوی، یہوذا، یساکر - زبولون، جاد، اشیرودان - نفتالی - بنیامین - یوسف ان میں اکثریت بے ایمان - قاتل - غارت گر اور بے دین افراد کی تھی حالانکہ سب نبی خدا کی اولاد تھی تو سا تھیوں کا کیا ذکر ہے؟

تمام اہل دنیا میں سب سے زیادہ تنگی میں بسر نہیں کر رہے تھے۔ فراعنہ نے انھیں غلام بنا لیا تھا اور طرح طرح کے بدترین عذاب میں مبتلا کر رہے انھیں تلخ گھونٹ پلا رہے تھے اور وہ انھیں حالات میں زندگی گذار رہے تھے کہ ہلاکت کی ذلت بھی تھی اور تغلب کی قہرسامانی بھی۔ بچاؤ کا کوئی راستہ تھا اور نہ دفاع کی کوئی سبیل۔

یہاں تک کہ جب پروردگار نے یہ دیکھ لیا کہ انھوں نے اس کی محبت میں طرح طرح کی اذیتیں برداشت کر لی ہیں اور اس کے خوف سے ناگوار حالات کا سامنا کر لیا ہے تو ان کے لئے ان تنگیوں میں وسعت کا سامان فراہم کر دیا اور ان کی ذلت کو عزت میں تبدیل کر دیا خوف کے بدلے امن و امان عطا فرما دیا اور وہ زمین کے حاکم اور بادشاہ ـــ قائد اور نمایاں افراد بن گئے۔ الٰہی کرامت نے انھیں ان منزلوں تک پہونچا دیا جہاں تک جانے کا انھوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

دیکھو جب تک ان کے اجتماعات یکجا رہے۔ ان کے خواہشات میں اتفاق رہا۔ ان کے دل معتدل رہے۔ ان کے ہاتھ ایک دوسرے کی امداد کرتے رہے۔ ان کی تلواریں ایک دوسرے کے کام آتی رہیں۔ ان کی بصیرتیں نافذ رہیں اور ان کے عزائم میں اتحاد رہا ـــ وہ کس طرح باعزت رہے۔ کیا وہ تمام اطراف زمین کے ارباب اور تمام لوگوں کی گردنوں کے حکام نہیں تھے۔

لیکن پھر آخر کار ان کا انجام کیا ہوا جب ان کے درمیان افتراق پیدا ہو گیا اور محبتوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ باتوں اور دلوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور سب مختلف جماعتوں اور متحارب گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ تو پروردگار نے ان کے بدن سے کرامت کا لباس اتار لیا اور ان کی نعمتوں کی شادابی کو سلب کر لیا اور اب ان کے قصے صرف عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے سامان عبرت بن کر رہ گئے ہیں۔

لہٰذا اب تم اولاد اسمٰعیلؑ اور اولاد اسحاق و اسرائیل (یعقوب)[1] سے عبرت حاصل کرو کہ سب کے حالات کس قدر ملتے ہوئے اور کیفیات کس قدر یکساں ہیں۔ دیکھو ان کے انتشار و افتراق کے دور میں ان کا کیا عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ ان کے ارباب بن گئے تھے ـــــ اور انھیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں۔ عراق کے دریاؤں اور دنیا کی شادابیوں سے نکال کر خاردار جھاڑیوں اور آندھیوں کی بے روک گذرگاہوں اور معیشت کی دشوار گذار منزلوں تک پہونچا کر اس عالم میں چھوڑ دیا تھا کہ وہ فقیر و نادار۔ اونٹوں کی پشت پر چلنے والے اور بالوں کے خیموں میں قیام کرنے والے ہو گئے تھے۔ گھربار کے اعتبار سے تمام قوموں سے زیادہ ذلیل اور جگہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ خشک سالیوں کا شکار تھے نہ ان کی آواز تھی جن کی پناہ لے کر اپنا تحفظ کر سکیں اور نہ کوئی الفت کا سایہ تھا جس کی طاقت پر بھروسہ کر سکیں۔ حالات مضطرب، طاقتیں منتشر، کثرت میں انتشار۔ بلائیں سخت۔ جہالت تہ بر تہ۔ زندہ در گور بیٹیاں۔ پتھر پرستش کے قابل، رشتہ داریاں ٹوٹی ہوئی اور چاروں طرف سے حملوں کی یلغار۔!

---

[1] عالم اسلام کو بنی اسرائیل کے حالات سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے کہ انھیں قیصر و کسریٰ اور دیگر سلاطین زمانہ نے کس قدر ذلیل کیا اور کیسے کیسے بدترین حالات سے دوچار کیا۔ صرف اس لئے کہ ان کے درمیان اتحاد نہیں تھا اور وہ خود بھی برائیوں میں مبتلا تھے اور دوسروں کو بھی برائیوں سے روکنے کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پروردگار نے انھیں اس عذاب میں مبتلا کر دیا اور ان کا یہ تصور مہمل ہو کر رہ گیا کہ ہم اللہ کے منتخب بندے اور اس کی اولاد کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ دور حاضر میں مسلمانوں کا بھی یہی عالم ہے کہ صرف امت وسط کے نام پر جھوم رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے کردار میں کسی طرف سے اعتدال کی کوئی جھلک نہیں ہے۔ ہر طرف انحراف ہی انحراف اور کجی ہی کجی نظر آتی ہے۔ نہ کہیں وحدت کلمہ ہے اور نہ کہیں اتحاد کلام۔ اختلافات کا زور ہے اور دشمن کی حکمرانی۔ آپس کا جھگڑا ہے اور غیروں کی غلامی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

النعمة برسول الله (صلى الله عليه وآله)

فَانْظُرُوا إِلَىٰ مَوَاقِعِ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ حِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولاً، فَعَقَدَ بِمِلَّتِهِ طَاعَتَهُمْ، وَجَمَعَ عَلَىٰ دَعْوَتِهِ أُلْفَتَهُمْ: كَيْفَ نَشَرَتِ النِّعْمَةُ عَلَيْهِمْ جَنَاحَ كَرَامَتِهَا، وَأَسَالَتْ لَهُمْ جَدَاوِلَ نَعِيمِهَا، وَالْتَفَّتِ الْمِلَّةُ بِهِمْ فِي عَوَائِدِ بَرَكَتِهَا، فَأَصْبَحُوا فِي نِعْمَتِهَا غَرِقِينَ، وَ فِي خُضْرَةِ عَيْشِهَا فَكِهِينَ (فاكهين). قَدْ تَرَبَّعَتِ الْأُمُورُ بِهِمْ، وَفِي ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ، وَآوَتْهُمُ الْحَالُ إِلَىٰ كَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ، وَتَعَطَّفَتِ الْأُمُورُ عَلَيْهِمْ فِي ذُرَىٰ مُلْكٍ ثَابِتٍ. فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى الْعَالَمِينَ، وَمُلُوكٌ فِي أَطْرَافِ الْأَرَضِينَ. يَمْلِكُونَ الْأُمُورَ عَلَىٰ مَنْ كَانَ يَمْلِكُهَا عَلَيْهِمْ، وَيُمْضُونَ الْأَحْكَامَ فِيمَنْ كَانَ يُمْضِيهَا فِيهِمْ! لَاتُغْمَزُ لَهُمْ قَنَاةٌ، وَلَاتُقْرَعُ لَهُمْ صَفَاةٌ![1]

لوم العصاة

أَلَا وَإِنَّكُمْ قَدْ نَفَضْتُمْ أَيْدِيَكُمْ مِنْ حَبْلِ الطَّاعَةِ، وَثَلَمْتُمْ حِصْنَ اللّٰهِ الْمَضْرُوبَ عَلَيْكُمْ، بِأَحْكَامِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدِ امْتَنَّ عَلَىٰ جَمَاعَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِيمَا عَقَدَ بَيْنَهُمْ مِنْ حَبْلِ هٰذِهِ الْأُلْفَةِ الَّتِي يَنْتَقِلُونَ فِي ظِلِّهَا، وَيَأْوُونَ إِلَىٰ كَنَفِهَا، بِنِعْمَةٍ لَايَعْرِفُ أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ لَهَا قِيمَةً، لِأَنَّهَا أَرْجَحُ مِنْ كُلِّ ثَمَنٍ وَأَجَلُّ مِنْ كُلِّ خَطَرٍ. وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ صِرْتُمْ بَعْدَ الْهِجْرَةِ أَعْرَاباً، وَبَعْدَ الْمُوَالَاةِ أَحْزَاباً. مَا تَتَعَلَّقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا بِاسْمِهِ، وَلَا تَعْرِفُونَ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا رَسْمَهُ.

تَقُولُونَ: النَّارَ وَلَا الْعَارَ! كَأَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُكْفِئُوا الْإِسْلَامَ عَلَىٰ وَجْهِهِ انْتِهَاكاً لِحَرِيمِهِ، وَنَقْضاً لِمِيثَاقِهِ الَّذِي وَضَعَهُ اللّٰهُ لَكُمْ حَرَماً فِي أَرْضِهِ، وَأَمْناً بَيْنَ خَلْقِهِ. وَإِنَّكُمْ إِنْ لَجَأْتُمْ إِلَىٰ غَيْرِهِ حَارَبَكُمْ أَهْلُ الْكُفْرِ، ثُمَّ لَاجَبْرَائِيلُ وَلَامِيكَائِيلُ وَلَا مُهَاجِرُونَ وَلَا أَنْصَارٌ يَنْصُرُونَكُمْ إِلَّا الْمُقَارَعَةَ بِالسَّيْفِ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَكُمْ.

وَ إِنَّ عِنْدَكُمُ الْأَمْثَالَ مِنْ بَأْسِ اللّٰهِ وَقَوَارِعِهِ، وَأَيَّامِهِ وَوَقَائِعِهِ، فَلَا تَسْتَبْطِئُوا وَعِيدَهُ جَهْلاً بِأَخْذِهِ، وَتَهَاوُناً بِبَطْشِهِ، وَيَأْساً مِنْ بَأْسِهِ. فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَلْعَنِ الْقَرْنَ الْمَاضِيَ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ إِلَّا لِتَرْكِهِمُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ. فَلَعَنَ اللّٰهُ السُّفَهَاءَ لِرُكُوبِ الْمَعَاصِي وَالْحُلَمَاءَ لِتَرْكِ التَّنَاهِي!

التفاف - لپیٹ دینا
عوائد - خیرات وبرکات
فکہین - مطمئن
تربعت - ہموار ہوگئے
قناۃ - نیزہ
صفاۃ - پتھر
ثلم - رخنہ
موالاۃ - محبت

[1] حقیقت امر یہ ہے کہ اس انسان کا وجود کس قدر بابرکت ہے جس نے اپنے دین کے احکام اور اپنے کردار کی استقامت کی بنا پر چند برسوں میں ایک قوم تیار کردی اور قوم کو اس قدر باعزت بنا دیا کہ گویا معاشرہ کی کایا پلٹ دی کہاں وہ بنی اسرائیل پر ہونے والے مظالم - کہاں وہ عرب کا دور جاہلیت اور کہاں اسلام کے زیر سایہ تشکیل پانے والا معاشرہ - جس نے محکوموں کو حاکم بنا دیا - بدؤں کو انسان بنا دیا اور انسانوں کو مسلمان اور صاحب ایمان بنا دیا اور یہ سب صرف اس لئے ممکن ہوگیا کہ قانون صالح تھا - نافذ کرنے والا باعمل تھا اور امت اطاعت کے لئے تیار تھی - ورنہ ان میں سے کوئی ایک عنصر بھی کم ہو جاتا تو اس طرح کے انقلاب کے امکانات معدوم ہوجاتے اور قوم کے مقدر میں صرف نکبت، رسوائی، غلامی اور دربدری رہ جاتی اور بس -!

اس کے بعد دیکھو کہ پروردگار نے ان پر کس قدر احسانات کئے جب ان کی طرف ایک رسول بھیج دیا جس نے اپنے نظام سے ان کی اطاعت پابند بنایا اور اپنی دعوت پر ان کی الفتوں کو متحد کیا اور اس کے نتیجہ میں نعمتوں نے ان پر کرامت کے بال و پر پھیلا دئے اور راحتوں کے دریا بہا دئے شریعت نے انھیں اپنی برکتوں کے بیش قیمت فوائد میں لپیٹ لیا۔ وہ نعمتوں میں غرق ہو گئے اور زندگی کی شادابیوں میں مزے اڑانے لگے۔ ایک مضبوط حاکم کے زیر سایہ حالات سازگار ہو گئے اور حالات نے غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دلوا دی اور ایک مستحکم ملک کی بلندیوں پر دنیا و دین کی سعادتیں ان کی طرف جھک پڑیں۔ وہ عالمین کے حکام ہو گئے اور اطراف زمین کے بادشاہ شمار ہونے لگے جو کل ان کے امور کے مالک تھے آج وہ ان کے امور کے مالک ہو گئے اور اپنے احکام ان پر نافذ کرنے لگے جو کل اپنے احکام اِن پر نافذ کر رہے تھے کہ اب نہ ان کا دم خم نکالا جاسکتا تھا اور نہ ان کا زور ہی توڑا جاسکتا تھا [۱]

دیکھو تم نے اپنے ہاتھوں کو اطاعت کے بندھنوں سے جھاڑ لیا ہے اور اللہ کی طرف سے اپنے گرد کھنچے ہوئے حصار میں جاہلیت کے احکام کی بنا پر رخنہ پیدا کر دیا ہے۔ اللہ نے اس امت کے اجتماع پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں الفت کی ایسی بندشوں میں گرفتار کر دیا ہے کہ اسی کے زیر سایہ سفر کرتے ہیں اور اسی کے پہلو میں پناہ لیتے ہیں اور یہ وہ نعمت ہے جس کی قدر و قیمت کو کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ یہ ہر قیمت سے بڑی قیمت اور ہر شرف و کرامت سے بالاتر کرامت ہے۔

اور یاد رکھو کہ تم ہجرت کے بعد پھر صحرائی بدو ہو گئے ہو اور باہمی دوستی کے بعد پھر گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو۔ تمھارا اسلام سے رابطہ صرف نام کا رہ گیا ہے اور تم ایمان میں سے صرف علامتوں کو پہچانتے ہو اور روح مذہب سے بالکل بے خبر ہو۔ تمھارا کہنا ہے کہ آگ برداشت کر لیں گے مگر ذلت نہیں برداشت کریں گے۔ گویا کہ اسلام کے حدود کو توڑ کر اور اس کے اس عہد و پیمان کو پارہ پارہ کر کے جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے۔ اسلام کو الٹ دینا چاہتے ہو۔ حالانکہ اگر تم نے اسلام کے علاوہ کسی اور طرف رخ بھی کیا تو اہل کفر تم سے باقاعدہ جنگ کریں گے اور اس وقت نہ جبرئیل آئیں گے نہ میکائیل۔ نہ مہاجر تمھاری امداد کریں گے اور نہ انصار۔ صرف تلواریں کھڑکھڑاتی رہیں گی یہاں تک کہ پروردگار اپنا آخری فیصلہ نافذ کر دے۔

تمھارے پاس تو خدائی عتاب و عذاب اور حوادث و ہلاکت کے نمونے موجود ہیں لہٰذا خبردار اس کی گرفت سے غافل ہو کر اسے دور نہ سمجھو اور اس کے حملہ کو آسان سمجھ کر اور اس کی سختی سے غافل ہو کر اپنے کو مطمئن نہ بنا لو۔

دیکھو پروردگار نے تم سے پہلے گذر جانے والی قوموں [۲] پر صرف اسی لئے لعنت کی ہے کہ انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں جہلاء پر معاصی کے ارتکاب کی بنا پر لعنت ہوئی اور دانشمندوں پر انھیں نہ منع کرنے کی بنا پر

[۱] افسوس جس قوم نے چار دن پہلے عزت کے دن دیکھے ہوں۔ اپنے اتحاد و اتفاق اور اپنی اطاعت شعاری کے اثرات کا مشاہدہ کیا ہو۔ وہ یکبارگی اس طرح منقلب ہو جائے اور راحت پسندی اسے دوبارہ ڈھکیل کر ماضی کے گڑھے میں ڈال دے اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جائے۔

[۲] یہ نکتہ ہر دور کے لئے قابل توجہ ہے کہ دین خدا میں لعنت کا استحقاق صرف جہالت اور بدعلی ہی سے نہیں پیدا ہوتا ہے بلکہ اکثر اوقات اس کے حقدار اہل علم اور دیندار حضرات بھی بن جاتے ہیں۔ جب ان کے کردار میں انانیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ دوسروں کی طرف سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔ نہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور نہ برائیوں سے روکتے ہیں۔ دین خدا کی بربادی کی طرف سے اس طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں جیسے کسی غریب کا سرمایہ لٹ رہا ہے اور ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں جب کہ دین اسلام ہر مسلمان کا سرمایۂ حیات ہے اور اس کے تحفظ کی ذمہ داری ہر صاحب ایمان پر عائد ہوتی ہے۔

أَلَا وَقَدْ قَطَعْتُمْ قَيْدَ الْإِسْلَامِ، وَعَطَّلْتُمْ حُدُودَهُ وَأَمَتُّمْ أَحْكَامَهُ. أَلَا وَقَدْ أَمَرَنِيَ اللّٰهُ بِقِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ وَالنَّكْثِ وَالْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، فَأَمَّا النَّاكِثُونَ فَقَدْ قَاتَلْتُ، وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَقَدْ جَاهَدْتُ، وَأَمَّا الْمَارِقَةُ فَقَدْ دَوَّخْتُ، وَأَمَّا شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ [1] فَقَدْ كُفِيتُهُ بِصَعْقَةٍ سُمِعَتْ لَهَا وَجْبَةُ قَلْبِهِ وَرَجَّةُ صَدْرِهِ، وَبَقِيَتْ بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَغْيِ. وَلَئِنْ أَذِنَ اللّٰهُ فِي الْكَرَّةِ عَلَيْهِمْ لَأُدِيلَنَّ مِنْهُمْ إِلَّا مَا يَتَشَذَّرُ فِي أَطْرَافِ الْبِلَادِ تَشَذُّراً!

شجاعه و فضله (عليه السلام)

أَنَا وَضَعْتُ فِي الصِّغَرِ بِكَلَاكِلِ الْعَرَبِ، وَكَسَرْتُ نَوَاجِمَ قُرُونِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ. وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَوْضِعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالْقَرَابَةِ الْقَرِيبَةِ، وَالْمَنْزِلَةِ الْخَصِيصَةِ. وَضَعَنِي فِي حِجْرِهِ وَأَنَا وَلَدٌ يَضُمُّنِي إِلَى صَدْرِهِ، وَيَكْنُفُنِي فِي فِرَاشِهِ، وَيُمِسُّنِي جَسَدَهُ، وَيُشِمُّنِي عَرْفَهُ. وَكَانَ يَمْضَغُ الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِمُنِيهِ، وَمَا وَجَدَ لِي كَذْبَةً فِي قَوْلٍ، وَلَا خَطْلَةً فِي فِعْلٍ. وَلَقَدْ قَرَنَ اللّٰهُ بِهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ـ مِنْ لَدُنْ أَنْ كَانَ فَطِيماً أَعْظَمَ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَتِهِ يَسْلُكُ بِهِ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ، وَمَحَاسِنَ أَخْلَاقِ الْعَالَمِ، لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ. وَلَقَدْ كُنْتُ أَتَّبِعُهُ اتِّبَاعَ الْفَصِيلِ أَثَرَ أُمِّهِ، يَرْفَعُ لِي فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ أَخْلَاقِهِ عَلَماً، وَيَأْمُرُنِي بِالْاِقْتِدَاءِ بِهِ. وَلَقَدْ كَانَ يُجَاوِرُ فِي كُلِّ سَنَةٍ بِحِرَاءَ فَأَرَاهُ، وَلَا يَرَاهُ غَيْرِي. وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْتٌ وَاحِدٌ يَوْمَئِذٍ فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ رَسُولِ اللّٰهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ـ وَخَدِيجَةَ وَأَنَا ثَالِثُهُمَا. أَرَى نُورَ الْوَحْيِ وَالرِّسَالَةِ وَأَشُمُّ رِيحَ النُّبُوَّةِ.

وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّةَ الشَّيْطَانِ حِينَ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ـ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الرَّنَّةُ؟ فَقَالَ: «هٰذَا الشَّيْطَانُ قَدْ أَيِسَ مِنْ عِبَادَتِهِ. إِنَّكَ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ، وَتَرَىٰ مَا أَرَىٰ، إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ وَلٰكِنَّكَ لَوَزِيرٌ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَيْرٍ». وَلَقَدْ كُنْتُ مَعَهُ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ـ لَمَّا أَتَاهُ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا لَهُ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ قَدِ ادَّعَيْتَ عَظِيماً لَمْ يَدَّعِهِ آبَاؤُكَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَيْتِكَ، وَنَحْنُ نَسْأَلُكَ أَمْراً إِنْ أَنْتَ أَجَبْتَنَا إِلَيْهِ وَأَرَيْتَنَاهُ، عَلِمْنَا أَنَّكَ نَبِيٌّ وَرَسُولٌ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ عَلِمْنَا أَنَّكَ سَاحِرٌ كَذَّابٌ. فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ:

نکث ۔ عہد شکنی
قاسطون ۔ حق سے عدول کرنے والے
مارقہ ۔ دین سے باہر نکل جانے والے
دوختہم ۔ انھیں ذلیل بنا دیا ہے
ردھہ ۔ گڑھا
شیطان الردھہ ۔ ذوالثدیہ
صعقہ ۔ بیہوشی
وجبۃ القلب ۔ دل کا لرزنا
رجۃ الصدر ۔ سینے کا دھڑکنا
لادیلن منہم انھیں مٹا کر حکومت دوسروں کے حوالے کر دوں گا
تیشذر ۔ منتشر ہو جائے
کلاکل ۔ سینے
نواجم ۔ ظاہر ہونے والے
عرف ۔ خوشبو
خطلہ ۔ لغزش
فصیل ۔ بچہ شتر
علم ۔ واضح فضیلت
حراء ۔ مکہ کے قریب ایک پہاڑ ہے

[1] اس شخص کا نام حرقوص بن زہیر تھا۔ رسول اکرمؐ کے دور سے بدترین منافق تھا اور حضورؐ کے عدل و انصاف پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ آپ نے اس کے قتل کی خبر بھی سنا دی تھی۔ اس کے کاندھوں پر گوشت کا ایک ٹکڑا عورت کے پستان جیسا تھا اور اسی بنا پر اسے ذوالثدیہ کہا جاتا ہے۔ نہروان میں خوارج کے قتل کے بعد امیرالمومنینؑ نے اس کی تلاش کا حکم دیا۔ لاش نہ مل سکی تو لوگوں نے کہا کہ شاید بچ کر نکل گیا ہے۔

گاہ ہو جاؤ کہ تم نے اسلام کی پابندیوں کو توڑ دیا ہے۔ اس کے حدود کو معطل کر دیا ہے اور اس کے احکام کو مردہ
ے اور پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بغاوت کرنے والے، عہد شکن اور مفسدین سے جہاد کروں۔ عہد و پیمان
ے والوں سے جہاد کر چکا نافرمانوں سے مقابلہ کر چکا اور بے دین خوارج کو مکمل طریقہ سے ذلیل کر چکا۔ رہ گیا گڑھے
نے والا شیطان تو اس کا مسئلہ اس چنگھاڑ سے حل ہو گیا جس کے دل کی دھڑکن اور سینہ کی تھرتھراہٹ کی آواز میرے کانوں
پہونچ رہی تھی۔ اب صرف باغیوں میں تھوڑے سے افراد باقی رہ گئے ہیں کہ اگر پروردگار ان پر حملہ کرنے کی اجازت
ے تو انھیں بھی تباہ کر کے حکومت کا رخ دوسری طرف موڑ دوں گا اور پھر وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو مختلف شہروں میں
ے پڑے ہیں۔

(مجھے پہچانو) میں نے کمسنی ہی میں عرب کے سینوں کو زمین سے ملا دیا تھا اور ربیعہ و مضر کی سینگوں کو توڑ دیا تھا تمھیں معلوم
کہ رسول اکرمؐ سے مجھے کس قدر قریبی قرابت اور مخصوص منزلت حاصل ہے۔ انھوں نے بچپنے سے مجھے اپنی گود میں اس طرح
ی ہے کہ مجھے اپنے سینے سے لگائے رکھتے تھے۔ اپنے بستر پر جگہ دیتے تھے۔ اپنے کلیجہ سے لگا کر رکھتے تھے اور مجھے مسلسل اپنی خوشبو
سرفراز فرمایا کرتے تھے اور غذا کو اپنے دانتوں سے چبا کر مجھے کھلاتے تھے۔ نہ انھوں نے میرے کسی بیان میں جھوٹ پایا اور نہ
ے کسی عمل میں غلطی دیکھی۔

اور اللہ نے دودھ بڑھائی کے دور ہی سے ان کے ساتھ ایک عظیم ترین ملک کو کر دیا تھا جو ان کے ساتھ بزرگیوں کے راستہ
بہترین اخلاق کے طور طریقہ پر چلتا رہتا تھا اور شب و روز یہی سلسلہ رہا کرتا تھا۔ اور میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح
تا تھا جس طرح بچہ ناقہ اپنی ماں کے ہمراہ چلتا ہے۔ وہ روزانہ میرے سامنے اپنے اخلاق کا ایک نشانہ پیش کرتے تھے اور
مجھے اس کی اقتدار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

وہ سال میں ایک زمانہ غار حرا میں گذارا کرتے تھے جہاں صرف میں انھیں دیکھتا تھا اور کوئی دوسرا نہ ہوتا تھا۔ اس وقت
سول اکرمؐ اور خدیجہ کے علاوہ کسی گھر میں اسلام کا گذر نہ ہوا تھا اور ان میں کا تیسرا میں تھا۔ میں نور وحی رسالت کا مشاہدہ کیا کرتا تھا
ر خوشبوئے رسالت سے دماغ کو معطر رکھتا تھا۔

میں نے نزول وحی کے وقت شیطان کی چیخ کی آواز سنی تھی اور عرض کی تھی یا رسول اللہ! یہ چیخ کیسی ہے؟ تو فرمایا کہ یہ
شیطان ہے جو آج اپنی عبادت سے مایوس ہو گیا ہے۔ تم وہ سب دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں اور وہ سب سن رہے ہو
و میں سن رہا ہوں۔ صرف فرق یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو۔ لیکن تم میرے وزیر بھی ہو اور منزل خیر پر بھی ہو۔

میں اس وقت بھی حضرت کے ساتھ تھا جب قریش کے سرداروں نے آکر کہا تھا کہ محمدؐ! تم نے بہت بڑی بات کا دعویٰ کیا
ہے جو تمھارے گھر والوں میں کسی نے نہیں کیا تھا۔ اب ہم تم سے ایک بات کا سوال کر رہے ہیں۔ اگر تم نے صحیح جواب دے دیا
ور ہمیں ہمارے مدعا کو دکھلا دیا تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم نبی خدا اور رسول خدا ہو ورنہ اگر ایسا نہ کر سکے تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ تم
جادوگر اور جھوٹے ہو۔ تو آپ نے فرمایا تھا

«وَمَا تَسْأَلُونَ؟» قَالُوا: تَدْعُو لَنَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ حَتَّىٰ تَنْقَلِعَ بِعُرُوقِهَا وَتَقِفَ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: «إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فَإِنْ فَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ ذٰلِكَ، أَتُؤْمِنُونَ وَتَشْهَدُونَ بِالْحَقِّ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «فَإِنِّي سَأُرِيكُمْ مَا تَطْلُبُونَ، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكُمْ لَا تَفِيئُونَ إِلَىٰ خَيْرٍ، وَإِنَّ فِيكُمْ مَنْ يُطْرَحُ فِي الْقَلِيبِ، وَمَنْ يُحَزِّبُ الْأَحْزَابَ». ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: «يَا أَيَّتُهَا الشَّجَرَةُ إِنْ كُنْتِ تُؤْمِنِينَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتَعْلَمِينَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، فَانْقَلِعِي بِعُرُوقِكِ حَتَّىٰ تَقِفِي بَيْنَ يَدَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ». فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَانْقَلَعَتْ بِعُرُوقِهَا، وَجَاءَتْ وَلَهَا دَوِيٌّ شَدِيدٌ، وَقَصْفٌ كَقَصْفِ أَجْنِحَةِ الطَّيْرِ؛ حَتَّىٰ وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مُرَفْرِفَةً وَ أَلْقَتْ بِغُصْنِهَا الْأَعْلَىٰ عَلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ بِبَعْضِ أَغْصَانِهَا عَلَىٰ مَنْكِبِي، وَكُنْتُ عَنْ يَمِينِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَلَمَّا نَظَرَ الْقَوْمُ إِلَىٰ ذٰلِكَ قَالُوا ـ عُلُوًّا وَاسْتِكْبَاراً ـ: فَمُرْهَا فَلْيَأْتِكَ نِصْفُهَا وَيَبْقَىٰ نِصْفُهَا، فَأَمَرَهَا بِذٰلِكَ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ نِصْفُهَا كَأَعْجَبِ إِقْبَالٍ وَأَشَدِّهِ دَوِيّاً، فَكَادَتْ تَلْتَفُّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَقَالُوا ـ كُفْراً وَعُتُوّاً ـ: فَمُرْ هٰذَا النِّصْفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَىٰ نِصْفِهِ كَمَا كَانَ، فَأَمَرَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَرَجَعَ؛ فَقُلْتُ أَنَا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؛ إِنِّي أَوَّلُ مُؤْمِنٍ بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَأَوَّلُ مَنْ أَقَرَّ بِأَنَّ الشَّجَرَةَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ بِأَمْرِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ تَصْدِيقاً بِنُبُوَّتِكَ، وَإِجْلَالاً لِكَلِمَتِكَ. فَقَالَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ: بَلْ سَاحِرٌ كَذَّابٌ، عَجِيبُ السِّحْرِ خَفِيفٌ فِيهِ، وَهَلْ يُصَدِّقُكَ فِي أَمْرِكَ إِلَّا مِثْلُ هٰذَا! (يَعْنُونَنِي) وَإِنِّي لَمِنْ قَوْمٍ لَا تَأْخُذُهُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، سِيمَاهُمْ سِيمَا الصِّدِّيقِينَ، وَ كَلَامُهُمْ كَلَامُ الْأَبْرَارِ، عُمَّارُ اللَّيْلِ وَمَنَارُ النَّهَارِ. مُتَمَسِّكُونَ بِحَبْلِ الْقُرْآنِ؛ يُحْيُونَ سُنَنَ اللّٰهِ وَسُنَنَ رَسُولِهِ؛ لَا يَسْتَكْبِرُونَ وَلَا يَعْلُونَ، وَلَا يَغُلُّونَ وَلَا يُفْسِدُونَ. قُلُوبُهُمْ فِي الْجِنَانِ، وَأَجْسَادُهُمْ فِي الْعَمَلِ!

۱۹۳

و من خطبة له (عليه السلام)

يصف فيها المتقين

لا تفیئون - پلٹ کر نہ آؤ گے

قلیب - کنواں

قصف - تیز آواز

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سرکار دو عالم نے پروردگار کی دی ہوئی طاقت سے اس معجزہ کا اظہار فرمایا تھا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے درخت میرے حکم یا مالک کی اجازت سے آجا - بلکہ فرمایا کہ اگر تجھے میرا اعتبار ہے اور میری رسالت کا ایمان ہے تو میرے حکم کے مطابق اپنی جگہ چھوڑ کر میرے سامنے آکر کھڑا ہو جا گویا آپ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ ایمان میں اتنی طاقت اور اتنا اثر پایا جاتا ہے کہ صاحب ایمان درخت بھی ہو تو سرکار کے بلانے پر جگہ چھوڑ کر حاضر ہو سکتا ہے

حیرت ہے ان انسانوں کے ایمان پر جنہیں حضور روزانہ آواز دے رہے تھے اور وہ پہاڑوں کی بلندیوں سے مڑکر دیکھنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے

مصادر خطبہ ۱۹۳ کتاب سلیم بن قیس ص۲۱۱ ، امالی صدوق ص۳۴۰ ، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص۳۵۲ ، تحف العقول حرانی ص۱۵۹ ، تذکرۃ الخواص ص۱۴۹ مطالب السئول ابن طلحہ الشافعی ۱ ص۱۵۱ ، کنز الفوائد کراجکی ص۳۱ ، مروج الذہب مسعودی ۲ ص۴۲۰ ، طبقات کبریٰ ابن سعد ص۱۱۵ ، وافی ۳ ص۱۱ ، اصول کافی ۲ ص۲۲۶ ، امالی صدوق ، العقد الفرید ابن عبد ربہ ۱ ص۳۱۴ ، امالی طوسیؒ ۲ ص۸۵ ،

سوال کیا ہے؟ ۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ اس درخت کو دعوت دیں کہ وہ جڑ سے اکھڑ کر آجائے اور آپ کے سامنے کھڑا ہو جائے؟
نے فرمایا کہ پروردگار ہر شے پر قادر ہے ۔ اگر اس نے ایسا کر دیا تو کیا تم لوگ ایمان لے آؤ گے ؟ اور حق کی گواہی دے دو گے!
لوگوں نے کہا بیشک ۔ آپ نے فرمایا کہ میں عنقریب یہ منظر دکھلا دوں گا لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم کبھی خیر کی طرف پلٹ کر آنے والے
ہو ۔ تم میں وہ شخص بھی موجود ہے جو کنویں میں پھینکا جائے گا اور وہ بھی ہے جو احزاب قائم کرے گا ۔ یہ کہہ کر آپ نے درخت کو
دی کہ اگر تیرا ایمان اللہ اور روز آخرت پر ہے اور تجھے یقین ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو جڑ سے اکھڑ کر میرے سامنے
اذن خدا سے کھڑا ہو جا ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے انھیں حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ درخت جڑ سے اکھڑ گیا اور
عالم میں حضور کے سامنے آگیا کہ اس میں سخت کھڑکھڑاہٹ تھی اور پرندوں کے پروں کی آوازوں جیسی پھڑپھڑاہٹ بھی تھی ۔ اس نے
شاخ سرکار کے سر پر سایہ افگن کر دی اور ایک میرے کاندھے پر ۔ جب کہ میں آپ کے داہنے پہلو میں تھا[۱]

ان لوگوں نے جیسے ہی یہ منظر دیکھا نہایت درجہ سرکشی اور غرور کے ساتھ کہنے لگے کہ اچھا اب حکم دیجئے کہ آدھا حصہ آپ کے
آجائے اور آدھا رک جائے ۔ آپ نے یہ بھی کر دیا اور آدھا حصہ نہایت درجہ حیرت کے ساتھ اور سخت ترین کھڑکھڑاہٹ
ساتھ آگیا اور آپ کا حصار کر لیا ۔ ان لوگوں نے پھر بربنائے کفر و سرکشی یہ مطالبہ کیا کہ اچھا اب اس سے کہئے کہ واپس جاکر
نصف حصہ سے مل جائے ۔ آپ نے یہ بھی کر کے دکھلا دیا تو میں نے آواز دی کہ میں توحید الٰہی کا پہلا اقرار کرنے والا اور اس
کا پہلا اعتراف کرنے والا ہوں کہ درخت نے امر الٰہی سے آپ کی نبوت کی تصدیق اور آپ کے کلام کی بلندی کے لئے
کے حکم کی مکمل اطاعت کر دی ۔

لیکن ساری قوم نے آپ کو جھوٹا اور جادوگر قرار دے دیا کہ ان کا جادو عجیب بھی ہے اور باریک بھی ہے اور ایسی باتوں
تصدیق ایسے ہی افراد کر سکتے ہیں ہم لوگ نہیں کر سکتے ہیں ۔ لیکن میں بہرحال اس قوم میں شمار ہوتا ہوں جنھیں خدا کے بارے
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں ہوتی ہے ۔ جن کی نشانیاں صدیقین جیسی ہیں اور جن کا کلام نیک کردار
جیسا ۔ یہ راتوں کو آباد رکھنے والے اور دنوں کے منارے ہیں ۔ قرآن کی رسی سے متمسک ہیں اور خدا و رسول کی سنت
زندہ رکھنے والے ہیں ۔ ان کے یہاں نہ غرور ہے اور نہ سرکشی، نہ خیانت ہے اور نہ فساد ــــ ان کے دل جنت میں لگے ہوئے
اور ان کے جسم عمل میں مصروف ہیں ۔

۱۹۳ ۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں صاحبان تقویٰ کی تعریف کی گئی ہے)

[۱] گرچہ کفار و مشرکین نے یہ بات بطور تمسخر و استہزاء کہی تھی لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ ایسے حقائق کا اقرار ایسے ہی افراد کر سکتے ہیں اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہونا
کے بس کی بات نہیں ہے ۔ اس دولت سے محروم آج کے وہ دانشور بھی ہیں جن کی سمجھ میں معجزہ ہی نہیں آتا ہے اور وہ ہر معجزہ کو خلاف قانون طبیعت قرار دے کر
دیتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ قانون صاحب قانون پر بھی حکومت کر رہا ہے اور صاحب قانون کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندہ کے منصب کی تصدیق کے
اپنے قانون میں تبدیلی کر دے جب کہ اس کی ہزاروں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں ــــ اور وہ جہلاء اور متعصب افراد بھی ہیں جن کی سمجھ میں شق القمر اور رد شمس جیسا روشن
وہ نہیں آتا ہے تو قرآن مجید کی باریکیوں اور دیگر کرامات کی نزاکتوں کو کیا سمجھیں گے اور کس طرح ایمان لا سکیں گے ۔

روی ان صاحبا لأميرالمؤمنين ﴿ﷺ﴾ يقال له همام كان رجلا عابدا، فقال له: يا أميرالمؤمنين، صف لي المتقين حتى كأني أنظر اليهم. فتثاقل ﴿ﷺ﴾ عن جوابه ثم قال: يا همام، اتق الله و احسن: «ان الله مع الذين اتقوا و الذين هم محسنون» . فلم يقنع همام بهذا القول حتى عزم عليه، فحمدالله و اثنى عليه، و صلى على النبي -صَلَّى اللّٰه عليه و آله- ثم قال ﴿ﷺ﴾:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ - سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى - خَلَقَ الْخَلْقَ حِينَ خَلَقَهُمْ غَنِيّاً عَنْ طَاعَتِهِمْ، آمِناً مِنْ مَعْصِيَتِهِمْ، لِأَنَّهُ لَا تَضُرُّهُ مَعْصِيَةُ مَنْ عَصَاهُ، وَلَا تَنْفَعُهُ طَاعَةُ مَنْ أَطَاعَهُ. فَقَسَمَ بَيْنَهُمْ مَعَايِشَهُمْ، وَوَضَعَهُمْ مِنَ الدُّنْيَا مَوَاضِعَهُمْ. فَالْمُتَّقُونَ فِيهَا هُمْ أَهْلُ الْفَضَائِلِ: مَنْطِقُهُمُ الصَّوَابُ، وَمَلْبَسُهُمُ الِاقْتِصَادُ، وَمَشْيُهُمُ التَّوَاضُعُ. غَضُّوا أَبْصَارَهُمْ عَمَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ، وَوَقَفُوا أَسْمَاعَهُمْ عَلَى الْعِلْمِ النَّافِعِ لَهُمْ. نُزِّلَتْ أَنْفُسُهُمْ مِنْهُمْ فِي الْبَلَاءِ كَالَّتِي نُزِّلَتْ فِي الرَّخَاءِ. وَلَوْلَا الْأَجَلُ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، شَوْقاً إِلَى الثَّوَابِ، وَخَوْفاً مِنَ الْعِقَابِ. عَظُمَ الْخَالِقُ فِي أَنْفُسِهِمْ فَصَغُرَ مَا دُونَهُ فِي أَعْيُنِهِمْ، فَهُمْ وَالْجَنَّةُ كَمَنْ قَدْ رَآهَا، فَهُمْ فِيهَا مُنَعَّمُونَ. وَهُمْ وَالنَّارُ كَمَنْ قَدْ رَآهَا، فَهُمْ فِيهَا مُعَذَّبُونَ. قُلُوبُهُمْ مَحْزُونَةٌ، وَشُرُورُهُمْ مَأْمُونَةٌ، وَأَجْسَادُهُمْ نَحِيفَةٌ، وَحَاجَاتُهُمْ خَفِيفَةٌ، وَأَنْفُسُهُمْ عَفِيفَةٌ. صَبَرُوا أَيَّاماً قَصِيرَةً أَعْقَبَتْهُمْ رَاحَةً طَوِيلَةً. تِجَارَةٌ مُرْبِحَةٌ يَسَّرَهَا لَهُمْ رَبُّهُمْ. أَرَادَتْهُمُ الدُّنْيَا فَلَمْ يُرِيدُوهَا، وَأَسَرَتْهُمْ فَفَدَوْا أَنْفُسَهُمْ مِنْهَا. أَمَّا اللَّيْلَ فَصَافُّونَ أَقْدَامَهُمْ، تَالِينَ لِأَجْزَاءِ الْقُرْآنِ يُرَتِّلُونَهَا تَرْتِيلًا. يُحَزِّنُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ وَيَسْتَثِيرُونَ بِهِ دَوَاءَ دَائِهِمْ. فَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ فِيهَا تَشْوِيقٌ رَكَنُوا إِلَيْهَا طَمَعاً، وَتَطَلَّعَتْ نُفُوسُهُمْ إِلَيْهَا شَوْقاً، وَظَنُّوا أَنَّهَا نُصْبَ أَعْيُنِهِمْ. وَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ فِيهَا تَخْوِيفٌ أَصْغَوْا إِلَيْهَا مَسَامِعَ قُلُوبِهِمْ، وَ ظَنُّوا أَنَّ زَفِيرَ جَهَنَّمَ وَشَهِيقَهَا فِي أُصُولِ آذَانِهِمْ، فَهُمْ حَانُونَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ، مُفْتَرِشُونَ لِجِبَاهِهِمْ وَأَكُفِّهِمْ وَرُكَبِهِمْ وَأَطْرَافِ أَقْدَامِهِمْ، يَطْلُبُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي فَكَاكِ رِقَابِهِمْ. وَأَمَّا النَّهَارَ فَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ، أَبْرَارٌ أَتْقِيَاءُ. قَدْ بَرَاهُمُ الْخَوْفُ بَرْيَ الْقِدَاحِ

اقتصاد - متوسط قسم کا
خضوا ابصارہم - نگاہیں نیچی رکھتے ہیں
مُربحہ - فائدہ مند
ترتیل - وضاحت کے ساتھ
زفیر - بھڑکنے کی آواز
شہیق - شعلوں کی گرج
حانون - خمیدہ
مفترشون - زمین سے چپکے رہے
فکاک - رہائی
قداح - تیر

(۱) تقویٰ کی ایک عظیم ترین علامت یہ ہے کہ متقی کی نگاہ میں دنیا کی راحت اور تکلیف میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے نہ یہاں کی راحت اسے اپنی طرف متوجہ کرسکتی ہے اور نہ یہاں کی تکلیف اس کے سکون نفس کو درہم برہم کرسکتی ہے وہ یہ دیکھتا رہتا ہے کہ ہر راحت سے بالاتر جنت کی راحت ہے اور ہر مصیبت سے عظیم تر محشر کی مصیبت ہے اور جو اتنے عظیم مراحل پر نگاہ رکھتا ہو اس کی نظروں میں معمولی مراحل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے اس سے بالاتر یہ مسئلہ ہے کہ وہ عظمت خالق کا مکمل تصور رکھتے ہیں اور ایسے آدمی کے لئے ساری دنیا حقیر و ذلیل ہوتی ہے تو یہاں کی راحت یا مصیبت کی کیا اوقات ہے اور اس کا دل و دماغ پر کیا اثر ہوسکتا ہے

کہا جاتا ہے کہ امیرالمومنینؑ کے ایک عابد و زاہد صحابی جن کا نام ہمام تھا ایک دن حضرت سے عرض کرنے لگے کہ حضور مجھ سے متقین کے صفات کچھ اس طرح بیان فرمائیں کہ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے جواب سے گریز کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمام اللہ سے ڈرو اور نیک عمل کرو کہ اللہ تقویٰ اور حسن عمل والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہمام اس مختصر بیان سے مطمئن نہ ہوئے تو حضرت نے حمد و ثنائے پروردگار اور صلوات و سلام کے بعد ارشاد فرمایا:

امابعد! پروردگار نے تمام مخلوقات کو اس عالم میں پیدا کیا ہے کہ وہ ان کی اطاعت سے مستغنی اور ان کی نافرمانی سے محفوظ تھا۔ نہ اسے کسی نافرمان کی معصیت نقصان پہونچا سکتی تھی اور نہ کسی اطاعت گذار کی اطاعت فائدہ دے سکتی تھی۔

اس نے سب کی معیشت کو تقسیم کر دیا۔ اور سب کی دنیا میں ایک منزل قرار دے دی۔ اس دنیا میں متقی افراد وہ ہیں جو صاحبان فضائل و کمالات ہوتے ہیں کہ ان کی گفتگو حق و صواب، ان کا لباس معتدل، ان کی رفتار متواضع ہوتی ہے۔ جن چیزوں کو پروردگار نے حرام قرار دے دیا ہے ان سے نظروں کو نیچا رکھتے ہیں اور اپنے کانوں کو ان علوم کے لئے وقف رکھتے ہیں جو فائدہ پہونچانے والے ہیں۔ ان کے نفوس بلا و آزمائش میں ایسے ہی رہتے ہیں جیسے راحت و آرام میں۔ اگر پروردگار نے ہر شخص کی حیات کی مدت مقرر نہ کر دی ہوتی تو ان کی روحیں ان کے جسم میں پلک جھپکنے کے برابر بھی ٹھہر نہیں سکتی تھیں کہ انھیں ثواب کا شوق ہے اور عذاب کا خوف۔ خالق ان کی نگاہ میں اس قدر عظیم ہے کہ ساری دنیا نگاہوں سے گر گئی ہے (۱۵۱)۔ جنت ان کی نگاہ کے سامنے اس طرح ہے جیسے اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں اور جہنم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اس کے عذاب کو محسوس کر رہے ہوں۔ ان کے دل نیکیوں کے خزانے ہیں اور ان سے شر کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ان کے جسم نحیف اور لاغر ہیں اور ان کے ضروریات نہایت درجہ مختصر اور ان کے نفوس بھی طیب و طاہر ہیں۔ انھوں نے دنیا میں چند دن تکلیف اٹھا کر ابدی راحت کا انتظام کر لیا ہے اور ایسی فائدہ بخش تجارت کی ہے جس کا انتظام ان کے پروردگار نے کر دیا تھا۔ دنیا نے انھیں بہت چاہا لیکن انھوں نے اسے نہیں چاہا اور اس نے انھیں بہت گرفتار کرنا چاہا لیکن انھوں نے فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا۔

راتوں کے وقت مصلّے پر کھڑے رہتے ہیں۔ خوش الحانی کے ساتھ تلاوتِ قرآن کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نفس کو محزون رکھتے ہیں اور اسی طرح اپنی بیماریٔ دل کا علاج کرتے ہیں۔ جب کسی آیت ترغیب سے گذرتے ہیں تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب کسی آیت ترہیب و تخویف سے گذرتے ہیں تو دل کے کانوں کو اس کی طرف یوں مصروف کر دیتے ہیں جیسے جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار مسلسل ان کے کانوں تک پہونچ رہی ہو۔ یہ رکوع میں کمر خمیدہ اور سجدہ میں پیشانی۔ ہتھیلی۔ انگوٹھوں اور گھٹنوں کو فرش خاک کئے رہتے ہیں۔

پروردگار سے ایک ہی سوال کرتے ہیں کہ ان کی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کر دے۔

اس کے بعد دن کے وقت یہ علماء اور دانشمند نیک کردار اور پرہیزگار ہوتے ہیں جیسے انھیں تیر انداز کے تیر کی طرح خوفِ خدا نے تراشا ہو

---

۱۵۱ یوں تو تلاوتِ قرآن کا سلسلہ گھروں سے لے کر مسجدوں تک اور گلدستۂ اذان سے لیکر ٹی وی اسٹیشن تک ہر جگہ جاری ہے اور حسن قرأت کے مقابلوں میں "اللہ اللہ" کی آواز بھی سنائی دیتی ہے لیکن کہاں ہیں وہ تلاوت کرنے والے جن کی شان مولائے کائنات نے بیان کی ہے کہ ہر آیت ان کے کردار کا ایک حصہ بن جائے اور ہر فقرہ درد زندگی کے ایک علاج کی حیثیت پیدا کرلے۔ آیت نعمت پڑھیں تو جنت کا نقشہ نگاہوں میں کھنچ جائے اور تمنائے موت میں بیقرار ہو جائیں اور آیت غضب کی تلاوت کریں تو جہنم کے شعلوں کی آواز کانوں میں گونجنے لگے اور سارا وجود تھرتھرا جائے۔

درحقیقت یہ امیرالمومنینؑ ہی کی زندگی کا نقشہ ہے جسے حضرت نے متقین کے نام سے بیان کیا ہے ورنہ دیدہ تاریخ ایسے متقین کی زیارت کے لئے سراپا اشتیاق ہے۔

يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ النَّاظِرُ فَيَحْسَبُهُمْ مَرْضَىٰ، وَمَا بِالْقَوْمِ مِنْ مَرَضٍ؛ وَيَقُولُ: لَقَدْ خُولِطُوا!

وَلَقَدْ خَالَطَهُمْ أَمْرٌ عَظِيمٌ! لَا يَرْضَوْنَ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الْقَلِيلَ، وَلَا يَسْتَكْثِرُونَ الْكَثِيرَ.[1] فَهُمْ لِأَنْفُسِهِمْ مُتَّهِمُونَ، وَمِنْ أَعْمَالِهِمْ مُشْفِقُونَ إِذَا زُكِّيَ أَحَدٌ مِنْهُمْ خَافَ مِمَّا يُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: أَنَا أَعْلَمُ بِنَفْسِي مِنْ غَيْرِي، وَرَبِّي أَعْلَمُ بِي مِنِّي بِنَفْسِي![2] اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ، وَاجْعَلْنِي أَفْضَلَ مِمَّا يَظُنُّونَ، وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَعْلَمُونَ.

فَمِنْ عَلَامَةِ أَحَدِهِمْ أَنَّكَ تَرَىٰ لَهُ قُوَّةً فِي دِينٍ، وَحَزْماً فِي لِينٍ، وَإِيمَاناً فِي يَقِينٍ، وَحِرْصاً فِي عِلْمٍ، وَعِلْماً فِي حِلْمٍ، وَقَصْداً فِي غِنًى، وَخُشُوعاً فِي عِبَادَةٍ، وَتَجَمُّلاً فِي فَاقَةٍ، وَصَبْراً فِي شِدَّةٍ، وَطَلَباً فِي حَلَالٍ، وَنَشَاطاً فِي هُدًى، وَتَحَرُّجاً عَنْ طَمَعٍ. يَعْمَلُ الْأَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَهُوَ عَلَىٰ وَجَلٍ. يُمْسِي وَهَمُّهُ الشُّكْرُ، وَيُصْبِحُ وَهَمُّهُ الذِّكْرُ. يَبِيتُ حَذِراً وَيُصْبِحُ فَرِحاً؛ حَذِراً لِمَا حُذِّرَ مِنَ الْغَفْلَةِ، وَفَرِحاً بِمَا أَصَابَ مِنَ الْفَضْلِ وَالرَّحْمَةِ. إِنِ اسْتَصْعَبَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِيمَا تَكْرَهُ لَمْ يُعْطِهَا سُؤْلَهَا فِيمَا تُحِبُّ. قُرَّةُ عَيْنِهِ فِيمَا لَا يَزُولُ، وَزَهَادَتُهُ فِيمَا لَا يَبْقَىٰ، يَمْزُجُ الْحِلْمَ بِالْعِلْمِ، وَالْقَوْلَ بِالْعَمَلِ. تَرَاهُ قَرِيباً أَمَلُهُ، قَلِيلاً زَلَلُهُ، خَاشِعاً قَلْبُهُ، قَانِعَةً نَفْسُهُ، مَنْزُوراً أَكْلُهُ، سَهْلاً أَمْرُهُ، حَرِيزاً دِينُهُ، مَيِّتَةً شَهْوَتُهُ، مَكْظُوماً غَيْظُهُ. الْخَيْرُ مِنْهُ مَأْمُولٌ، وَالشَّرُّ مِنْهُ مَأْمُونٌ. إِنْ كَانَ فِي الْغَافِلِينَ كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ، وَإِنْ كَانَ فِي الذَّاكِرِينَ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ يَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَهُ، وَيُعْطِي مَنْ حَرَمَهُ، وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهُ، بَعِيداً فُحْشُهُ، لَيِّناً قَوْلُهُ، غَائِباً مُنْكَرُهُ، حَاضِراً مَعْرُوفُهُ، مُقْبِلاً خَيْرُهُ، مُدْبِراً شَرُّهُ. فِي الزَّلَازِلِ وَقُورٌ، وَفِي الْمَكَارِهِ صَبُورٌ، وَفِي الرَّخَاءِ شَكُورٌ. لَا يَحِيفُ عَلَىٰ مَنْ يُبْغِضُ، وَلَا يَأْثَمُ فِيمَنْ يُحِبُّ. يَعْتَرِفُ بِالْحَقِّ قَبْلَ أَنْ يُشْهَدَ عَلَيْهِ، لَا يُضِيعُ مَا اسْتُحْفِظَ، وَلَا يَنْسَىٰ مَا ذُكِّرَ، وَلَا يُنَابِزُ بِالْأَلْقَابِ، وَلَا يُضَارُّ بِالْجَارِ، وَلَا

خُولِطُوا - عقل ماری گئی ہے
مشفقون - خوفزدہ
زُكِّيَ - تعریف کی جائے
تجمّل - فاقوں میں سکون کا اظہار
تحرّج - تحفظ
استصعبت - نافرمانی کرے
منزور - قلیل
حریز - محفوظ
فحش - نامناسب کلام
زلازل - شدائد
وقور - مطمئن
لاینابز بالالقاب - القاب سے چڑھاتا نہیں ہے۔

[1] کاش ہر صاحب ایمان کو یہ کردار نصیب ہو جاتا اور انسان سماج کی تعریف کے دھوکہ میں آکر کسی غرور کا شکار نہ ہوتا اور یہ احساس کرتا کہ ہر شخص اپنے حالات کو سماج کے مدح خوانوں سے بہتر سمجھتا ہے اور اسے اندازہ رہتا ہے کہ اس کی بیشمار کمزوریاں ہیں جن سے سماج باخبر نہیں ہے اور صرف صاحب معاملہ ہی باخبر ہے یا وہ مالک جانتا ہے کہ جو انسان کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھتا ہے اور اس کے ایک ایک عمل سے باخبر ہے اور یہ صرف اس کی پردہ پوشی ہے کہ انسان عزت کی زندگی گزار رہا ہے ورنہ اب تک سماج میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جاتا۔

[2] کس قدر حسین اور معنی خیز دعا ہے کہ انسان کمال تقویٰ کی بنا پر لوگوں کی تعریف کو مواخذہ کا سبب تصور کرتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ جس قدر لوگ میرے اعمال کو اہمیت دے رہے ہیں اسی حساب سے اگر مجھے حساب بھی دینا پڑا تو کیا ہوگا۔ میں تو کسی قابل نہ رہ جاؤں گا اور میرا کہیں ٹھکانا نہ رہ سکے گا۔

دیکھنے والا انھیں دیکھ کر بیمار تصور کرتا ہے حالانکہ یہ بیمار نہیں ہیں اور ان کی باتوں کو سن کر کہتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے حالانکہ ایسا بھی نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ انھیں ایک بہت بڑی بات نے مدہوش بنا رکھا ہے کہ یہ نہ قلیل عمل سے راضی ہوتے ہیں اور نہ کثیر عمل کو کثیر سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے نفس ہی کو متہم کرتے رہتے ہیں اور اپنے اعمال ہی سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ جب ان کی تعریف کی جاتی ہے تو اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں خود اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر پہچانتا ہوں اور میرا پروردگار تو مجھ سے بھی بہتر جانتا ہے۔

خدایا۔ مجھ سے ان کے اقوال کا محاسبہ نہ کرنا اور مجھے ان کے حسن ظن سے بھی بہتر قرار دے دینا اور پھر ان گناہوں کو معاف بھی کر دینا جنھیں یہ سب نہیں جانتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کے پاس دین میں قوت، نرمی میں شدت احتیاط، یقین میں ایمان، علم کے بارے میں طمع، حلم کی منزل میں علم، مالداری میں میانہ روی، عبادت میں خشوع قلب، فاقہ میں خودداری، سختیوں میں صبر، حلال کی طلب، ہدایت میں نشاط، لالچ سے پرہیز جیسی تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ نیک اعمال بھی انجام دیتے ہیں تو لرزتے ہوئے انجام دیتے ہیں۔ شام کے وقت ان کی فکر شکر پروردگار ہوتی ہے اور صبح کے وقت ذکر الٰہی۔ خوفزدہ عالم میں رات کرتے ہیں اور فرح و سرور میں صبح۔ جس غفلت سے ڈرایا گیا ہے اس سے محتاط رہتے ہیں اور جس فضل و رحمت کا وعدہ کیا گیا ہے اس سے خوش رہتے ہیں۔ اگر نفس ناگوار امر کے لئے سختی بھی کرے تو اس کے مطالبہ کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک لازوال نعمتوں میں ہے اور ان کا پرہیز فانی اشیاء کے بارے میں ہے۔ حلم کو علم سے اور قول کو عمل سے ملائے ہوئے ہیں۔ تم ہمیشہ ان کی امیدوں کو مختصر، دل کو خاشع، نفس کو قانع، کھانے کو معمولی، معاملات کو آسان، دین کو محفوظ، خواہشات کو مُردہ اور غصہ کو پیا ہوا دیکھو گے۔

ان سے ہمیشہ نیکیوں کی امید رہتی ہے اور انسان ان کے شر کی طرف سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ غافلوں میں نظر آئیں تو بھی یادِ خدا کرنے والوں میں لکھے جاتے ہیں اور یاد کرنے والوں میں نظر آئیں تو بھی غافلوں میں شمار نہیں ہوتے ہیں۔ ظلم کرنے والے کو معاف کر دیتے ہیں۔ محروم رکھنے والے کو عطا کر دیتے ہیں۔ قطع رحم کرنے والوں سے تعلقات رکھتے ہیں۔ لغویات سے دور۔ نرم کلام۔ منکرات غائب۔ نیکیاں حاضر۔ خیر آتا ہوا۔ شر جاتا ہوا۔ زلزلوں میں باوقار۔ دشواریوں میں صابر۔ آسانیوں میں شکر گذار۔ دشمن پر ظلم نہیں کرتے ہیں۔ چاہنے والوں کی خاطر گناہ نہیں کرتے ہیں۔ گواہی طلب کئے جانے سے پہلے حق کا اعتراف کرتے ہیں۔ امانتوں کو ضائع نہیں کرتے ہیں۔ جو بات یاد دلادی جائے اسے بھولتے نہیں ہیں اور القاب کے ذریعہ ایک دوسرے کو چڑھاتے نہیں ہیں اور ہمسایہ کو نقصان نہیں پہونچاتے ہیں۔

شاہد خدا گواہ ہے کہ ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور انسانی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ صاحبانِ تقویٰ کی واقعی شان یہی ہے کہ ان سے ہر خیر کی امید کی جائے اور ان کے بارے میں کسی شر کا تصور نہ کیا جائے۔ وہ غافلوں کے درمیان بھی رہیں تو ذکر خدا میں مشغول رہیں اور بے ایمانوں کی بستی میں بھی آباد ہوں تو ایمان و کردار میں فرق نہ آئے۔ نفس اتنا پاکیزہ ہو کہ ہر بُرائی کا جواب نیکی سے دیں اور ہر غلطی کو معاف کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ گفتگو۔ اعمال۔ رفتار۔ کردار ہر اعتبار سے طیب و طاہر ہوں اور کوئی ایک لمحہ بھی خوف خدا سے خالی نہ ہو۔

تلاش کیجیے آج کے دور کے صاحبانِ تقویٰ اور مدعیانِ پرہیزگاری کی بستی میں۔ کوئی ایک شخص بھی ایسا جامع الصفات نظر آتا ہے اور کسی انسان کے کردار میں بھی مولائے کائنات کے ارشاد کی جھلک نظر آتی ہے ــ اور اگر ایسا نہیں ہے تو سمجھئے کہ ہم خیالات کی دنیا میں آباد ہیں اور ہمارا واقعیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

يَشْمَتُ بِالْمَصَائِبِ، وَلَا يَدْخُلُ فِي الْبَاطِلِ، وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَقِّ. إِنْ صَمَتَ لَمْ يَغُمَّهُ صَمْتُهُ، وَإِنْ ضَحِكَ لَمْ يَعْلُ صَوْتُهُ، وَإِنْ بُغِيَ عَلَيْهِ صَبَرَ حَتَّى يَكُونَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِي يَنْتَقِمُ لَهُ. نَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ، وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ. أَتْعَبَ نَفْسَهُ لِآخِرَتِهِ، وَأَرَاحَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ. بُعْدُهُ عَمَّنْ تَبَاعَدَ عَنْهُ زُهْدٌ وَنَزَاهَةٌ، وَدُنُوُّهُ مِمَّنْ دَنَا مِنْهُ لِينٌ وَرَحْمَةٌ. لَيْسَ تَبَاعُدُهُ بِكِبْرٍ وَعَظَمَةٍ، وَلَا دُنُوُّهُ بِمَكْرٍ وَخَدِيعَةٍ.

قال: فصعق همام صعقة كانت نفسه فيها.

فقال أميرالمؤمنين ﴿عليه السلام﴾: أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَخَافُهَا عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: أَهٰكَذَا تَصْنَعُ الْمَوَاعِظُ الْبَالِغَةُ بِأَهْلِهَا؟

فقال له قائل: فما بالك يا أميرالمؤمنين؟

فقال ﴿عليه السلام﴾: وَيْحَكَ، إِنَّ لِكُلِّ أَجَلٍ وَقْتاً لَا يَعْدُوهُ، وَسَبَباً لَا يَتَجَاوَزُهُ. فَمَهْلاً، لَا تَعُدْ لِمِثْلِهَا، فَإِنَّمَا نَفَثَ الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِكَ!

۱۹٤

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

يصف فيها المنافقين

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا وَفَّقَ لَهُ مِنَ الطَّاعَةِ، وَذَادَ عَنْهُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ، وَنَسْأَلُهُ لِمِنَّتِهِ تَمَاماً، وَبِحَبْلِهِ اعْتِصَاماً. وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، خَاضَ إِلَى رِضْوَانِ اللّٰهِ كُلَّ غَمْرَةٍ، وَتَجَرَّعَ فِيهِ كُلَّ غُصَّةٍ. وَقَدْ تَلَوَّنَ لَهُ الْأَدْنَوْنَ، وَتَأَلَّبَ عَلَيْهِ الْأَقْصَوْنَ، وَخَلَعَتْ إِلَيْهِ الْعَرَبُ أَعِنَّتَهَا، وَضَرَبَتْ إِلَى مُحَارَبَتِهِ بُطُونَ رَوَاحِلِهَا، حَتَّى أَنْزَلَتْ بِسَاحَتِهِ عَدَاوَتَهَا، مِنْ أَبْعَدِ الدَّارِ، وَأَسْحَقِ الْمَزَارِ.

أُوصِيكُمْ، عِبَادَاللّٰهِ، بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَأُحَذِّرُكُمْ أَهْلَ النِّفَاقِ، فَإِنَّهُمُ الضَّالُّونَ الْمُضِلُّونَ، وَالزَّالُّونَ الْمُزِلُّونَ، يَتَلَوَّنُونَ أَلْوَاناً، وَيَفْتَنُّونَ افْتِنَاناً، وَيَعْمِدُونَكُمْ بِكُلِّ عِمَادٍ وَيَرْصُدُونَكُمْ (يسدّونكم) بِكُلِّ مِرْصَادٍ قُلُوبُهُمْ دَوِيَّةٌ، وَصِفَاحُهُمْ نَقِيَّةٌ. يَمْشُونَ الْخَفَاءَ، وَيَدِبُّونَ الضَّرَاءَ. وَصْفُهُمْ دَوَاءٌ، وَقَوْلُهُمْ شِفَاءٌ، وَفِعْلُهُمُ الدَّاءُ الْعَيَاءُ. حَسَدَةُ الرَّخَاءِ، وَمُؤَكِّدُ (مولّدوا) الْبَلَاءِ، وَمُقْنِطُوا الرَّجَاءِ. لَهُمْ بِكُلِّ طَرِيقٍ صَرِيعٌ، وَإِلَى كُلِّ

صَعِقَ - بیہوش ہوگیا
ذاد عنہ - دور کردیا
غمرہ - شدت
غصہ - اچھو
تلون - رنگ بدلنا
تالب - جمع ہوجانا
اعنہ - جمع عنان - لجام
اَسحق - دور ترین
زالّون - خطاکار
مزلّون - لوگوں کو غلطی میں مبتلا کرنے والے
اِفتنانًا - رنگ برنگ کی باتیں کرنا
عماد - ستون
مِرصاد - گھات
یَرصدونکم - نظر رکھتے ہیں
دَوِیّہ - مریض
صِفَاح - چہرے
یمشون الخفا - آہستہ چال چلتے ہیں
یَدِبّون - دبے پاؤں چلتے ہیں
الداء العیاء - ناقابل علاج مرض
حَسَدہ - جمع حاسد
صَریع - زمین پر پڑا ہوا

مصادر خطبہ ۱۹۴ الطراز السید الیمانی ۲ ص ۳۰۸، غرر الحکم الآمدی ص ۹۴، ص ۲۶۹

ب میں کسی کو طعنے نہیں دیتے ہیں۔ حرف باطل میں داخل نہیں ہوتے ہیں اور کلمۂ حق سے باہر نہیں آتے ہیں۔ یہ چپ رہیں تو ان کی خموشی ہم و غم بنا پر نہیں ہے اور یہ ہنستے ہیں تو آواز بلند نہیں کرتے ہیں۔ ان پر ظلم کیا جائے تو صبر کر لیتے ہیں تاکہ خدا اس کا انتقام لے۔ ان کا اپنا نفس ہمیشہ رنج میں رہتا ہے اور لوگ ان کی طرف سے ہمیشہ مطمئن رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے نفس کو آخرت کے لئے تھکا ڈالا ہے اور لوگ ان کے نفس کی طرف سے آزاد ہو گئے ہیں۔ دور رہنے والوں سے ان کی دوری زہد اور پاکیزگی کی بنا پر ہے اور قریب رہنے والوں سے ان کی قربت نرمی اور مرحمت کی بنا پر ہے۔ نہ دوری تکبّر و برتری کا نتیجہ ہے اور نہ قربت مکر و فریب کا نتیجہ۔

۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سُن کر ہمام نے ایک چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

تو امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میں اسی وقت سے ڈر رہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ صاحبان تقویٰ کے دلوں پر نصیحت کا اثر اسی طرح ہوا کرتا ہے۔

یہ سنا تھا کہ ایک شخص بول پڑا کہ پھر آپ پر ایسا اثر کیوں نہیں ہوا۔؟

تو آپ نے فرمایا کہ خدا تیرا بُرا کرے۔ ہر اجل کے لئے ایک وقت معین ہے جس سے آگے بڑھنا ناممکن ہے اور ہر شے کے لئے ایک سبب ہے جس سے تجاوز کرنا ناممکن ہے۔ خبردار اب ایسی گفتگو نہ کرنا۔ یہ شیطان نے تیری زبان پر اپنا جادو پھونک دیا ہے۔

۱۹۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں منافقین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں)

ہم اس پروردگار کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اطاعت کی توفیق عطا فرمائی اور معصیت سے دور رکھا اور پھر اس سے احسانات کے مکمل کرنے اور اس کی ریسمان ہدایت سے وابستہ رہنے کی دعا بھی کرتے ہیں۔ اور اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ انھوں نے اس کی رضا کی خاطر ہر مصیبت میں اپنے کو ڈال دیا اور ہر غصہ کے گھونٹ کو پی لیا۔ قریب والوں نے ان کے سامنے رنگ بدل دیا اور دور والوں نے ان پر لشکر کشی کر دی۔ عربوں نے اپنی زمام کا رُخ ان کی طرف موڑ دیا اور اپنی سواریوں کو ان سے جنگ کرنے کے لئے مہیز کر دیا یہاں تک کہ اپنی عورتوں کو دور دراز علاقوں اور دور افتادہ سرحدوں سے لا کر ان کے صحن میں اتار دیا۔

بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور تمھیں منافقین سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کن بھی۔ منحرف بھی ہیں اور منحرف ساز بھی۔ یہ مسلسل رنگ بدلتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے فتنے اٹھاتے رہتے ہیں۔ ہر مکر و فریب کے ذریعہ تمھارا ہی قصد کرتے ہیں اور ہر گھات میں تمھاری ہی تاک میں بیٹھتے ہیں۔ ان کے دل بیمار ہیں اور ان کے چہرے پاک و صاف۔ اندر ہی اندر چال چلتے ہیں اور نقصانات کی خاطر رینگتے ہوئے قدم بڑھاتے ہیں۔ ان کا طریقہ دوا جیسا اور ان کا کلام شفا جیسا ہے لیکن ان کا کردار ناقابلِ علاج مرض ہے۔ یہ راحتوں میں حسد کرنے والے، مصیبتوں میں مبتلا کر دینے والے اور امیدوں کو ناامید بنا دینے والے ہیں۔ جس راہ پر دیکھو ان کا مارا ہوا پڑا ہے اور جس دل کو دیکھو وہاں تک پہونچنے کا ایک سفارشی ڈھونڈھ رکھا ہے۔

---

[1] اگر ساری دنیا کے جرائم کی فہرست تیار کی جائے تو اس میں سرفہرست نفاق ہی کا نام ہوگا جس میں ہر طرح کی برائی اور ہر طرح کا عیب پایا جاتا ہے۔ نفاق اندر سے کفر و شرک کی خباثت رکھتا ہے اور باہر سے جھوٹ اور غلط بیانی کی کثافت رکھتا ہے اور ان دونوں سے بدتر دنیا کا کوئی جُرم اور کوئی عیب نہیں ہے۔

دورِ حاضر کا دقیق ترین جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس دور میں عالمی سطح پر نفاق کے علاوہ کچھ نہیں رہ گیا ہے۔ ہر شخص جو کچھ کر رہا ہے اس کا باطن اس کے خلاف ہے اور ہر حکومت جس بات کا دعویٰ کر رہی ہے اس کی کوئی واقعیت نہیں ہے۔ تہذیب کے نام پر فساد۔ مواصلات کے نام پر تباہ کاری۔ امن عالم کے نام پر اسلحوں کی دوڑ۔ تعلیم کے نام پر بداخلاقی اور مذہب کے نام پر لامذہبیت ہی اس دور کا طرۂ امتیاز ہے اور اسی کو زبان شریعت میں نفاق کہا جاتا ہے۔

قَلْبٍ شَفِيعٌ، وَلِكُلِّ شَجْوٍ دُمُوعٌ. يَتَقَارَضُونَ الثَّنَاءَ، وَيَتَرَاقَبُونَ الْجَزَاءَ: إِنْ سَأَلُوا (سَاقوا) أَلْحَفُوا، وَإِنْ عَذَلُوا كَشَفُوا، وَإِنْ حَكَمُوا أَسْرَفُوا. قَدْ أَعَدُّوا لِكُلِّ حَقٍّ بَاطِلاً، وَلِكُلِّ قَائِمٍ مَائِلاً، وَلِكُلِّ حَيٍّ قَاتِلاً، وَلِكُلِّ بَابٍ مِفْتَاحاً، وَلِكُلِّ لَيْلٍ مِصْبَاحاً. يَتَوَصَّلُونَ إِلَى الطَّمَعِ بِالْيَأْسِ لِيُقِيمُوا بِهِ أَسْوَاقَهُمْ، وَيُنْفِقُوا بِهِ أَعْلاَقَهُمْ. يَقُولُونَ فَيُشَبِّهُونَ، وَيَصِفُونَ فَيُمَوِّهُونَ. قَدْ هَوَّنُوا الطَّرِيقَ (الدين)، وَأَضْلَعُوا الْمَضِيقَ. فَهُمْ لُمَةُ الشَّيْطَانِ، وَحُمَةُ النِّيرَانِ: «أُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلاَ إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ».[1]

۱۹۵

و من خطبة له (ع)

يحمدالله و يثني على نبيه ويعظ

حمد الله

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَ مِنْ آثَارِ سُلْطَانِهِ، وَجَلاَلِ كِبْرِيَائِهِ، مَا حَيَّرَ مُقَلَ الْعُقُولِ مِنْ عَجَائِبِ قُدْرَتِهِ، وَرَدَعَ خَطَرَاتِ هَمَاهِمِ النُّفُوسِ عَنْ عِرْفَانِ كُنْهِ صِفَتِهِ.

الشهادتان

وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، شَهَادَةَ إِيمَانٍ وَإِيقَانٍ، وَإِخْلاَصٍ وَإِذْعَانٍ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ وَأَعْلاَمُ الْهُدَى دَارِسَةٌ، وَمَنَاهِجُ الدِّينِ طَامِسَةٌ، فَصَدَعَ بِالْحَقِّ، وَنَصَحَ لِلْخَلْقِ، وَهَدَى إِلَى الرُّشْدِ، وَأَمَرَ بِالْقَصْدِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

العظة

وَاعْلَمُوا، عِبَادَ اللّٰهِ، أَنَّهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً، وَلَمْ يُرْسِلْكُمْ (يترككم) هَمَلاً.

شجو - حزن
يتقارضون - ایک دوسرے سے تعریف کا تقاضا کرتے ہیں
الحوا - طلب کرنے میں اصرار کیا
عذلوا - ملامت کی
ینفقون - رائج کرتے ہیں
اعلاق - قیمتی شے
یشبھون - مشتبہ باتیں کرتے ہیں
اضلعوا - ٹیڑھا کر دیا
لمہ - جماعت
حمہ - ڈنک
مُقل - جمع مُقلہ - آنکھ
ہماہم - فکر تعلیم
طامسہ - بے نشان
صدع - واشگاف کیا
قصد - اعتدال

(۱) منافقین کی واقعی پہچان یہی ہے کہ ان کے پاس ہر میدان حیات میں ایک الگ دنیا پائی جاتی ہے اور کسی محاذ پر ان کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ ہر حق کے مقابلہ میں ایک باطل، ہر مستقیم کے مقابلہ میں ایک منحرف، ہر زندہ کے مقابلہ میں ایک قاتل اور ہر دروازہ کے لئے الگ ایک کنجی رکھتے ہیں۔ ان کی زندگی کا کوئی قول یا کوئی عمل واقعہ کے مطابق نہیں ہوتا ہے اور ان کی زندگی سراپا جھوٹ ہوتی ہے

مصادر خطبہ ۱۹۵ بحار الانوار مجلسی، ص۳۱۴

ہر رنج و غم کے لئے آنسو تیار رکھے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کی تعریف میں حصہ لیتے ہیں اور اس کے بدلے کے منتظر رہتے ہیں سوال کرتے ہیں تو چپک جاتے ہیں اور بُرائی کرتے ہیں تو رسوا کر کے ہی چھوڑتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں تو حد سے بڑھ جاتے ہیں۔
ہر حق کے لئے ایک باطل تیار کر رکھا ہے اور ہر سیدھے کے لئے ایک کجی کا انتظام کر رکھا ہے۔ ہر زندہ کے لئے ایک قاتل موجود ہے اور ہر دروازہ کے لئے ایک کنجی بنا رکھی ہے اور ہر رات کے لئے ایک چراغ مہیا کر رکھا ہے۔ طمع کے لئے ناموس کو ذریعہ بناتے ہیں کہ اپنے بازار کو رواج دے سکیں اور اپنے مال کو رائج کر سکیں۔ جب بات کرتے ہیں تو مشتبہ قسم کی اور جب تعریف کرتے ہیں تو باطل کو حق کا رنگ دے کر۔ انھوں نے اپنے لئے راستہ کو آسان بنالیا ہے اور دوسروں کے لئے تنگی پیدا کر دی ہے۔ یہ شیطان کے گروہ ہیں اور جہنم کے شعلے، یہی حزب الشیطان کے مصداق ہیں اور حزب الشیطان کا مقدر سوائے خسارہ کے کچھ نہیں ہے[لے]

۱۹۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی سلطنت کے آثار اور کبریائی کے جلال کو اس طرح نمایاں کیا ہے کہ عقلوں کی نگاہیں عجائب قدرت سے حیران ہو گئی ہیں اور نفوس کے تصورات و افکار اس کے صفات کی حقیقت کے عرفان سے رک گئے ہیں۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور یہ گواہی صرف ایمان و یقین۔ اخلاص و اعتقاد کی بنا پر ہے اور پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اس نے انھیں اس وقت بھیجا ہے جب ہدایت کے نشانات مٹ چکے تھے اور دین کے راستے بے نشان ہو چکے تھے۔ انھوں نے حق کا واشگاف انداز سے اظہار کیا۔ لوگوں کو ہدایت دی اور سیدھے راستہ پر لگا کر میانہ روی کا قانون بنا دیا۔
بندگانِ خدا۔ یاد رکھو پروردگار نے تم کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے اور نہ تم کو بے لگام چھوڑ دیا ہے۔

[لے] حقیقت امر یہ ہے کہ منافقین کا کوئی عمل قابل اعتبار نہیں ہوتا ہے اور ان کی زندگی سراپا غلط بیانی ہوتی ہے۔ تعریف کرنے پر آجاتے ہیں تو زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور بُرائی کرنے پر تُل جاتے ہیں تو آدمی کو عالمی سطح پر ذلیل کر کے چھوڑتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا نہ کوئی ضمیر ہوتا ہے اور نہ کوئی معیار۔ انھیں صرف موقع پرستی سے کام لینا ہے اور اسی کے اعتبار سے زبان کھولنا ہے۔
خطبہ کے عنوان سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ سماج کے چند افراد کا ایک گروہ ہے جس کے کردار کو واضح کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ اس کردار سے ہوشیار رہیں اور اپنی زندگی کو نفاق سے بچا کر ایمان اور تقویٰ کے راستہ پر لگا دیں۔ لیکن تفصیلات کو دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ یہ پورے سماج کا نقشہ ہے اور سارا عالم انسانیت اسی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نفاق کی حکمرانی نہ ہو اور انسان کے کردار کا کوئی رُخ ایسا نہیں ہے جس میں واقعیت اور حقیقت پائی جاتی ہو اور جسے نفاق سے پاک و پاکیزہ قرار دیا جا سکے۔
ایسے حالات میں تو ہر شخص کو اپنے نفس کا جائزہ لینا چاہئے اور منافقین کے بارے میں بیان کئے ہوئے صفات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ مبادا انسان کا شمار منافقین میں ہو جائے اور اس کی آخری منزل درک اسفل قرار پا جائے۔

عَلِيمَ مَبْلَغَ نِعَمِهِ عَلَيْكُمْ، وَأَحْصَى إِحْسَانَهُ إِلَيْكُمْ، فَاسْتَفْتِحُوهُ، وَاسْتَنْجِحُوهُ، وَاطْلُبُوا إِلَيْهِ وَاسْتَمْنِحُوهُ (و استميحوه)، فَمَا قَطَعَكُمْ عَنْهُ حِجَابٌ، وَلاَ أُغْلِقَ عَنْكُمْ دُونَهُ بَابٌ، وَإِنَّهُ لَبِكُلِّ مَكَانٍ، وَفِي كُلِّ حِينٍ وَأَوَانٍ، وَمَعَ كُلِّ إِنْسٍ وَجَانٍّ؛ لاَيَثْلِمُهُ الْعَطَاءُ، وَلاَ يَنْقُصُهُ الْحِبَاءُ، وَلاَ يَسْتَنْفِدُهُ سَائِلٌ، وَلاَ يَسْتَقْصِيهِ نَائِلٌ، وَلاَ يَلْوِيهِ شَخْصٌ عَنْ شَخْصٍ، وَلاَ يُلْهِيهِ صَوْتٌ عَنْ صَوْتٍ، وَلاَ تَحْجُزُهُ هِبَةٌ عَنْ سَلْبٍ، وَلاَ يَشْغَلُهُ غَضَبٌ عَنْ رَحْمَةٍ، وَلاَ تُولِهُهُ رَحْمَةٌ عَنْ عِقَابٍ، وَلاَ يُجِنُّهُ الْبُطُونُ عَنِ الظُّهُورِ، وَلاَ يَقْطَعُهُ الظُّهُورُ عَنِ الْبُطُونِ. قَرُبَ فَنَأَى، وَعَلاَ فَدَنَا، وَظَهَرَ فَبَطَنَ، وَبَطَنَ فَعَلَنَ، وَدَانَ وَلَمْ يُدَنْ. لَمْ يَذْرَإِ الْخَلْقَ بِاحْتِيَالٍ، وَلاَ اسْتَعَانَ بِهِمْ لِكَلاَلٍ.

أُوصِيكُمْ، عِبَادَاللّهِ، بِتَقْوَى اللّهِ، فَإِنَّهَا الزِّمَامُ وَالْقِوَامُ، فَتَمَسَّكُوا بِوَثَائِقِهَا، وَاعْتَصِمُوا بِحَقَائِقِهَا، تَؤُلْ بِكُمْ إِلَى أَكْنَانِ الدَّعَةِ وَأَوْطَانِ السَّعَةِ، وَمَعَاقِلِ (مناقل) الْحِرْزِ وَمَنَازِلِ (منال) الْعِزِّ فِي «يَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الأَبْصَارُ»، وَتُظْلِمُ لَهُ الأَقْطَارُ، وَتُعَطَّلُ فِيهِ صُرُومُ الْعِشَارِ. وَيُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَتَزْهَقُ كُلُّ مُهْجَةٍ، وَتَبْكَمُ كُلُّ لَهْجَةٍ، وَتَذِلُّ (تدك) الشُّمُّ الشَّوَامِخُ، وَالصُّمُّ الرَّوَاسِخُ، فَيَصِيرُ صَلْدُهَا سَرَاباً رَقْرَقاً، وَمَعْهَدُهَا قَاعاً سَمْلَقاً، فَلاَ شَفِيعٌ يَشْفَعُ، وَلاَ حَمِيمٌ يَنْفَعُ، وَلاَ مَعْذِرَةٌ تَدْفَعُ.

اِستفتاح - طلب فتح
اِستنجاد - طلب کامیابی
اِستمناح - طلب عطایا
ثُلمِ السیف - کنارہ ٹوٹ گیا
حِباء - عطیہ
لایلوی - موڑ نہیں سکتا ہے
لا تولہ - غافل نہیں بنا سکتا ہے
لا یجنہ - چھپا نہیں سکتا ہے
دانَ - محاسبہ کیا
ذرا - خلق کیا
احتیال - غور و فکر
ازمام - لگام
قوام - اصل حیات
اکنان - جمع کن - چھپنے کی جگہ
دعہ - عیش و عشرت
مَعاقل - قلعہ
حِرز - حفاظت
صَروم - اونٹوں کی جماعت
عِشار - اونٹنی جس کے حمل کو دس ماہ گذر جائیں
شُمّ - جمع اشم - بلند
شامخ - بلند ترین
صُمّ - ٹھوس
راسخ - ثابت
صَلد - سخت اور چکنا
سَراب - چمکدار ریت
رقرق - مضطرب
مَعہد - محل
قاع - میدان
سَملق - ہموار

[ک]ودی جانے والی نعمتوں کے حدود کو جانتا ہے اور تم پر کئے جانے والے احسانات کا شمار رکھتا ہے لہٰذا اس سے کامرانی اور کامیابی کا تقاضا [ا]س کی طرف دست طلب بڑھاؤ اور اس سے عطایا کا مطالبہ کرو۔ کوئی حجاب تمھیں اس سے جدا نہیں کر سکتا ہے اور کوئی دروازہ اس کا [ب]ند نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر آن موجود ہے۔ ہر انسان اور ہر جن کے ساتھ ہے۔ نہ عطا اس کے کرم میں رخنہ ڈال سکتی ہے [ن]ہ ہدایا اس کے خزانہ میں کمی پیدا کر سکتے ہیں۔ کوئی سائل اس کے خزانہ کو خالی نہیں کر سکتا ہے اور کوئی عطیہ اس کے کرم کی انتہا [ن]ہیں پہونچ سکتا ہے۔ ایک شخص کی طرف توجہ دوسرے کی طرف سے رُخ موڑ نہیں سکتی ہے اور ایک آواز دوسری آواز سے غافل [ن]ہیں بنا سکتی ہے۔ اس کا عطیہ[1] چھین لینے سے مانع نہیں ہوتا ہے اور اس کا غضب رحمت سے مشغول نہیں کرتا ہے۔ رحمت عتا[ب] [سے] غفلت میں نہیں ڈال دیتی ہے اور ہستی کا پوشیدہ ہونا ظہور سے مانع نہیں ہوتا ہے اور آثار کا ظہور ہستی کی پردہ داری کو نہیں روک [سک]تا ہے۔ وہ قریب ہو کر بھی دور ہے اور بلند ہو کر بھی نزدیک ہے۔ وہ ظاہر ہو کر بھی پوشیدہ ہے اور پوشیدہ ہو کر بھی ظاہر ہے۔ [ج]زا دیتا ہے لیکن اسے جزا نہیں دی جاتی ہے۔ اس نے مخلوقات کو سوچ بچار کر کے نہیں بنایا ہے اور نہ خستگی کی بنا پر ان سے [مد]د لی ہے۔

بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں کہ یہی ہر خیر کی زمام اور ہر نیکی کی بنیاد ہے۔ اس کے بندھنوں سے وابستہ [ر]ہو اور اس کے حقائق سے متمسک رہو۔ یہ تم کو راحت کی محفوظ منزلوں اور وسعت کے بہترین علاقوں تک پہونچائے گا۔ تمھارے لئے [مح]فوظ مقامات ہوں گے اور باعزت منازل۔ اس دن جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور اطراف اندھیرا چھا جائے گا۔ [اونٹن]یاں معطل کر دی جائیں گی اور صور پھونک دیا جائے گا۔ اس وقت سب کا دم نکل جائے گا اور ہر زبان گونگی ہو جائے گی۔ [بلن]د ترین پہاڑ اور مضبوط ترین چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ پتھروں کی چٹانیں چمکدار سراب کی شکل میں تبدیل ہو جائیں گی [او]ر ان کی منزل ایک صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ نہ کوئی شفیع شفاعت کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی دوست کام آنے [و]الا ہوگا۔ اور نہ کوئی معذرت دفاع کرنے والی ہوگی۔

[1] جن لوگوں کے صفات و کمالات پر مزاج یا عادات کی حکمرانی ہوتی ہے۔ ان کے کمالات میں اس طرح کی یکسانیت پائی جاتی ہے کہ مہربان ہوتے ہیں [تو] مہربان ہی ہوتے ہیں اور غصہ ور ہوتے ہیں تو غصہ ور ہی ہوتے ہیں۔ لیکن مالک کائنات کے اوصاف و کمالات اس سے بالکل مختلف ہیں [ا]س کے اوصاف و کمالات کا سرچشمہ اس کا مزاج یا اس کی طبیعت نہیں ہے۔ بلکہ ان کا واقعی سرچشمہ اس کی حکمت اور مصلحت ہے۔ لہٰذا اس کے [بار]ے میں عین ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں مہربان بھی ہو اور غضب ناک بھی۔ نعمتیں عطا بھی کر رہا ہو اور سلب بھی کر رہا ہو۔ اس کے کمال [ک]ا ظہور بھی ہو اور پردہ بھی۔ وہ دور بھی نظر آئے اور قریب بھی۔ اس لئے کہ مصالح کا تقاضا ہمیشہ افراد کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ ایک شخص کا کردار رحمت چاہتا ہے اور دوسرے کا غضب۔ ایک کے حق میں مصلحت عطا کر دینا ہے اور دوسرے کے حق میں چھین لینا۔ ایک [ج]زا و انعام کا سزاوار ہے اور دوسرا سزا و عتاب کا حقدار۔ تو حکیم علی الاطلاق کا فرض ہے کہ ایک ہی وقت میں ہر شخص کے ساتھ ویسا [ہ]ی برتاؤ کرے جس کا وہ اہل ہے اور ایک برتاؤ اسے دوسرے برتاؤ سے غافل نہ بنا سکے۔

۱۹۶

و من خطبة له (عليه السلام)

بعثة النبي (صلى الله عليه وآله)

بَعَثَهُ حِينَ لَا عَلَمٌ قَائِمٌ، وَلَا مَنَارٌ سَاطِعٌ، وَلَا مَنْهَجٌ وَاضِحٌ.

العظة بالزهد

أُوصِيكُمْ، عِبَادَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ، وَأُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا، فَإِنَّهَا دَارُ شُخُوصٍ، وَمَحَلَّةُ تَنْغِيصٍ، سَاكِنُهَا ظَاعِنٌ، وَقَاطِنُهَا بَائِنٌ، تَمِيدُ بِأَهْلِهَا مَيَدَانَ السَّفِينَةِ تَقْصِفُهَا الْعَوَاصِفُ فِي لُجَجِ الْبِحَارِ، فَمِنْهُمُ الْغَرِقُ الْوَبِقُ، وَمِنْهُمُ النَّاجِي عَلَى بُطُونِ الْأَمْوَاجِ، تَحْفِزُهُ الرِّيَاحُ بِأَذْيَالِهَا، وَتَحْمِلُهُ عَلَى أَهْوَالِهَا، فَمَا غَرِقَ مِنْهَا فَلَيْسَ بِمُسْتَدْرَكٍ، وَمَا نَجَا مِنْهَا فَإِلَى مَهْلَكٍ!

عِبَادَ اللَّهِ، الْآنَ فَاعْلَمُوا، وَالْأَلْسُنُ مُطْلَقَةٌ، وَالْأَبْدَانُ صَحِيحَةٌ، وَالْأَعْضَاءُ لَدْنَةٌ، وَالْمُنْقَلَبُ (متقلّب) فَسِيحٌ، وَالْمَجَالُ عَرِيضٌ، قَبْلَ إِرْهَاقِ (ازهاق) الْفَوْتِ، وَحُلُولِ الْمَوْتِ. فَحَقِّقُوا عَلَيْكُمْ نُزُولَهُ، وَلَا تَنْتَظِرُوا قُدُومَهُ.[1]

۱۹۷

و من كلام له (عليه السلام)

ينبه فيه على فضيلته لقبول قوله و امره و نهيه

وَلَقَدْ عَلِمَ الْمُسْتَحْفَظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنِّي لَمْ أَرُدَّ عَلَى اللَّهِ وَلَا عَلَى رَسُولِهِ سَاعَةً قَطُّ. وَلَقَدْ وَاسَيْتُهُ بِنَفْسِي فِي الْمَوَاطِنِ الَّتِي تَنْكُصُ فِيهَا الْأَبْطَالُ، وَتَتَأَخَّرُ فِيهَا الْأَقْدَامُ، نَجْدَةً أَكْرَمَنِي اللَّهُ بِهَا.

وَلَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَعَلَى صَدْرِي. وَلَقَدْ سَالَتْ نَفْسُهُ فِي كَفِّي، فَأَمْرَرْتُهَا عَلَى وَجْهِي. وَلَقَدْ وُلِّيتُ غُسْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَالْمَلَائِكَةُ أَعْوَانِي، فَضَجَّتِ الدَّارُ وَالْأَفْنِيَةُ: مَلَأٌ يَهْبِطُ، وَمَلَأٌ يَعْرُجُ، وَمَا فَارَقَتْ سَمْعِي هَيْنَمَةٌ مِنْهُمْ، يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى وَارَيْنَاهُ فِي ضَرِيحِهِ. فَمَنْ ذَا أَحَقُّ بِهِ مِنِّي حَيّاً وَمَيِّتاً؟ فَانْفُذُوا عَلَى بَصَائِرِكُمْ، وَلْتَصْدُقْ نِيَّاتُكُمْ

شخوص ۔ کوچ
بائن ۔ جدا
تمید ۔ حرکت کرتی ہے
تقصفہا ۔ توڑ دیتی ہیں
تحفز ۔ دفع کرتی ہیں
وبق ۔ ہلاک
لدن ۔ نرم
منقلب ۔ محل انقلاب
ارہاق ۔ گلے میں پھندہ پڑ جانا
مستحفظ ۔ امانتدار
مواساۃ ۔ ہمدردی
نکص ۔ رجوع
نجدہ ۔ شجاعت
افنیہ ۔ صحن خانہ
ہینمہ ۔ خاموش آواز
بصیرت ۔ عقل کی روشنی

[1] موت سے کس کو رستگاری ہے آج تم کل ہماری باری ہے ایسی حقیقت کی آمد کے بارے میں انسان مشکوک رہے اور اس کی آمد کا انتظار کرے تو اس سے بڑا جاہل کوئی نہیں ہے ۔ موت برحق ہے ۔ عمل لازم ہے اور توبہ ضروری ہے لہٰذا عمل اور توبہ کی طرف سبقت کرنے میں موت کا انتظار جہالت ہے ۔

مصادر خطبہ ۱۹۶ غرر الحکم آمدی ص۸۵
مصادر خطبہ ۱۹۷ بحار الانوار کتاب الفتن ص۳۴۲ ، غرر الحکم ص۲۴۳

۱۹۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں سرکار دو عالمؐ کی مدح کی گئی ہے)

پروردگار نے آپ کو اس وقت مبعوث کیا جب نہ کوئی نشانِ ہدایت قائم رہ گیا تھا نہ کوئی منارۂ دین روشن تھا اور نہ کوئی راستہ واضح تھا۔

بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ کوچ کا گھر اور بدمزگی کا علاقہ ہے۔ اس کا
ندہ بہرحال سفر کرنے والا ہے اور اس کا مقیم بہرحال جُدا ہونے والا ہے۔ یہ اپنے اہل کو لے کر اس طرح لرزتی ہے جس طرح گہرے
روں میں تند و تیز ہواؤں کی زد پر کشتیاں۔ کچھ لوگ غرق اور ہلاک ہو جاتے ہیں اور کچھ موجوں کے سہارے پر باقی رہ جاتے ہیں
ہوائیں انھیں اپنے دامن میں لئے پھرتی رہتی ہیں اور اپنی ہولناک منزلوں کی طرف لے جاتی رہتی ہیں۔ جو غرق ہو گیا وہ دوبارہ
نہیں جا سکتا اور جو بچ گیا ہے اس کا راستہ ہلاکت ہی کی طرف جا رہا ہے۔

بندگانِ خدا! ابھی بات کو سمجھ لو جب کہ زبانیں آزاد ہیں اور بدن صحیح و سالم ہیں۔ اعضاء میں لچک باقی ہے اور آنے جانے
کی جگہ وسیع اور کام کا میدان طویل و عریض ہے۔ قبل اس کے کہ موت نازل ہو جائے اور اجل کا پھندہ گلے میں پڑ جائے۔ اپنے
موت کی آمد کو یقینی سمجھ لو اور اس کے آنے کا انتظار نہ کرو۔ (۱)

۱۹۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں پیغمبر اسلامؐ کے امر و نہی اور تعلیمات کو قبول کرنے کے ذیل میں فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے)

اصحاب پیغمبرؐ میں شریعت کے امانتدار افراد اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی خدا و رسولؐ کی بات کو رد نہیں
اور میں نے پیغمبر اکرمؐ پر اپنی جان ان مقامات پر قربان کی ہے جہاں بڑے بڑے بہادر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے قدم پیچھے
ہٹ جاتے ہیں۔ صرف اس بہادری کی بنیاد پر جس سے پروردگار نے مجھے سرفراز فرمایا تھا۔

رسول اکرمؐ اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے ہیں جب ان کا سر میرے سینہ پر تھا اور ان کی روح اقدس میرے ہاتھوں پر جدا ہوئی
تو میں نے اپنے ہاتھوں کو چہرہ پر مل لیا۔ میں نے ہی آپ کو غسل دیا ہے جب ملائکہ میری امداد کر رہے تھے اور گھر کے اندر اور باہر ایک
کہرام برپا تھا۔ ایک گروہ نازل ہو رہا تھا اور ایک واپس جا رہا تھا۔ سب نماز جنازہ پڑھ رہے تھے اور میں مسلسل ان کی آوازیں سن رہا
تھا یہاں تک کہ میں نے ہی حضرت کو سپرد لحد کیا ہے۔ تو اب بتاؤ کہ زندگی اور موت میں مجھ سے زیادہ ان سے قریب تر کون ہے؟
اپنی بصیرتوں کے ساتھ اور صدق نیت کے اعتماد پر آگے بڑھو۔

---

(۱) مولائے کائناتؑ کی پوری حیات اس ارشاد گرامی کا بہترین مرقع ہے جہاں ہجرت کی رات سے لے کر فتح مکہ تک اور اس کے بعد تبلیغ برائت
تک کوئی موقع ایسا نہیں تھا جہاں آپ نے سرکار دو عالمؐ اور ان کے مقصد کی خاطر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈال دیا ہو اور اس وحدت ذات و
صفات کا ثبوت نہ دیا ہو جس کی طرف خود حضرت نے میدان احد میں اشارہ کیا تھا جب جبرئیل امینؑ نے عرض کی کہ حضور علیؑ کی مواساۃ کو دیکھ رہے
ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں حیرت کی بات کیا ہے "علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں"۔

اس کے بعد انتقال سے لے کر دفن کے آخری مرحلہ تک ہر قدم پر حضور کے امور کے ذمہ دار رہے جب کہ مورخین کے بیان کی بنا پر
بڑے بڑے صحابۂ کرام دفن میں شرکت کی سعادت حاصل نہ کر سکے اور خلافت سازی کی مہم میں مصروف رہ گئے۔

فِي جِـهَادِ عَـدُوِّكُـمْ. فَـوَالَّـذِي لَاإِلٰـهَ إِلَّا هُـوَ إِنِّي لَـعَلَىٰ جَـادَّةِ الْحَـقِّ، وَإِنَّـهُـمْ لَـعَلَىٰ مَزَلَّةِ الْبَاطِلِ. أَقُولُ مَـا تَسْـمَعُونَ، وَأَسْـتَغْفِرُ اللّٰـهَ لِي وَلَكُـمْ!

۱۹۸

و من خطبة له (عليه السلام)

ينبه على احاطه علم اللّه بالجزئيات، ثم يحث على التقوى، ويبين فضل الإسلام و القرآن

يَـعْلَمُ عَـجِيجَ الْـوُحُوشِ فِي الْـفَلَوَاتِ، وَمَـعَاصِيَ الْـعِبَادِ فِي الْخَـلَوَاتِ، وَاخْـتِلَافَ النِّـينَانِ فِي الْـبِحَارِ الْـغَامِرَاتِ، وَتَـلَاطُمَ الْمَـاءِ بِـالرِّيَاحِ الْـعَاصِفَاتِ. وَأَشْهَـدُ أَنَّ مُحَـمَّداً نَجِـيبُ اللّٰـهِ، وَسَـفِيرُ وَحْـيِهِ، وَرَسُـولُ رَحْمَـتِهِ.

الوصية بالتقوى

أَمَّـا بَـعْدُ، فَـإِنِّي أُوصِـيكُمْ بِـتَقْوَى اللّٰـهِ الَّـذِي ابْـتَدَأَ خَـلْقَكُمْ، وَإِلَـيْهِ يَكُـونُ مَـعَادُكُـمْ، وَبِـهِ نَجَـاحُ طَـلِبَتِكُمْ، وَإِلَـيْهِ مُـنْتَهَىٰ رَغْـبَتِكُمْ، وَنَحْـوَهُ قَـصْدُ سَـبِيلِكُمْ، وَإِلَـيْهِ مَـرَامِـي مَـفْزَعِكُمْ. فَـإِنَّ تَـقْوَى اللّٰـهِ دَوَاءُ دَاءِ قُـلُوبِكُمْ، وَبَـصَرُ عَـمَىٰ أَفْـئِدَتِكُمْ، وَشِـفَاءُ مَـرَضِ أَجْسَـادِكُمْ (أجسامكم)، وَصَـلَاحُ فَسَـادِ صُـدُورِكُمْ، وَطُـهُورُ دَنَسِ أَنْـفُسِكُمْ، وَجِـلَاءُ عَشَـاءِ (غشاء) أَبْـصَارِكُمْ، وَأَمْـنُ فَـزَعِ جَأْشِكُـمْ، وَضِـيَاءُ سَـوَادِ ظُـلْمَتِكُمْ. فَـاجْعَلُوا طَـاعَةَ اللّٰـهِ شِـعَاراً دُونَ دِثَـارِكُمْ، وَدَخِـيلًا دُونَ شِـعَارِكُمْ، وَلَـطِيفاً بَـيْنَ أَضْـلَاعِكُمْ، وَأَمِـيراً (أمراً) فَـوْقَ أُمُـورِكُمْ، وَمَـنْهَلًا لِحِـينِ وُرُودِكُـمْ، وَشَـفِيعاً لِـدَرَكِ طَـلِبَتِكُمْ، وَجُـنَّةً لِـيَوْمِ فَـزَعِكُمْ، وَمَـصَابِيحَ لِـبُطُونِ قُـبُورِكُمْ، وَسَكَـناً لِـطُولِ وَحْشَـتِكُمْ، وَنَـفَساً لِكَـرْبِ مَـوَاطِـنِكُمْ. فَـإِنَّ طَـاعَةَ اللّٰـهِ حِـرْزٌ مِـنْ مَـتَالِفَ مُكْـتَنِفَةٍ، وَمَخَـاوِفَ مُـتَوَقَّعَةٍ، وَأُوَارِ نِـيرَانٍ مُـوقَدَةٍ. فَـمَنْ أَخَـذَ بِـالتَّقْوَىٰ عَـزَبَتْ عَـنْهُ الشَّـدَائِدُ بَـعْدَ دُنُـوِّهَا، وَاحْـلَوْلَتْ لَـهُ الْأُمُـورُ بَـعْدَ مَـرَارَتِهَا، وَانْـفَرَجَتْ عَـنْهُ الْأَمْـوَاجُ بَـعْدَ تَـرَاكُـمِهَا، وَأَسْهَـلَتْ لَـهُ الصِّـعَابُ بَـعْدَ إِنْـصَابِهَا، وَهَـطَلَتْ عَـلَيْهِ الْكَـرَامَةُ بَـعْدَ قُـحُوطِهَا، وَتَحَـدَّبَتْ عَـلَيْهِ الرَّحْمَـةُ بَـعْدَ نُـفُورِهَا، وَتَـفَجَّرَتْ عَـلَيْهِ النِّـعَمُ

مزلہ - لغزش کی جگہ
نینان - جمع نون - مچھلیاں
نجیب - منتخب
مرمی المفزع - پناہ گاہ
جائش - دل
شعار - بدن سے چپکا ہوا لباس
دثار - باہر کا لباس
منہل - چشمہ
درک - لاحق ہوجانا
طلبہ - مطلوب
جنہ - سپر
اوار - آگ کی حرارت اور شعلے
عزب - غائب ہوگیا
انصاب - تعب
تحدب علیہ - جھک گیا

(۱) انسانی زندگی کے یہی چند مراحل ہیں - ابتداء، انتہاء، ضروریات، خواہشات، مقصد، پناہ گاہ۔ مولائے کائنات نے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ یہ سارے مراحل پروردگار کے ہاتھوں میں ہیں لہٰذا اس سے ڈرنا تقاضائے عقل بھی ہے اور تقاضائے ہوش بھی۔

اور اپنے دشمن ... میں ہیں۔ میں جو ... وہ پرو ... کی رفت و آمد ... اور میں ... ابا بعد ... جانا ہے۔ اسی ... اسی کی طرف تم ... یہ تقویٰ ... ہے اور تمہارے ... تمہارے دل کے ... حاصل کرو صرف ... منزل مقصو ... کے لئے مونس بنا ... بھڑکتی ہوئی آگ ... تیوں کے بعد ... قحط کے بعد ... اس مقام پر مولا ... جہنم سے محفوظ ... تقویٰ کا کارنامہ ... رستے ہیں اور ... کردار کو مضبوط ... اس کا ... نہ ہوتا اور ... کا حوصلہ

مصادر خطبہ ۱۹۸ تحف العقول ص۱۲۶، اصول کافی ۲ ص۴۹، ذیل الامالی قالی ص۱۷۱، قوت القلوب ابوطالب المکی ۱ ص۳۸۲، حلیۃ الاولیاء ابونعیم ص۴۳، ص۴۵، خصال صدوق ۱ ص۱

ے دشمن سے جہاد کرو قسم ہے اس پروردگار کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ میں حق کے راستہ پر ہوں اور وہ لوگ باطل کی لغزشوں کی منزل
میں جو کہہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو اور میں اپنے اور تمہارے دونوں کے لئے خدا کی بارگاہ میں استغفار کر رہا ہوں۔

۱۹۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں خدا کے عالم جزئیات ہونے پر تاکید کی گئی ہے اور پھر تقویٰ پر آمادہ کیا گیا ہے)

وہ پروردگار صحراؤں میں جانوروں کی فریاد کو بھی جانتا ہے اور تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں کو بھی۔ وہ گہرے سمندروں میں مچھلیوں کی رفت و آمد سے بھی باخبر ہے اور تیز و تند ہواؤں سے پیدا ہونے والے تلاطم سے بھی۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے منتخب بندہ۔ اس کی وحی کے سفیر اور اس کی رحمت کے رسول ہیں۔

امابعد! میں تم سب کو اسی خدا سے ڈرنے کی نصیحت کر رہا ہوں جس نے تمہاری خلقت کی ابتدا کی ہے اور اسی کی بارگاہ میں تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔ اسی کے ذریعہ تمہارے مقاصد کی کامیابی ہے اور اسی کی طرف تمہاری رغبتوں کی انتہا ہے۔ اسی کی سمت تمہارا سیدھا راستہ ہے اور اسی کی طرف تمہاری فریادوں کا نشانہ ہے (۱)

یہ تقویٰ الٰہی تمہارے دلوں کی بیماری کی دوا ہے اور تمہارے قلوب کے اندھے پن کی بصارت۔ یہ تمہارے جسموں کی بیماری کی شفا کا سامان اور تمہارے سینوں کے فساد کی اصلاح۔ یہی تمہارے نفوس کی گندگی کی طہارت ہے اور یہی تمہاری آنکھوں کے چندھیانے کی جلا۔ اسی میں تمہارے دل کے اضطراب کا سکون ہے اور یہی زندگی کی تاریکیوں کی ضیاء ہے۔ اطاعت خدا کو اندر کا شعار بناؤ صرف باہر کا نہیں اور اسے باطن میں داخل کرو صرف ظاہر میں نہیں۔ اپنی پسلیوں کے درمیان سمو لو اور اپنے جملہ امور کا حاکم قرار دے دو۔ تشنگی میں ورود کے لئے چشمہ تصور کرو اور منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے وسیلہ قرار دو۔ اپنے روز فزع کے لئے سپر بناؤ اور اپنی تاریک قبروں کے لئے چراغ۔ اپنی طولانی وحشت قبر کے لئے مونس بناؤ اور اپنے رنج و غم کے مراحل کے لئے سہارا۔ اطاعت الٰہی تمام گھیرنے والے بربادی کے اسباب، آنے والے خوفناک مراحل اور بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں کے لئے حرز جان ہے۔ جس نے تقویٰ کو اختیار کر لیا اس کے لئے سختیاں قریب آکر دور چلی جاتی ہیں اور امور زندگی تلخیوں کے بعد شیریں ہو جاتے ہیں۔ موجیں تہ بہ تہ ہو جانے کے بعد بھی ہٹ جاتی ہیں اور دشواریاں مشقتوں میں مبتلا کر دینے کے بعد بھی آسان ہو جاتی ہیں۔ قحط کے بعد کرامتوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے اور سحاب رحمت ہٹ جانے کے بعد پھر برسنے لگتا ہے اور نعمتوں کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

---

(۱) اس مقام پر مولائے کائنات نے اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہا ہے کہ تقویٰ کا فائدہ صرف آخرت تک محدود نہیں ہے کہ تم یہاں گناہوں سے پرہیز کرو۔ مالک وہاں تمہیں جہنم سے محفوظ کر دے گا بلکہ یہ تقویٰ آخرت کے ساتھ دنیا کے ہر مرحلہ پر کام آنے والا ہے اور کسی مرحلہ پر انسان کو نظر انداز کرنے والا نہیں ہے۔ مشکلات سے نجات تقویٰ کا کارنامہ ہے اور طوفانوں کا مقابلہ اسی تقویٰ کی طاقت سے ہوتا ہے۔ رحمت کے چشمے اسی سے جاری ہوتے ہیں اور فضل و کرم کے بادل اسی کی برکت سے برستے ہیں اور شاید یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسانی زندگی کی ساری پریشانیاں اس کے اعمال کی کمزوریوں سے پیدا ہوتی ہیں، جب انسان تقویٰ کے ذریعہ کردار کو مضبوط کر لے گا تو ہر پریشانی سے مقابلہ آسان ہو جائے گا۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ متقین کی زندگی میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے اور وہ چین اور سکون کی زندگی گذارتے ہیں۔ ایسا ہوتا تو صبر کا کوئی مفہوم نہ ہوتا اور متقین کا سلسلہ صابرین سے الگ ہو جاتا۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ تقویٰ صبر کا حوصلہ پیدا کرتا ہے اور تقویٰ کے ذریعہ مصائب سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔

بَعْدَ نُضُوبِهَا، وَوَبَلَتْ عَلَيْهِ الْبَرَكَةُ بَعْدَ إِرْذَاذِهَا.

فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي نَفَعَكُمْ بِمَوْعِظَتِهِ، وَوَعَظَكُمْ بِرِسَالَتِهِ، وَامْتَنَّ عَلَيْكُمْ بِنِعْمَتِهِ. فَعَبِّدُوا أَنْفُسَكُمْ لِعِبَادَتِهِ، وَاخْرُجُوا إِلَيْهِ مِنْ حَقِّ طَاعَتِهِ.

فضل الاسلام

ثُمَّ إِنَّ هٰذَا الْإِسْلَامَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي اصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، وَاصْطَنَعَهُ عَلَى عَيْنِهِ، وَأَصْفَاهُ خِيَرَةَ خَلْقِهِ، وَأَقَامَ دَعَائِمَهُ عَلَى مَحَبَّتِهِ. أَذَلَّ الْأَدْيَانَ بِعِزَّتِهِ، وَوَضَعَ الْمِلَلَ بِرَفْعِهِ، وَأَهَانَ أَعْدَاءَهُ بِكَرَامَتِهِ، وَخَذَلَ مُحَادِّيهِ بِنَصْرِهِ، وَهَدَمَ أَرْكَانَ الضَّلَالَةِ بِرُكْنِهِ. وَسَقَى مَنْ عَطِشَ مِنْ حِيَاضِهِ، وَأَتْأَقَ الْحِيَاضَ بِمَوَاتِحِهِ. ثُمَّ جَعَلَهُ لَا انْفِصَامَ لِعُرْوَتِهِ، وَلَا فَكَّ لِحَلْقَتِهِ، وَلَا انْهِدَامَ لِأَسَاسِهِ، وَلَا زَوَالَ لِدَعَائِمِهِ، وَلَا انْقِلَاعَ لِشَجَرَتِهِ، وَلَا انْقِطَاعَ لِمُدَّتِهِ، وَلَا عَفَاءَ لِشَرَائِعِهِ، وَلَا جَذَّ (جذم) لِفُرُوعِهِ، وَلَا ضَنْكَ لِطُرُقِهِ، وَلَا وُعُوثَةَ لِسُهُولَتِهِ، وَلَا سَوَادَ لِوَضَحِهِ، وَلَا عِوَجَ لِانْتِصَابِهِ، وَلَا عَصَلَ فِي عُودِهِ، وَلَا وَعَثَ لِفَجِّهِ، وَلَا انْطِفَاءَ لِمَصَابِيحِهِ، وَلَا مَرَارَةَ لِحَلَاوَتِهِ. فَهُوَ دَعَائِمُ أَسَاخَ فِي الْحَقِّ أَسْنَاخَهَا، وَثَبَّتَ لَهَا آسَاسَهَا، وَيَنَابِيعُ غَزُرَتْ عُيُونُهَا، وَمَصَابِيحُ شَبَّتْ نِيرَانُهَا، وَمَنَارٌ اقْتَدَى بِهَا سُفَّارُهَا، وَأَعْلَامٌ قُصِدَ بِهَا فِجَاجُهَا، وَمَنَاهِلُ رَوِيَ بِهَا وُرَّادُهَا. جَعَلَ اللَّهُ فِيهِ مُنْتَهَى رِضْوَانِهِ، وَذِرْوَةَ دَعَائِمِهِ، وَسَنَامَ طَاعَتِهِ؛ فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ وَثِيقُ الْأَرْكَانِ، رَفِيعُ الْبُنْيَانِ، مُنِيرُ الْبُرْهَانِ، مُضِيءُ النِّيرَانِ، عَزِيزُ السُّلْطَانِ، مُشْرِفُ (مشرق) الْمَنَارِ، مُعْوِذُ الْمَثَارِ (المثال). فَشَرِّفُوهُ وَاتَّبِعُوهُ

نضوب - خشک ہو جانا
ارذاذ - ہلکی بارش
محادّ - شدید مخالف
رکن - عزت
اتاق - بھر دیا
مواتح - جمع ماتح - پانی کھینچنے والا
عفا - مٹ جانا
جذ - کاٹ دینا
ضنک - تنگی
وعوثۃ - نرمی
وضح - سفیدۂ سحر
عصل - کجی
وعث طریق - دشواری سفر
فج - وسیع راستہ
اساخ - ثابت کر دیا
اسناخ - اصول
شبت - بھڑک اٹھی
سفار - مسافرین
اعلام - سنگ میل
مشرف - بلند
معوذ المثار - تباہی میں پناہ دینے والا

(۱) تعبید طریق عربی زبان میں راستہ کے ہموار کرنے کو کہا جاتا ہے اور اسلام میں عبادت کا واقعی تصور یہی ہے کہ زندگی کی راہ احکام الٰہی کے لئے اس طرح ہموار ہو جائے کہ انسان کسی طرح کی تنگی اور دشواری کا احساس نہ کرے اور بندگی پروردگار میں اس طرح فرحت اور سرور کا احساس کرے جس طرح ہموار راستہ پر سفر کرنے میں محسوس
قرآن مجید نے ایمان کے بارے میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہر اختلاف میں پیغمبرؐ اسلام سے فیصلہ کرایا جائے اور پھر ان کے فیصلہ کے خلاف کسی طرح کی تنگی نفس کا احساس نہ ہو کہ تنگی کا احساس ایمان اور بندگی دونوں کے خلاف ہے۔

۔ار کی کمی کے بعد برکت کی برسات شروع ہو جاتی ہے ۔
اللہ سے ڈرو جس نے تمھیں نصیحت سے فائدہ پہونچایا ہے اور اپنے پیغام کے ذریعہ نصیحت کی ہے اور اپنی نعمت سے احسان کیا ہے ۔ اپنے نفس کو اس کی عبادت کے لئے ہموار کرو اور اس کے حق کی اطاعت سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرو ۔
اس کے بعد یاد رکھو کہ یہ اسلام وہ دین ہے جسے مالک نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور اپنی نگاہوں میں اس کی دیکھ بھال ۔۔ے اور اسے بہترین خلائق کے حوالہ کیا ہے اور اپنی محبت پر اس کے ستونوں کو قائم کیا ہے ۔ اس کی عزت کے ذریعہ ادیان کو سرنگوں کیا ۔۔ور اس کی بلندی کے ذریعہ ملتوں کی پستی کا اظہار کیا ہے ۔ اس کے دشمنوں کو اس کی کرامت کے ذریعہ ذلیل کیا ہے اور اس سے مقابلہ ۔۔ے والوں کو اس کی نصرت کے ذریعہ رسوا کیا ہے ۔ اس کے رکن کے ذریعہ ضلالت کے ارکان کو منہدم کیا ہے اور اس کے حوض سے ۔۔ن کو سیراب کیا ہے اور پھر پانی الچنے والوں کے ذریعہ ان حوضوں کو بھر دیا ہے ۔
اس کے بعد اس دین کو ایسا بنا دیا ہے کہ اس کے بندھن ٹوٹ نہیں سکتے ہیں ۔ اس کی کڑیاں کھل نہیں سکتی ہیں ۔ اس کی بنیاد منہدم ۔۔و سکتی ہے ۔ اس کے ستون گر نہیں سکتے ہیں ۔ اس کا درخت اکھڑ نہیں سکتا ہے ۔ اس کی مدت تمام نہیں ہو سکتی ہے ۔ اس کے آثار ۔۔نہیں سکتے ہیں ۔ اس کی شاخیں کٹ نہیں سکتی ہیں ۔ اس کے راستے تنگ نہیں ہو سکتے ہیں ۔ اس کی آسانیاں دشوار نہیں ہو سکتی ۔۔اس کی سفیدی میں سیاہی نہیں ہے اور اس کی استقامت میں کجی نہیں ہے ۔ اس کی لکڑی ٹیڑھی نہیں ہے اور اس کی وسعت ۔۔شواری نہیں ہے ۔ اس کا چراغ بجھ نہیں سکتا ہے اور اس کی حلاوت میں تلخی نہیں آسکتی ہے ۔ اس کے ستون ایسے ہیں جن کے ۔۔حق کی زمین میں نصب کئے گئے ہیں اور پھر اس کی اساس کو پائیدار بنایا گیا ہے ۔ اس کے چشموں کا پانی کم نہیں ہو سکتا ہے ۔۔س کے چراغوں کی لو مدھم نہیں ہو سکتی ہے ۔ اس کے مناروں سے راہ گیر ہدایت پاتے ہیں اور اس کے نشانات کو راہوں میں ۔۔منزل بنایا جاتا ہے ۔ اس کے چشموں سے پیاسے سیراب ہوتے ہیں اور پروردگار نے اس کے اندر اپنی رضا کی انتہائی ۔۔۔ اپنے بلند ترین ارکان اور اپنی اطاعت کا عروج قرار دیا ہے ۔ یہ دین اس کے نزدیک مستحکم ارکان والا ، بلند ترین بنیاد والا ۔۔دلائل والا ۔ روشن ضیاؤں والا ۔ غالب سلطنت والا ۔ بلند منار والا اور ناممکن تباہی والا ہے ۔
اس کے شرف کا تحفظ کرو ۔ اس کے احکام کا اتباع کرو

۔۔اسلام کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس کے قوانین خالق کائنات نے بنائے ہیں اور ہر قانون کو فطرت بشر سے ہم آہنگ بنایا ہے ۔ اس نے ۔۔شریع میں اپنے محبوب ترین بندہ کو بھی دخیل نہیں کیا ہے اور نہ کسی کو اس کے قوانین میں ترمیم کرنے کا حق دیا ہے ۔ ظاہر ہے کہ جو قانون خالق و ملک ۔۔م و کمال کے نتیجہ میں منظر عام پر آئے گا اس کی بقا کی ضمانت اس کے دفعات کے اندر ہی ہو گی اور جب تک یہ کائنات باقی رہے گی اس کے ۔۔ت میں تغیر و تبدل کی ضرورت نہ ہو گی ۔
اسلام کے دین پسندیدہ ہونے ہی کا اثر ہے کہ اس کے سامنے تمام ادیان عالم حقیر اور اس کے مقابلہ میں تمام دشمنانِ مذہب ذلیل ہیں ۔ مالک نے اس کی بنیاد محبت ۔۔ی ہے اور اس کی اساس رحمت اور ربوبیت کو قرار دیا ہے ۔ اس کا تسلسل ناقابل اختتام ہے اور اس کے حلقے ناقابل انفصام ۔
اسی میں انسانیت کی پیاس بجھانے کا سامان ہے اور اسی میں طالبانِ ہدایت کے لئے بہترین وسیلۂ رہنمائی ہے ۔ رضائے الٰہی کا سامان یہی ہے اور ۔۔روردگار کا بہترین مرقع یہی دین و مذہب ہے ۔ اس کے بغیر ہدایت کا تصور مہمل ہے اور اس کے علاوہ ہر دین ناقابلِ قبول ہے ۔

وَأَدُّوا إِلَيْهِ حَقَّهُ، وَضَعُوهُ مَوَاضِعَهُ.

الرسول الأعظم (ﷺ)

ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْحَقِّ حِينَ دَنَا مِنَ الدُّنْيَا الاِنْقِطَاعُ، وَأَقْبَلَ مِنَ الْآخِرَةِ الاِطِّلَاعُ، وَأَظْلَمَتْ بَهْجَتُهَا بَعْدَ إِشْرَاقٍ، وَقَامَتْ بِأَهْلِهَا عَلَى سَاقٍ، وَخَشُنَ مِنْهَا مِهَادٌ، وَأَزِفَ مِنْهَا قِيَادٌ، فِي انْقِطَاعٍ مِنْ مُدَّتِهَا، وَاقْتِرَابٍ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَتَصَرُّمٍ مِنْ أَهْلِهَا، وَانْفِصَامٍ مِنْ حَلْقَتِهَا، وَانْتِشَارٍ مِنْ سَبَبِهَا، وَعَفَاءٍ مِنْ أَعْلَامِهَا، وَتَكَشُّفٍ مِنْ عَوْرَاتِهَا، وَقِصَرٍ مِنْ طُولِهَا.

جَعَلَهُ اللّٰهُ بَلَاغاً لِرِسَالَتِهِ، وَكَرَامَةً لِأُمَّتِهِ، وَرَبِيعاً لِأَهْلِ زَمَانِهِ، وَرِفْعَةً لِأَعْوَانِهِ، وَشَرَفاً لِأَنْصَارِهِ.

القرآن الكريم

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ نُوراً لَا تُطْفَأُ مَصَابِيحُهُ، وَسِرَاجاً لَا يَخْبُو تَوَقُّدُهُ، وَبَحْراً لَا يُدْرَكُ قَعْرُهُ، وَمِنْهَاجاً لَا يُضِلُّ نَهْجُهُ، وَشُعَاعاً لَا يُظْلِمُ ضَوْؤُهُ، وَفُرْقَاناً لَا يُخْمَدُ بُرْهَانُهُ، وَتِبْيَاناً لَا تُهْدَمُ (تنهدم) أَرْكَانُهُ، وَشِفَاءً لَا تُخْشَى أَسْقَامُهُ، وَعِزّاً لَا تُهْزَمُ أَنْصَارُهُ، وَحَقّاً لَا تُخْذَلُ أَعْوَانُهُ. فَهُوَ مَعْدِنُ الْإِيمَانِ وَبُحْبُوحَتُهُ، وَيَنَابِيعُ الْعِلْمِ وَبُحُورُهُ، وَرِيَاضُ الْعَدْلِ وَغُدْرَانُهُ، وَأَثَافِيُّ الْإِسْلَامِ وَبُنْيَانُهُ، وَأَوْدِيَةُ الْحَقِّ وَغِيطَانُهُ. وَبَحْرٌ لَا يَنْزِفُهُ الْمُسْتَنْزِفُونَ، وَعُيُونٌ لَا يُنْضِبُهَا الْمَاتِحُونَ، وَمَنَاهِلُ لَا يَغِيضُهَا الْوَارِدُونَ، وَمَنَازِلُ لَا يَضِلُّ نَهْجَهَا الْمُسَافِرُونَ، وَأَعْلَامٌ لَا يَعْمَى عَنْهَا السَّائِرُونَ، وَآكَامٌ (امام) لَا يَجُوزُ عَنْهَا الْقَاصِدُونَ. جَعَلَهُ اللّٰهُ رِيّاً لِعَطَشِ الْعُلَمَاءِ، وَرَبِيعاً لِقُلُوبِ الْفُقَهَاءِ، وَمَحَاجَّ

اطلاع - آمد
خشونت - سختی
مهاد - گہوارہ
ازوف - قربت
اشراط - جمع شرط - علامات
تصرم - گذر جانا
انفصام - جدا ہو جانا
عفاء - محو ہو جانا
خبت النار - آگ بجھ گئی
منہاج - واضح راستہ
نہج - سلوک
بحبوحہ - وسط
ریاض - جمع روضہ - باغ
غدران - جمع غدیر - تالاب
اثافی - جمع اثفیہ - جس پتھر پر دیگ رکھی جائے
غیطان - ہموار زمین
نزف - خشک ہو جانا
نضب - کم ہو جانا
ماتح - پانی نکالنے والا
مناہل - چشمے
غیض - نقص
آکام - جمع اکمہ - ٹیلہ
لا یجوز عنہا - آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں
محاج - جمع محجہ - وسط راہ

حق کو ادا کرو اور اسے اس کی واقعی منزل پر قرار دو۔

اس کے بعد مالک نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جب دنیا فنا کی منزل سے قریب تر ہو گئی اور آخرت سر پر منڈلانے لگی اجالا اندھیروں میں تبدیل ہونے لگا اور وہ اپنے چاہنے والوں کے لئے ایک مصیبت بن کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا فرش کھردرا ہو گیا فنا کے ہاتھوں میں اپنی مہار دینے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس طرح کہ اس کی مدت خاتمہ کے قریب پہونچ گئی۔ اس کی فنا کے آثار آ گئے۔ اس کے اہل ختم ہونے لگے۔ اس کے حلقے ٹوٹنے لگے۔ اس کے اسباب منتشر ہونے لگے۔ اس کے نشانات مٹنے لگے، اس کے عیب کھلنے لگے اور اس کے دامن سمٹنے لگے۔

اللہ نے انھیں پیغام رسانی کا وسیلہ۔ امت کی کرامت۔ اہل زمانہ کی بہار، اعوان و انصار کی بلندی کا ذریعہ اور یار و مددگار کی شرافت کا واسطہ قرار دیا ہے۔

اس کے بعد ان پر اس کتاب کو نازل کیا جس کی قندیل بجھ نہیں سکتی ہے اور جس کے چراغ کی لو مدھم نہیں پڑ سکتی ہے وہ ایسا سمندر جس کی تھاہ مل نہیں سکتی ہے اور ایسا راستہ ہے جس پر چلنے والا بھٹک نہیں سکتا ہے۔ ایسی شعاع جس کی ضو تاریک نہیں ہو سکتی ہے ایسا حق و باطل کا امتیاز جس کا برہان کمزور نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسی وضاحت جس کے ارکان منہدم نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسی شفا جس میں بیماری کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ایسی عزت جس کے انصار پسپا نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسا حق جس کے اعوان بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جا سکتے ہیں۔

یہ ایمان کا معدن و مرکز۔ علم کا چشمہ اور سمندر، عدالت کا باغ اور حوض، اسلام کا سنگ بنیاد اور اساس، حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے۔ یہ وہ سمندر ہے جسے پانی نکالنے والے ختم نہیں کر سکتے ہیں اور وہ چشمہ ہے جسے الجھنے والے خشک نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ گھاٹ ہے جس پر وارد ہونے والے اس کا پانی کم نہیں کر سکتے ہیں اور وہ منزل ہے جس کی راہ پر چلنے والے مسافر بھٹک نہیں سکتے ہیں۔ وہ نشان منزل ہے جو راہ گیروں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا ہے اور وہ ٹیلہ ہے جس کا تصور کرنے والے آگے نہیں جا سکتے ہیں۔

پروردگار نے اسے علماء کی سیرابی کا ذریعہ۔ فقہاء کے دلوں کی بہار۔ صلحاء کے راستوں کے لئے شاہراہ قرار دیا ہے۔

وہ کتنا حسین دور تھا جب انبیاء کرام کا سلسلہ قائم تھا۔ کتابیں اور صحیفے نازل ہو رہے تھے۔ مبلغین دین و مذہب اپنے کردار سے انسانیت کی رہنمائی کر رہے تھے اور زمین و آسمان کے رشتے جڑے ہوئے تھے پھر یکبارگی فترت کا زمانہ آگیا اور یہ سارے سلسلے ٹوٹ گئے۔ دنیا پر جاہلیت کا اندھیرا چھا گیا اور انسانیت نے اپنی زمام قیادت جہل و جاہلیت کے حوالہ کر دی۔

ایسے حالات میں اگر سرکار دو عالمؐ کا ورود نہ ہوتا تو یہ دنیا گھٹا ٹوپ اندھیروں ہی کی نذر ہو جاتی اور انسانیت کو کوئی راستہ نظر نہ آتا لیکن یہ مالک کا کرم تھا کہ اس نے رحمۃ للعالمین کو بھیج دیا اور اندھیری دنیا کو پھر دوبارہ نور رسالت سے منور کر دیا۔ اور آپ کے ساتھ ایک نور اور نازل کر دیا جس کا نام قرآن مبین تھا اور جس کی روشنی ناقابل اختتام تھی۔ یہ بیک وقت دستور بھی تھا اور اعجاز بھی۔ سمندر بھی تھا اور چراغ بھی۔ حق و باطل کا فرقان بھی تھا اور دین و ایمان کا برہان بھی۔ اس میں ہر مرض کا علاج بھی تھا اور ہر بیماری کا مداوا بھی۔

اسے مالک نے سیرابی کا ذریعہ بھی بنایا تھا اور دلوں کی بہار بھی۔ نشان راہ بھی قرار دیا تھا اور منزل مقصود بھی۔ جو شخص جس نقطۂ نگاہ سے دیکھے اس کی تسکین کا سامان قرآن حکیم میں موجود ہے اور ایک کتاب ساری کائنات جن و انس کی ہدایت کے لئے کافی ہے بشرطیکہ اس کے مطالب ان لوگوں سے اخذ کئے جائیں جنھیں راسخون فی العلم بنایا گیا ہے اور جن کے علم قرآن کی ذمہ داری مالک کائنات نے لی ہے۔

لِطُرُقِ الصُّلَحَاءِ، وَدَوَاءً لَيْسَ بَعْدَهُ دَاءٌ،
وَنُوراً لَيْسَ مَعَهُ ظُلْمَةٌ، وَحَبْلاً وَثِيقاً عُرْوَتُهُ، وَمَعْقِلاً مَنِيعاً ذِرْوَتُهُ، وَعِزّاً لِمَنْ تَوَلَّاهُ، وَسِلْماً لِمَنْ دَخَلَهُ، وَهُدىً لِمَنِ ائْتَمَّ بِهِ، وَعُذْراً لِمَنِ انْتَحَلَهُ، وَبُرْهَاناً لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ، وَشَاهِداً لِمَنْ خَاصَمَ بِهِ، وَفَلْجاً لِمَنْ حَاجَّ بِهِ، وَحَامِلاً لِمَنْ حَمَلَهُ، وَمَطِيَّةً لِمَنْ أَعْمَلَهُ، وَآيَةً لِمَنْ تَوَسَّمَ، وَجُنَّةً لِمَنِ اسْتَلْأَمَ، وَعِلْماً لِمَنْ وَعَى، وَحَدِيثاً لِمَنْ رَوَى، وَحُكْماً لِمَنْ قَضَى.

۱۹۹

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

كان يوصي به أصحابه

تَعَاهَدُوا أَمْرَ الصَّلَاةِ، وَحَافِظُوا عَلَيْهَا، وَاسْتَكْثِرُوا مِنْهَا، وَتَقَرَّبُوا بِهَا، فَإِنَّهَا «كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَوْقُوتاً». أَلَا تَسْمَعُونَ إِلَى جَوَابِ أَهْلِ النَّارِ حِينَ سُئِلُوا: «مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ؟ قَالُوا: لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ». وَإِنَّهَا لَتَحُتُّ الذُّنُوبَ حَتَّ الْوَرَقِ[1]، وَتُطْلِقُهَا إِطْلَاقَ الرِّبَقِ، وَشَبَّهَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْحَمَّةِ (الْحَمَّةِ) تَكُونُ عَلَى بَابِ الرَّجُلِ، فَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنْهَا فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ، فَمَا عَسَى أَنْ يَبْقَى عَلَيْهِ مِنَ الدَّرَنِ؟ وَقَدْ عَرَفَ حَقَّهَا رِجَالٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ لَا تَشْغَلُهُمْ عَنْهَا زِينَةُ مَتَاعٍ، وَلَا قُرَّةُ عَيْنٍ مِنْ وَلَدٍ وَلَا مَالٍ. يَقُولُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: «رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ». وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَصِباً بِالصَّلَاةِ بَعْدَ التَّبْشِيرِ لَهُ بِالْجَنَّةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ: «وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا»، فَكَانَ يَأْمُرُ بِهَا أَهْلَهُ وَيَصْبِرُ عَلَيْهَا نَفْسَهُ.

الزكاة

ثُمَّ إِنَّ الزَّكَاةَ جُعِلَتْ مَعَ الصَّلَاةِ قُرْبَاناً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَمَنْ أَعْطَاهَا طَيِّبَ النَّفْسِ بِهَا، فَإِنَّهَا تُجْعَلُ لَهُ كَفَّارَةً، وَمِنَ النَّارِ حِجَازاً (حِجَاباً) وَوِقَايَةً. فَلَا يُتْبِعَنَّهَا أَحَدٌ نَفْسَهُ، وَلَا يُكْثِرَنَّ عَلَيْهَا لَهَفَهُ. فَإِنَّ مَنْ أَعْطَاهَا غَيْرَ طَيِّبِ النَّفْسِ بِهَا، يَرْجُو بِهَا مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْهَا، فَهُوَ جَاهِلٌ بِالسُّنَّةِ، مَغْبُونُ الْأَجْرِ، ضَالُّ الْعَمَلِ، طَوِيلُ النَّدَمِ.

الامانة

فَلَج - کامیابی
جُنَّۃ - سپر
اِسْتَلام - زرہ پہن لی
قَضٰی - فیصلہ کیا
حَتّ - گرنا
رِبَق - رسی
حَمَّۃ - گرم
نَصِب - تعب
مغبون - خسارہ والا

[1] اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نماز ادا کرنے والا گناہوں کی طرف سے بالکل آسودہ ہوجائے کہ نماز انھیں بہرحال ختم کردے گی اور اس طرح انسان ایک نماز سے ہر طرح کے گناہوں کا جواز حاصل کرلے

اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ نماز انسان کو گناہوں سے روک دیتی ہے اور نماز کے احکام پر نظر کرنے والا اور اسے اخلاص نیت سے ادا کرنے والا ہر طرح کے گناہ سے خود بخود نجات حاصل کرلیتا ہے اور یہی معنی ہیں اس کے گناہوں کو پتوں کی طرح گرا دینے اور اڑا دینے کے۔ ورنہ حقوق العباد کے نماز یا کسی بھی عمل سے ساقط ہوجانے کا کوئی تصور نہیں ہوسکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۹۹ کافی کتاب الجہاد ۵ ص۳٦ ، بحار الانوار کتاب الفتن

ہے جس کے بعد کوئی مرض نہیں رہ سکتا اور وہ نور ہے جس کے بعد کسی ظلمت کا امکان نہیں ہے۔ وہ ریسمان ہے جس کے حلقے مستحکم ہیں۔ وہ پناہ گاہ ہے جس کی بلندی محفوظ ہے۔ چاہنے والوں کے لئے عزت، داخل ہونے والوں کے لئے سلامتی۔ اقتدا کرنے والوں کے لئے ہدایت، عمل کرنے والوں کے لئے حجت، بولنے والوں کے لئے برہان اور مناظرہ کرنے والوں کے لئے شاہد ہے۔ بحث کرنے والوں کی کامیابی کا ذریعہ، والوں کے لئے توجیہ بتانے والا، عمل کرنے والوں کے لئے بہترین سواری، حقیقت شناسوں کے لئے بہترین نشانی اور اسلحہ سجنے والوں کے لئے سپر ہے۔ فکر کرنے والوں کے لئے علم اور روایت کرنے والوں کے لئے حدیث اور قضاوت کرنے والوں کے لئے قطعی حکم اور فیصلہ ہے۔

۱۹۹۔ آپ کا ارشاد گرامی
(جس کی اصحاب کو وصیت فرمایا کرتے تھے)

دیکھو نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو۔ زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھو اور اسے تقرب الٰہی کا ذریعہ قرار دو کہ یہ صاحبان ایمان پر وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ہے۔ کیا تم نے اہل جہنم کا جواب نہیں سنا ہے کہ جب ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمھیں کس چیز نے یہاں پہونچا دیا ہے تو کہیں گے کہ ہم نمازی نہیں تھے۔ یہ نماز گناہوں کو اسی طرح جھاڑ دیتی ہے جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں[1] اور اسی طرح گناہوں سے آزادی دلا دیتی ہے جس طرح جانور آزاد کئے جاتے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے اسے اس گرم چشمہ سے تشبیہ دی ہے جو انسان کے دروازہ پر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے۔ ظاہر ہے کہ اس پر کسی کثافت کے باقی رہ جانے کا امکان نہیں رہ جاتا ہے۔ اس کے حق کو واقعاً ان صاحبانِ ایمان نے پہچانا ہے جنھیں زینت متاع دنیا یا تجارت اور کاروبار کوئی شے بھی یاد خدا اور نماز و زکوٰۃ سے غافل نہیں بنا سکتی ہے۔ رسول اکرمؐ اس نماز کے لئے اپنے کو زحمت میں ڈالتے تھے حالانکہ انھیں جنت کی بشارت دی جا چکی تھی اس لئے کہ پروردگار نے فرما دیا تھا کہ اپنے اہل کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو تو آپ اپنے اہل کو حکم بھی دیتے تھے اور خود زحمت[1] بھی برداشت کرتے تھے۔

اس کے بعد زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ[2] مسلمانوں کے لئے وسیلۂ تقرب قرار دیا گیا ہے۔ جو اسے طیب خاطر سے ادا کر دے گا اس کے گناہوں کے لئے یہ کفارہ بن جائے گی اور اسے جہنم سے بچا لے گی۔ خبردار کوئی شخص اسے ادا کرنے کے بعد اس کے بارے میں فکر نہ کرے اور نہ اس کا افسوس کرے کہ جو طیب نفس کے بغیر ادا کرنے والا اور پھر اس سے بہتر اجر و ثواب کی امید کرنے والا سنت سے بے خبر اور اجر و ثواب کے اعتبار سے خسارہ میں ہے، اس کا عمل برباد ہے اور اس کی ندامت دائمی ہے۔

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے نماز قائم کرنے کی راہ میں بے پناہ زحمتوں کا سامنا کیا ہے۔ رات رات بھر مصلیٰ پر قیام کیا ہے اور طرح طرح کی دشمنوں کی اذیتوں کو برداشت کیا ہے لیکن مالک کائنات نے اس کا اجر بھی بے حساب عنایت کیا ہے کہ نماز سرکار کی یاد کا بہترین ذریعہ بن گئی ہے اور اس کے ذریعہ سرکار کی شخصیت اور رسالت کو ابدی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ نمازی اذان و اقامت ہی سے سرکار کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے اور پھر تشہد و سلام تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس طرح تمام امتوں کا رشتہ ان کے پیغمبروں سے ٹوٹ چکا ہے لیکن امت اسلامیہ کا رشتہ سرکار دو عالمؐ سے نہیں ٹوٹ سکتا ہے اور یہ نماز برابر آپ کی یاد کو زندہ رکھے گی اور مسلمانوں کو حسن کردار کی دعوت دیتی رہے گی۔

[2] زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ بیان کرنے کا ظاہری فلسفہ یہ ہے کہ نماز عبد و معبود کے درمیان کا رشتہ ہے اور زکوٰۃ بندوں اور بندوں کے درمیان کا تعلق ہے اور اس طرح اسلام کا نصاب مکمل ہو جاتا ہے کہ مسلمان اپنے مالک کی اطاعت بھی کرتا ہے اور اپنے بنی نوع کے کمزور افراد کا خیال بھی رکھتا ہے اور ان کی شرکت کے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتا ہے۔

ثُمَّ أَدَاءَ الْأَمَانَةِ، فَقَدْ خَابَ مَنْ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهَا. إِنَّهَا عُرِضَتْ عَلَى السَّمَاوَاتِ الْمَبْنِيَّةِ، وَالْأَرَضِينَ الْمَدْحُوَّةِ، وَالْجِبَالِ ذَاتِ الطُّولِ الْمَنْصُوبَةِ، فَلَا أَطْوَلَ وَلَا أَعْرَضَ، وَلَا أَعْلَى وَلَا أَعْظَمَ مِنْهَا. وَلَوِ امْتَنَعَ شَيْءٌ بِطُولٍ أَوْ عَرْضٍ أَوْ قُوَّةٍ أَوْ عِزٍّ لَامْتَنَعْنَ وَلٰكِنْ أَشْفَقْنَ مِنَ الْعُقُوبَةِ، وَعَقَلْنَ مَا جَهِلَ مَنْ هُوَ أَضْعَفُ مِنْهُنَّ، وَهُوَ الْإِنْسَانُ، «إِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً».

علم الله تعالى

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مَا الْعِبَادُ مُقْتَرِفُونَ فِي لَيْلِهِمْ وَنَهَارِهِمْ. لَطُفَ بِهِ خُبْراً، وَأَحَاطَ بِهِ عِلْماً. أَعْضَاؤُكُمْ شُهُودُهُ، وَجَوَارِحُكُمْ جُنُودُهُ، وَضَمَائِرُكُمْ عُيُونُهُ، وَخَلَوَاتُكُمْ عِيَانُهُ.

۲۰۰
و من كلام له (عليه السلام)
في معاوية

وَاللَّهِ مَا مُعَاوِيَةُ بِأَدْهَى مِنِّي، وَلٰكِنَّهُ يَغْدِرُ وَيَفْجُرُ. وَلَوْ لَا كَرَاهِيَةُ الْغَدْرِ لَكُنْتُ مِنْ أَدْهَى النَّاسِ، وَلٰكِنْ كُلُّ غُدَرَةٍ فُجَرَةٌ، وَكُلُّ فُجَرَةٍ كُفَرَةٌ. «وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُعْرَفُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».
وَاللَّهِ مَا أُسْتَغْفَلُ بِالْمَكِيدَةِ، وَلَا أُسْتَغْمَزُ بِالشَّدِيدَةِ.

۲۰۱
و من كلام له (عليه السلام)
يعظ بسلوك الطريق الواضح

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَسْتَوْحِشُوا فِي طَرِيقِ الْهُدَى لِقِلَّةِ أَهْلِهِ، فَإِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلَى مَائِدَةٍ شِبَعُهَا قَصِيرٌ، وَجُوعُهَا طَوِيلٌ.
أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا يَجْمَعُ النَّاسَ الرِّضَى وَالسُّخْطُ. وَإِنَّمَا عَقَرَ نَاقَةَ ثَمُودَ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَعَمَّهُمُ اللَّهُ بِالْعَذَابِ لَمَّا عَمُّوهُ بِالرِّضَى، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: (فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ)، فَمَا كَانَ إِلَّا أَنْ خَارَتْ أَرْضُهُمْ بِالْخَسْفَةِ خُوَارَ السِّكَّةِ الْمُحْمَاةِ فِي الْأَرْضِ الْخَوَّارَةِ. أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوَاضِحَ وَرَدَ الْمَاءَ، وَمَنْ خَالَفَ وَقَعَ فِي التِّيهِ!

مدحوّہ - فرش شدہ
مقترف - حاصل کرنے والا
خبر - علم
عیان - مشاہدہ
لا أستغمز - کمزور نہیں کیا جا سکتا
سخط - ناراضگی
خارت - آواز کرنے لگی
محماۃ - گرم کیا ہوا
خوّارہ - نرم زمین

(۱) ظاہر ہے کہ اس امانت سے مراد مال و دولت کی امانت نہیں ہے کہ اسے نہ زمین و آسمان پر پیش کیا گیا ہے اور نہ ان کے انکار کے کوئی معنی ہیں - اس سے مراد دینِ الٰہی اور اس کی ذمہ داریاں ہیں جن کے ادا کرنے کی صلاحیت زمین و آسمان میں بھی نہیں تھی لہذا انھوں نے زبان حال سے انکار کر دیا اور انسان میں صلاحیت تھی لہذا اس نے اس بوجھ کو اٹھا لیا اور اس کے نتائج کے لئے تیار ہو گیا جو نفس کے خلاف ظلم ضرور تھا لیکن فطرت کی صلاحیتوں کے اعتبار سے کوئی ظلم نہیں تھا اور ایسی باصلاحیت مخلوق کو ایسا ہی ہونا چاہئے تھا

مصادر خطبہ ۲۰۰ اصول کافی ۲ ص ۳۳۶

مصادر خطبہ ۲۰۱ محاسن برقی ص ۲۰۸، غیبت نعمانی ص ۹، بحار الانوار ۲ ص ۲۶۶، تفسیر البرہان ۴ ص ۳۶۰، المسترشد طبری ص ۴۷۶، ارشاد مفید ص ۳۰

اس کے بعد امانتوں کی ادائیگی کا خیال رکھو کہ امانتداری نہ کرنے والا ناکام ہوتا ہے۔ امانت کو بلند ترین آسمانوں، فرش شدہ زمینوں اور بالا پہاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے جن سے بظاہر طویل و عریض اور اعلیٰ و ارفع کوئی شے نہیں ہے اور اگر کوئی شے اپنے طول و عرض و طاقت کی بنا پر اپنے کو بچا سکتی ہے تو یہی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ سب خیانت کے عذاب سے خوفزدہ ہوگئے اور اس نکتہ کو سمجھ لیا جو ان سے ضعیف تر انسان نے نہیں پہچانا کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور ناواقف تھا۔

پروردگار پر بندوں کے دن و رات کے اعمال میں سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ وہ لطافت کی بنا پر خبر رکھتا ہے اور علم کے اعتبار سے احاطہ رکھتا ہے۔ تمہارے اعضاء ہی اس کے گواہ ہیں اور تمہارے ہاتھ پاؤں ہی اس کے لشکر ہیں۔ تمہارے ضمیر اس کے جاسوس ہیں اور تمہاری تنہائیاں بھی اس کی نگاہ کے سامنے ہیں۔

۲۰۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(معاویہ کے بارے میں)

خدا کی قسم معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں ہے لیکن کیا کروں کہ وہ مکر و فریب اور فسق و فجور بھی کر لیتا ہے اور اگر یہ چیز مجھے ناپسند نہ ہوتی تو مجھ سے زیادہ ہوشیار کوئی نہ ہوتا لیکن میرا نظریہ یہ ہے کہ ہر مکر و فریب گناہ ہے اور ہر گناہ پروردگار کے احکام کی نافرمانی ہے۔ ہر غدار کے ہاتھ میں قیامت کے دن ایک جھنڈا دے دیا جائے گا جس سے اسے عرصہ محشر میں پہچان لیا جائے گا۔

خدا کی قسم مجھے نہ ان مکاریوں سے غفلت میں ڈالا جا سکتا ہے اور نہ ان سختیوں سے دبایا جا سکتا ہے۔

۲۰۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں واضح راستوں پر چلنے کی نصیحت فرمائی گئی ہے)

ایہا الناس! دیکھو ہدایت کے راستہ پر چلنے والوں کی قلت کی بنا پر چلنے سے مت گھبراؤ کہ لوگوں نے ایک ایسے دسترخوان پر اجماع کر لیا ہے جس میں سیر ہونے کی مدت بہت کم ہے اور بھوک کی مدت بہت طویل ہے۔

لوگو! یاد رکھو کہ رضامندی اور ناراضگی ہی سارے انسانوں کو ایک نقطہ پر جمع کر دیتی ہے۔ ناقۂ صالح کے پیر ایک ہی انسان نے کاٹے تھے لیکن اللہ نے عذاب سب پر نازل کر دیا کہ باقی لوگ اس کے عمل سے راضی تھے اور فرما دیا کہ ان لوگوں نے ناقہ کے پیر کاٹ ڈالے اور آخر میں ندامت کا شکار ہوگئے۔ ان کا عذاب یہ تھا کہ زمین جھٹکے سے گھر گھرانے لگی جس طرح کہ نرم زمین میں لوہے کی تپتی ہوئی پھالی چلائی جاتی ہے۔

لوگو! دیکھو جو روشن راستہ پر چلتا ہے وہ سرچشمہ تک پہونچ جاتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔

لہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جسے پروردگار نے نفس رسولؐ قرار دیا ہو اور خود سرکار دو عالمؐ نے باب مدینۂ علم قرار دیا ہو اس سے زیادہ ہوشیار، ہوشمند اور صاحب علم و ہنر کون ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض نادان افراد کا خیال ہے کہ معاویہ زیادہ ہوشیار اور زیرک تھا اور اسی لئے اس کی سیاست زیادہ کامیاب تھی۔ حالانکہ اس کا راز ہوشیاری اور ہوشمندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا راز مکاری اور غداری ہے کہ معاویہ مقصد کے حصول کے لئے ہر وسیلہ کو جائز قرار دیتا تھا اور اس کا مقصد بھی صرف حصول اقتدار اور تخت حکومت تھا اور مولائے کائنات کی نگاہ میں نہ مقصد وسیلہ کے جواز کا ذریعہ تھا اور نہ آپ کا مقصد اقتدار دنیا کا حصول تھا۔ آپ کا مقصد دین خدا کا قیام تھا اور اس راہ میں انسان کو ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھانا پڑتا ہے اور ہر سانس میں مرضی پروردگار کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

۲۰۲

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

روي عنه أنّه قاله عند دفن سيدة النساء فاطمة ﴿عليها السلام﴾،
كالمناجي به رسول اللّه ﴿صلى الله عليه وآله﴾ عند قبره:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَنِّي، وَ عَنِ ابْنَتِكَ النَّازِلَةِ فِي جِوَارِكَ، وَالسَّرِيعَةِ اللَّحَاقِ بِكَ! قَلَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَنْ صَفِيَّتِكَ صَبْرِي، وَرَقَّ عَنْهَا تَجَلُّدِي، إِلَّا أَنَّ فِي التَّأَسِّي لِي بِعَظِيمِ فُرْقَتِكَ، وَ فَادِحِ مُصِيبَتِكَ، مَوْضِعَ تَعَزٍّ، فَلَقَدْ وَسَّدْتُكَ فِي مَلْحُودَةِ قَبْرِكَ، وَفَاضَتْ بَيْنَ نَحْرِي وَ صَدْرِي نَفْسُكَ فَ(إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ). فَلَقَدْ اسْتُرْجِعَتِ الْوَدِيعَةُ، وَأُخِذَتِ الرَّهِينَةُ! أَمَّا حُزْنِي فَسَرْمَدٌ، وَأَمَّا لَيْلِي فَمُسَهَّدٌ، إِلَى أَنْ يَخْتَارَ اللّٰهُ لِي دَارَكَ الَّتِي أَنْتَ بِهَا مُقِيمٌ. وَ سَتُنَبِّئُكَ ابْنَتُكَ بِتَضَافُرِ أُمَّتِكَ عَلَى هَضْمِهَا، فَأَحْفِهَا السُّؤَالَ، وَاسْتَخْبِرْهَا الْحَالَ؛ هٰذَا وَلَمْ يَطُلِ الْعَهْدُ، وَلَمْ يَخْلُ مِنْكَ الذِّكْرُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمَا سَلَامَ مُوَدِّعٍ، لَا قَالٍ وَ لَا سَئِمٍ، فَإِنْ أَنْصَرِفْ فَلَا عَنْ مَلَالَةٍ، وَ إِنْ أُقِمْ فَلَا عَنْ سُوءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الصَّابِرِينَ.

۲۰۳

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

في التزهيد من الدنيا و الترغيب في الآخرة

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا الدُّنْيَا دَارُ مَجَازٍ، وَ الْآخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ، فَخُذُوا مِنْ مَمَرِّكُمْ لِمَقَرِّكُمْ، وَ لَا تَهْتِكُوا أَسْتَارَكُمْ عِنْدَ مَنْ يَعْلَمُ أَسْرَارَكُمْ، وَأَخْرِجُوا مِنَ الدُّنْيَا قُلُوبَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا أَبْدَانُكُمْ، فَفِيهَا اخْتُبِرْتُمْ، وَلِغَيْرِهَا خُلِقْتُمْ. إِنَّ الْمَرْءَ إِذَا هَلَكَ قَالَ النَّاسُ: مَا تَرَكَ؟ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: مَا قَدَّمَ؟ لِلّٰهِ آبَاؤُكُمْ! فَقَدِّمُوا بَعْضاً يَكُنْ لَكُمْ قَرْضاً، وَلَا تُخْلِفُوا كُلّاً فَيَكُونَ فَرْضاً عَلَيْكُمْ.

۲۰۴

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

كان كثيراً ما ينادي به أصحابه

تَجَهَّزُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ! فَقَدْ نُودِيَ فِيكُمْ بِالرَّحِيلِ، وَأَقِلُّوا الْعُرْجَةَ عَلَى الدُّنْيَا، وَانْقَلِبُوا بِصَالِحِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ، فَإِنَّ أَمَامَكُمْ

تأسّی - پیروی
فادح - سنگین
تعزّی - تسکین
ملحودہ القبر - لحد
مسہّد - بیدار
ہضم - ظلم
احفاء - تفصیل سوال
قالی - بیزار
سئم - دل تنگ
دار مجاز - گذرگاہ
عرجہ - جانور کا منزل پر باندھ دینا

(۱) یہ جناب فاطمہؑ کی عظیم ترین شخصیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح سرکار دو عالم مالک کی نگاہ میں منتخب اور مصطفےٰ تھے اسی طرح جناب فاطمہؑ سرکار دو عالم کی نگاہ میں منتخب روزگار تھیں

(۲) یعنی جب میں نے آپ کے فراق کو برداشت کر لیا اور آپ کے جسد اقدس کو اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کر دیا تو اب کسی بھی مصیبت کا برداشت کر لینا ناممکن نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آپ کی دختر نیک اختر کا مسئلہ آپ سے قدرے مختلف تھا کہ آپ کے بارے میں صرف فراق اور جدائی کا صدمہ تھا اور فاطمہؑ کے مسئلہ میں بے پناہ مصائب کا احساس بھی ہے جنھیں آپ کے بعد فاطمہ زہراؑ نے برداشت کیا ہے!

مصادر خطبہ ۲۰۲ اصول کافی ا صـ۴۵۸، دلائل الامامۃ الطبری الامامی صـ۴۷، مجالس مفیدؒ صـ۱۶۵، امالی طوسیؒ ا صـ۱۰۱، کشف الغمہ اربلیؒ ۲ صـ۱۲۷، تذکرۃ الخواص ابن الجوزی صـ۳۱۸

مصادر خطبہ ۲۰۳ امالی صدوقؒ صـ۱۳۲، عیون اخبار الرضا صدوق ا صـ۱۹۸، ارشاد مفیدؒ صـ۱۳۹، مشکوٰۃ الانوار طبرسیؒ صـ۲۴۳، مجموعہ ورام صـ۲۱، بحار الانوار ۱ صـ۱۰۱، کامل مبرد ۲ صـ۳۱۷

مصادر خطبہ ۲۰۴ امالی صدوق - المجالس مفیدؒ صـ۱۱۶، ارشاد مفیدؒ صـ۱۱۱، مشکوٰۃ الانوار طبرسیؒ صـ۲۸۵، بحار الانوار ۳ صـ۲۲۷

۲۰۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

کہا جاتا ہے کہ یہ کلمات سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ کے دفن کے موقع پر پیغمبر اسلامؐ سے رازدارانہ گفتگو کے انداز سے کہے گئے تھے۔

سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسولؐ! میری طرف سے اور آپ کی اس دختر کی طرف سے جو آپ کے جوار میں نازل ہو رہی ہے اور بہت جلدی آپ سے ملحق ہو رہی ہے۔

یا رسول اللہ! میری قوت صبر آپ کی منتخب روزگار دختر کے بارے میں ختم ہوئی جا رہی ہے اور میری ہمت ساتھ چھوڑے دے رہی ہے صرف سہارا یہ ہے کہ میں نے آپ کے فراق کے عظیم صدمہ اور جانکاہ حادثہ پر صبر کر لیا ہے تو اب بھی صبر کروں گا کہ میں نے ہی آپ کو قبر میں اتارا تھا اور میرے ہی سینہ پر سر رکھ کر آپ نے انتقال فرمایا تھا۔ بہرحال میں اللہ ہی کے لئے ہوں اور مجھے بھی اسی کی بارگاہ میں واپس جانا ہے۔

آج امانت واپس چلی گئی اور جو چیز میری تحویل میں تھی وہ مجھ سے چھڑالی گئی۔ اب میرا رنج و غم دائمی ہے اور میری راتیں نذر بیداری ہیں جب تک مجھے بھی پروردگار اس گھر تک نہ پہونچا دے جہاں آپ کا قیام ہے۔

عنقریب آپ کی دختر نیک اختر ان حالات کی اطلاع دے گی کہ کس طرح آپ کی امت نے اس پر ظلم ڈھانے کے لئے اتفاق کر لیا تھا۔ آپ اس سے مفصل سوال فرمائیں اور جملہ حالات دریافت کریں۔

افسوس کہ یہ سب اس وقت ہوا ہے جب آپ کا زمانہ گذرے دیر نہیں ہوئی ہے اور ابھی آپ کا تذکرہ باقی ہے۔

میرا سلام ہو آپ دونوں پر۔ اس شخص کا سلام جو رخصت کرنے والا ہے اور دل تنگ و ملول نہیں ہے۔ میں اگر اس قبر سے واپس چلا جاؤں تو یہ کسی دل تنگی کا نتیجہ نہیں ہے اور اگر یہیں ٹھہر جاؤں تو یہ اس وعدہ کی بے اعتباری نہیں ہے جو پروردگار نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔

۲۰۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(دنیا سے پرہیز اور آخرت کی ترغیب کے بارے میں)

لوگو! یہ دنیا ایک گذرگاہ ہے۔ قرار کی منزل آخرت ہی ہے لہٰذا اس گذرگاہ سے وہاں کا سامان لے کر آگے بڑھو اور اس کے سامنے اپنے پردۂ راز کو چاک مت کرو جو تمہارے اسرار سے باخبر ہے۔ دنیا سے اپنے دلوں کو باہر نکال لو قبل اس کے کہ تمہارے بدن کو یہاں سے نکالا جائے۔ یہاں صرف تمہارا امتحان لیا جا رہا ہے ورنہ تمہاری خلقت کسی اور جگہ کے لئے ہے۔ کوئی بھی شخص جب مرتا ہے تو ادھر والے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا چھوڑ کر گیا ہے اور اُدھر کے فرشتے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا لے کر آیا ہے؟ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ کچھ وہاں بھیج دو جو مالک کے پاس تمہارے قرضہ کے طور پر رہے گا۔ اور سب یہیں چھوڑ کر مت جاؤ کہ تمہارے ذمہ ایک بوجھ بن جائے۔

۲۰۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس کے ذریعہ اپنے اصحاب کو آواز دیا کرتے تھے)

خدا تم پر رحم کرے۔ تیار ہو جاؤ کہ تمہیں کوچ کرنے کے لئے پکارا جا چکا ہے اور خبردار دنیا کی طرف زیادہ توجہ مت کرو۔ جو بہترین زاد راہ تمہارے سامنے ہے اسے لے کر مالک کی بارگاہ کی طرف پلٹ جاؤ کہ تمہارے سامنے ایک بڑی دشوار گذار گھاٹی ہے

اسلام کا مدعا ترک دنیا نہیں ہے اور نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ انسان رہبانیت کی زندگی گذارے۔ اسلام کا مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا انسان کی زندگی کا وسیلہ رہے اور اس کے دل کا مکین نہ بننے پائے ورنہ حُبّ دنیا انسان کو زندگی کے ہر خطرہ سے دوچار کر سکتی ہے اور اسے کسی بھی گڑھے میں گرا سکتی ہے۔

عَقَبَةً كَؤُوداً، وَمَنَازِلَ مَخُوفَةً مَهُولَةً، لَا بُدَّ مِنَ الْوُرُودِ عَلَيْهَا، وَالْوُقُوفِ عِنْدَهَا. وَاعْلَمُوا أَنَّ مَلَاحِظَ الْمَنِيَّةِ نَحْوَكُمْ دَانِيَةٌ (دانيه)، وَكَأَنَّكُمْ بِمَخَالِبِهَا وَقَدْ نَشِبَتْ فِيكُمْ، وَقَدْ دَهَمَتْكُمْ فِيهَا مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ، وَمُعْضِلَاتُ (مضلعات) الْمَحْذُورِ. فَقَطِّعُوا عَلَائِقَ الدُّنْيَا وَاسْتَظْهِرُوا بِزَادِ التَّقْوَىٰ[1] (الآخرة).

و قد مضى شيء من هذا الكلام فيما تقدم، بخلاف هذه الرواية.

۲۰۵
و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

كلّم به طلحة و الزبير بعد بيعته بالخلافة و قد عتبا عليه من ترك مشورتهما، و الاستعانة في الأمور بهما

لَقَدْ نَقَمْتُمَا يَسِيراً، وَأَرْجَأْتُمَا كَثِيراً. أَلَا تُخْبِرَانِي، أَيُّ شَيْءٍ كَانَ لَكُمَا فِيهِ حَقٌّ دَفَعْتُكُمَا عَنْهُ؟ أَمْ أَيُّ قَسْمٍ اسْتَأْثَرْتُ عَلَيْكُمَا بِهِ؟ أَمْ أَيُّ حَقٍّ رَفَعَهُ إِلَيَّ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ضَعُفْتُ عَنْهُ، أَمْ جَهِلْتُهُ، أَمْ أَخْطَأْتُ بَابَهُ؟!

وَاللَّهِ مَا كَانَتْ لِي فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةٌ، وَلَا فِي الْوِلَايَةِ إِرْبَةٌ، وَلَكِنَّكُمْ دَعَوْتُمُونِي إِلَيْهَا، وَحَمَلْتُمُونِي عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَفْضَتْ إِلَيَّ نَظَرْتُ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ وَمَا وَضَعَ لَنَا، وَأَمَرَنَا بِالْحُكْمِ بِهِ فَاتَّبَعْتُهُ، وَمَا اسْتَنَّ النَّبِيُّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَاقْتَدَيْتُهُ. فَلَمْ أَحْتَجْ فِي ذٰلِكَ إِلَىٰ رَأْيِكُمَا، وَلَا رَأْيِ غَيْرِكُمَا، وَلَا وَقَعَ حُكْمٌ جَهِلْتُهُ، فَأَسْتَشِيرَكُمَا وَإِخْوَانِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ؛ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ أَرْغَبْ عَنْكُمَا، وَلَا عَنْ غَيْرِكُمَا. وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُمَا مِنْ أَمْرِ الْأُسْوَةِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ أَمْرٌ لَمْ أَحْكُمْ أَنَا فِيهِ بِرَأْيِي، وَلَا وَلِيتُهُ هَوًى مِنِّي، بَلْ وَجَدْتُ أَنَا وَأَنْتُمَا مَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، فَلَمْ أَحْتَجْ إِلَيْكُمَا فِيمَا قَدْ فَرَغَ اللَّهُ مِنْ قَسْمِهِ، وَأَمْضَىٰ فِيهِ حُكْمَهُ، فَلَيْسَ لَكُمَا، وَاللَّهِ، عِنْدِي وَلَا لِغَيْرِكُمَا فِي هٰذَا عُتْبَىٰ. أَخَذَ اللَّهُ بِقُلُوبِنَا وَقُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ، وَأَلْهَمَنَا وَإِيَّاكُمُ الصَّبْرَ.

ثم قال ﴿عليه السلام﴾: رَحِمَ اللَّهُ رَجُلاً رَأَىٰ حَقّاً فَأَعَانَ عَلَيْهِ، أَوْ رَأَىٰ جَوْراً فَرَدَّهُ، وَكَانَ عَوْناً بِالْحَقِّ عَلَىٰ صَاحِبِهِ.

كَؤُود - سخت، دشوارگذار
مَلَاحِظ - مرکزِ نظر
دَانِيَه - قریب
نَشِبَت - گاڑ دیا ہے
اِسْتَظْهِرُوا - مدد حاصل کرو
نَقَمْتُمَا - غصہ دکھلایا
اَرْجَأْتُمَا - ٹال دیا
اِرْبَہ - غرض - حاجت
اُسْوَة - برابری
عُتْبٰی - رضامندی

[1] موت، قبر، حشر، صراط، میزان وہ منازل ہیں جن کا تصور بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ چہ جائیکہ ہر شخص کو ان منازل سے گذرنا بھی ہے اور ان کی سختیوں کا سامنا بھی کرنا ہے۔ امیر المومنینؑ کی نگاہ میں ان منازل کے لئے بہترین مددگار تقویٰ ہے لہٰذا آپ نے اس سے مدد حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور دنیا سے قطع تعلق کو اس کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے

مصادر خطبہ ۲۰۵ نقض العثمانیہ ابوجعفر اسکافی شرح نہج البلاغہ حدیدی ۲ ص ۱۷۳، بحار الانوار کتاب الفتن ص ۳۷۱

...خطرناک اور خوفناک منزلیں ہیں جن پر بہرحال وارد ہونا ہے اور وہیں ٹھہرنا بھی ہے۔ اور یہ یاد رکھو کہ موت کی نگاہیں تم سے قریب تر ہیں اور تم اس کے پنجوں میں آچکے ہو جو تمہارے اندر گڑائے جا چکے ہیں۔ موت کے شدید ترین مسائل اور دشوار ترین مشکلات تم پر چھا چکے ہیں۔ اب دنیا کے تعلقات کو ختم کرو اور آخرت کے زاد راہ تقویٰ کے ذریعہ اپنی طاقت کا انتظام کرو۔

(واضح رہے کہ اس سے پہلے بھی اسی قسم کا ایک کلام دوسری روایت کے مطابق گذر چکا ہے)

۲۰۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں طلحہ و زبیر کو مخاطب بنایا گیا ہے جب ان دونوں نے بیعت کے باوجود مشورہ نہ کرنے اور مدد نہ مانگنے پر آپ سے ناراضگی کا اظہار کیا)

تم نے معمولی سی بات پر تو غصہ کا اظہار کر دیا لیکن بڑی باتوں کو پس پشت ڈال دیا۔ کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تمہارا کون سا حق ایسا ہے جس سے میں نے تم کو محروم کر دیا ہے؟ یا کونسا حصہ ایسا ہے جس پر میں نے قبضہ کر لیا ہے؟ یا کسی مسلمان نے کوئی مقدمہ پیش کیا ہو اور میں اس کا فیصلہ نہ کر سکا ہوں یا اس سے ناواقف رہا ہوں یا اس میں کسی غلطی کا شکار ہو گیا ہوں۔

خدا گواہ ہے کہ مجھے نہ خلافت کی خواہش تھی اور نہ حکومت کی احتیاج۔ تمھیں لوگوں نے مجھے اس امر کی دعوت دی اور اس پر آمادہ کیا۔ اسکے بعد جب یہ میرے ہاتھ میں آگئی تو میں نے اس سلسلہ میں کتاب خدا اور اس کے دستور پر نگاہ کی اور جو اس نے حکم دیا تھا اسی کا اتباع کیا اور اس طرح رسول اکرمؐ کی سنت کی اقتدا کی۔ جس کے بعد نہ مجھے تمہاری رائے کی کوئی ضرورت تھی اور نہ تمہارے علاوہ کسی کی رائے کی اور نہ میں کسی حکم سے جاہل تھا کہ تم سے مشورہ کرتا یا تمہارے علاوہ دیگر برادران اسلام سے۔ اور اگر ایسی کوئی ضرورت ہوتی تو میں نہ تمھیں نظرانداز کرتا اور نہ دیگر مسلمانوں کو۔ رہ گیا یہ مسئلہ کہ میں نے بیت المال کی تقسیم میں برابری سے کام لیا ہے تو یہ نہ میری ذاتی رائے ہے اور نہ اس پر میری خواہش کی حکمرانی ہے بلکہ میں نے دیکھا کہ اس سلسلہ میں رسول اکرمؐ کی طرف سے ہم سے پہلے فیصلہ ہو چکا ہے تو خدا کے معین کئے ہوئے حق اور اس کے جاری کئے ہوئے حکم کے بعد کسی کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہ گئی ہے۔

خدا شاہد ہے کہ اس سلسلہ میں نہ تمھیں شکایت کا کوئی حق ہے اور نہ تمہارے علاوہ کسی اور کو۔ اللہ ہم سب کے دلوں کو حق کی راہ پر لگا دے اور سب کو صبر و شکیبائی کی توفیق عطا فرمائے۔

خدا اس شخص پر رحمت نازل کرے جو حق کو دیکھ لے تو اس پر عمل کرے یا ظلم کو دیکھ لے تو اسے ٹھکرا دے اور صاحب حق کے حق میں اس کا ساتھ دے۔

لہ امیرالمومنینؑ نے ان تمام پہلوؤں کا تذکرہ اس لئے کیا ہے تاکہ طلحہ اور زبیر کی نیتوں کا محاسبہ کیا جا سکے اور ان کے عزائم کی حقیقتوں کو بے نقاب کیا جا سکے کہ مجھ سے پہلے زمانوں میں یہ تمام نقائص موجود تھے۔ کبھی حقوق کی پامالی ہو رہی تھی۔ کبھی اسلامی سرمایہ کو اپنے گھرانے پر تقسیم کیا جا رہا تھا۔ کبھی مقدمات میں فیصلہ سے عاجزی کا اعتراف تھا اور کبھی صریحی طور پر غلط فیصلہ کیا جا رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود تم لوگوں کی رگ حمیت و غیرت کو کوئی جنبش نہیں ہوئی۔ اور آج جب کہ ایسا کچھ نہیں ہے تو تم بغاوت پر آمادہ ہو گئے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا تعلق دین اور مذہب سے نہیں ہے۔ تمھیں صرف اپنے مفادات سے تعلق ہے۔ جب تک یہ مفادات محفوظ تھے، تم نے ہر غلطی پر سکوت اختیار کیا اور آج جب مفادات خطرہ میں پڑ گئے ہیں تو شورش اور ہنگامہ پر آمادہ ہو گئے ہو۔

۲۰۶
و من كلام له (عليه السلام)
و قد سمع قوماً من أصحابه يسبّون أهل الشام أيام حربهم بصفين

إِنِّي أَكْرَهُ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا سَبَّابِينَ، وَ لٰكِنَّكُمْ لَوْ وَصَفْتُمْ أَعْمَالَهُمْ، وَذَكَرْتُمْ حَالَهُمْ، كَانَ أَصْوَبَ فِي الْقَوْلِ، وَأَبْلَغَ فِي الْعُذْرِ، وَقُلْتُمْ مَكَانَ سَبِّكُمْ إِيَّاهُمْ: اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَاءَنَا وَ دِمَاءَهُمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَ بَيْنِهِمْ، وَاهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ، حَتّٰى يَعْرِفَ الْحَقَّ مَنْ جَهِلَهُ، وَيَرْعَوِيَ عَنِ الْغَيِّ وَالْعُدْوَانِ مَنْ لَهِجَ بِهِ.[1]

۲۰۷
و من كلام له (عليه السلام)
في بعض أيام صفين و قد رأى الحسن ابنه (عليه السلام) يتسرع إلى الحرب

اَمْلِكُوا عَنِّي هٰذَا الْغُلَامَ لَا يَهُدَّنِي، فَإِنَّنِي أَنْفَسُ بِهٰذَيْنِ - يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - عَلَى الْمَوْتِ لِئَلَّا يَنْقَطِعَ بِهِمَا نَسْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ.

قال السيد الشريف: و قوله (عليه السلام): «املكوا عني هذا الغلام»، من أعلى الكلام و أفصحه.

۲۰۸
و من كلام له (عليه السلام)
قاله لمّا اضطرب عليه أصحابه في أمر الحكومة

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ أَمْرِي مَعَكُمْ عَلَى مَا أُحِبُّ، حَتّٰى نَهِكَتْكُمُ الْحَرْبُ، وَ قَدْ، وَاللّٰهِ أَخَذَتْ مِنْكُمْ وَتَرَكَتْ، وَهِيَ لِعَدُوِّكُمْ أَنْهَكُ.

لَقَدْ كُنْتُ أَمْسِ أَمِيراً، فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَأْمُوراً، وَكُنْتُ أَمْسِ نَاهِياً، فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَنْهِيّاً، وَقَدْ أَحْبَبْتُمُ الْبَقَاءَ، وَ لَيْسَ لِي أَنْ أَحْمِلَكُمْ عَلَى مَا تَكْرَهُونَ!

۲۰۹
و من كلام له (عليه السلام)
بالبصرة، وقد دخل على العلاء بن زياد الحارثي - و هو من أصحابه - يعوده، فلما رأى سعة داره قال:

مَا كُنْتَ تَصْنَعُ بِسِعَةِ هٰذِهِ الدَّارِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنْتَ إِلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ كُنْتَ أَحْوَجَ؟ وَبَلٰى إِنْ شِئْتَ بَلَغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ تَقْرِي فِيهَا الضَّيْفَ، وَتَصِلُ فِيهَا الرَّحِمَ، وَتُطْلِعُ مِنْهَا الْحُقُوقَ مَطَالِعَهَا، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ بَلَغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ.

اِرْعَوَاء - غلطی سے باز آجانا
لہج بہ - کلام کیا
غلام - فرزند چاہے اس کی عمر ۳۴ سال ہی کیوں نہ ہو
ہدّ - منہدم کر دینا
نفس بہ - بخل کیا
نہک - کمزور کر دیا
اِطّلاع - اظہار

[1] امام علیہ السلام نہیں چاہتے ہیں کہ ان کے اصحاب کو گالیاں دینے والا تصور کیا جائے اور ان کے خلاف یہ بھی پروپیگنڈہ کیا جائے کہ یہ لوگ صرف گالیاں دینا اور لعنت کرنا ہی جانتے ہیں - ورنہ قرآن مجید نے حق کو چھپانے والے، فساد کرنے والے اور منافقین کو قابل لعن قرار دیا ہے اور اہل شام ان تینوں صفات سے متصف تھے اور ان پر لعنت قطعاً جائز تھی لیکن آپ نے ذکر اوصاف کا طریقہ تعلیم فرمایا تاکہ حقیقت بھی بے نقاب ہو جائے اور گالیوں کا الزام بھی نہ آنے پائے -

---

مصادر خطبہ ۲۰۶ الاخبار الطوال دینوری ص۱۵۵، کتاب صفین ص۱۰۳، تذکرۃ الخواص ص۱۵۴،
مصادر خطبہ ۲۰۷ تاریخ طبری ۶ ص۳۴
مصادر خطبہ ۲۰۸ کتاب صفین ص۴۸۴، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۱۱۸، مروج الذہب ۲ ص۴۰
مصادر خطبہ ۲۰۹ قوت القلوب ۱ ص۵۳۱ العقد الفرید ۱ ص۳۲۹، کافی ۱ ص۴۱۰، ربیع الابرار باب اللہو واللذات، الاختصاص مفید ص۱۵۲، تلبیس ابلیس ابن الجوزی ص۱۹۴،

۲۰۶ - آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے جنگ صفین کے زمانہ میں اپنے بعض اصحاب کے بارے میں سُنا کہ وہ اہل شام کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں)

میں تمھارے لئے اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم گالیاں دینے والے ہو جاؤ۔ بہترین بات یہ ہے کہ تم ان کے اعمال اور حالات کا تذکرہ کرو تاکہ بات بھی صحیح رہے اور حجت بھی تمام ہو جائے اور پھر گالیاں دینے کے بجائے یہ دعا کرو کہ خدایا! ہم سب کے خونوں کو محفوظ کر دے اور ہمارے معاملات کی اصلاح کر دے اور انھیں گمراہی سے ہدایت کے راستہ پر لگا دے تاکہ ناواقف لوگ حق سے باخبر ہو جائیں اور حرف باطل کہنے والے اپنی گمراہی اور سرکشی سے باز آجائیں[۱]

۲۰۷ - آپ کا ارشاد گرامی

(جنگ صفین کے دوران جب امام حسنؑ کو میدان جنگ کی طرف سبقت کرتے ہوئے دیکھ لیا)

دیکھو! اس فرزند کو روک لو کہیں اس کا صدمہ مجھے بے حال نہ کر دے۔ میں ان دونوں (حسنؑ وحسینؑ) کو موت کے مقابلہ میں زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے مرجانے سے نسل رسولؐ منقطع ہو جائے۔

سید رضیؒ - املکوا عنی ھٰذا الغلام - عرب کا بلند ترین کلام اور فصیح ترین محاورہ ہے۔

۲۰۸ - آپ کا ارشاد گرامی

(جو اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ کے اصحاب میں تحکیم کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا)

لوگو! یاد رکھو کہ میرے معاملات تمھارے ساتھ بالکل صحیح چل رہے تھے جب تک جنگ نے تمھیں خستہ حال نہیں کر دیا تھا۔ اس کے بعد معاملات بگڑ گئے حالانکہ خدا گواہ ہے کہ اگر جنگ نے تم سے کچھ کو لے لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا تو اس کی زد تمھارے دشمن پر زیادہ ہی پڑی ہے۔

افسوس کہ میں کل تمہارا حاکم تھا اور آج محکوم بنایا جا رہا ہوں۔ کل تمھیں میں روکا کرتا تھا اور آج تم مجھے روک رہے ہو۔ بات صرف یہ ہے کہ تمھیں زندگی زیادہ پیاری ہے اور میں تمھیں کسی ایسی چیز پر آمادہ نہیں کر سکتا ہوں جو تمھیں ناگوار اور ناپسند ہو۔

۲۰۹ - آپ کا ارشاد گرامی

(جب بصرہ میں اپنے صحابی علاء بن زیاد حارثی کے گھر عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے گھر کی وسعت کا مشاہدہ فرمایا)

تم اس دنیا میں اس قدر وسیع مکان[۱] کو لے کر کیا کرو گے جب کہ آخرت میں اس کی احتیاج زیادہ ہے۔ تم اگر چاہو تو اس کے ذریعہ آخرت کا سامان کر سکتے ہو کہ اس میں مہمانوں کی ضیافت کرو۔ قرابتداروں سے صلۂ رحم کرو اور موقع و محل کے مطابق حقوق کو ادا کرو کہ اس طرح آخرت کو حاصل کر سکتے ہو۔

[۱] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مکان کی وسعت ذاتی اغراض کے لئے ہو تو اس کا نام دنیاداری ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد مہمان نوازی صلۂ ارحام۔ ادائیگی حقوق۔ حفظ آبرو۔ اظہار عظمت علم و مذہب ہو تو اس کا کوئی تعلق دنیاداری سے نہیں ہے اور یہ دین و مذہب ہی کا ایک شعبہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ فیصلہ نیتوں سے ہوگا اور نیتوں کا جاننے والا صرف پروردگار ہے کوئی دوسرا نہیں ہے۔

فقال له العلاء: يا أمير المؤمنين، أشكو إليك أخي عاصم بن زياد. قال: و ما له؟ قال: لبس العباءة و تخلى عن الدنيا. قال: عليَّ به. فلمّا جاء قال:

يَـا عُـدَيَّ نَـفْسِهِ! لَـقَدِ اسْـتَهَامَ بِكَ الْخَبِيثُ! أَمَـا رَحِمْتَ أَهْـلَكَ وَ وَلَـدَكَ! أَتَـرَىٰ اللّٰـهَ أَحَـلَّ لَكَ الطَّـيِّبَاتِ، وَهُـوَ يَكْـرَهُ أَنْ تَأْخُـذَهَا! أَنْتَ أَهْـوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ!

قال: يا أمير المؤمنين، هذا أنت في خشونة ملبسك و جُشوبة مأكلك! قال:

وَيْحَكَ، إِنِّي لَسْتُ كَأَنْتَ، إِنَّ اللّٰـهَ تَـعَالَىٰ فَـرَضَ عَـلَىٰ أَئِمَّـةِ الْـعَدْلِ (الحق) أَنْ يُـقَدِّرُوا أَنْـفُسَهُمْ بِـضَعَفَةِ النَّـاسِ، كَـيْلَا يَـتَبَيَّغَ بِـالْفَقِيرِ فَـقْرُهُ!

۲۱۰

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

و قد سأله سائل عن أحاديث البدع، و عما في أيدي الناس من اختلاف الخبر، فقال ﴿عليه السلام﴾:

إِنَّ فِي أَيْـدِي النَّـاسِ حَـقّاً وَ بَـاطِلاً، وَصِـدْقاً وَكَـذِباً، وَنَـاسِخاً وَمَنْسُوخاً، وَعَـامّاً وَخَـاصّاً، و مُحْـكَماً وَمُـتَشَابِهاً، وَحِـفْظاً وَوَهْماً. وَلَـقَدْ كُـذِبَ عَـلَىٰ رَسُـولِ اللّٰـهِ - صَـلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَ آلِـهِ وَسَـلَّمَ - عَـلَىٰ عَهْدِهِ، حَـتَّىٰ قَـامَ خَـطِيباً، فَقَالَ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَـلْيَتَبَوَّأْ مَـقْعَدَهُ مِـنَ النَّـارِ».

وَإِنَّمَا أَتَاكَ بِالْحَدِيثِ أَرْبَعَةُ رِجَالٍ لَيْسَ لَهُمْ خَامِسٌ:

المنافقون

رَجُـلٌ مُـنَافِقٌ مُـظْهِرٌ لِـلْإِيمَانِ، مُـتَصَنِّعٌ بِـالْإِسْلَامِ، لَا يَـتَأَثَّمُ وَلَا يَـتَحَرَّجُ، يَكْـذِبُ عَـلَىٰ رَسُولِ اللّٰـهِ - صَـلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَ آلِـهِ وَ سَـلَّمَ مُـتَعَمِّداً، فَـلَوْ عَـلِمَ النَّـاسُ أَنَّـهُ مُـنَافِقٌ كَـاذِبٌ لَمْ يَـقْبَلُوا مِـنْهُ، وَ لَمْ يُـصَدِّقُوا قَـوْلَهُ، وَلٰكِـنَّهُمْ قَـالُوا: صَـاحِبُ رَسُـولِ اللّٰـهِ - صَـلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَ آلِـهِ وَ سَـلَّمَ - رَآهُ، وَسَمِعَ مِـنْهُ، وَلَـقِفَ عَـنْهُ، فَـيَأْخُذُونَ بِـقَوْلِهِ، وَقَـدْ أَخْـبَرَكَ اللّٰـهُ عَـنِ الْمُـنَافِقِينَ بِمَـا أَخْـبَرَكَ، وَوَصَـفَهُمْ بِمَـا وَصَـفَهُمْ بِـهِ لَكَ، ثُمَّ بَـقُوا بَـعْدَهُ، فَـتَقَرَّبُوا إِلَىٰ أَئِمَّـةِ الضَّـلَالَةِ، وَالدُّعَـاةِ إِلَىٰ النَّـارِ بِـالزُّورِ وَالْـبُهْتَانِ، فَـوَلَّوْهُمُ الْأَعْـمَالَ، وَجَـعَلُوهُمْ (حملوهم) حُكَّاماً عَـلَى رِقَـابِ النَّـاسِ، فَأَكَـلُوا بِـهِمُ الدُّنْـيَا، وَإِنَّمَـا النَّـاسُ مَـعَ الْمُـلُوكِ وَالدُّنْـيَا،

عُدَیّ - عدو کی تصغیر ہے
یُقَدِّروا انفسہم - اپنا حساب لگائیں
یتبیّغ - رنجیدہ کرکے ہلاک نہ کردے
یتأثم - گناہ سے ڈرتا ہے
یتحرّج - غلطی سے پرہیز کرتا ہے
لقف عنہ - لے لیا

(۱) آپ کا مقصد یہ ہے کہ حاکم کی ذمہ داریاں عوام سے زیادہ ہوتی ہیں عوام اپنی ذات، اپنے گھر اور ہمسایہ واقربا کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور حاکم ساری رعایا کا ذمہ دار ہوتا ہے لہٰذا اس کا فرض ہے کہ اگر تمام افراد مملکت کے لئے راحت وآرام کا انتظام نہ کرسکے تو کم سے کم ان کے دکھ درد میں برابر کا شریک رہے اور انھیں انکی تکلیف کا غیر معمولی احساس نہ ہونے دے۔

کاش دنیا کے حکام اس نکتہ کو سمجھ لیتے اور عوام الناس کے حقوق کی بے تحاشہ پامالی نہ ہوتی۔ واضح رہے کہ صاحب "منہاج البراعہ" نے اس خطبہ کی شرح ۳۶۵ - صفحات میں کی ہے جو خود ایک مستقل کتاب ہے۔

مصادر خطبہ نمبر ۲۱۰ اصول کافی ۲ ص۶۲، تحف العقول ص۱۳۶، خصال صدوق ۱ ص۳۳۳، الامتاع والموانسہ توحیدی ۳ ص۱۹۴، الغیبۃ النعمانی ص۲۶، المسترشد ص۳۰، تذکرۃ ص۱۴۲، الاحتجاج طبرسی ۱ ص۲۹۳، الاستنصار کراجکی ص۱۰، الاربعین بہائی ص۹۰، کافی ص۵، کتاب سلیم ص۳۸، خصال صدوق ۱ ص۲۳۳

یہ سن کر علاء بن زیاد نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ میں اپنے بھائی عاصم بن زیاد کی شکایت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ انھیں کیا ہوا ہے؟ عرض کی کہ انھوں نے ایک عبا اوڑھ لی ہے اور دنیا کو یکسر ترک کر دیا ہے ۔ فرمایا انھیں بلاؤ۔ عاصم حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

اے دشمن جان ۔ تجھے شیطان خبیث نے گرویدہ بنالیا ہے۔ تجھے اپنے اہل و عیال پر کیوں رحم نہیں آتا ہے۔ کیا تیرا خیال یہ ہے کہ خدا نے پاکیزہ چیزوں کو حلال تو کیا ہے لیکن وہ ان کے استعمال کو ناپسند کرتا ہے۔ تو خدا کی بارگاہ میں اس سے زیادہ پست ہے۔

عاصم نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ! آپ بھی تو کھردرا لباس اور معمولی کھانے پر گذارا کر رہے ہیں۔

فرمایا، تم پر حیف ہے کہ تم نے میرا قیاس اپنے اوپر کر لیا ہے جب کہ پروردگار نے ائمۂ حق پر فرض کر دیا ہے کہ اپنی زندگی کا پیمانہ کمزور ترین انسانوں کو قرار دیں تاکہ فقیر اپنے فقر کی بنا پر کسی پیچ و تاب کا شکار نہ ہو۔

۲۱۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب کسی شخص نے آپ سے بدعتی احادیث اور متضاد روایات کے بارے میں سوال کیا)

لوگوں کے ہاتھوں میں حق و باطل[1]۔ صدق و کذب، ناسخ و منسوخ، عام و خاص، محکم و متشابہ اور حقیقت و وہم سب کچھ ہے اور کذب و افترا کا سلسلہ رسول اکرمؐ کی زندگی ہی سے شروع ہو گیا تھا جس کے بعد آپ نے منبر سے اعلان کیا تھا کہ "جس شخص نے بھی میری زبان سے غلط بات بیان کی اسے اپنی جگہ جہنم میں بنالینا چاہیئے"۔

یاد رکھو کہ حدیث کے بیان والے چار طرح کے افراد ہوتے ہیں جن کی پانچویں کوئی قسم نہیں ہے:

ایک وہ منافق ہے جو ایمان کا اظہار کرتا ہے۔ اسلام کی وضع قطع اختیار کرتا ہے لیکن گناہ کرنے اور افترا میں پڑنے سے پرہیز نہیں کرتا ہے اور رسول اکرمؐ کے خلاف قصداً جھوٹی روایتیں تیار کرتا ہے۔ کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے تو یقیناً اس کے بیان کی تصدیق نہ کریں گے لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صحابی ہے۔ اس نے حضور کو دیکھا ہے۔ ان کے ارشاد کو سنا ہے اور ان سے حاصل کیا ہے اور اس طرح اس کے بیان کو قبول کر لیتے ہیں جب کہ خود پروردگار بھی منافقین کے بارے میں خبر دے چکا ہے اور ان کے اوصاف کا تذکرہ کر چکا ہے اور یہ رسول اکرمؐ کے بعد بھی باقی رہ گئے تھے اور گمراہی کے پیشواؤں[2] اور جہنم کے داعیوں کی طرف اسی غلط بیانی اور افترا پردازی سے تقرب حاصل کرتے تھے۔ وہ انھیں عہدے دیتے رہے اور لوگوں کی گردنوں پر حکمراں بناتے رہے اور انھیں کے ذریعہ دنیا کو کھاتے رہے اور لوگ تو بہرحال بادشاہوں اور دنیا داروں ہی کے ساتھ رہتے ہیں۔ علاوہ ان کے جنھیں اللہ اس شر سے محفوظ کرلے۔

---

[1] واضح رہے کہ اسلامی علوم میں علم رجال اور علم درایت کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سارا عالم اسلام اس نقطہ پر متفق ہے کہ روایات قابل قبول بھی ہیں اور ناقابل قبول بھی ۔ اور راوی حضرات ثقہ اور معتبر بھی ہیں اور غیر ثقہ اور غیر معتبر بھی ۔ اس کے بعد عدالت صحابہ اور اعتبار تمام علماء کا عقیدہ ۔ ایک مضحکہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

[2] حضرت نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ منافقین کا کاروبار ہمیشہ حکام کی نالائقی سے چلتا ہے ورنہ حکام دیانتدار ہوں اور ایسی روایات کے خریدار نہیں تو منافقین کا کاروبار ایک دن میں ختم ہو سکتا ہے۔

إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ، فَهٰذَا أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ.

الخاطئون

وَ رَجُلٌ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ شَيْئاً لَمْ يَحْفَظْهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَوَهِمَ فِيهِ، وَلَمْ يَتَعَمَّدْ كَذِباً، فَهُوَ فِي يَدَيْهِ، وَيَرْوِيهِ وَيَعْمَلُ بِهِ وَ يَقُولُ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ، فَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّهُ وَهِمَ فِيهِ لَمْ يَقْبَلُوهُ مِنْهُ، وَلَوْ عَلِمَ هُوَ أَنَّهُ كَذٰلِكَ لَرَفَضَهُ!

أهل الشبهة

وَرَجُلٌ ثَالِثٌ، سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ شَيْئاً يَأْمُرُ بِهِ، ثُمَّ إِنَّهُ نَهَى عَنْهُ، وَ هُوَ لَا يَعْلَمُ، أَوْ سَمِعَهُ يَنْهَى عَنْ شَيْءٍ، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، فَحَفِظَ الْمَنْسُوخَ، وَلَمْ يَحْفَظِ النَّاسِخَ، فَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضَهُ، وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ إِذْ سَمِعُوهُ مِنْهُ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضُوهُ.

الصادقون الحافظون [۱]

وَ آخَرُ رَابِعٌ، لَمْ يَكْذِبْ عَلَى اللّٰهِ، وَ لَا عَلَى رَسُولِهِ، مُبْغِضٌ لِلْكَذِبِ خَوْفاً مِنَ اللّٰهِ، وَتَعْظِيماً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ وَ لَمْ يَهِمْ، بَلْ حَفِظَ مَا سَمِعَ عَلَى وَجْهِهِ، فَجَاءَ بِهِ عَلَى مَا سَمِعَهُ، لَمْ يَزِدْ فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ، فَهُوَ حَفِظَ النَّاسِخَ فَعَمِلَ بِهِ، وَ حَفِظَ الْمَنْسُوخَ فَجَنَّبَ عَنْهُ، وَعَرَفَ الْخَاصَّ وَالْعَامَّ، وَالْمُحْكَمَ وَالْمُتَشَابِهَ، فَوَضَعَ كُلَّ شَيْءٍ مَوْضِعَهُ.

وَقَدْ كَانَ يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ الْكَلَامُ لَهُ وَجْهَانِ: فَكَلَامٌ خَاصٌّ، وَكَلَامٌ عَامٌّ، فَيَسْمَعُهُ مَنْ لَا يَعْرِفُ مَا عَنَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِهِ، وَلَا مَا عَنَى رَسُولُ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - فَيَحْمِلُهُ السَّامِعُ، وَيُوَجِّهُهُ عَلَى غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِمَعْنَاهُ، وَمَا قُصِدَ بِهِ، وَمَا خَرَجَ مِنْ أَجْلِهِ، وَلَيْسَ كُلُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى

وہم - اشتباہ کیا
جنب عنہ - پرہیز کیا
محکم - جس کے معنی واضح ہوں
متشابہ - جس کے معنی واضح نہ ہوں
ناسخ - وہ حکم جو قابل عمل ہے
منسوخ - وہ حکم جو قابل عمل نہیں رہ گیا ہے
کلام خاص - جو مخصوص افراد کے لئے ہوتا ہے
کلام عام - جو تمام افراد کے لئے ہوتا ہے

[۱] امام علیہ السلام کے انھیں بیانات کی روشنی میں علماء حق نے روایات کے قبول کرنے کے اصول مرتب کئے ہیں اور یہ طے کر دیا ہے کہ راوی منافق اور کاذب ہے تو اس کی روایت بہر حال قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس کے بعد راوی میں صحیح محفوظ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو تنہا اس کی روایت بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔

راوی ہر اعتبار سے معتبر ہے اور ناسخ و منسوخ سے بے خبر ہے تو اس کی روایت پر عمل کرنے کے لئے بھی دوسری روایات پر نظر کرنا ضروری ہے تاکہ اس کے ناسخ کو تلاش کیا جا سکے

راوی کے جامع الشرائط ہونے کے بعد روایت قابل اعتبار تو ہو جاتی ہے لیکن قابل عمل نہیں ہوتی ہے جب تک کہ علم رجال سے گذر کر مفہوم حدیث کی بحثوں کی منزل سے نہ گذر جائے اور اس کے صحیح مفہوم کا تعیین نہ کر لیا جائے۔

...ں سے ایک قسم ہے۔
...دوسرا شخص وہ ہے جس نے رسول اکرمؐ سے کوئی بات سنی ہے لیکن اسے صحیح طریقہ سے محفوظ نہیں کر سکا ہے اور اس میں ...شکار ہوگیا ہے۔ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا ہے۔ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اسی کی روایت کرتا ہے اور اسی پر عمل ...ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا ہے حالانکہ اگر مسلمانوں کو معلوم ہوجائے کہ اس سے غلطی ہوگئی ہے تو ہرگز اسکی ...ول نہ کریں گے بلکہ اگر اسے خود بھی معلوم ہوجائے کہ یہ بات اس طرح نہیں ہے تو ترک کردے گا اور نقل نہیں کرے گا۔
...تیسری قسم اس شخص کی ہے جس نے رسول اکرمؐ کو حکم دیتے سنا ہے لیکن حضرت نے جب منع کیا تو اسے اطلاع نہیں ہوسکی یا ...ت کو منع کرتے دیکھا ہے پھر جب آپ نے دوبارہ حکم دیا تو اطلاع نہ ہوسکی، اس شخص نے منسوخ کو محفوظ کرلیا ہے اور ...خ کو محفوظ نہیں کر سکا ہے کہ اگر اسے معلوم ہوجائے کہ یہ حکم منسوخ ہوگیا ہے تو اسے ترک کردے گا اور اگر مسلمانوں کو معلوم ...ے کہ اس نے منسوخ کی روایت کی ہے تو وہ بھی اسے نظر انداز کردیں گے۔
...چوتھی قسم اس شخص کی ہے جس نے خدا و رسولؐ کے خلاف غلط بیانی سے کام نہیں لیا ہے اور وہ خوف خدا اور تعظیم رسول خدا ...ور جھوٹ کا دشمن بھی ہے اور اس سے بھول چوک بھی نہیں ہوئی ہے بلکہ جیسے رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے ویسے ہی محفوظ ...کھا ہے نہ اس میں کسی طرح کا اضافہ کیا ہے اور نہ کمی کی ہے۔ ناسخ ہی کو محفوظ کیا ہے اور اسی پر عمل کیا ہے اور منسوخ ...ور کھا ہے لیکن اس سے اجتناب کیا ہے۔ خاص و عام اور محکم و متشابہ کو بھی پہچانتا ہے اور اسی کے مطابق عمل بھی ...ہے (۱)

...لیکن مشکل یہ ہے کہ کبھی کبھی رسول اکرمؐ کے ارشادات کے دو رُخ[۱] ہوتے تھے۔ بعض کا تعلق خاص افراد سے ہوتا تھا اور ...کلمات عام ہوتے تھے اور ان کلمات کو وہ شخص بھی سن لیتا تھا جسے یہ نہیں معلوم تھا کہ خدا و رسول کا مقصد کیا ہے اور ...شن کر اس کی ایک توجیہ کرلیتا تھا بغیر اس نکتہ کا ادراک کئے ہوئے کہ اس کلام کا مفہوم اور مقصد کیا ہے اور یہ کس بنیاد پر ...مد ہوا ہے ـــ اور تمام اصحاب رسول اکرمؐ میں

...طرح ایک انسان کی زندگی کے مختلف رخ ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک رخ دوسرے سے بالکل اجنبی ہوتا ہے کہ بے خبر انسان اسے دو زندگیوں ...ول کر دیتا ہے۔ اسی طرح معاشرہ اور روایات کے بھی مختلف رُخ ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک رُخ دوسرے سے بالکل اجنبی اور ...نہ ہوتا ہے اور ہر رخ کے لئے الگ مفہوم ہوتا ہے اور ہر رُخ کے الگ احکام ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس حقیقت سے باخبر نہیں ہوتا ...و وہ ایک ہی رُخ یا ایک ہی روایت کو لے اڑتا ہے اور وثوق و اعتبار کے ساتھ یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے خود رسول اکرمؐ سے سنا ہے ...اسے یہ خبر نہیں ہوتی ہے کہ زندگی کا کوئی دوسرا رُخ بھی ہے ـــ یا اس بیان کا کوئی اور بھی پہلو ہے جو قبل یا بعد دوسرے مناسب موقع ...یان ہو چکا ہے یا بیان ہونے والا ہے اور اس طرح اشتباہات کا ایک سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور حقیقت روایات میں گم ہوجاتی ہے۔ ...کہ دیدہ و دانستہ کوئی گناہ یا اشتباہ نہیں ہوتا ہے۔

اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - مَنْ كَانَ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَفْهِمُهُ، حَتَّىٰ إِنْ كَانُوا لَيُحِبُّونَ أَنْ يَجِيءَ الأَعْرَابِيُّ وَالطَّارِيءُ، فَيَسْأَلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّىٰ يَسْمَعُوا، وَكَانَ لَا يَمُرُّ بِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ إِلَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ وَحَفِظْتُهُ. فَهٰذِهِ وُجُوهُ مَا عَلَيْهِ النَّاسُ فِي اخْتِلَافِهِمْ، وَعِلَلِهِمْ فِي رِوَايَاتِهِمْ.

٢١١

و من خطبة له (عليه السلام)

في عجيب صنعة الكون

وَكَانَ مِنِ اقْتِدَارِ جَبَرُوتِهِ، وَبَدِيعِ لَطَائِفِ صَنْعَتِهِ، أَنْ جَعَلَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ (اليم) الزَّاخِرِ الْمُتَرَاكِمِ الْمُتَقَاصِفِ، يَبَساً جَامِداً، ثُمَّ فَطَرَ مِنْهُ أَطْبَاقاً، فَفَتَقَهَا سَبْعَ سَمَاوَاتٍ بَعْدَ ارْتِتَاقِهَا، فَاسْتَمْسَكَتْ بِأَمْرِهِ، وَقَامَتْ عَلَىٰ حَدِّهِ. وَأَرْسَىٰ أَرْضاً يَحْمِلُهَا الأَخْضَرُ الْمُثْعَنْجِرُ، وَالْقَمْقَامُ الْمُسَخَّرُ (المسجر)، قَدْ ذَلَّ لِأَمْرِهِ، وَأَذْعَنَ لِهَيْبَتِهِ، وَوَقَفَ الْجَارِي مِنْهُ لِخَشْيَتِهِ. وَجَبَلَ جَلَامِيدَهَا، وَنُشُوزَ مُتُونِهَا وَأَطْوَادِهَا، فَأَرْسَاهَا فِي مَرَاسِيهَا، وَأَلْزَمَهَا قَرَارَاتِهَا، فَمَضَتْ رُؤُوسُهَا فِي الْهَوَاءِ، وَرَسَتْ أُصُولُهَا فِي الْمَاءِ، فَأَنْهَدَ جِبَالَهَا عَنْ سُهُولِهَا، وَأَسَاخَ قَوَاعِدَهَا فِي مُتُونِ أَقْطَارِهَا، وَمَوَاضِعِ أَنْصَابِهَا، فَأَشْهَقَ قِلَالَهَا، وَأَطَالَ أَنْشَازَهَا، وَجَعَلَهَا لِلأَرْضِ عِمَاداً، وَأَرَزَّهَا فِيهَا أَوْتَاداً، فَسَكَنَتْ عَلَىٰ حَرَكَتِهَا مِنْ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا، أَوْ تَسِيخَ بِحِمْلِهَا، أَوْ تَزُولَ عَنْ مَوَاضِعِهَا. فَسُبْحَانَ مَنْ أَمْسَكَهَا بَعْدَ مَوَجَانِ مِيَاهِهَا، وَأَجْمَدَهَا بَعْدَ رُطُوبَةِ أَكْنَافِهَا، فَجَعَلَهَا لِخَلْقِهِ مِهَاداً، وَبَسَطَهَا لَهُمْ فِرَاشاً! فَوْقَ بَحْرٍ لُجِّيٍّ رَاكِدٍ لَا يَجْرِي، وَقَائِمٍ لَا يَسْرِي، تُكَرْكِرُهُ الرِّيَاحُ الْعَوَاصِفُ، وَ تَمْخُضُهُ الْغَمَامُ الذَّوَارِفُ؛ (إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشَىٰ).

زاخر - بھرا ہوا
تقاصف - موجوں کا تہ و بالا ہونا
یبس - خشک
فطر - پیدا کیا
اطباق - طبقات
رتق - جوڑنا
متعنجر - بے حساب پانی
قمقام - سمندر
نشوز - بلندی
انہد - بلند کر دیا
اساخ - داخل کر دیا
انصاب - جمع نصب - سیدھا
اشہق - بلند تر بنا دیا
قلال - جمع قلّہ - بلند کوہ
ارزہا - ثابت کر دیا
تمید - اِدھر اُدھر ہو جائے
اکناف - اطراف
مہاد - فرش
تکرکرہ - حرکت دیتی ہیں
ذوارف - بہانے والا

(۱) کس قدر حیرت انگیز صورت حال ہے کہ صحابہ کرام دن رات سرکار دو عالم کی خدمت میں رہیں اور ایک مسئلہ دریافت کرنے کی توفیق نہ ہو اور اس موقع کے منتظر رہیں جب کوئی باہر والا آکر مسئلہ دریافت کرے تو اور وہ بھی اس سے باخبر ہو جائیں ایسی صحابیت سے تو دیہاتیت ہی بہتر ہے کہ اس میں تحصیل علم دین کا جذبہ تو پایا جاتا ہے

مصادر خطبہ ۲۱۱

ت بھی نہیں تھی کہ آپ سے سوال کرسکیں اور باقاعدہ تحقیق کرسکیں بلکہ اس بات کا انتظار کیا کرتے تھے کہ کوئی صحرائی یا پردیسی آکر سے سوال کرے تو وہ بھی سن لیں۔ یہ صرف میں تھا کہ میرے سامنے سے کوئی ایسی بات نہیں گزرتی تھی مگر یہ کہ میں دریافت بھی تا تھا اور محفوظ بھی کرلیتا تھا۔

یہ ہیں لوگوں کے درمیان اختلافات کے اسباب اور روایات میں تضاد کے عوامل و محرکات۔

۲۱۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(حیرت انگیز تخلیق کائنات کے بارے میں)

یہ پروردگار کے اقتدار کی طاقت اور اس کی صناعی کی حیرت انگیز لطافت ہے کہ اس نے گہرے اور متلاطم سمندر[1] میں ایک خشک اور ٹھوس زمین کو پیدا کردیا۔ اور پھر بخارات کے طبقات بنا کر انھیں شگافتہ کرکے سات آسمانوں کی شکل دے دی جو اس کے امر سے ٹھہرے ہوئے ہیں اور اپنی حدوں پر قائم ہیں۔ پھر زمین کو یوں گاڑ دیا کہ اسے سبز رنگ کا گہرا سمندر اٹھائے ہوئے ہے جو قانون الٰہی کے آگے مسخر ہے۔ اس کے امر کا تابع ہے اور اس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے اس کا بہاؤ تھما ہوا ہے۔

پھر پتھروں۔ ٹیلوں اور پہاڑوں کو خلق کرکے انھیں ان کی جگہوں پر گاڑ دیا اور ان کی منزلوں پر مستقر کردیا کہ اب انکی بلندیاں فضاؤں سے گذر گئی ہیں اور ان کی جڑیں پانی کے اندر راسخ ہیں۔ ان کے پہاڑوں کو ہموار زمینوں سے اونچا کیا اور انکے ستونوں کو اطراف کے پھیلاؤ اور مراکز کے ٹھہراؤ میں نصب کردیا۔ اب ان کی چوٹیاں بلند ہیں اور ان کی بلندیاں طویل ترین ہیں۔ انھیں پہاڑوں کو زمین کا ستون قرار دیا ہے اور انھیں کو کیل بنا کر گاڑ دیا ہے جن کی وجہ سے زمین حرکت کے بعد ساکن ہوگئی اور نہ اہل زمین کو لے کر کسی طرف جھک سکی اور نہ ان کے بوجھ سے دھنس سکی اور نہ اپنی جگہ سے ہٹ سکی۔

پاک و بے نیاز ہے وہ مالک جس نے پانی کے تموج کے باوجود اسے روک رکھا ہے اور اطراف کی تری کے باوجود اسے خشک بنا رکھا ہے اور پھر اسے اپنی مخلوقات۔ کے لئے گہوارہ اور فرش کی حیثیت دے دی ہے۔ اس گہرے سمندر کے اوپر جو ٹھہرا ہوا ہے اور بہتا نہیں ہے اور ایک مقام پر قائم ہے کسی طرف جاتا نہیں ہے حالانکہ اسے تیز و تند ہوائیں حرکت دے رہی ہیں اور برسنے والے بادل اسے متھ کر اس سے پانی کھینچتے رہتے ہیں۔ " ان تمام باتوں میں عبرت کا سامان ہے ان لوگوں کے لئے جن کے اندر خوف خدا پایا جاتا ہے "۔

---

[1] کتنا حسین نظام کائنات ہے کہ متلاطم پانی پر زمین قائم ہے اور زمین کے اوپر ہوا کا دباؤ قائم ہے اور انسان اس تین منزلہ عمارت میں درمیانی طبقہ پر اس طرح سکونت پذیر ہے کہ اس کے زیر قدم زمین اور پانی ہے اور اس کے بالائے سر فضا اور ہوا ہے۔ ہوا اس کی زندگی کے لئے سانسیں فراہم کررہی ہے اور زمین اس کے سکون و قرار کا انتظام کرکے اسے باقی رکھے ہوئے ہیں۔ پانی اس کی زندگی کا قوام ہے اور سمندر اس کی تازگی کا ذریعہ۔ کوئی ذرہ کائنات اس کی خدمت سے غافل نہیں ہے اور کوئی عنصر اپنے سے اشرف مخلوق کی اطاعت سے منحرف نہیں ہے ۔ تاکہ وہ بھی اپنی اشرفیت کی آبرو کا تحفظ کرے اور ساری کائنات سے بالاتر خالق و مالک کی اطاعت و عبادت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

٢١٢

و من خطبة له ﴿ع﴾

كان يستنهض بها أصحابه الى جهاد أهل الشام في زمانه

اَللّٰهُمَّ أَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عِبَادِكَ سَمِعَ مَقَالَتَنَا الْعَادِلَةَ غَيْرَ الْجَائِرَةِ، وَالْمُصْلِحَةَ غَيْرَ الْمُفْسِدَةِ، فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا، فَأَبَىٰ بَعْدَ سَمْعِهِ لَهَا إِلَّا النُّكُوصَ عَنْ نُصْرَتِكَ، وَالْإِبْطَاءَ عَنْ إِعْزَازِ دِينِكَ، فَإِنَّا نَسْتَشْهِدُكَ عَلَيْهِ يَا أَكْبَرَ الشَّاهِدِينَ[1] شَهَادَةً، وَنَسْتَشْهِدُ عَلَيْهِ جَمِيعَ مَا أَسْكَنْتَهُ أَرْضَكَ وَسَمَاوَاتِكَ، ثُمَّ أَنْتَ بَعْدُ الْمُغْنِي عَنْ نَصْرِهِ، وَالْآخِذُ لَهُ بِذَنْبِهِ.

٢١٣

و من خطبة له ﴿ع﴾

في تمجيد اللّٰه و تعظيمه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ عَنْ شَبَهِ الْمَخْلُوقِينَ[2]، الْغَالِبِ لِمَقَالِ الْوَاصِفِينَ، الظَّاهِرِ بِعَجَائِبِ تَدْبِيرِهِ لِلنَّاظِرِينَ، وَالْبَاطِنِ بِجَلَالِ عِزَّتِهِ عَنْ فِكْرِ الْمُتَوَهِّمِينَ، الْعَالِمِ بِلَا اكْتِسَابٍ وَلَا ازْدِيَادٍ، وَلَا عِلْمٍ مُسْتَفَادٍ، اَلْمُقَدِّرِ لِجَمِيعِ الْأُمُورِ بِلَا رَوِيَّةٍ وَ لَا ضَمِيرٍ، الَّذِي لَا تَغْشَاهُ الظُّلَمُ، وَلَا يَسْتَضِيءُ بِالْأَنْوَارِ، وَلَا يَرْهَقُهُ لَيْلٌ، وَلَا يَجْرِي عَلَيْهِ نَهَارٌ، لَيْسَ إِدْرَاكُهُ بِالْإِبْصَارِ، وَلَا عِلْمُهُ بِالْإِخْبَارِ.

و منها في ذكر النبي صلى اللّٰه عليه و آله و سلم

أَرْسَلَهُ بِالضِّيَاءِ، وَ قَدَّمَهُ فِي الْإِصْطِفَاءِ، فَرَتَقَ بِهِ الْمَفَاتِقَ، وَ سَاوَرَ بِهِ الْمُغَالِبَ، وَذَلَّلَ بِهِ الصُّعُوبَةَ، وَسَهَّلَ بِهِ الْحُزُونَةَ، حَتَّىٰ سَرَّحَ الضَّلَالَ، عَنْ يَمِينٍ و شِمَالٍ.

٢١٤

و من خطبة له ﴿ع﴾

يصف جوهر الرسول، و يصف العلماء، و يعظ بالتقوى

وَأَشْهَدُ أَنَّهُ عَدْلٌ عَدَلَ، وَحَكَمٌ فَصَلَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَسَيِّدُ عِبَادِهِ، كُلَّمَا نَسَخَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فِرْقَتَيْنِ جَعَلَهُ فِي

شَبَہ ۔ مشابہت
رَہَق ۔ ڈھانپ لینا
رَتق ۔ جوڑنا
مفاتق ۔ شگاف
سَاوَرَ ۔ مقابلہ کیا
مُغالِب ۔ غلبہ کی طلبگار
حُزُونہ ۔ ناہموار
نَسَخَ ۔ تبدیل کیا

[1] بعض حضرات نے "یا اکبر الشاہدین" نقل کیا ہے اور مراد سرکار دو عالم کو لیا ہے ۔ حالانکہ قرین قیاس یا اکبر الشاہدین ہی ہے اور "اکبر الشاہدین" قرآن مجید نے پروردگار ہی کو قرار دیا ہے ۔ (انعام ۱۹)

[2] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مخلوقات کا کمال کسی قدر بلند کیوں نہ ہو جائے ۔ اس کا خالق پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے کہ ہر ایک کا کمال کسی کی دین ہے اور مالک کا کمال اس کا ذاتی اور حقیقی ہے ۔

مصادر خطبہ ۲۱۲

مصادر خطبہ ۲۱۳ بحار الانوار مجلسی ۴ ص۳۱۹

مصادر خطبہ ۲۱۴ غرر الحکم ۔ شرح الحدیدی ۳ ص۲۳

۲۱۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اپنے اصحاب کو اہل شام سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا ہے)

ایا! تیرے جس بندہ نے بھی میری عادلانہ گفتگو (جس میں کسی طرح کا ظلم نہیں ہے) اور مصلحانہ نصیحت (جس میں کسی طرح کا فساد نہیں سننے کے بعد بھی تیرے دین کی نصرت سے انحراف کیا اور تیرے دین کے اعزاز میں کوتاہی کی ہے۔ میں اس کے خلاف تجھے گواہ ے رہا ہوں کہ تجھ سے بالاتر کوئی گواہ نہیں ہے اور پھر تیرے تمام سکان ارض و سما کو گواہ قرار دے رہا ہوں۔ اس کے بعد تو ی مدد سے بے نیاز بھی ہے اور ہر ایک کے گناہ کا مواخذہ کرنے والا بھی ہے۔

۲۱۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(پروردگار کی تمجید اور اس کی تعظیم کے بارے میں)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو مخلوقات کی شباہت سے بلند تر اور توصیف کرنے والوں کی گفتگو سے بالاتر ہے وہ بیر کے عجائب کے ذریعہ دیکھنے والوں کے سامنے بھی ہے اور اپنے جلال و عزت کی بنا پر مفکرین کی فکر سے پوشیدہ بھی ہے۔ حصیل اور اضافہ کے عالم ہے اور اس کا علم کسی استفادہ کا نتیجہ بھی نہیں ہے۔ تمام امور کا تقدیر ساز ہے اور اس سلسلہ میں راور سوچ بچار کا محتاج بھی نہیں ہے۔ تاریکیاں اسے ڈھانپ نہیں سکتی ہیں اور روشنیوں سے وہ کسی طرح کا کسب نور نہیں ے۔ نہ رات اس پر غالب آسکتی ہے اور نہ دن اس کے اوپر سے گذر سکتا ہے۔ اس کا ادراک آنکھوں کا محتاج نہیں ہے اور علم اطلاعات کا نتیجہ نہیں ہے۔

اس نے پیغمبرؐ کو ایک نور دے کر بھیجا ہے اور انھیں سب سے پہلے منتخب قرار دیا ہے۔ ان کے ذریعہ پراگندیوں کو جمع کیا ہے اور اصل کرنے والوں کو قابو میں رکھا ہے۔ دشواریوں کو آسان کیا ہے اور ناہمواریوں کو ہموار بنایا ہے۔ یہاں تک کہ گمراہیوں کو بائیں ہر طرف سے دور کر دیا ہے۔

۲۱۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کی تعریف، علماء کی توصیف اور تقویٰ کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے)

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ پروردگار ایسا عادل ہے جو عدل ہی سے کام لیتا ہے۔ اور ایسا حاکم ہے جو حق و باطل کو جدا کر دیتا ہے ں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں اور پھر تمام بندوں کے سردار بھی ہیں۔ جب بھی پروردگار نے مخلوقات کو دو ں میں تقسیم کیا ہے انھیں[۱] بہترین حصہ ہی میں رکھا ہے۔

یح مسلم کتاب الفضائل میں سرکار دو عالمؐ کا یہ ارشاد درج ہے کہ اللہ نے اولاد اسماعیل میں کنانہ کا انتخاب کیا ہے اور پھر کنانہ میں قریش نتخب قرار دیا ہے۔ قریش میں بنی ہاشم منتخب ہیں اور بنی ہاشم میں ہمیں۔ لہٰذا دنیا کی کسی شخصیت کا سرکار دو عالمؐ اور اہلبیتؑ پر قیاس نہیں اسکتا ہے۔!

خَيْرِهَا، لَمْ يُسْهِمْ فِيهِ عَاهِرٌ، وَلَا ضَرَبَ فِيهِ فَاجِرٌ.

أَلَا وَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدْ جَعَلَ لِلْخَيْرِ أَهْلاً، وَلِلْحَقِّ دَعَائِمَ، وَلِلطَّاعَةِ عِصَماً، وَإِنَّ لَكُمْ عِنْدَ كُلِّ طَاعَةٍ عَوْناً مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ يَقُولُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ، وَ يُثَبِّتُ الْأَفْئِدَةَ. فِيهِ كِفَاءٌ لِمُكْتَفٍ، وَشِفَاءٌ لِمُشْتَفٍ.

صفة العلماء

وَاعْلَمُوا أَنَّ عِبَادَاللّٰهِ الْمُسْتَحْفَظِينَ عِلْمَهُ، يَصُونُونَ مَصُونَهُ، وَيُفَجِّرُونَ عُيُونَهُ. يَتَوَاصَلُونَ بِالْوِلَايَةِ، وَيَتَلَاقَوْنَ بِالْمَحَبَّةِ، وَيَتَسَاقَوْنَ بِكَأْسٍ رَوِيَّةٍ، وَيَصْدُرُونَ بِرِيَّةٍ، لَا تَشُوبُهُمُ الرِّيبَةُ، وَ لَا تُسْرِعُ فِيهِمُ الْغِيبَةُ. عَلَى ذٰلِكَ عَقَدَ خَلْقَهُمْ وَأَخْلَاقَهُمْ، فَعَلَيْهِ يَتَحَابُّونَ، وَبِهِ يَتَوَاصَلُونَ. فَكَانُوا كَتَفَاضُلِ الْبَذْرِ يُنْتَقَى، فَيُؤْخَذُ مِنْهُ وَ يُلْقَى، قَدْ مَيَّزَهُ التَّخْلِيصُ، وَهَذَّبَهُ التَّمْحِيصُ.

العظة بالتقوى

فَلْيَقْبَلِ امْرُؤٌ كَرَامَةً بِقَبُولِهَا، وَلْيَحْذَرْ قَارِعَةً قَبْلَ حُلُولِهَا، وَلْيَنْظُرِ امْرُؤٌ فِي قَصِيرِ أَيَّامِهِ، وَقَلِيلِ مُقَامِهِ، فِي مَنْزِلٍ حَتَّى يَسْتَبْدِلَ بِهِ مَنْزِلاً، فَلْيَصْنَعْ لِمُتَحَوَّلِهِ، وَمَعَارِفِ مُنْتَقَلِهِ. فَطُوبَى لِذِي قَلْبٍ سَلِيمٍ، أَطَاعَ مَنْ يَهْدِيهِ، وَ تَجَنَّبَ مَنْ يُرْدِيهِ، وَأَصَابَ سَبِيلَ السَّلَامَةِ بِبَصَرِ مَنْ بَصَّرَهُ، وَطَاعَةِ هَادٍ أَمَرَهُ، وَبَادَرَ الْهُدَىٰ قَبْلَ أَنْ تُغْلَقَ أَبْوَابُهُ، و تُقْطَعَ أَسْبَابُهُ، وَاسْتَفْتَحَ التَّوْبَةَ، وَأَمَاطَ الْحَوْبَةَ، فَقَدْ أُقِيمَ عَلَى الطَّرِيقِ، وَهُدِيَ نَهْجَ السَّبِيلِ.

۲۱۵

و من دعاء له (ﷺ)

کان یدعو به کثیراً

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يُصْبِحْ بِي مَيِّتاً وَلَا سَقِيماً، وَلَا مَضْرُوباً عَلَىٰ عُرُوقِي بِسُوءٍ، وَلَا مَأْخُوذاً بِأَسْوَإِ عَمَلِي، وَلَا مَقْطُوعاً دَابِرِي، وَلَا

عاہر - بدکار
ضرب فیہ - حصہ لیا
عِصَم - جمع عصمت - وسائل حفاظت
کِفاء - کافی
مستحفظین - جنھیں علم کا خزانہ دار بنایا گیا ہے
ولایت - محبت
رَوِیّہ - سیراب کرنے والا
رِیّہ - زوال عطش
ریبہ - شک و شبہ
عَقَد - خلقت اور اخلاق دونوں کو وابستہ کر دیا
ینتقیٰ - چن لیا جاتا ہے
بذر - تخم زراعت
تہذیب - صفائی
تمحیص - چنائی - چھان بین
کرامت - نصیحت
قارعہ - داعی موت
متحوّل - مستقبل
منتقل - مرکز انتقال
حَوبَہ - گناہ
دابر - نسل - پسماندگان

(۱) یہ اعلان ہے کہ رسول اکرمؐ کے شجرۂ نسب میں کسی بدکار اور فاجر کا دخل نہیں ہے اور سب طیّب و طاہر اور پاک و پاکیزہ تھے

مصادر خطبہ ۲۱۵ الاختبار السید ابن باقی، ا بحار الانوار ۹۳ ص ۲۲۶

تخلیق میں نہ کسی بدکار کا کوئی حصہ ہے اور نہ کسی فاسق و فاجر کا کوئی دخل ہے۔(۱)
یاد رکھو کہ پروردگار نے ہر خیر کے لئے اہل قرار دئے ہیں اور ہر حق کے لئے ستون اور ہر اطاعت کے لئے وسیلۂ حفاظت قرار دیا ہے اور تمھارے لئے ہر اطاعت کے موقع پر خدا کی طرف سے ایک مددگار کا انتظام رہتا ہے جو زبانوں پر بولتا ہے اور دلوں کو ثبات عنایت کرتا ہے۔ اس کے وجود میں ہر اکتفا کرنے والے کے لئے کفایت ہے اور ہر طلبگار صحت کے لئے شفاء و عافیت ہے۔
یاد رکھو کہ اللہ کے وہ بندے جنھیں اس نے اپنے علم کا محافظ بنایا ہے وہ اس کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو جاری بھی کرتے رہتے ہیں۔ آپس میں محبت سے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور چاہت کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ سیراب کرنے والے پیمانوں سے مل کر سیراب ہوتے ہیں اور پھر سیر و سیراب ہو کر ہی باہر نکلتے ہیں۔ ان کے اعمال میں ریب کی آمیزش نہیں ہے اور ان کے معاشرہ میں غیبت کا گذر نہیں ہے۔ اسی انداز سے مالک نے ان کی تخلیق کی ہے اور ان کے اخلاق قرار دئے ہیں اور اسی بنیاد پر وہ آپس میں محبت بھی کرتے ہیں اور ملتے بھی رہتے ہیں۔ ان کی مثال ان دانوں کی ہے جن کو اس طرح چُنا جاتا ہے کہ اچھے دانوں کو لے لیا جاتا ہے اور خراب کو پھینک دیا جاتا ہے۔ انھیں اسی صفائی نے ممتاز بنا دیا ہے اور انھیں اسی پرکھ نے صاف ستھرا قرار دے دیا ہے۔
اب ہر شخص کو چاہئے کہ انھیں صفات کو قبول کر کے کرامت کو قبول کرے اور قیامت کے آنے سے پہلے ہوشیار ہو جائے۔ اپنے مختصر سے دنوں اور تھوڑے سے قیام کے بارے میں غور کرے کہ اس منزل کو دوسری منزل میں بہرحال بدل جانا ہے۔ اب اس کا فرض ہے کہ نئی منزل اور جانی پہچانی جائے بازگشت کے بارے میں عمل کرے۔
خوشا بحال ان قلب سلیم والوں کے لئے جو رہنما کی اطاعت کریں اور ہلاک ہونے والوں سے پرہیز کریں۔ کوئی راستہ دکھا دے تو دیکھ لیں اور واقعی راہنما امر کرے تو اس کی اطاعت کریں۔ ہدایت کی طرف سبقت کریں قبل اس کے کہ اس کے دروازے بند ہو جائیں اور اس کے اسباب منقطع ہو جائیں۔ توبہ کا دروازہ کھول لیں اور گناہوں کے داغوں کو دھو ڈالیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں سیدھے راستہ پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور انھیں واضح راستہ کی ہدایت مل گئی۔

۲۱۵۔ آپ کی دعا کا ایک حصہ
(جس کی برابر تکرار فرمایا کرتے تھے)

خدا کا شکر ہے کہ اس نے صبح کے ہنگام نہ مُردہ بنایا ہے اور نہ بیمار۔ نہ کسی رگ پر مرض کا حملہ ہوا ہے اور نہ کسی بدعملی کا مواخذہ کیا گیا ہے۔ نہ میری نسل کو منقطع کیا گیا ہے اور نہ اپنے دین میں ارتداد کا شکار ہوا ہوں۔

(۱) دنیا میں صاحبانِ علم و فضل بیشمار ہیں لیکن وہ اہل علم جنھیں مالک نے اپنے علم اور اپنے دین کا محافظ بنایا ہے وہ محدود ہی ہیں جن کی صفت یہ ہے کہ علم کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو سیراب بھی کرتے رہتے ہیں۔ خود بھی سیراب رہتے ہیں اور دوسروں کی تشنگی کا بھی علاج کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علم میں جہالت اور "لا ادری" کا گذر نہیں ہے اور وہ کسی سائل کو محروم واپس نہیں کرتے ہیں۔

مُـرْتَدّاً عَـنْ دِيـنِي، وَلَا مُـنْكِراً لِـرَبِّي، وَلَامُسْـتَوْحِشاً مِنْ إِيمَانِي، وَلَا مُلْتَبِساً عَـقْلِي، وَلَا مُعَذَّباً بِعَذَابِ الْأُمَمِ مِنْ قَبْلِي. أَصْبَحْتُ عَبْداً مَمْلُوكاً ظَالِماً لِنَفْسِي، لَكَ الْحُجَّةُ عَلَيَّ وَلَا حُجَّةَ لِي. وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ آخُذَ إِلَّا مَا أَعْطَيْتَنِي، وَلَا أَتَّقِيَ إِلَّا مَا وَقَيْتَنِي.

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَفْتَقِرَ فِي غِنَاكَ، أَوْ أَضِلَّ فِي هُدَاكَ، أَوْ أُضَامَ فِي سُلْطَانِكَ، أَوْ أُضْطَهَدَ وَالْأَمْرُ لَكَ!

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَفْسِي أَوَّلَ كَرِيمَةٍ تَنْتَزِعُهَا مِنْ كَرَائِمِي، وَأَوَّلَ وَدِيعَةٍ تَرْتَجِعُهَا مِنْ وَدَائِعِ نِعَمِكَ عِنْدِي! اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَذْهَبَ عَنْ قَوْلِكَ، أَوْ أَنْ نُفْتَتَنَ عَنْ دِينِكَ، أَوْ تَتَابَعَ بِنَا أَهْوَاؤُنَا دُونَ الْهُدَى الَّذِي جَاءَ مِنْ عِنْدِكَ!

٢١٦

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

خطبها بصفين

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ لِي عَلَيْكُمْ حَقّاً بِوِلَايَةِ أَمْرِكُمْ، وَلَكُمْ عَلَيَّ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي لِي عَلَيْكُمْ، فَالْحَقُّ أَوْسَعُ الْأَشْيَاءِ فِي التَّوَاصُفِ، وَأَضْيَقُهَا فِي التَّنَاصُفِ، لَا يَجْرِي لِأَحَدٍ إِلَّا جَرَى عَلَيْهِ، وَلَا يَجْرِي عَلَيْهِ إِلَّا جَرَى لَهُ. وَلَوْ كَانَ لِأَحَدٍ أَنْ يَجْرِيَ لَهُ وَلَا يَجْرِيَ عَلَيْهِ، لَكَانَ ذٰلِكَ خَالِصاً لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ دُونَ خَلْقِهِ، لِقُدْرَتِهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَلِعَدْلِهِ فِي كُلِّ مَا جَرَتْ عَلَيْهِ صُرُوفُ قَضَائِهِ، وَلٰكِنَّهُ سُبْحَانَهُ جَعَلَ حَقَّهُ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يُطِيعُوهُ، وَجَعَلَ جَزَاءَهُمْ عَلَيْهِ مُضَاعَفَةَ الثَّوَابِ تَفَضُّلاً مِنْهُ، وَتَوَسُّعاً بِمَا هُوَ مِنَ الْمَزِيدِ أَهْلُهُ.

حق الوالي و حق الرعية

ثُمَّ جَعَلَ - سُبْحَانَهُ - مِنْ حُقُوقِهِ حُقُوقاً افْتَرَضَهَا لِبَعْضِ النَّاسِ عَلَى بَعْضٍ، فَجَعَلَهَا تَتَكَافَأُ فِي وُجُوهِهَا، وَيُوجِبُ بَعْضُهَا بَعْضاً، وَلَا يُسْتَوْجَبُ بَعْضُهَا إِلَّا بِبَعْضٍ. وَأَعْظَمُ مَا افْتَرَضَ - سُبْحَانَهُ - مِنْ تِلْكَ الْحُقُوقِ حَقُّ الْوَالِي عَلَى الرَّعِيَّةِ، وَحَقُّ الرَّعِيَّةِ عَلَى الْوَالِي، فَرِيضَةٌ فَرَضَهَا اللّٰهُ - سُبْحَانَهُ - لِكُلٍّ عَلَى كُلٍّ، فَجَعَلَهَا نِظَاماً لِأُلْفَتِهِمْ، وَعِزّاً لِدِينِهِمْ، فَلَيْسَتْ تَصْلُحُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا بِصَلَاحِ الْوُلَاةِ، وَلَا تَصْلُحُ الْوُلَاةُ إِلَّا بِاسْتِقَامَةِ الرَّعِيَّةِ، فَإِذَا أَدَّتِ الرَّعِيَّةُ إِلَى الْوَالِي حَقَّهُ، وَأَدَّى الْوَالِي إِلَيْهَا حَقَّهَا عَزَّ الْحَقُّ بَيْنَهُمْ، وَقَامَتْ مَنَاهِجُ الدِّينِ، وَاعْتَدَلَتْ مَعَالِمُ الْعَدْلِ، وَجَرَتْ عَلَى أَذْلَالِهَا السُّنَنُ، فَصَلَحَ بِذٰلِكَ الزَّمَانُ، وَطُمِعَ فِي بَقَاءِ الدَّوْلَةِ، وَيَئِسَتْ مَطَامِعُ الْأَعْدَاءِ. وَإِذَا

التباس - اختلاط
تتابع - پیچھے لگ جانا
تکافا - برابری
اَذلال - جمع ذِل - صحیح راستہ
سُنَن - جمع سنّت

(۱) اس قدر حسین انداز طلب ہے کہ بندہ کسی امر کا حقدار نہیں لیکن کریم کی سلطنت میں رہ کر محروم رہ جائے یہ امر قابل تصور نہیں ہے۔ مالک سے مطالبہ یہی ہے کہ بندہ کی ذلت وحقارت پر نگاہ نہ کرے بلکہ اپنے کرم وفضل کے پیش نظر امور انجام دے

اگرچہ مخلوق کے خالق پر کسی حق کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے لیکن یہ خالق کا کرم ہے کہ اس نے اعمال پر جزاء اور ثواب کا وعدہ کرکے بندوں کو صاحب حق بنا دیا ہے اور اس طرح نظام حقوق کو اس قدر عادلانہ بنا دیا ہے کہ خالق بھی اس وقت تک اپنے حق کا مطالبہ نہیں کرتا ہے جب تک مخلوقات کے حق کو ادا نہیں کر دیتا ہے تو اب مخلوقات کو بھی اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ دوسروں کا حق ادا کئے بغیر اپنے حق کا مطالبہ شروع کریں

یہ نظام عدل کی صریحی خلاف ورزی ہے اور اسے خدائے عادل وحکیم کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا ہے

مصادر خطبہ ۲۱۶ روضۃ الکافی ص ۳۵۲

اپنے دین سے مرتد ہوں اور نہ اپنے رب کا منکر۔ نہ اپنے ایمان سے متوحش اور نہ اپنی عقل کا مخبوط اور نہ مجھ پر گذشتہ امتوں جیسا کوئی عذاب ہوا ہے۔ میں نے اس عالم میں صبح کی ہے کہ میں ایک بندۂ مملوک ہوں جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ خدایا! تیری حجت مجھ پر تمام ہے اور میری کوئی حجت نہیں ہے۔ تو جو دیدے اس سے زیادہ لے نہیں سکتا اور جس چیز سے تو نہ بچائے اس سے بچ نہیں سکتا۔

خدایا! میں اس امر سے پناہ چاہتا ہوں کہ تیری دولت میں رہ کر فقیر ہو جاؤں یا تیری ہدایت کے باوجود گمراہ ہو جاؤں یا تیری سلطنت کے باوجود ستایا جاؤں یا تیرے ہاتھ میں سارے اختیارات ہونے کے باوجود مجھ پر دباؤ ڈالا جائے۔

خدایا! میری جن نفیس چیزوں کو مجھ سے واپس لینا اور اپنی جن امانتوں کو مجھ سے پلٹانا۔ ان میں سب سے پہلی چیز میری روح کو قرار دینا۔

خدایا! میں اس امر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تیرے ارشادات سے بہک جاؤں یا تیرے دین میں کسی فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں یا تیری آئی ہوئی ہدایتوں کے مقابلہ میں مجھ پر خواہشات کا غلبہ ہو جائے۔

۲۱۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جسے مقام صفین میں ارشاد فرمایا)

اما بعد۔ پروردگار نے ولی امر ہونے کی بنا پر تم پر میرا ایک حق قرار دیا ہے اور تمھارا بھی میرے اوپر ایک طرح کا حق ہے اور حق مدح سرائی کے اعتبار سے تو بہت وسعت رکھتا ہے لیکن انصاف کے اعتبار سے بہت تنگ ہے۔ یہ کسی کا اس وقت تک ساتھ نہیں دیتا ہے جب تک اس کے ذمہ کوئی حق ثابت نہ کر دے اور کسی کے خلاف فیصلہ نہیں کرتا ہے جب تک اسے کوئی حق نہ دلوا دے۔ اگر کوئی ہستی ایسی ممکن ہے جس کا دوسروں پر حق ہو اور اس پر کسی کا حق نہ ہو تو وہ صرف پروردگار کی ہستی ہے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور اس کے تمام فیصلے عدل و انصاف پر مبنی ہیں لیکن اس نے بھی جب بندوں پر اپنا حق اطاعت قرار دیا ہے تو اپنے فضل و کرم اور اپنے اس احسان کی وسعت کی بنا پر جس کا وہ اہل ہے ان کا یہ حق قرار دے دیا ہے کہ انھیں زیادہ سے زیادہ ثواب دے دیا جائے۔

پروردگار کے مقرر کئے ہوئے حقوق میں سے وہ تمام حقوق ہیں جو اس نے ایک دوسرے پر قرار دئے ہیں اور ان میں مساوات بھی قرار دی ہے کہ ایک حق سے دوسرا حق پیدا ہوتا ہے اور ایک حق نہیں پیدا ہوتا ہے جب تک دوسرا حق نہ پیدا ہو جائے۔

اور ان تمام حقوق میں سب سے عظیم ترین حق رعایا پر والی کا حق اور والی پر رعایا کا حق ہے جسے پروردگار نے ایک کو دوسرے کے لئے قرار دیا ہے اور اسی سے ان کی باہمی الفتوں کو منظم کیا ہے اور ان کے دین کو عزت دی ہے۔ رعایا کی اصلاح ممکن نہیں ہے جب تک والی صالح نہ ہو اور والی صالح نہیں رہ سکتے ہیں جب تک رعایا صالح نہ ہو۔ اب اگر رعایا نے والی کو اس کا حق دے دیا اور والی نے رعایا کو ان کا حق دے دیا تو حق دونوں کے درمیان عزیز رہے گا۔ دین کے راستے قائم ہو جائیں گے۔ انصاف کے نشانات برقرار رہیں گے اور پیغمبر اسلامؐ کی سنتیں اپنے ڈھرے پر چل پڑیں گی اور زمانہ ایسا صالح ہو جائے گا کہ بقاء حکومت کی امید بھی کی جائے گی اور دشمنوں کی تمنائیں بھی ناکام ہو جائیں گی۔

غَلَبَتِ الرَّعِيَّةُ وَالِيَهَا، أَوْ أَجْحَفَ الْوَالِي بِرَعِيَّتِهِ، إِخْتَلَفَتْ هُنَالِكَ الْكَلِمَةُ وَظَهَرَتْ مَعَالِمُ الْجَوْرِ، وَكَثُرَ الْإِدْغَالُ فِي الدِّينِ، وَتُرِكَتْ مَحَاجُّ السُّنَنِ، فَعُمِلَ بِالْهَوَىٰ، وَعُطِّلَتِ الْأَحْكَامُ، وَكَثُرَتْ عِلَلُ النُّفُوسِ، فَلَا يُسْتَوْحَشُ لِعَظِيمِ حَقٍّ عُطِّلَ، وَلَا لِعَظِيمِ بَاطِلٍ فُعِلَ! فَهُنَالِكَ تَذِلُّ الْأَبْرَارُ، وَتَعِزُّ الْأَشْرَارُ، وَتَعْظُمُ تَبِعَاتُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ عِنْدَ الْعِبَادِ. فَعَلَيْكُمْ بِالتَّنَاصُحِ فِي ذٰلِكَ، وَحُسْنِ التَّعَاوُنِ عَلَيْهِ. فَلَيْسَ أَحَدٌ - وَإِنِ اشْتَدَّ عَلَىٰ رِضَىٰ اللَّهِ حِرْصُهُ، وَطَالَ فِي الْعَمَلِ اجْتِهَادُهُ - بِبَالِغٍ حَقِيقَةَ مَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ أَهْلُهُ مِنَ الطَّاعَةِ لَهُ. وَلٰكِنْ مِنْ وَاجِبِ حُقُوقِ اللَّهِ عَلَىٰ عِبَادِهِ النَّصِيحَةُ بِمَبْلَغِ جُهْدِهِمْ، وَالتَّعَاوُنُ عَلَىٰ إِقَامَةِ الْحَقِّ بَيْنَهُمْ. وَلَيْسَ امْرُؤٌ - وَإِنْ عَظُمَتْ فِي الْحَقِّ مَنْزِلَتُهُ، وَتَقَدَّمَتْ فِي الدِّينِ فَضِيلَتُهُ - بِفَوْقِ أَنْ يُعَانَ عَلَىٰ مَا حَمَّلَهُ اللَّهُ مِنْ حَقِّهِ. وَلَا امْرُؤٌ - وَإِنْ صَغَّرَتْهُ (اصغرته) النُّفُوسُ، وَاقْتَحَمَتْهُ الْعُيُونُ - بِدُونِ أَنْ يُعِينَ عَلَىٰ ذٰلِكَ أَوْ يُعَانَ عَلَيْهِ.

فأجابه ﴿ع﴾ رجل من أصحابه بكلام طويل، يكثر فيه الثناء عليه، و يذكر سمعه و طاعته له: فقال ﴿ع﴾:

إِنَّ مِنْ حَقِّ مَنْ عَظُمَ جَلَالُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ فِي نَفْسِهِ، وَجَلَّ مَوْضِعُهُ مِنْ قَلْبِهِ، أَنْ يَصْغُرَ عِنْدَهُ - لِعِظَمِ ذٰلِكَ - كُلُّ مَا سِوَاهُ، وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ كَانَ كَذٰلِكَ لَمَنْ عَظُمَتْ نِعْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَلَطُفَ إِحْسَانُهُ إِلَيْهِ. فَإِنَّهُ لَمْ تَعْظُمْ نِعْمَةُ اللَّهِ عَلَىٰ أَحَدٍ إِلَّا ازْدَادَ حَقُّ اللَّهِ عَلَيْهِ عِظَماً. وَإِنَّ مِنْ أَسْخَفِ حَالَاتِ الْوُلَاةِ عِنْدَ صَالِحِ النَّاسِ، أَنْ يُظَنَّ بِهِمْ حُبُّ الْفَخْرِ، وَيُوضَعَ أَمْرُهُمْ عَلَى الْكِبْرِ. وَقَدْ كَرِهْتُ أَنْ يَكُونَ جَالَ فِي ظَنِّكُمْ أَنِّي أُحِبُّ الْإِطْرَاءَ، وَاسْتِمَاعَ الثَّنَاءِ؛ وَلَسْتُ - بِحَمْدِ اللَّهِ - كَذٰلِكَ، وَلَوْ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ يُقَالَ ذٰلِكَ لَتَرَكْتُهُ انْحِطَاطاً لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَنْ تَنَاوُلِ مَا هُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنَ الْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ. وَرُبَّمَا اسْتَحْلَى النَّاسُ الثَّنَاءَ بَعْدَ الْبَلَاءِ، فَلَا تُثْنُوا عَلَيَّ بِجَمِيلِ ثَنَاءٍ، لِإِخْرَاجِي نَفْسِي إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَإِلَيْكُمْ مِنَ التَّقِيَّةِ (البقية) فِي حُقُوقٍ لَمْ أَفْرُغْ مِنْ أَدَائِهَا، وَفَرَائِضَ لَا بُدَّ مِنْ إِمْضَائِهَا، فَلَا تُكَلِّمُونِي بِمَا تُكَلَّمُ بِهِ الْجَبَابِرَةُ، وَلَا تَتَحَفَّظُوا مِنِّي بِمَا يُتَحَفَّظُ بِهِ عِنْدَ أَهْلِ الْبَادِرَةِ، وَلَا تُخَالِطُونِي بِالْمُصَانَعَةِ، وَلَا تَظُنُّوا بِي اسْتِثْقَالاً فِي حَقٍّ قِيلَ لِي، وَلَا الْتِمَاسَ إِعْظَامٍ لِنَفْسِي، فَإِنَّهُ مَنِ اسْتَثْقَلَ الْحَقَّ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَوِ الْعَدْلَ أَنْ يُعْرَضَ عَلَيْهِ، كَانَ الْعَمَلُ بِهِمَا أَثْقَلَ عَلَيْهِ. فَلَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ، أَوْ

اِجحَاف - ظلم
اِدغال - فساد کی دخل اندازی
مَحَاج - جمع مَحَجّہ - سیدھا راستہ
اِقتِحَام - حقیر بنا دینا
سخف - ضعف عقل
بَلاء - زحمت عمل
تقیہ - خوف
بادرہ - غصہ
مصانعہ - مدارات

(۱) کاش انسان اس حقیقت کا ادراک کر لیتا کہ وہ ساری زندگی جدوجہد کرنے کے بعد بھی مالک کے حق اطاعت وعبادت کو ادا نہیں کر سکتا ہے تو اس طرح ہمیشہ احساس کوتاہی میں مبتلا رہتا اور کبھی عبادتوں کے غرور کا شکار نہ ہوتا

(۲) کہاں ہیں دنیا میں وہ افراد جن کی نگاہ میں عظمت الٰہی کا وہ جلوہ ہو جس کے سامنے ساری دنیا حقیر ہو جائے اور وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس دنیا کو عزت و افتخار کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور ہر آن یہ تصور رکھیں کہ یہ دنیا قابل توجہ نہیں ہے اور انسان کا علم و ادراک اور اس کی نگاہ بصیرت اس سے بلند تر ہے کہ اس کا مرکز اس حقیر دنیا کو قرار دیا جائے۔

(۳) یہ احساس ذمہ داری علیؑ کے علاوہ کس میں پیدا ہو سکتا ہے اور اس شان بے نیازی سے مولائے کائنات کے علاوہ کون کلام کر سکتا ہے "یا لیت قومی یعلمون"

ن اگر رعایا حاکم پر غالب آگئی یا حاکم نے رعایا پر زیادتی کی تو کلمات میں اختلاف ہو جائے گا، ظلم کے نشانات ظاہر ہو جائیں گے۔
مکاری بڑھ جائے گی۔ سنتوں کے راستے نظر انداز ہو جائیں گے۔ خواہشات پر عمل ہوگا۔ احکام معطل ہو جائیں گے اور
ی بیماریاں بڑھ جائیں گی۔ نہ بڑے سے بڑے حق کے معطل ہو جانے سے کوئی وحشت ہو گی اور نہ بڑے سے بڑے باطل
رآمد سے کوئی پریشانی ہو گی۔
ایسے موقع پر نیک لوگ ذلیل کر دئے جائیں گے اور شریر لوگوں کی عزت ہو گی اور بندوں پر خدا کی عقوبتیں عظیم تر ہو جائیں گی۔
ذارا آپس میں ایک دوسرے کے مخلص رہو اور ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اس لئے کہ تم میں کوئی شخص بھی کتنا ہی
نے خدا کی طمع رکھتا ہو اور کسی قدر بھی زحمت عمل برداشت کرے اطاعت خدا کی اس منزل تک نہیں پہونچ سکتا ہے جس کا وہ اہل
لکن پھر بھی مالک کا یہ حق واجب اس کے بندوں کے ذمہ ہے کہ اپنے امکان بھر نصیحت کرتے رہیں اور حق کے قیام میں
دوسرے کی مدد کرتے رہیں اس لئے کہ کوئی شخص بھی حق کی ذمہ داری ادا کرنے میں دوسرے کی امداد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا
ہے حق میں اس کی منزلت کسی قدر عظیم کیوں نہ ہو اور دین میں اس کی فضیلت کو کسی قدر تقدم کیوں نہ حاصل ہو اور نہ کوئی
ن مدد کرنے یا مدد لینے کی ذمہ داری سے کمتر ہو سکتا ہے چاہے لوگوں کی نظر میں کسی قدر چھوٹا کیوں نہ ہو اور چاہے انکی نگاہوں
ی قدر کیوں نہ گر جائے۔
(اس گفتگو کے بعد آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک طویل تقریر کی جس میں آپ کی مدح و ثنا کے ساتھ اطاعت کا وعدہ
لیا تو آپ نے فرمایا کہ:)
یاد رکھو کہ جس کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور جس کے نفس میں اس کے مقام الوہیت کی بلندی ہے اس کا حق یہ ہے کہ تمام کائنات
کی نظر میں چھوٹی ہو جائے اور ایسے لوگوں میں اس حقیقت کا سب سے بڑا اہل وہ ہے جس پر اس کی نعمتیں عظیم اور اس کے احسانات
ف ہوں [۲]۔ اس لئے کہ کسی شخص پر اللہ کی نعمتیں عظیم نہیں ہوتیں مگر یہ کہ اس کا حق بھی عظیم تر ہو جاتا ہے اور احکام کے حالات میں
کردار افراد کے نزدیک بدترین حالت یہ ہے کہ ان کے بارے میں غرور کا گمان کیا جائے اور ان کے معاملات کو تکبر پر مبنی سمجھا جائے
ر مجھے یہ بات سخت ناگوار ہے کہ تم میں سے کسی کو یہ گمان پیدا ہو جائے کہ میں روسار کو دوست رکھتا ہوں یا اپنی تعریف سننا چاہتا ہوں اور
ر اللہ میں ایسا نہیں ہوں اور اگر میں ایسی باتیں پسند بھی کرتا ہوتا تو بھی اسے نظر انداز کر دیتا کہ میں اپنے کو اس سے کمتر سمجھتا ہوں کہ
ن عظمت و کبریائی کا اہل بن جاؤں جس کا پروردگار حقدار ہے۔ یقیناً بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اچھی کارکردگی پر تعریف کو دوست رکھتے ہیں
ن خبردار تم لوگ میری اس بات پر تعریف نہ کرنا کہ میں نے تمھارے حقوق ادا کر دئے ہیں کہ ابھی بہت سے ایسے حقوق کا خوف باقی ہے جو
دا نہیں ہو سکے ہیں اور بہت سے فرائض ہیں جنھیں بہر حال نافذ کرنا ہے [۳]۔ دیکھو مجھ سے اس لہجہ میں بات نہ کرنا جس لہجہ میں جابر بادشاہوں سے
ت کی جاتی ہے اور نہ مجھ سے اس طرح بچنے کی کوشش کرنا جس طرح طیش میں آنے والوں سے بچا جاتا ہے۔ نہ مجھ سے خوشامد کے ساتھ تعلقات
ھنا اور نہ میرے بارے میں یہ تصور کرنا کہ مجھے حرف حق گراں گذرے گا اور نہ میں اپنی تعظیم کا طلبگار ہوں۔ اس لئے کہ جو شخص بھی حرف حق
نے کو گراں سمجھتا ہے یا عدل کی پیشکش کو ناپسند کرتا ہے وہ حق و عدل پر عمل کو یقیناً مشکل تر ہی تصور کرے گا۔ لہٰذا خبردار حرف حق کہنے میں
لف نہ کرنا اور منصفانہ مشورہ دینے سے گریز نہ کرنا۔

مَشُورَةٍ بِعَدْلٍ، فَإِنِّي لَسْتُ فِي نَفْسِي بِفَوْقِ أَنْ أُخْطِيءَ[1]، وَ لَا آمَنُ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِي، إِلَّا أَنْ يَكْفِيَ اللّٰهُ مِنْ نَفْسِي مَا هُوَ أَمْلَكُ بِهِ مِنِّي، فَإِنَّمَا أَنَا وَ أَنْتُمْ عَبِيدٌ مَمْلُوكُونَ لِرَبٍّ لَا رَبَّ غَيْرُهُ، يَمْلِكُ مِنَّا مَا لَا نَمْلِكُ مِنْ أَنْفُسِنَا، وَ أَخْرَجَنَا مِمَّا كُنَّا فِيهِ إِلَى مَا صَلَحْنَا عَلَيْهِ، فَأَبْدَلَنَا بَعْدَ الضَّلَالَةِ بِالْهُدَىٰ، وَ أَعْطَانَا الْبَصِيرَةَ بَعْدَ الْعَمَىٰ.

۲۱۷

و من كلام له (عليه السلام)

في التظلم و التشكي من قريش

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَعْدِيكَ عَلَىٰ قُرَيْشٍ وَ مَنْ أَعَانَهُمْ: فَإِنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوا رَحِمِي وَ أَكْفَؤُوا إِنَائِي، وَ أَجْمَعُوا عَلَىٰ مُنَازَعَتِي حَقّاً كُنْتُ أَوْلَىٰ بِهِ مِنْ غَيْرِي، وَ قَالُوا: أَلَا إِنَّ فِي الْحَقِّ أَنْ تَأْخُذَهُ، وَفِي الْحَقِّ أَنْ تُمْنَعَهُ، فَاصْبِرْ مَغْمُوماً، أَوْمُتْ مُتَأَسِّفاً. فَنَظَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ لِي رَافِدٌ، وَ لَا ذَابٌّ وَ لَا مُسَاعِدٌ، إِلَّا أَهْلَ بَيْتِي، فَضَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَنِيَّةِ، فَأَغْضَيْتُ عَلَى الْقَذَىٰ، وَجَرِعْتُ رِيقِي عَلَى الشَّجَا، وَصَبَرْتُ مِنْ كَظْمِ الْغَيْظِ عَلَىٰ أَمَرَّ مِنَ الْعَلْقَمِ، وَآلَمَ لِلْقَلْبِ مِنْ وَخْزِ الشِّفَارِ.

قال الشريف (رضي الله عنه): و قد مضى هذا الكلام في أثناء خطبة متقدمة، إلّا أني ذكرته هاهنا لاختلاف الروايتين.

۲۱۸

و من كلام له (عليه السلام)

في ذكر السائرين إلى البصرة لحربه (عليه السلام)

فَقَدِمُوا عَلَىٰ عُمَّالِي وَ خُزَّانِ بَيْتِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِي فِي يَدَيَّ، وَ عَلَىٰ أَهْلِ مِصْرٍ، كُلُّهُمْ فِي طَاعَتِي وَ عَلَىٰ بَيْعَتِي فَشَتَّتُوا كَلِمَتَهُمْ، وَأَفْسَدُوا عَلَيَّ جَمَاعَتَهُمْ، وَوَثَبُوا عَلَىٰ شِيعَتِي، فَقَتَلُوا طَائِفَةً مِنْهُمْ غَدْراً، وَ طَائِفَةٌ عَضُّوا عَلَىٰ أَسْيَافِهِمْ، فَضَارَبُوا بِهَا حَتَّىٰ لَقُوا اللّٰهَ صَادِقِينَ.

أملک - زیادہ صاحب اختیار
استعدی - طلب امداد کرتا ہوں
اکفاء - الٹ دینا
اناء - برتن
رافد - مددگار
ذابّ - دفاع کرنے والا
ضننت - بخل کیا
قذیٰ - آنکھوں میں خاشاک
شجیٰ - گلے میں پھندہ
شفار - تلوار کی دھار
غض سیوف - مسلسل تیغ آزمائی کرتے رہنا

[1] یہ بعینہ وہی انداز کلام ہے جو جناب یوسف نے اختیار کیا تھا کہ زلیخا کے فتنہ سے بچ جانے کے بعد بھی فرمایا کہ "میں اپنے نفس کو بری نہیں قرار دیتا جب تک پروردگار کی رحمت شامل حال نہ ہو جائے۔ انسان کا کمال کردار یہی ہے کہ سب کے سامنے اپنی عظمت کا احساس بھی پیدا کرلے تو پروردگار کی بارگاہ میں اپنی حقارت و ذلت کا مسلسل اعتراف کرتا رہے اور اس احساس و اعتراف سے محروم نہ ہونے پائے۔

مصادر خطبہ ۲۱۷ رسائل کلینیؒ، کشف المحجہ ابن طاؤس ص ۲۳، الغارات ثقفی، الامامة والسیاسة ۱ ص ۱۵۴ - المسترشد طبری ص ۱۵، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی - الجمل المفیدؒ ص ۶۱، العقد الفرید ۲ ص ۲۲۷

مصادر خطبہ ۲۱۸ رسائل کلینیؒ - الغارات، المسترشد ص ۹۵، الامامة والسیاسة ۱ ص ۱۵۴، جمہرۃ رسائل العرب

لئے کہ میں ذاتی طور پر اپنے کو غلطی سے بالاتر نہیں تصور کرتا ہوں[۱] اور نہ اپنے افعال کو اس خطرہ سے محفوظ سمجھتا ہوں مگر یہ کہ پروردگار میرے نفس کو بچا لے کہ وہ اس کا مجھ سے زیادہ صاحب اختیار ہے۔
دیکھو ہم سب ایک خدا کے بندے اور اس کے مملوک ہیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ وہ ہمارے نفوس کا اتنا اختیار رکھتا ہے جتنا خود ہمیں بھی حاصل نہیں ہے اور اسی نے ہمیں سابقہ حالات سے نکال کر اس اصلاح کے راستہ پر لگایا ہے کہ اب گمراہی ہدایت میں تبدیل ہو گئی ہے اور اندھے پن کے بعد بصیرت حاصل ہو گئی ہے۔

۲۱۷۔ آپ کا ارشاد گرامی
(قریش سے شکایت اور فریاد کرتے ہوئے)

خدایا! میں قریش سے اور ان کے مددگاروں سے تیری مدد چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری قرابت داری کا خیال نہیں کیا اور میرے ظرف عظمت کو الٹ دیا ہے اور مجھ سے اس حق کے بارے میں جھگڑا کرنے پر اتحاد کر لیا ہے جس کا میں سب سے زیادہ حقدار تھا اور پھر یہ کہنے لگے ہیں کہ آپ اس حق کو لے لیں تو یہ بھی صحیح ہے اور آپ کو اس سے روک دیا جائے تو یہ بھی صحیح ہے۔ اب چاہیں ہم و غم کے ساتھ صبر کریں یا رنج و الم کے ساتھ مر جائیں۔
ایسے حالات میں میں نے دیکھا کہ میرے پاس نہ کوئی مددگار ہے اور نہ دفاع کرنے والا سوائے میرے گھر والوں کے جن کو میں نے انھیں موت کے منھ میں دینے سے گریز کیا اور بالآخر آنکھوں میں خس و خاشاک کے ہوتے ہوئے چشم پوشی کی اور گلے میں پھندہ کے ہوتے ہوئے لعاب دہن نگل لیا اور غصہ کو پینے میں حنظل سے زیادہ تلخ ذائقہ پر صبر کیا اور چھریوں کے زخموں سے زیادہ تکلیف دہ حالات پر خاموشی اختیار کر لی۔
(سید رضیؒ ۔ گذشتہ خطبہ میں یہ مضمون گذر چکا ہے لیکن روایتیں مختلف تھیں لہذا میں نے دوبارہ اسے نقل کر دیا)

۲۱۸۔ آپ کا ارشاد گرامی
(بصرہ کی طرف آپ سے جنگ کرنے کے لئے جانے والوں کے بارے میں)

یہ لوگ میرے عاملوں۔ میرے زیر دست بیت المال کے خزانہ داروں اور تمام اہل شہر جو میری اطاعت و بیعت میں تھے سب کی طرف وارد ہوئے۔ ان کے کلمات میں افتراق پیدا کیا۔ ان کے اجتماع کو برباد کیا اور میرے چاہنے والوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک جماعت کو دھوکہ سے قتل بھی کر دیا لیکن دوسری جماعت نے تلواریں اٹھا کر دانت بھینچ لئے اور باقاعدہ مقابلہ کیا یہاں تک کہ حق و صداقت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

[۱] حیرت انگیز بات ہے کہ مسلمان ابھی تک ان دو گروہوں کے بارے میں حق و باطل کا فیصلہ نہیں کر سکا ہے جن میں ایک طرف نفس رسولؐ علی بن ابیطالبؑ جیسا انسان تھا جو اپنی تعریف کو بھی گوارا نہیں کرتا تھا اور ہر لمحہ عظمت خالق کے پیش نظر اپنے اعمال کو حقیر و معمولی ہی تصور کرتا تھا اور ایک طرف طلحہ و زبیر جیسے وہ دنیا پرست تھے جن کا کام فتنہ پردازی۔ شر انگیزی۔ تفرقہ اندازی اور قتل و غارت کے علاوہ کچھ نہ تھا اور جو دولت و اقتدار کی خاطر دنیا کی ہر برائی کر سکتے تھے اور ہر جرم کا ارتکاب کر سکتے تھے۔

۲۱۹

و من كلام له (عليه السلام)

لما مر بطلحة بن عبدالله و عبد الرحمن بن عتاب بن أسيد و هما قتيلان يوم الجمل:

لَقَدْ أَصْبَحَ أَبُو مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْمَكَانِ غَرِيباً! أَمَا وَ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَكْرَهُ أَنْ تَكُونَ قُرَيْشٌ قَتْلَىٰ تَحْتَ بُطُونِ الْكَوَاكِبِ! أَدْرَكْتُ وَتْرِي مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، وَ أَفْلَتَتْنِي أَعْيَانُ بَنِي جُمَحَ. لَقَدْ أَتْلَعُوا أَعْنَاقَهُمْ إِلَىٰ أَمْرٍ لَمْ يَكُونُوا أَهْلَهُ فَوُقِصُوا دُونَهُ.

۲۲۰

و من كلام له (عليه السلام)

في وصف السالک الطريق إلى الله سبحانه

قَدْ أَحْيَا عَقْلَهُ وَأَمَاتَ نَفْسَهُ حَتَّىٰ دَقَّ جَلِيلُهُ، وَلَطُفَ غَلِيظُهُ وَبَرَقَ لَهُ لَامِعٌ كَثِيرُ الْبَرْقِ، فَأَبَانَ لَهُ الطَّرِيقَ، وَسَلَكَ بِهِ السَّبِيلَ. وَ تَدَافَعَتْهُ الْأَبْوَابُ إِلَىٰ بَابِ السَّلَامَةِ، وَدَارِ الْإِقَامَةِ، وَثَبَتَتْ رِجْلَاهُ بِطُمَأْنِينَةِ بَدَنِهِ فِي قَرَارِ الْأَمْنِ وَالرَّاحَةِ، بِمَا اسْتَعْمَلَ قَلْبَهُ، وَ أَرْضَىٰ رَبَّهُ.

۲۲۱

و من كلام له (عليه السلام)

قال بعد تلاوته: «أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ * حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ»

يَا لَهُ مَرَاماً مَا أَبْعَدَهُ! وَزَوْراً مَا أَغْفَلَهُ! وَ خَطَراً مَا أَفْظَعَهُ! لَقَدِ اسْتَخْلَوْا مِنْهُمْ أَيَّ مُدَّكَرٍ وَتَنَاوَشُوهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ! أَفَبِمَصَارِعِ آبَائِهِمْ يَفْخَرُونَ! أَمْ بِعَدِيدِ الْهَلْكَىٰ يَتَكَاثَرُونَ! يَرْتَجِعُونَ مِنْهُمْ أَجْسَاداً خَوَتْ، وَحَرَكَاتٍ سَكَنَتْ. وَلَأَنْ يَكُونُوا عِبَراً أَحَقُّ مِنْ أَنْ يَكُونُوا مُفْتَخَراً! وَلَأَنْ يَهْبِطُوا بِهِمْ جَنَابَ ذِلَّةٍ أَحْجَىٰ مِنْ أَنْ يَقُومُوا بِهِمْ مَقَامَ عِزَّةٍ! لَقَدْ نَظَرُوا إِلَيْهِمْ بِأَبْصَارِ الْعَشْوَةِ، وَضَرَبُوا مِنْهُمْ فِي غَمْرَةِ جَهَالَةٍ، وَلَو

وَتر - بدلہ
اَتلعوا - سر اٹھا کر دیکھا
وقِصوا - گردن توڑ دی گئی
احیاءِ عقل - فکر و نظر سے کام لینا
اِماتۂ نفس - خواہشات کو پامال کر دینا
دقّ جلیلہ - جسم لاغر ہو گیا
لطف غلیظہ - نفس پاکیزہ ہو گیا
تدافع ابواب - مسلسل مقامات کمال کی طرف رخ کرنا
تکاثر - کثرت کا مقابلہ
مرام - مطلوب
زور - زیارت کرنے والے
استخلاء - خالی پانا
مدکر - عبرت
تناوش - گرفت میں لے لیا
خوت - خالی ہو گئے
احجیٰ - مطابق عقل
عَشوہ - ضعف بصارت

مصادر خطبہ ۲۱۹ اغانی ابو الفرج اصفہانی ۲۱ ص ۲۴۶، کامل مبرد ا ص ۱۲۶، العقد الفرید ۲ ص ۲۷۹، المحاسن والمساوی ۲ ص ۵۳، ابن اثیر ا ص ۱۹۲، انساب الاشراف ۲ ص ۲۶۱، مروج الذہب ۲ ص ۳۷۱

مصادر خطبہ ۲۲۰ غرر الحکم آمدی ص ۲۳۳

مصادر خطبہ ۲۲۱ عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، النہایہ ابن اثیر ۲ ص ۳۹۸، حلیۃ الاولیاء ۲ ص ۱۳۲

۲۱۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب روز جمل طلحہ بن عبداللہ اور عبدالرحمن بن عتاب بن اُسید کی لاشوں کے قریب سے گذر ہوا)

ابو محمد (طلحہ) نے اس میدان میں عالم غربت میں صبح کی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے یہ بات ہرگز پسند نہیں تھی کہ قریش کے ستاروں کے نیچے زیر آسمان پڑے رہیں لیکن کیا کروں۔ بہر حال میں نے عبد مناف کی اولاد سے ان کے کئے کا بدلہ لے لیا افسوس کہ بنی جمح بچ کر نکل گئے ان سب نے اپنی گردنیں اس امر کی طرف اٹھائی تھیں جس کے یہ ہرگز اہل نہیں تھے۔ اسی لئے تک پہونچنے سے پہلے ہی ان کی گردنیں توڑ دی گئیں۔

۲۲۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(خدا کی راہ میں چلنے والے انسانوں کے بارے میں)

ایسے شخص نے اپنی عقل کو زندہ رکھا ہے اور اپنے نفس کو مُردہ بنا دیا ہے۔ اس کا جسم باریک ہوگیا ہے اور اس کا بھاری بھرکم ہلکا ہوگیا ہے اس کے لئے بہترین ضوپاش نور ہدایت چمک اٹھا ہے اور اس نے راستہ کو واضح کر کے اسی پر چلا دیا ہے۔ تمام دروازوں نے اسے سلامتی کے دروازہ اور ہمیشگی کے گھر تک پہنچا دیا ہے اور اس کے قدم طمانیت بدن کے ساتھ امن و راحت کی منزل میں ثابت ہوگئے ہیں کہ اس نے اپنے دل کو استعمال کیا ہے اور اپنے رب کو راضی کر لیا ہے۔

۲۲۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے الھٰکم التکاثر کی تلاوت کے موقع پر ارشاد فرمایا)

ذرا دیکھو تو ان آباء و اجداد پر فخر کرنیوالوں کا مقصد کسقدر بعید از عقل ہے اور یہ زیارت کرنے والے کسقدر غافل ہیں اور خطرہ بھی کسقدر عظیم ہے۔ یہ لوگ تمام عبرتوں سے خالی ہوگئے ہیں اور انھوں نے مُردوں کو بہت دور سے لے لیا ہے۔ آخر یہ کیا اپنے آباء و اجداد کے لاشوں پر فخر کر رہے ہیں؟ یا مُردوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اضافہ کر رہے ہیں؟ یا ان جسموں کو واپس لانا چاہتے ہیں جو روحوں سے خالی ہو چکے ہیں اور حرکت کے بعد ساکن ہو چکے ہیں۔ انھیں تو فخر کے بجائے عبرت کا سامان ہونا چاہیئے تھا اور ان کو دیکھ کر انسان کو عزت کے بجائے ذلت کی منزل میں اُترنا چاہیئے تھا مگر افسوس کہ ان لوگوں نے ان مُردوں کو چُندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ان کی طرف سے جہالت کے گڑھے میں گر گئے ہیں۔

یہ سلسلۂ تفاخر ہر دور میں رہا ہے اور آج بھی برقرار ہے کہ انسان سامان عبرت کو وجہ فضیلت قرار دے رہا ہے اور اس طرح مسلسل وادیٔ غفلت میں منزل سے دور تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کاش اسے اسقدر شعور ہوتا کہ آباء و اجداد کی بوسیدہ لاشیں یا قبریں باعث افتخار نہیں ہیں۔ باعث افتخار انسان کا اپنا کردار ہے اور درحقیقت کردار بھی اس قابل نہیں ہے کہ اسے سرمایۂ افتخار قرار دیا جا سکے۔ انسان کے لئے وجہ افتخار صرف ایک چیز ہے کہ اس کا مالک یہ پروردگار ہے جو ساری کائنات سے بالاتر ہے جیسا کہ خود مولائے کائنات نے اپنی مناجات میں اشارہ کیا ہے کہ "خدایا! میری عزت کے لئے یہ کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور میرے فخر کے لئے یہ کافی ہے کہ تو میرا رب ہے۔ اب اس کے بعد میرے لئے کسی شے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ صرف التجا یہ ہے کہ جس طرح تو میری مرضی کا خدا ہے۔ اسی طرح مجھے اپنی مرضی کا بندہ بنا لے۔

اسْتَنْطَقُوا عَنْهُمْ عَرَصَاتِ تِلْكَ الدِّيَارِ الْخَاوِيَةِ، وَالرُّبُوعِ الْخَالِيَةِ، لَقَالَتْ: ذَهَبُوا فِي الْأَرْضِ ضُلَّالاً وَذَهَبْتُمْ فِي أَعْقَابِهِمْ جُهَّالاً، تَطَؤُونَ فِي هَامِهِمْ، وَتَسْتَنْبِتُونَ فِي أَجْسَادِهِمْ، وَتَرْتَعُونَ فِيمَا لَفَظُوا، وَتَسْكُنُونَ فِيمَا خَرَّبُوا؛ وَإِنَّمَا الْأَيَّامُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ بَوَاكٍ وَنَوَائِحُ عَلَيْكُمْ.

أُولَئِكُمْ سَلَفُ غَايَتِكُمْ، وَفُرَّاطُ مَنَاهِلِكُمْ، الَّذِينَ كَانَتْ لَهُمْ مَقَاوِمُ الْعِزِّ، وَحَلَبَاتُ (حلبات) الْفَخْرِ، مُلُوكاً وَسُوَقاً. سَلَكُوا فِي بُطُونِ الْبَرْزَخِ سَبِيلاً (طريقاً) سُلِّطَتِ الْأَرْضُ عَلَيْهِمْ فِيهِ، فَأَكَلَتْ مِنْ لُحُومِهِمْ، وَشَرِبَتْ مِنْ دِمَائِهِمْ؛ فَأَصْبَحُوا فِي فَجَوَاتِ قُبُورِهِمْ جَمَاداً لَا يَنْمُونَ، وَضِمَاراً لَا يُوجَدُونَ؛ لَا يُفْزِعُهُمْ وُرُودُ الْأَهْوَالِ، وَلَا يَحْزُنُهُمْ تَنَكُّرُ الْأَحْوَالِ، وَلَا يَحْفِلُونَ بِالرَّوَاجِفِ، وَلَا يَأْذَنُونَ لِلْقَوَاصِفِ. غُيَّباً لَا يُنْتَظَرُونَ، وَشُهُوداً لَا يَحْضُرُونَ، وَإِنَّمَا كَانُوا جَمِيعاً فَتَشَتَّتُوا، وَآلَافاً فَافْتَرَقُوا، وَمَا عَنْ طُولِ عَهْدِهِمْ، وَلَا بُعْدِ مَحَلِّهِمْ، عَمِيَتْ أَخْبَارُهُمْ، وَصَمَّتْ دِيَارُهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ سُقُوا كَأْساً بَدَّلَتْهُمْ بِالنُّطْقِ خَرَساً، وَبِالسَّمْعِ صَمَماً، وَبِالْحَرَكَاتِ سُكُوناً فَكَأَنَّهُمْ فِي ارْتِجَالِ (ارتحال) الصِّفَةِ صَرْعَى سُبَاتٍ، جِيرَانٌ لَا يَتَأَنَّسُونَ، وَأَحِبَّاءُ (احياء) لَا يَتَزَاوَرُونَ. بَلِيَتْ بَيْنَهُمْ عُرَا التَّعَارُفِ، وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمْ أَسْبَابُ الْإِخَاءِ، فَكُلُّهُمْ وَحِيدٌ وَهُمْ جَمِيعٌ، وَبِجَانِبِ الْهَجْرِ وَهُمْ أَخِلَّاءُ، لَا يَتَعَارَفُونَ لِلَيْلٍ صَبَاحاً، وَلَا لِنَهَارٍ مَسَاءً.

أَيُّ الْجَدِيدَيْنِ ظَعَنُوا فِيهِ كَانَ عَلَيْهِمْ سَرْمَداً، شَاهَدُوا مِنْ

خاویہ - افتادہ
ربوع - مکانات
ضلال - جمع ضال
هام - کھوپڑی
تستنبتون - گھاس اگاتے ہو
ترتعون - چرتے ہو
بواک - جمع باکیہ
نوائح - جمع ناحیہ
سلف غایہ - سبقت کرنے والے
فراط - جمع فارط - پانی کی طرف بڑھنے والے
مناہل - جمع منہل (چشمہ)
مقاوم - جمع مقام
حلبات - جمع حلبہ
سوق - جمع سوقہ (رعایا)
برزخ - قبر
فجوات - جمع فجوہ (شگاف)
ینمون - اضافہ کرتے ہیں
ضمار - ناقابل برگشت مال
لایحفلون - پرواہ نہیں کرتے ہیں
رواجف - زلزلے
لا یاذنون - سنتے نہیں ہیں
قواصف - گرج
آلاف - مجتمع
صمت - بے صدا ہوگئے
ارتجال الصفہ - برجستہ توصیف
صرعیٰ - ہلاک
سبات - خوابیدہ
بلیت - بوسیدہ ہوگئی
عریٰ - کنڈے
جدیدین - دن رات

ن کے بارے میں گرے پڑے مکانوں اور خالی گھروں سے دریافت کیا جائے تو یہی جواب ملے گا کہ لوگ گمراہی کے عالم میں زیر زمین چلے گئے
جہالت کے عالم میں ان کے پیچھے چلے جارہے ہو۔ ان کی کھوپڑیوں کو روند رہے ہو اور ان کے جسموں پر عمارتیں کھڑی کر رہے
جو وہ چھوڑ گئے ہیں اسی کو چر رہے ہو اور جو وہ برباد کر گئے ہیں اسی میں سکونت پذیر ہو۔ تمھارے اور ان کے درمیان کے دن
ے حال پر رو رہے ہیں اور تمھاری بربادی کا نوحہ پڑھ رہے ہیں۔

یہ ہیں تمھاری منزل پر پہلے پہونچ جانے والے اور تمھارے چشموں پر پہلے وارد ہو جانے والے۔ جن کے لئے عزت کی منزلیں تھیں
فخر و مباہات کی فراوانیاں تھیں۔ کچھ سلاطین وقت تھے اور کچھ دوسرے درجہ کے منصب دار۔ لیکن سب برزخ کی گہرائیوں میں راہ پیمائی
ہے ہیں۔ زمین ان کے اوپر مسلط کر دی گئی ہے۔ اس نے ان کا گوشت کھا لیا ہے اور خون پی لیا ہے۔ اب وہ قبر کی گہرائیوں میں ایسے جماد
ئے ہیں جن میں نمو نہیں ہے اور ایسے گم ہو گئے ہیں کہ ڈھونڈے نہیں مل رہے ہیں۔ نہ ہولناک مصائب[1] کا ورود انھیں خوفزدہ بنا سکتا ہے اور نہ بدلتے
ت انھیں رنجیدہ کر سکتے ہیں۔ نہ انھیں زلزلوں کی پرواہ ہے اور نہ گرج اور کڑک کی اطلاع۔ ایسے غائب ہوئے ہیں کہ ان کا انتظار نہیں
جا رہا ہے اور ایسے حاضر ہیں کہ سامنے نہیں آتے ہیں۔ کل سب یکجا تھے اب منتشر ہو گئے ہیں اور سب ایک دوسرے کے قریب تھے اور
جدا ہو گئے ہیں۔ ان کے حالات کی بے خبری اور ان کے دیار کی خاموشی طول زمان اور بُعد مکان کی بنا پر نہیں ہے بلکہ انھیں موت کا وہ
پلا دیا گیا ہے جس نے ان کی گویائی کو گونگے پن میں اور ان کی سماعت کو بہرے پن میں اور ان کی حرکات کو سکون میں تبدیل کر دیا ہے۔
ی سرسری تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ جیسے نیند میں بے خبر پڑے ہوں کہ ہمسایے ہیں لیکن ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہیں اور احباب ہیں
ن ملاقات نہیں کرتے ہیں۔ ان کے درمیان باہمی تعارف کے رشتے بوسیدہ ہو گئے ہیں اور برادری کے اسباب منقطع ہو گئے ہیں۔ اب
ب مجتمع ہونے کے باوجود اکیلے ہیں اور دوست ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ نہ کسی رات کی صبح سے آشنا
ا اور نہ کسی صبح کی شام پہچانتے ہیں۔

دن و رات میں جس ساعت میں بھی دنیا سے گئے ہیں وہی ان کی ابدی ساعت ہے اور دار آخرت کے خطرات کو اس سے زیادہ
یکھ لیا ہے۔

یہ صورت حال کسی سکون اور اطمینان کا اشارہ نہیں ہے بلکہ دراصل انسان کی مدہوشی اور بدحواسی کا اظہار ہے کہ صاحب عقل و شعور بھی جمادات کی شکل اختیار
ر لیا ہے اور صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ اِدھر کے جملہ حالات سے بے خبر ہو گیا ہے لیکن اُدھر کے حالات سے بے خبر نہیں ہے۔ صبح و شام ارواح کے سامنے جہنم
پیش نظر کیا جاتا ہے اور بے عمل اور بدکردار انسان ایک نئی مصیبت سے دوچار ہو جاتا ہے۔

درحقیقت مولائے کائنات نے ان فقرات میں مرنے والوں کے حالات کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ زندہ افراد کو اس صورت حال سے بچانے کا انتظام
کیا ہے کہ انسان اس انجام سے باخبر رہے اور چند روزہ دنیا کے بجائے ابدی عاقبت اور آخرت کا انتظام کرے جس سے بہر حال دوچار ہونا ہے اور
اس سے فرار کا کوئی امکان نہیں ہے۔!

أَخْـــطَارِ دَارِهِـــمْ أَفْـــظَعَ مِمَّـــا خَـــافُوا، وَرَأَوْا مِـــنْ آيَـــاتِهَا أَعْـــ
مِمَّـــا قَـــدَّرُوا، فَكِـــلْتَا الْـــغَايَتَيْنِ مُـــدَّتْ لَهُـــمْ إِلَىٰ مَـــبَاءَةٍ،
فَـــاتَتْ مَـــبَالِغَ الْخَـــوْفِ (فـــوت) وَالرَّجَـــاءِ. فَـــلَوْ كَـــانُوا يَـــنْطِقُونَ
بِهَـــا لَـــعَيُّوا بِـــصِفَةِ مَـــا شَـــاهَدُوْا وَمَـــا عَـــايَنُوْا.

وَلَـــئِنْ عَـــمِيَتْ آثَـــارُهُمْ، وَانْـــقَطَعَتْ أَخْـــبَارُهُمْ، لَـــقَدْ رَجَـــعَتْ
فِـــيهِمْ أَبْـــصَارُ الْـــعِبَرِ، وَسَمِـــعَتْ عَـــنْهُمْ آذَانُ الْـــعُقُولِ. وَتَكَـــلَّمُوا
مِـــنْ غَـــيْرِ جِـــهَاتِ النُّـــطْقِ. فَـــقَالُوا: كَـــلَحَتِ الْـــوُجُوهُ النَّـــوَاضِرُ،
وَخَـــوَتِ الْأَجْسَـــامُ النَّـــوَاعِـــمُ، وَلَـــبِسْنَا أَهْـــدَامَ الْـــبِلَىٰ،
وَتَكَـــاءَدَنَا ضِـــيقُ الْـــمَضْجَعِ، وَتَـــوَارَثْـــنَا الْـــوَحْشَةَ، وَتَهَـــكَّمَتْ
عَـــلَيْنَا الرُّبُـــوعُ الصُّـــمُوتُ، فَـــانْمَحَتْ مَحَـــاسِنُ أَجْسَـــادِنَا،
وَتَـــنَكَّرَتْ مَـــعَارِفُ صُـــوَرِنَا، وَطَـــالَتْ فِي مَسَـــاكِـــنِ الْـــوَحْشَةِ
إِقَـــامَتُنَا؛ وَلَمْ نَجِـــدْ مِـــنْ كَـــرْبٍ فَـــرَجاً، وَلَا مِـــنْ ضِـــيقٍ مُـــتَّسَعاً!
فَـــلَوْ مَـــثَّلْتَهُمْ بِـــعَقْلِكَ. أَوْ كُشِـــفَ عَـــنْهُمْ مَحْـــجُوبُ الْـــغِطَاءِ لَكَ
وَقَـــدِ ارْتَسَـــخَتْ أَسْمَـــاعُهُمْ بِـــالْهَوَامِّ فَـــاسْتَكَّتْ وَاكْـــتَحَلَتْ
أَبْـــصَارُهُمْ بِـــالتُّرَابِ فَـــخَسَفَتْ، وَ تَـــقَطَّعَتِ الْأَلْـــ
فِي أَفْـــوَاهِـــهِمْ بَـــعْدَ ذَلَاقَـــتِهَا، وَهَمَـــدَتِ الْـــقُلُوبُ فِي
صُـــدُورِهِمْ بَـــعْدَ يَـــقْظَتِهَا، وَعَـــاثَ فِي كُـــلِّ جَـــارِحَةٍ مِـــنْ
جَـــدِيدُ بِـــلًى سَمَّـــجَهَا، وَسَهَّـــلَ طُـــرُقَ الْآفَـــةِ إِلَـــيْهَا
مُـــسْتَسْلِمَاتٍ فَـــلَا أَيْـــدٍ تَـــدْفَعُ، وَلَا قُـــلُوبٌ تَجْـــزَعُ، لَـــرَأَيْتَ
أَشْـــجَانَ قُـــلُوبٍ، وَأَقْـــذَاءَ عُـــيُونٍ، لَهُـــمْ فِي كُـــلِّ فَـــظَاعَةٍ صِـــفَةُ
حَـــالٍ لَا تَـــنْتَقِلُ، وَ غَـــمْرَةٌ لَا تَـــنْجَلِي فَكَـــمْ أَكَـــلَتِ الْأَرْضُ
مِـــنْ عَـــزِيزِ جَسَـــدٍ، وَأَنِـــيقِ لَـــوْنٍ، كَـــانَ فِي الدُّنْـــيَا غَـــذِيَّ تَـــرَفٍ
وَرَبِـــيبَ شَرَفٍ! يَـــتَعَلَّلُ بِـــالسُّرُورِ فِي سَـــاعَةِ حُـــزْنِهِ، وَيَـــفْزَعُ إِلَى

غایتین ۔ ... (انجام)
...
تو ... جاتے
... ۔ ... ...
کلح ۔ بدہیئت ہوگئے
نواضر ۔ شاداب
خوت ۔ منہدم ہوگئے
اہدام ۔ لباس
تکاءدنا ۔ تھکا دیا ہے
تہکمت ۔ گر پڑے
ربوع ۔ مکانات
صموت ۔ خاموش (قبر)
ارتسخت ۔ فنا ہوگئے
ہوام ۔ کیڑے مکوڑے
استکت ۔ بہرے ہوگئے
خسفت ۔ دھنس گئیں
ذلاقت ۔ روانی
عاث ۔ برباد کردیا
بلیٰ ۔ فنا
سمج ۔ بدشکل بنادیا
اشجان ۔ رنج و غم
اقذاء ۔ خس و خاشاک
غمرۃ ۔ شدت
انیق ۔ خوبصورت
غذی ۔ جسے غذا دیدی جائے
ربیب ۔ پروردہ
یتعلل ۔ مشغول کرلیتے تھے

ں دنیا میں اندیشہ تھا اور اس کی نشانیوں کو اس سے زیادہ مشاہدہ کرلیا ہے جس کا اندازہ کیا تھا۔ اب اچھے بُرے دونوں طرح کے
کھینچ کر آخری منزل تک پہونچا دیا گیا ہے جہاں آخر درجہ کا خوف بھی ہے اور ویسی ہی امید بھی ہے۔ یہ لوگ اگر بولنے کے لائق بھی
وان حالات کی توصیف نہیں کر سکتے تھے جن کا مشاہدہ کرلیا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

اب اگر ان کے آثار گم بھی ہوگئے ہیں اور ان کی خبریں منقطع بھی ہوگئی ہیں تو عبرت کی نگاہیں بہرحال انھیں دیکھ رہی ہیں اور
کے کان بہرحال ان کی داستان غم سن رہے ہیں اور وہ زبان کے بغیر بھی بول رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ شاداب چہرے
ہو چکے ہیں اور نرم و نازک اجسام مٹی میں مل گئے ہیں۔ بوسیدگی کا لباس زیب تن ہے اور تنگیٔ مرقد نے تھکا ڈالا ہے۔ وحشت
دوسرے کی وراثت ہے اور خاموش منزلیں ویران ہو چکی ہیں۔ جسم کے محاسن محو ہو چکے ہیں اور جانی پہچانی صورت بھی
ہوگئی ہے۔ منزل وحشت میں قیام طویل ہوگیا ہے اور کسی کرب سے راحت کی امید نہیں ہے اور نہ کسی تنگی میں وسعت کا
امکان ہے۔

اب اگر تم اپنی عقلوں سے ان کی تصویر کشی کرو یا تم سے غیب کے پردے اٹھا دئے جائیں اور تم انھیں اس عالم میں دیکھ لو کہ
ں کی وجہ سے ان کی قوت سماعت ختم ہو چکی ہے اور وہ بہرے ہو چکے ہیں اور ان کی آنکھوں میں مٹی کا سرمہ لگا دیا گیا ہے اور وہ
چکی ہیں اور زبانیں دہن کے اندر روانی کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہیں اور دل سینوں کے اندر بیداری کے بعد سو چکے ہیں اور
کو ایک نئی بوسیدگی نے تباہ کر کے بدہیئت بنا دیا ہے اور آفتوں کے راستوں کو ہموار کر دیا ہے کہ اب سب مصائب کے لئے
تسلیم ہیں نہ کوئی ہاتھ دفاع کرنے والا ہے اور نہ کوئی دل بےچین ہونے والا ہے۔ تو یقیناً وہ مناظر دیکھو گے جو دل کو
یدہ بنا دیں گے اور آنکھوں میں خس و خاشاک ڈال دیں گے۔ ان غریبوں کے لئے ہر مصیبت میں وہ کیفیت ہے جو بدلتی نہیں
اور وہ سختی ہے جو ختم نہیں ہوتی ہے۔

اُف! یہ زمین کتنے عزیز ترین بدن اور حسین ترین رنگ کھا گئی جن کو دولت و راحت کی غذا مل رہی تھی اور جنھیں شرف کی
وش میں پالا گیا تھا۔ جو حزن کے اوقات میں بھی مسرت کا سامان کرلیا کرتے تھے اور اگر کوئی مصیبت آن پڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں

میرالمومنینؑ کی تصویر کشی پر ایک لفظ کے بھی اضافہ کی گنجائش نہیں ہے اور ابو تراب سے بہتر زیر زمین کا نقشہ کون کھینچ سکتا ہے۔ بات صرف یہ
کہ انسان اس سنگین صورت حال کا اندازہ کرے اور اس تصویر کو اپنی نگاہ عقل و بصیرت میں مجسم بنائے تاکہ اسے اندازہ ہو کہ اس دنیا کی حیثیت
اوقات کیا ہے اور اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ زیر زمین خاک کا ڈھیر بن جانے والے کیسی کیسی زندگیاں گذار گئے ہیں اور کس کس طرح کی راحت پسندیوں سے گذر چکے ہیں
آج موت ان کی حیثیت کا اقرار کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ اور قبر ان کے کسی قسم کے احترام کی قائل نہیں ہے۔ یہ تو صرف ایمان و کردار یا
صاحب قبر و بارگاہ کے جوار کا اثر ہے کہ انسان فشار قبر اور بوسیدگی جسم سے محفوظ رہ جائے ۔ ورنہ زمین اپنے ٹکڑے کو اصل سے ملا دینے میں کسی
طرح کے تکلف سے کام نہیں لیتی ہے۔

السَّلْوَةِ إِنْ مُصِيبَةٌ نَزَلَتْ بِهِ، ضَنّاً بِغَضَارَةِ عَيْشِهِ، وَشَحَاحَةً بِلَهْوِهِ وَلَعِبِهِ! فَبَيْنَا هُوَ يَضْحَكُ إِلَى الدُّنْيَا وَتَضْحَكُ إِلَيْهِ فِي ظِلِّ عَيْشٍ غَفُولٍ، إِذْ وَطِىءَ الدَّهْرُ بِهِ حَسَكَهُ وَنَقَضَتِ الْأَيَّامُ قُوَاهُ، وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ الْحُتُوفُ مِنْ كَثَبٍ، فَخَالَطَهُ بَثٌّ لَا يَعْرِفُهُ، وَنَجِيُّ هَمٍّ مَا كَانَ يَجِدُهُ، وَتَوَلَّدَتْ فِيهِ فَتَرَاتُ عِلَلٍ، آنَسَ مَا كَانَ بِصِحَّتِهِ، فَفَزِعَ إِلَى مَا كَانَ عَوَّدَهُ الْأَطِبَّاءُ مِنْ تَسْكِينِ الْحَارِّ بِالْقَارِّ، وَتَحْرِيكِ الْبَارِدِ بِالْحَارِّ، فَلَمْ يُطْفِىءْ بِبَارِدٍ إِلَّا ثَوَّرَ حَرَارَةً، وَلَا حَرَّكَ بِحَارٍّ إِلَّا هَيَّجَ بُرُودَةً، وَلَا اعْتَدَلَ بِمُمَازِجٍ لِتِلْكَ الطَّبَائِعِ إِلَّا أَمَدَّ مِنْهَا كُلَّ ذَاتِ دَاءٍ؛ حَتَّى فَتَرَ مُعَلِّلُهُ، وَذَهَلَ مُمَرِّضُهُ، وَتَعَايَا أَهْلُهُ بِصِفَةِ دَائِهِ، وَخَرِسُوا عَنْ جَوَابِ السَّائِلِينَ عَنْهُ، وَتَنَازَعُوا دُونَهُ شَجِيَّ خَبَرٍ يَكْتُمُونَهُ: فَقَائِلٌ يَقُولُ: هُوَ لِمَا بِهِ، وَمُمَنٍّ لَهُمْ إِيَابَ عَافِيَتِهِ، وَ مُصَبِّرٌ لَهُمْ عَلَى فَقْدِهِ، يُذَكِّرُهُمْ أَسَى الْمَاضِينَ مِنْ قَبْلِهِ. فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا، وَتَرْكِ الْأَحِبَّةِ، إِذْ عَرَضَ لَهُ عَارِضٌ مِنْ غُصَصِهِ، فَتَحَيَّرَتْ نَوَافِذُ فِطْنَتِهِ، وَيَبِسَتْ رُطُوبَةُ لِسَانِهِ. فَكَمْ مِنْ مُهِمٍّ مِنْ جَوَابِهِ عَرَفَهُ فَعَيَّ عَنْ رَدِّهِ، وَدُعَاءٍ مُؤْلِمٍ بِقَلْبِهِ سَمِعَهُ فَتَصَامَّ عَنْهُ، مِنْ كَبِيرٍ كَانَ يُعَظِّمُهُ، أَوْ صَغِيرٍ كَانَ يَرْحَمُهُ! وَإِنَّ لِلْمَوْتِ لَغَمَرَاتٍ هِيَ أَفْظَعُ مِنْ أَنْ تُسْتَغْرَقَ بِصِفَةٍ، أَوْ تَعْتَدِلَ عَلَى عُقُولِ أَهْلِ الدُّنْيَا.

٢٢٢

و من كلام له (عليه السلام)

قاله عند تلاوته:

«يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ».

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى جَعَلَ الذِّكْرَ جِلَاءً لِلْقُلُوبِ، تَسْمَعُ

سلوہ ۔ تسلی
ضنّ ۔ بخل
غضارت ۔ وسعت
غفول ۔ باعث غفلت
حسک ۔ خار دار جھاڑی
حتوف ۔ موت
کثب ۔ قرب
بثّ ۔ انتشار
نجی ۔ رازدار
فترات ۔ کمزوریاں
قارّ ۔ سرد
معلّل ۔ تسکین دینے والا
ممرّض ۔ تیمارداری کرنے والا
تعایا ۔ اظہار عاجزی
اسیٰ ۔ رنج وغم
غمرات ۔ شدائد
غصّہ ۔ اُچھو
فطنت ۔ ہوشیاری
عیّ ۔ عاجز ہوگیا
تصامّ ۔ بہرا ہوگیا
جلاء ۔ روشنی

ے رہنے اور اپنے لہو ولعب پر فریفتہ ہونے کی بنا پر تسلی کا سامان فراہم کر لیا کرتے تھے۔ یہ ابھی غفلت میں ڈال دینے والے عیش کے
ر دنیا کو دیکھ کر مُسکرا رہے تھے اور دنیا انھیں دیکھ کر ہنس رہی تھی کہ اچانک زمانہ نے انھیں کانٹوں کی طرح روند دیا اور روزگار
ن کا سارا زور توڑ دیا۔ موت کی نظریں قریب سے ان پر پڑنے لگیں اور انھیں ایسے رنج میں مبتلا کر دیا جس کا اندازہ بھی نہ تھا اور
بلی کا شکار ہو گئے جس کا کوئی سابقہ بھی نہ تھا۔ ابھی وہ صحت سے مانوس تھے کہ ان میں مرض کی کمزوریاں پیدا ہو گئیں اور انھوں نے
سباب کی پناہ ڈھونڈنا شروع کر دی جن کا اطبا نے عادی بنا دیا تھا کہ گرم کا سرد سے علاج کریں اور سردی میں گرم دوا کی
ت پیدا کریں لیکن سرد دواؤں نے حرارت کو اور بھڑکا دیا اور گرم دوا نے حرکت کے بجائے برودت میں اور ہیجان پیدا
یا اور کسی مناسبِ طبیعت دوا سے اعتدال نہیں پیدا ہوا بلکہ اس نے مرض کو اور طاقت بخش دی ــــ یہاں تک کہ تیمار دار
ست ہو گئے اور علاج کرنے والے غفلت برتنے لگے۔ گھر والے مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آگئے اور مزاج پُرسی
نے والوں کے جواب سے خاموشی اختیار کر لی اور دردناک خبر کو چھپانے کے لئے آپس میں اختلاف کرنے لگے۔ ایک کہنے
لگا جو ہے وہ ہے۔ دوسرے نے امید دلائی کہ صحت پلٹ آئے گی۔ تیسرے نے موت پر صبر کی تلقین شروع کر دی اور گذشتہ
ں کے مصائب یاد دلانے لگا۔

ابھی وہ اسی عالم میں دنیا کے فراق اور احباب کی جُدائی کے لئے پَر تول رہا تھا کہ اس کے گلے میں ایک پھندہ[1] پڑ گیا جس سے
ں کی ذہانت وہوشیاری پریشانی کا شکار ہو گئی اور زبان کی رطوبت خشکی میں تبدیل ہو گئی۔ کتنے ہی مبہم سوالات تھے جن کے
ابات اسے معلوم تھے لیکن بیان سے عاجز تھا اور کتنی ہی دردناک آوازیں ان کے کان سے ٹکرا رہی تھیں جن کے سُننے سے
رہ ہو گیا تھا وہ آوازیں کسی بزرگ کی تھیں جن کا احترام کیا کرتا تھا یا ان بچوں کی تھیں جن پر رحم کیا کرتا تھا۔ لیکن موت کی سختیاں
سی ہی ہیں جو اپنی شدت میں بیان کی حدود میں نہیں آسکتی ہیں اور اہل دنیا کی عقلوں کے اندازوں پر پوری نہیں اُتر سکتی
ہیں۔

۲۲۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے آیت کریمہ "یسبح لہ فیھا بالغدو والآصال رجال...." ان گھروں میں صبح وشام تسبیح پروردگار کرنے
والے وہ افراد ہیں جنھیں تجارت اور کاروبار یادِ خدا سے غافل نہیں بنا سکتا ہے ــــ کی تلاوت کے موقع پر ارشاد فرمایا:)

پروردگار نے اپنے ذکر کو دلوں کے لئے صیقل قرار دیا ہے جس کی بنا پر وہ بہرے پن کے بعد سننے لگتے ہیں اور

---

[1] ہائے وہ بیکسی کا عالم کہ نہ مرنے والا درد دل کی ترجمانی کر سکتا ہے اور نہ رہ جانے والے اس کے کسی درد کا علاج کر سکتے ہیں۔ جب کہ
دونوں آمنے سامنے زندہ موجود ہیں تو اس کے بعد کسی سے کیا توقع رکھی جائے جب ایک موت کی آغوش میں سو جائے گا اور دوسرا کنج لحد کے حالات
سے بھی بے خبر ہو جائے گا اور اسے مرنے والے کے حالات کی بھی اطلاع نہ ہو گی۔

کیا یہ صورت حال اس امر کی دعوت نہیں دیتی ہے کہ انسان اس دنیا سے عبرت حاصل کرے اور اہل دنیا پر اعتماد کرنے کے بجائے اپنے
ایمان وکردار اور اولیاء الٰہی کی نصرت وحمایت حاصل کرنے پر توجہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہے

بِهِ بَعْدَ الْوَقْرَةِ، وَ تُبْصِرُ بِهِ بَعْدَ الْعَشْوَةِ، وَ تَنْقَادُ بِهِ بَعْدَ الْمُعَانَدَةِ، وَ مَا بَرِحَ لِلَّهِ - عَزَّتْ آلَاؤُهُ - فِي الْبُرْهَةِ بَعْدَ الْبُرْهَةِ، وَ فِي أَزْمَانِ الْفَتَرَاتِ، عِبَادٌ نَاجَاهُمْ فِي فِكْرِهِمْ، وَ كَلَّمَهُمْ فِي ذَاتِ عُقُولِهِمْ، فَاسْتَصْبَحُوا بِنُورِ يَقَظَةٍ فِي الْأَبْصَارِ وَ الْأَسْمَاعِ وَ الْأَفْئِدَةِ، يُذَكِّرُونَ بِأَيَّامِ اللَّهِ، وَ يُخَوِّفُونَ مَقَامَهُ، بِمَنْزِلَةِ الْأَدِلَّةِ فِي الْفَلَوَاتِ (القلوب). مَنْ أَخَذَ الْقَصْدَ حَمِدُوا إِلَيْهِ طَرِيقَهُ، وَ بَشَّرُوهُ بِالنَّجَاةِ، وَ مَنْ أَخَذَ يَمِيناً وَ شِمَالاً ذَمُّوا إِلَيْهِ الطَّرِيقَ، وَ حَذَّرُوهُ مِنَ الْهَلَكَةِ، وَ كَانُوا كَذٰلِكَ مَصَابِيحَ تِلْكَ الظُّلُمَاتِ، وَ أَدِلَّةَ تِلْكَ الشُّبُهَاتِ. وَ إِنَّ لِلذِّكْرِ لَأَهْلاً أَخَذُوهُ مِنَ الدُّنْيَا بَدَلاً، فَلَمْ تَشْغَلْهُمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَيْعٌ عَنْهُ[1]، يَقْطَعُونَ بِهِ أَيَّامَ الْحَيَاةِ، وَ يَهْتِفُونَ بِالزَّوَاجِرِ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ، فِي أَسْمَاعِ الْغَافِلِينَ، وَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ وَ يَأْتَمِرُونَ بِهِ، وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يَتَنَاهَوْنَ عَنْهُ، فَكَأَنَّمَا قَطَعُوا الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ وَ هُمْ فِيهَا، فَشَاهَدُوا مَا وَرَاءَ ذٰلِكَ، فَكَأَنَّمَا اطَّلَعُوا غُيُوبَ أَهْلِ الْبَرْزَخِ فِي طُولِ الْإِقَامَةِ فِيهِ، وَ حَقَّقَتِ الْقِيَامَةُ عَلَيْهِمْ عِدَاتِهَا، فَكَشَفُوا غِطَاءَ ذٰلِكَ لِأَهْلِ الدُّنْيَا، حَتَّىٰ كَأَنَّهُمْ يَرَوْنَ مَا لَا يَرَى النَّاسُ، وَ يَسْمَعُونَ مَا لَا يَسْمَعُونَ. فَلَوْ مَثَّلْتَهُمْ لِعَقْلِكَ فِي مَقَاوِمِهِمُ الْمَحْمُودَةِ، وَ مَجَالِسِهِمُ الْمَشْهُودَةِ، وَ قَدْ نَشَرُوا دَوَاوِينَ أَعْمَالِهِمْ، وَ فَرَغُوا لِمُحَاسَبَةِ أَنْفُسِهِمْ عَلَىٰ كُلِّ صَغِيرَةٍ وَ كَبِيرَةٍ أُمِرُوا بِهَا فَقَصَّرُوا عَنْهَا، أَوْ نُهُوا عَنْهَا فَفَرَّطُوا فِيهَا، وَ حَمَّلُوا ثِقَلَ أَوْزَارِهِمْ ظُهُورَهُمْ، فَضَعُفُوا عَنِ الْاِسْتِقْلَالِ بِهَا فَنَشَجُوا نَشِيجاً، وَ تَجَاوَبُوا نَحِيباً، يَعِجُّونَ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مِنْ مَقَامِ نَدَمٍ وَاعْتِرَافٍ، لَرَأَيْتَ أَعْلَامَ هُدًى، وَ مَصَابِيحَ دُجًى، قَدْ حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ، وَ تَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَ فُتِحَتْ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَ أُعِدَّتْ لَهُمْ مَقَاعِدُ الْكَرَامَاتِ،

وَقْرہ - بہرہ پن
عَشْوَہ - ضعف بصر
بُرہَہ - طویل مدت
فترات - اوقات مہلت
عِدات - وعدے
مقاوم - مقامات
دَوَاوین - جمع دیوان (نامۂ اعمال)
اَوْزَار - جمع وزر (بوجھ)
نَشَجُوا - ہچکیاں بندھ گئیں
نَحِیب - گریہ
عَجّ - فریاد

[1] اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اہل ذکر کاروبار حیات سے بالکل الگ رہتے ہیں اور صرف مصلیٰ پر بیٹھ کر تسبیح پڑھتے رہتے ہیں - کہ یہ بات دین الٰہی کے مزاج کے خلاف ہے اور اسلام اس قسم کے تقدس اور اس طرح کی رہبانیت کو برداشت نہیں کرسکتا ہے - مقصد صرف یہ ہے کہ یہ افراد ایسے اللہ والے ہیں کہ انھیں کوئی کاروبار یاد خدا سے غافل نہیں کرسکتا ہے اور یہ کاروبار حیات میں بھی یاد خدا پر ایسی نگاہ رکھتے ہیں کہ جیسے ہی اذان کی آواز کانوں میں آتی ہے - کاروبار بند کرکے یاد خدا کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور پھر جب نماز تمام ہوجاتی ہے تو دوبارہ رزق خدا کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں (سورۂ جمعہ)

بندے بن کے بعد دیکھنے لگتے ہیں اور عناد اور ضد کے بعد مطیع و فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور خدائے عز و جل (جس کی نعمتیں عظیم و جلیل ہیں) کے لئے ہر دور میں اور ہر عہد فترت میں ایسے بندے رہے ہیں جن سے اس نے ان کے افکار کے ذریعہ رازدارانہ گفتگو کی ہے اور ان کی عقلوں کے وسیلہ سے ان سے کلام کیا ہے اور انھوں نے اپنی بصارت، سماعت اور فکر کی بیداری کے نور سے روشنی حاصل کی ہے۔ انھیں اللہ کے مخصوص دنوں کی یاد عطا کی گئی ہے اور وہ اس کی عظمت سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ ان کی مثال بیابانوں کے راہنماؤں جیسی ہے کہ جو صحیح راستہ پر چلتا ہے اس کی روش کی تعریف کرتے ہیں اور اسے نجات کی بشارت دیتے ہیں اور جو داہنے بائیں چلا جاتا ہے اس کے راستہ کی مذمت کرتے ہیں اور اسے ہلاکت سے ڈراتے ہیں اور اسی انداز سے یہ ظلمتوں کے چراغ اور شبہات کے رہنما ہیں۔

بیشک ذکر خدا کے بھی کچھ اہل ہیں جنھوں نے اسے ساری دنیا کا بدل قرار دیا ہے اور اب انھیں تجارت یا خرید و فروخت اس ذکر سے غافل نہیں کر سکتی ہے۔ یہ اس کے سہارے زندگی کے دن کاٹتے ہیں اور غافلوں کے کانوں میں محرمات کے روکنے والی آوازیں داخل کر دیتے ہیں۔ لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔ برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی باز رہتے ہیں۔ گویا انھوں نے دنیا میں رہ کر آخرت تک کا فاصلہ طے کر لیا ہے اور پس پردۂ دنیا جو کچھ ہے سب دیکھ لیا ہے اور گویا کہ انھوں نے برزخ کے طویل و عریض زمانہ کے مخفی حالات پر اطلاع حاصل کر لی ہے اور گویا کہ قیامت نے ان کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا ہے اور انھوں نے اہل دنیا کے لئے اس پردہ[1] کو اٹھا دیا ہے — کہ اب وہ ان چیزوں کو دیکھ رہے ہیں جنھیں عام لوگ نہیں دیکھ سکتے ہیں اور ان آوازوں کو سُن رہے ہیں جنھیں دوسرے لوگ نہیں سُن سکتے ہیں۔ اگر تم اپنی عقل سے ان کی اس تصویر کو تیار کرو جو ان کے قابل تعریف مقامات اور قابل حضور مجالس کی ہے — جہاں انھوں نے اپنے اعمال کے دفتر پھیلائے ہوئے ہیں اور اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل کا حساب دینے کے لئے تیار ہیں جن کا حکم دیا گیا تھا اور ان میں کوتاہی ہو گئی ہے یا جن سے روکا گیا تھا اور تقصیر ہو گئی ہے اور اپنی پشت پر تمام اعمال کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں لیکن اٹھانے کے قابل نہیں ہیں اور اب روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی ہیں اور ایک دوسرے کو رو رو کر اس کے سوال کا جواب دے رہے ہیں اور ندامت اور اعترافِ گناہ کے ساتھ پروردگار کی بارگاہ میں فریاد کر رہے ہیں — تو وہ تمھیں ہدایت کے نشان اور تاریکی کے چراغ نظر آئیں گے جن کے گرد ملائکہ کا گھیرا ہوگا اور ان پر پروردگار کی طرف سے سکون و اطمینان کا مسلسل نزول ہوگا اور ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے گئے ہوں گے اور کرامتوں کی منزلیں مہیا کر دی گئی ہوں گی۔

[1] ان حقائق کا صحیح اظہار وہی انسان کر سکتا ہے جو یقین کی اس آخری منزل پر فائز ہو جس کے بعد خود یہ اعلان کرتا ہو کہ اب اگر پردے ہٹا بھی دئے جائیں تو یقین میں کسی طرح کا اضافہ نہیں ہو سکتا ہے۔

اور حقیقت امر یہ ہے کہ اسلام میں اہل ذکر صرف صاحبانِ علم و فضل کا نام نہیں ہے بلکہ ذکر الٰہی کا اہل ان افراد کو قرار دیا گیا ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی آخری منزل پر ہوں اور آخرت کو اپنی نگاہوں سے دیکھ کر ساری دنیا کو راہ و چاہ سے آگاہ کر رہے ہوں۔ ملائکہ مقربین ان کے گرد گھیرے ڈالے ہوں لیکن اس کے بعد بھی عظمت و جلال الٰہی کے تصور سے اپنے اعمال کو بے قیمت سمجھ کر لرز رہے ہوں اور مسلسل اپنی کوتاہیوں کا اقرار کر رہے ہوں۔!

فِي مَقْعَدٍ (مقام) اطَّلَعَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فِيهِ، فَرَضِيَ سَعْيَهُمْ، وَ حَمِدَ مَقَامَهُمْ. يَتَنَسَّمُونَ بِدُعَائِهِ رَوْحَ التَّجَاوُزِ. رَهَائِنُ فَاقَةٍ إِلَىٰ فَضْلِهِ، وَ أُسَارَىٰ ذِلَّةٍ لِعَظَمَتِهِ، جَرَحَ طُولُ الأَسَىٰ قُلُوبَهُمْ وَ طُولُ الْبُكَاءِ عُيُونَهُمْ. لِكُلِّ بَابِ رَغْبَةٍ إِلَىٰ اللّٰهِ مِنْهُمْ يَدٌ قَارِعَةٌ (فارغة)، يَسْأَلُونَ مَنْ لَا تَضِيقُ لَدَيْهِ الْمَنَادِحُ، وَ لَا يَخِيبُ عَلَيْهِ الرَّاغِبُونَ.

فَحَاسِبْ نَفْسَكَ لِنَفْسِكَ، فَإِنَّ غَيْرَهَا مِنَ الأَنْفُسِ لَهَا حَسِيبٌ غَيْرُكَ.[1]

۲۲۳

و من كلام له (عليه السلام)

قاله عند تلاوته:

«يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ.»

أَدْحَضُ مَسْؤُولٍ حُجَّةً، وَ أَقْطَعُ مُغْتَرٍّ مَعْذِرَةً، لَقَدْ أَبْرَحَ جَهَالَةً بِنَفْسِهِ.

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ، مَا جَرَّأَكَ عَلَىٰ ذَنْبِكَ، وَ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ، وَ مَا أَنَّسَكَ بِهَلَكَةِ نَفْسِكَ؟ أَمَا مِنْ دَائِكَ بُلُولٌ، أَمْ لَيْسَ مِنْ نَوْمَتِكَ يَقَظَةٌ؟ أَمَا تَرْحَمُ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَرْحَمُ مِنْ غَيْرِكَ؟ فَلَرُبَّمَا تَرَىٰ الضَّاحِيَ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ فَتُظِلُّهُ، أَوْ تَرَىٰ الْمُبْتَلَىٰ بِأَلَمٍ يُمِضُّ جَسَدَهُ فَتَبْكِي رَحْمَةً لَهُ! فَمَا صَبَّرَكَ عَلَىٰ دَائِكَ، وَ جَلَّدَكَ عَلَىٰ مُصَابِكَ، وَ عَزَّاكَ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَىٰ نَفْسِكَ وَ هِيَ أَعَزُّ الأَنْفُسِ عَلَيْكَ! وَ كَيْفَ لَا يُوقِظُكَ خَوْفُ بَيَاتِ نِقْمَةٍ، وَ قَدْ تَوَرَّطْتَ بِمَعَاصِيهِ مَدَارِجَ سَطَوَاتِهِ! فَتَدَاوَ مِنْ دَاءِ الْفَتْرَةِ فِي قَلْبِكَ بِعَزِيمَةٍ، وَ مِنْ كَرَىٰ الْغَفْلَةِ فِي نَاظِرِكَ بِيَقَظَةٍ، وَ كُنْ لِلّٰهِ مُطِيعاً، وَ بِذِكْرِهِ آنِساً. وَ تَمَثَّلْ فِي حَالِ تَوَلِّيكَ عَنْهُ إِقْبَالَهُ عَلَيْكَ، يَدْعُوكَ إِلَىٰ عَفْوِهِ، وَ يَتَغَمَّدُكَ بِفَضْلِهِ، وَ أَنْتَ مُتَوَلٍّ عَنْهُ إِلَىٰ غَيْرِهِ. فَتَعَالَىٰ مِنْ قَوِيٍّ مَا أَكْرَمَهُ (أحكمه)! وَ تَوَاضَعْتَ مِنْ ضَعِيفٍ مَا أَجْرَأَكَ عَلَىٰ مَعْصِيَتِهِ! وَ أَنْتَ فِي كَنَفِ سِتْرِهِ مُقِيمٌ، وَ فِي سَعَةِ فَضْلِهِ مُتَقَلِّبٌ. فَلَمْ يَمْنَعْكَ فَضْلَهُ، وَ لَمْ يَهْتِكْ عَنْكَ

يَتَنَسَّمُون - سانس لیتے ہیں
رَہَائن - رہن شدہ
اُسَارىٰ - قیدی
اَسیٰ - رنج وغم
قَارِعَہ - کھٹکھٹانے والا
مَنَادِح - وسعتیں
اَدْحَض - بالکل بیکار
اَقطَع - بالکل بعید
اَبْرَح - حیرت انگیز ہوگیا
بُلُول - شفا
ضَاحِی - آفتاب زدہ
یُمِض - تکلیف دے رہا ہے
جلّدک - صابر بنا دیا ہے
تَوَرَّطت - گڈھے میں گر پڑا ہے
کَریٰ - اونگھ
تَمَثّل - تصور کر
تَوَلّی - پیٹھ پھیرنا
کَنَف - پہلو - زیر سایہ

[1] یوں تو امیر المومنینؑ کا ہر فقرہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے لیکن انسانی سماجیات میں اس سے زیادہ حسین فقرہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ انسان صرف اپنے نفس کا حساب کرے اور دوسروں کی فکر چھوڑ دے کہ ان کا حساب کرنے والا موجود ہے۔ آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سماج کا سارا عیب یہی ہے کہ ہر شخص دوسرے کا حساب کرنا چاہتا ہے اور اپنے حساب سے یکسر غافل رہتا ہے اور یہیں سے فسادات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

مقام پر جہاں مالک کی نگاہ کرم ان کی طرف ہو اور وہ ان کی سعی سے راضی ہو اور ان کی منزل کی تعریف کر رہا ہو۔ وہ مالک کو
نے کی فرحت سے بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں۔ اس کے فضل و کرم کی احتیاج کے ہاتھوں رہن ہوں اور اس کی
ت کے سامنے ذلت کے اسیر ہوں۔ غم ندامت کے طول زمان نے ان کے دلوں کو مجروح کر دیا ہو اور مسلسل گریہ نے ان کی
ھوں کو زخمی کر دیا ہو۔ مالک کی طرف رغبت کے ہر دروازہ کو کھٹکھٹا رہے ہوں اور اس سے سوال کر رہے ہوں جس کے
د و کرم کی وسعتوں میں تنگی نہیں آتی ہے اور جس کی طرف رغبت کرنے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے ہیں۔
دیکھو اپنی بھلائی کے لئے خود اپنے نفس کا حساب کر دکہ دوسروں کے نفس کا حساب کرنے والا کوئی اور ہے[۱]

۲۲۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے آیت شریفہ "ماغرّک بربّک الکریم..." [اے انسان تجھے خدائے کریم کے بارے میں کس شے نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے؟] کے ذیل میں ارشاد فرمایا ہے:)

دیکھو یہ انسان جس سے یہ سوال کیا گیا ہے وہ اپنی دلیل کے اعتبار سے کسقدر کمزور ہے اور اپنے فریب خوردہ ہونے کے اعتبار سے کسقدر ناقص معذرت کا حامل ہے۔ یقیناً اس نے اپنے نفس کو جہالت کی سختیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔

اے انسان! سچ بتا۔ تجھے کس شے نے گناہوں کی جرأت دلائی ہے اور کس چیز نے پروردگار کے بارے میں دھوکہ میں رکھا ہے اور کس امر نے نفس کی ہلاکت پر بھی مطمئن بنا دیا ہے۔ کیا تیرے اس مرض کا کوئی علاج اور تیرے اس خواب کی کوئی بیداری نہیں ہے اور کیا اپنے نفس پر اتنا بھی رحم نہیں کرتا ہے جتنا دوسروں پر کرتا ہے کہ جب کبھی آفتاب کی حرارت میں کسی کو تپتا دیکھتا ہے تو سایہ کر دیتا ہے یا کسی کو درد و رنج میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس کے حال پر رونے لگتا ہے تو آخر کس شے نے تجھے خود اپنے مرض پر صبر دلا دیا ہے اور اپنی مصیبت پر سامان سکون فراہم کر دیا ہے اور اپنے نفس پر رونے سے روک دیا ہے جب کہ وہ تجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ اور کیوں راتوں رات عذاب الٰہی کے نازل ہو جانے کا تصور تجھے بیدار نہیں رکھتا ہے جب کہ تو اس کی نافرمانیوں کی بنا پر اس کے قہر و غلبہ کی راہ میں پڑا ہوا ہے۔

ابھی غنیمت ہے کہ اپنے دل کی سستی کا عزم راسخ سے علاج کر لے اور اپنی آنکھوں میں غفلت کی نیند کا بیدردی سے مداوا کر لے اللہ کا اطاعت گذار بن جا۔ اس کی یاد سے انس حاصل کر اور اس امر کا تصور کر کہ کس طرح وہ تیرے دوسروں کی طرف منہ موڑ لینے کے باوجود وہ تیری طرف متوجہ رہتا ہے۔ تجھے معافی کی دعوت دیتا ہے۔ اپنے فضل و کرم میں ڈھانپ لیتا ہے حالانکہ تو دوسروں کی طرف رخ کئے ہوئے ہے۔ بلند و بالا ہے وہ صاحب قوت جو اسقدر کرم کرتا ہے اور ضعیف و ناتواں ہے تو انسان جو اس کی معصیت کی اسقدر جرأت رکھتا ہے جب کہ اسی کے عیب پوشی کے ہمسایہ میں مقیم ہے اور اسی کے فضل و کرم کی وسعتوں میں کروٹیں بدل رہا ہے وہ نہ اپنے فضل و کرم کو تجھ سے روکتا ہے اور نہ تیرے پردۂ راز کو فاش کرتا ہے۔

---

[۱] حقیقت امر یہ ہے کہ انسان آخرت کی طرف سے بالکل غفلت کا مجسمہ بن گیا ہے کہ دنیا میں کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ پاتا ہے اور اس کی دادرسی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور آخرت میں پیش آنیوالے خود اپنے مصائب کی طرف سے بھی یکسر غافل ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی آفتاب محشر کے سایہ اور گرمی قیامت سے بچنے کا انتظام نہیں کرتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اس کا مذاق بھی اڑاتا ہے۔ انا للہ...

سِتْرَهُ، بَلْ لَمْ تَخْلُ مِنْ لُطْفِهِ مَطْرِفَ عَيْنٍ فِي نِعْمَةٍ يُحْدِثُهَا لَكَ، أَوْ سَيِّئَةٍ يَسْتُرُهَا عَلَيْكَ، أَوْ بَلِيَّةٍ يَصْرِفُهَا عَنْكَ. فَمَا ظَنُّكَ بِهِ لَوْ أَطَعْتَهُ! وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ كَانَتْ فِي مُتَّفِقَيْنِ فِي الْقُوَّةِ، مُتَوَازِيَيْنِ فِي الْقُدْرَةِ، لَكُنْتَ أَوَّلَ حَاكِمٍ عَلَىٰ نَفْسِكَ بِذَمِيمِ الْأَخْلَاقِ، وَ مَسَاوِىءِ الْأَعْمَالِ.[له] وَ حَقّاً أَقُولُ! مَا الدُّنْيَا غَرَّتْكَ، وَ لٰكِنْ بِهَا اغْتَرَرْتَ، وَ لَقَدْ كَاشَفَتْكَ الْعِظَاتِ، وَ آذَنَتْكَ عَلَىٰ سَوَاءٍ. وَ لَهِيَ بِمَا تَعِدُكَ مِنْ نُزُولِ الْبَلَاءِ بِجِسْمِكَ، وَ النَّقْصِ (النقض) فِي قُوَّتِكَ أَصْدَقُ وَ أَوْفَىٰ مِنْ أَنْ تَكْذِبَكَ، أَوْ تَغُرَّكَ. وَ لَرُبَّ نَاصِحٍ لَهَا عِنْدَكَ مُتَّهَمٌ، وَ صَادِقٍ مِنْ خَبَرِهَا مُكَذَّبٌ وَ لَئِنْ تَعَرَّفْتَهَا فِي الدِّيَارِ الْخَاوِيَةِ، وَالرُّبُوعِ الْخَالِيَةِ، لَتَجِدَنَّهَا مِنْ حُسْنِ تَذْكِيرِكَ، وَ بَلَاغِ مَوْعِظَتِكَ، بِمَحَلَّةِ الشَّفِيقِ عَلَيْكَ، وَالشَّحِيحِ بِكَ! وَ لَنِعْمَ دَارُ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِهَا دَاراً، وَ مَحَلُّ مَنْ لَمْ يُوَطِّنْهَا مَحَلّاً! وَ إِنَّ السُّعَدَاءَ بِالدُّنْيَا غَداً هُمُ الْهَارِبُونَ مِنْهَا الْيَوْمَ.

إِذَا رَجَفَتِ الرَّاجِفَةُ، وَ حَقَّتْ بِجَلَائِلِهَا الْقِيَامَةُ، وَ لَحِقَ بِكُلِّ مَنْسَكٍ أَهْلُهُ، وَ بِكُلِّ مَعْبُودٍ عَبَدَتُهُ، وَ بِكُلِّ مُطَاعٍ أَهْلُ طَاعَتِهِ، فَلَمْ يُجْزَ فِي عَدْلِهِ وَ قِسْطِهِ يَوْمَئِذٍ خَرْقُ بَصَرٍ فِي الْهَوَاءِ، وَ لَا هَمْسُ قَدَمٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَكَمْ حُجَّةٍ يَوْمَ ذَاكَ دَاحِضَةٌ، وَ عَلَائِقِ عُذْرٍ مُنْقَطِعَةٌ!

فَتَحَرَّ مِنْ أَمْرِكَ مَا يَقُومُ بِهِ عُذْرُكَ، وَ تَثْبُتُ بِهِ حُجَّتُكَ، وَ خُذْ مَا يَبْقَىٰ لَكَ مِمَّا لَا تَبْقَىٰ لَهُ، وَ تَيَسَّرْ لِسَفَرِكَ، وَ شِمْ بَرْقَ النَّجَاةِ، وَارْحَلْ مَطَايَا التَّشْمِيرِ.

٢٢٤

و من كلام له (عليه السلام)

يتبرأ من الظلم

وَ اللّٰهِ لَأَنْ أَبِيتَ عَلَىٰ حَسَكِ السَّعْدَانِ مُسَهَّداً، أَوْ أُجَرَّ

عظات - مواعظ
آذنتک - باخبر کر دیا ہے
تعرّفت - طلب معرفت کرے
لم یوطّنھا - اسے وطن نہ بنائے
راجفہ - زلزلہ
حقت - ثابت ہو جائے
منسک - عبادت گاہ
علائق - جمع علاقہ
تحرّ - بہترین امر کی تلاش کرو
شم - نظر کرو
ارحل - سامان سفر بار کر لیا
تشمیر - تیاری

[له] یہ ہے اہلبیت علیہم السلام کا انداز تربیت کہ انسان میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرا دیا جائے اور اسے خود اپنے اعمال و کردار کے بارے میں حکم قرار دیا جائے تاکہ اسے یہ اندازہ ہو کہ اگر ایسا برتاؤ کوئی دوسرا میرے ساتھ کرتا تو میرا ردعمل کیا ہوتا اور میں یہی برتاؤ اپنے مالک کے ساتھ کر رہا ہوں اور پھر بھی اپنے کو مسلمان اور مومن تصور کر رہا ہوں۔ کیا یہی عدل و انصاف کا تقاضہ ہے اور کیا اسی طرح انسان مسلمان، مومن اور شریف و عزیز بن جاتا ہے

مصادر خطبہ ۲۲۴

[illegible]تو پلک جھپکنے کے برابر بھی اس کی مہربانیوں سے خالی نہیں ہے۔ کبھی نئی نئی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ کبھی برائیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور کبھی بلاؤں کو رد کر دیتا ہے جب کہ تو اس کی معصیت کر رہا ہے تو سوچ اگر تو اطاعت کرتا تو کیا ہوتا؟

خدا گواہ ہے کہ اگر یہ برتاؤ دو برابر کی قوت و قدرت والوں کے درمیان ہوتا اور تو دوسرے کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتا تو تو خود ہی سب سے پہلے اپنے نفس کے بداخلاق اور بدعمل ہونے کا فیصلہ کر دیتا لیکن افسوس (۵۱)!

میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھے دھوکہ نہیں دیا ہے تو نے دنیا سے دھوکہ کھایا ہے۔ اس نے تو نصیحتوں کو کھول کر سامنے رکھ دیا ہے اور تجھے ہر چیز سے برابر سے آگاہ کیا ہے۔ اس نے جسم پر جن نازل ہونے والی بلاؤں کا وعدہ کیا ہے اور قوت میں جس کمزوری کی خبر دی ہے۔ اس میں وہ بالکل سچی اور وفائے عہد کرنے والی ہے۔ نہ جھوٹ بولنے والی ہے اور نہ دھوکہ دینے والی۔ بلکہ بہت سے اس کے بارے میں نصیحت کرنے والے ہیں جو تیرے نزدیک ناقابل اعتبار ہیں اور سچ سچ بولنے والے ہیں جو تیری نگاہ میں جھوٹے ہیں۔

اگر تو نے اسے گرے پڑے مکانات اور غیر آباد منزلوں میں پہچان لیا ہوتا تو دیکھتا کہ وہ اپنی یاد دہانی اور بلیغ ترین نصیحت میں تجھ پر کس قدر مہربان ہے اور تیری تباہی کے بارے میں کس قدر بخل سے کام لیتی ہے۔

یہ دنیا اس کے لئے بہترین گھر ہے جو اس کو گھر بنانے سے راضی نہ ہو۔ اور اس کے لئے بہترین وطن ہے جو اسے وطن بنانے پر آمادہ نہ ہو۔ اس دنیا کے رہنے والوں میں کل کے دن نیک بخت وہی ہوں گے جو آج اس سے گریز کرنے پر آمادہ ہوں۔

دیکھو جب زمین کو زلزلہ آ جائے گا اور قیامت اپنی عظیم مصیبتوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے گی اور ہر عبادت گاہ کے ساتھ اس کے عبادت گذار۔ ہر معبود کے ساتھ اس کے بندے اور ہر قابل اطاعت کے ساتھ اس کے مطیع و فرمانبردار ملحق کر دئے جائیں گے تو کوئی ہوا میں شگاف کرنے والی نگاہ اور زمین پر پڑنے والے قدم کی آہٹ ایسی نہ ہوگی جس کا عدل و انصاف کے ساتھ پورا بدلہ نہ دے دیا جائے۔ اس دن کتنی ہی دلیلیں ہوں گی جو بیکار ہو جائیں گی اور کتنے ہی معذرت کے رشتے ہوں گے جو کٹ کے رہ جائیں گے۔

لہٰذا مناسب ہے کہ ابھی سے ان چیزوں کو تلاش کر لو جن سے عذر قائم ہو سکے اور [illegible] ثابت ہو سکے۔ جس دنیا میں تم کو نہیں رہنا ہے اس میں سے وہ لے لو جس کو تمہارے [illegible] ہے۔ سفر کے [illegible] آمادہ ہو جاؤ۔ نجات کی روشنی کی چمک دیکھ لو اور آمادگی کی سواریوں پر سامان بار کر لو۔

۲۲۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں ظلم سے برائت و بیزاری کا اظہار فرمایا گیا ہے)

خدا گواہ ہے کہ میرے لئے سعدان کی خاردار جھاڑی پر جاگ کر رات گذار لینا یا زنجیروں میں قید ہو کر کھینچا جانا اس امر سے زیادہ عزیز ہے

فِي الأَغْلاَلِ مُصَفَّداً، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ
وَرَسُولَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَالِماً لِبَعْضِ الْعِبَادِ،
وَغَاصِباً لِشَيْءٍ مِنَ الْحُطَامِ، وَكَيْفَ أَظْلِمُ أَحَداً لِنَفْسٍ
يُسْرِعُ إِلَى الْبِلَى قُفُولُهَا، وَيَطُولُ فِي الثَّرَى حُلُولُهَا؟!

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ عَقِيلاً وَقَدْ أَمْلَقَ حَتَّى اسْتَمَاحَنِي
مِنْ بُرِّكُمْ صَاعاً، وَرَأَيْتُ صِبْيَانَهُ شُعْثَ الشُّعُورِ، غُبْرَ
الْأَلْوَانِ، مِنْ فَقْرِهِمْ، كَأَنَّمَا سُوِّدَتْ وُجُوهُهُمْ بِالْعِظْلِمِ،
وَعَاوَدَنِي مُؤَكِّداً، وَكَرَّرَ عَلَيَّ الْقَوْلَ مُرَدِّداً، فَأَصْغَيْتُ
إِلَيْهِ سَمْعِي، فَظَنَّ أَنِّي أَبِيعُهُ دِينِي، وَأَتَّبِعُ قِيَادَهُ
مُفَارِقاً طَرِيقَتِي، فَأَحْمَيْتُ لَهُ حَدِيدَةً، ثُمَّ أَدْنَيْتُهَا
مِنْ جِسْمِهِ لِيَعْتَبِرَ بِهَا، فَضَجَّ ضَجِيجَ ذِي دَنَفٍ مِنْ أَلَمِهَا،
وَكَادَ أَنْ يَحْتَرِقَ (يحرق) مِنْ مِيسَمِهَا، فَقُلْتُ لَهُ: ثَكِلَتْكَ
الثَّوَاكِلُ، يَا عَقِيلُ! أَتَئِنُّ مِنْ حَدِيدَةٍ أَحْمَاهَا إِنْسَانُهَا
لِلَعِبِهِ، وَتَجُرُّنِي إِلَى نَارٍ سَجَرَهَا جَبَّارُهَا لِغَضَبِهِ!
أَتَئِنُّ مِنَ الْأَذَى وَلاَ أَئِنُّ مِنْ لَظًى؟! وَأَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ
طَارِقٌ طَرَقَنَا بِمَلْفُوفَةٍ فِي وِعَائِهَا، وَمَعْجُونَةٍ شَنِئْتُهَا،
كَأَنَّمَا عُجِنَتْ بِرِيقِ حَيَّةٍ أَوْ قَيْئِهَا، فَقُلْتُ: أَصِلَةٌ، أَمْ
زَكَاةٌ، أَمْ صَدَقَةٌ؟ فَذٰلِكَ مُحَرَّمٌ عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ!
فَقَالَ: لاَ ذَا وَلاَ ذَاكَ، وَلٰكِنَّهَا هَدِيَّةٌ. فَقُلْتُ: هَبِلَتْكَ
الْهَبُولُ! أَعَنْ دِينِ اللّٰهِ أَتَيْتَنِي لِتَخْدَعَنِي؟ أَمُخْتَبِطٌ
أَنْتَ أَمْ ذُو جِنَّةٍ، أَمْ تَهْجُرُ؟ وَاللّٰهِ لَوْ أُعْطِيتُ الْأَقَالِيمَ
السَّبْعَةَ بِمَا تَحْتَ أَفْلاَكِهَا، عَلَى أَنْ أَعْصِيَ اللّٰهَ فِي نَمْلَةٍ
أَسْلُبُهَا جُلْبَ (خلمة) شَعِيرَةٍ مَا فَعَلْتُهُ، وَإِنَّ دُنْيَاكُمْ
عِنْدِي لَأَهْوَنُ مِنْ وَرَقَةٍ فِي فَمِ جَرَادَةٍ تَقْضَمُهَا، مَا لِعَلِيٍّ
وَلِنَعِيمٍ يَفْنَى، وَلَذَّةٍ لاَ تَبْقَى! نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُبَاتِ

سعدان - جھاڑی
مُسَہَّد - بیدار
مُصَفَّد - قیدی
قفول - پلٹنا
املق - فقیر ہوگیا
استماح - طلب عطیہ کیا
شعث - پراگندہ
عظلم - نیل کا رنگ
قیاد - مہار
دنف - مرض
میسم - داغنے کا آلہ
ثکلتک - گریہ کریں
شنئتہا - برا سمجھا
صلہ - عطیہ
ہبلتک - گریہ کریں
ہبول - رونے والی
مختبط - خبط الحواس
ذوجنۃ - دیوانہ
تہجر - ہذیان بک رہا ہے
جلب - چھلکا
تقضمہا - دانت سے توڑ رہی ہو

(۱) اس شخص سے مراد اشعث بن قیس ہے جو اپنے دور کا راس المنافقین تھا اور حضرت کے کردار سے اس قدر بے خبر تھا کہ رشوت دے کر آپ کو معاویہ کی صف میں کھڑا کرنا چاہتا تھا۔

ں روز قیامت پروردگار سے اس عالم میں ملاقات کروں کہ کسی بندہ پرظلم کرچکا ہوں یا دنیا کے کسی معمولی مال کو غصب کیا ہو بھلا
سی شخص پر بھی اُس نفس کے لئے کس طرح ظلم کروں گا جو فنا کی طرف بہت جلد پلٹنے والا ہے اور زمین کے اندر بہت دنوں
نے والا ہے۔

خدا کی قسم میں نے عقیل[1] کو خود دیکھا ہے کہ انھوں نے فقروفاقہ کی بناپر تمھارے حصۂ گندم میں سے تین کیلو کا مطالبہ کیا تھا
ب کہ ان کے بچوں کے بال غربت کی بناپر پراگندہ ہو چکے تھے اور ان کے چہروں کے رنگ یوں بدل چکے تھے جیسے انھیں تیل
ک کر سیاہ بنا یا گیا ہو اور انھوں نے مجھ سے بار بار تقاضا کیا اور مکرر اپنے مطالبہ کو دہرایا تو میں نے ان کی طرف کان دھر دئے
رادہ یہ سمجھے کہ شائد میں دین بیچنے اور اپنے راستہ کو چھوڑ کر ان کے مطالبہ پر چلنے کے لئے تیار ہو گیا ہوں ــ لیکن میں نے ان کے لئے
گرم کرایا اور پھر ان کے جسم کے قریب لے گیا تا کہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ انھوں نے لوہا دیکھ کر یوں فریاد شروع کردی جیسے
ئی بیمار اپنے درد والم سے فریاد کرتا ہو اور قریب تھا کہ ان کا جسم اس کے داغ دینے سے جل جائے ــ تو میں نے کہا رونے والیاں
پ کے غم میں روئیں اے عقیل! ــ آپ اس لوہے سے فریاد کر رہے ہیں جسے ایک انسان نے فقط ہنسی مذاق میں تپایا ہے
ر مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہیں جسے خدائے جبار نے اپنے غضب کی بنیاد پر بھڑکایا ہے۔ آپ اذیت سے فریاد کریں
ر میں جہنم سے فریاد نہ کروں۔

اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ایک رات ایک شخص[2] (اشعث بن قیس) میرے پاس شہد میں گندھا ہوا حلوہ برتن
ں رکھ کر لایا جو مجھے اس قدر ناگوار تھا جیسے سانپ کے تھوک یا قے سے گوندھا گیا ہو۔ میں نے پوچھا کہ یہ کوئی انعام ہے
زکوٰۃ یا صدقہ جو ہم اہلبیت پر حرام ہے؟ ــ اس نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے۔ یہ فقط ایک ہدیہ ہے! میں نے کہا کہ پسر مردہ عورتیں
ے کو روئیں۔ تو دین خدا کے راستہ سے آکر مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے یا تو پاگل ہو گیا ہے یا ہذیان
ک رہا ہے۔ آخر ہے کیا؟

خدا گواہ ہے کہ اگر مجھے ہفت اقلیم کی حکومت تمام زیر آسمان دولتوں کے ساتھ دے دی جائے اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا جائے
یں کسی چیونٹی پر صرف اسقدر ظلم کروں کہ اس کے منھ سے اس چھلکے کو چھین لوں جو وہ چبا رہی ہے تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا ہوں ــ یہ
ہاری دنیا میری نظر میں اس پتی سے زیادہ بے قیمت ہے جو کسی ٹڈی کے منھ میں ہو اور وہ اسے چبا رہی ہو۔

بھلا علیؑ کو ان نعمتوں سے کیا واسطہ جو فنا ہو جانے والی ہیں اور اس لذت سے کیا تعلق جو باقی رہنے والی نہیں ہے۔ میں خدا کی
اہ چاہتا ہوں عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے

[1] جناب عقیل آپ کے بڑے بھائی اور حقیقی بھائی تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے یہ عادلانہ برتاؤ کر کے واضح کر دیا کہ دین الٰہی میں رشتہ و قرابت کا گذر نہیں
ہے۔ دین کا ذمہ دار وہی شخص ہو سکتا ہے جو مالِ خدا کو مالِ خدا تصور کرے اور اس مسئلہ میں کسی طرح کی رشتہ داری اور تعلق کو شامل نہ کرے۔
امیر المومنینؑ کے کردار کا وہ نمایاں امتیاز ہے جس کا اندازہ دوست اور دشمن دونوں کو تھا اور کوئی بھی اس معرفت سے بیگانہ نہ تھا۔

الْعَقْلِ، وَقُبْحِ الزَّلَلِ. وَ بِهِ نَسْتَعِينُ.

۲۲۵

و من دعاء له (عليه السلام)

يلتجىء الى الله أن يغنيه

اَللّٰهُمَّ صُنْ وَجْهِيْ بِالْيَسَارِ، وَ لَا تَبْذُلْ (تبتذل) جَاهِيَ بِالْإِقْتَارِ، فَأَسْتَرْزِقَ طَالِبِي رِزْقِكَ (رفدك)، وَأَسْتَعْطِفَ شِرَارَ خَلْقِكَ، وَ أُبْتَلَىٰ بِحَمْدِ مَنْ أَعْطَانِي، وَأُفْتَتَنَ بِذَمِّ مَنْ مَنَعَنِي، وَأَنْتَ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ كُلِّهِ وَلِيُّ الْإِعْطَاءِ وَالْمَنْعِ، «إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».

۲۲٦

و من خطبة له (عليه السلام)

في التنفير من الدنيا

دَارٌ بِالْبَلَاءِ مَحْفُوفَةٌ، وَ بِالْغَدْرِ مَعْرُوفَةٌ، لَا تَدُوْمُ أَحْوَالُهَا، وَ لَا يَسْلَمُ نُزَّالُهَا

أَحْوَالٌ مُخْتَلِفَةٌ، وَ تَارَاتٌ مُتَصَرِّفَةٌ، الْعَيْشُ فِيهَا مَذْمُومٌ، وَالْأَمَانُ مِنْهَا مَعْدُوْمٌ، وَ إِنَّمَا أَهْلُهَا فِيهَا أَغْرَاضٌ مُسْتَهْدَفَةٌ، تَرْمِيهِمْ بِسِهَامِهَا، وَ تُفْنِيهِمْ بِحِمَامِهَا.

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ أَنَّكُمْ وَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا عَلَىٰ سَبِيْلِ مَنْ قَدْ مَضَىٰ قَبْلَكُمْ، مِمَّنْ كَانَ أَطْوَلَ مِنْكُمْ أَعْمَاراً، وَ أَعْمَرَ دِيَاراً، وَ أَبْعَدَ آثَاراً؛ أَصْبَحَتْ أَصْوَاتُهُمْ هَامِدَةً، وَ رِيَاحُهُمْ رَاكِدَةً، وَ أَجْسَادُهُمْ بَالِيَةً، وَ دِيَارُهُمْ خَالِيَةً، و آثَارُهُمْ عَافِيَةً. فَاسْتَبْدَلُوا بِالْقُصُوْرِ الْمُشَيَّدَةِ، وَالنَّمَارِقِ الْمُمَهَّدَةِ، الصُّخُورَ وَ الْأَحْجَارَ الْمُسَنَّدَةَ، وَالْقُبُوْرَ اللَّاطِئَةَ الْمُلْحَدَةَ، الَّتِي قَدْ بُنِيَ عَلَى الْخَرَابِ فِنَاؤُهَا، وَ شُيِّدَ بِالتُّرَابِ بِنَاؤُهَا فَمَحَلُّهَا مُقْتَرِبٌ، وَ سَاكِنُهَا مُغْتَرِبٌ، بَيْنَ أَهْلِ مَحَلَّةٍ مُوحِشِينَ، وَ أَهْلِ فَرَاغٍ مُتَشَاغِلِينَ، لَا يَسْتَأْنِسُونَ بِالْأَوْطَانِ، وَ لَا يَتَوَاصَلُونَ تَوَاصُلَ الْجِيرَانِ، عَلَىٰ مَا بَيْنَهُمْ

یسار - مالداری
اقتار - غربت و افلاس
نزّال - نازل ہونے والے
متصرفہ - بدلنے والے
مستہدفہ - جس کا قصد کیا جائے
حمام - موت
راکدہ - ٹھہری ہوئی
نمارق - مسند
لاطئہ - چپکی ہوئی
ملحدہ - جس کے اندر لحد بنا دی جائے
فناء - صحن

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مال و دولت کی انسانی دنیا میں کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود غربت ایک ایسی بلا ہے جو انسان کے دین اور دنیا دونوں کو خطرہ میں ڈال دیتی ہے - دنیا میں انسان کا وقار اور اعتبار ختم ہو جاتا ہے اور آخرت میں غیر مستحق کی مدح یا نہ دینے والے کی مذمت کی بنا پر عذاب الٰہی کا حقدار ہو جاتا ہے دولت انسان کو متکبر بناتی ہے لیکن اسکے بعد بھی انسان اپنے دروازہ پر "هذا من فضل ربي" کا بورڈ لگا دیتا ہے لیکن غربت عدل الٰہی پر اعتراض کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے اور اس طرح انسان سرحد اسلام سے باہر نکل جاتا ہے - گویا دولت باغی و طاغی بناتی ہے اور غربت کا فر و بے دین اور انسان کا فریضہ ہے کہ دونوں ہی سے ہوشیار رہے اور خدا کی پناہ مانگتا رہے

ہی سے مدد کا طلبگار ہوں۔

۲۲۵۔ آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار سے بے نیازی کا مطالبہ کیا گیا ہے)

خدایا۔ میری آبرو کو مالداری کے ذریعہ محفوظ فرما اور میری منزلت کو غربت کی بنا پر نگاہوں سے نہ گرنے دینا کہ مجھے تجھ سے ہی مانگنے والوں سے مانگنا پڑے یا تیری بدترین مخلوقات سے رحم کی درخواست کرنا پڑے اور اس کے بعد میں ہر عطا کرنے والے کی تعریف کروں اور ہر انکار کرنے والے کی مذمت میں مبتلا ہو جاؤں جب کہ ان سب کے پس پردہ عطا و انکار دونوں کا اختیار تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۲۲۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں دنیا سے نفرت دلائی گئی ہے)

یہ ایک ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھرا ہوا ہے اور اپنی غداری میں مشہور ہے۔ نہ اس کے حالات کو دوام ہے اور نہ اس میں نازل ہونے والوں کے لئے سلامتی ہے۔

اس کے حالات مختلف اور اس کے اطوار بدلنے والے ہیں۔ اس میں پُر کیف زندگی قابل مذمت ہے اور اس میں امن و امان کا دور دور پتہ نہیں ہے۔ اس کے باشندے وہ نشانے ہیں جن پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور اپنی مدت کے سہارے انہیں فنا کے گھاٹ اتارتی رہتی ہے۔

بندگان خدا! یاد رکھو اس دنیا میں تم اور جو کچھ تمھارے پاس ہے سب کا وہی راستہ ہے جس پر پہلے والے چل چکے ہیں جن کی عمریں تم سے زیادہ طویل اور جن کے علاقے تم سے زیادہ آباد تھے۔ ان کے آثار بھی دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن اب ان کی آوازیں دب گئی ہیں ان کی ہوائیں اکھڑ گئی ہیں۔ ان کے جسم بوسیدہ ہو گئے ہیں۔ ان کے مکانات خالی ہو گئے ہیں اور ان کے آثار مٹ گئے ہیں۔ وہ مستحکم قلعوں اور بچھی ہوئی مسندوں کو پتھروں اور چنی ہوئی سلوں اور زمین کے اندر لحد والی قبروں میں تبدیل کر چکے ہیں جن کے صحنوں کی بنیاد تباہی پر قائم ہے اور جن کی عمارت مٹی سے مضبوط کی گئی ہے۔ ان قبروں کی جگہیں تو قریب قریب ہیں لیکن ان کے رہنے والے سب ایک دوسرے سے غریب اور اجنبی ہیں۔ ایسے لوگوں کے درمیان ہیں جو بوکھلائے ہوئے ہیں اور یہاں کے کاموں سے فارغ ہو کر وہاں کی فکر میں مشغول ہو گئے ہیں۔ نہ اپنے وطن سے کوئی انس رکھتے ہیں اور نہ اپنے ہمسایوں سے کوئی ربط رکھتے ہیں۔

یہ فقرات بعینہ اسی طرح امام زین العابدینؑ کی مکارم اخلاق میں بھی پائے جاتے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اہلبیتؑ کا کردار اور ان کا بیان ہمیشہ ایک انداز کا ہوتا ہے اور اس میں کسی طرح کا اختلاف و انتشار نہیں ہوتا ہے۔

اس خطبہ میں دنیا کے حسب ذیل خصوصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے: ۱۔ یہ مکان بلاؤں میں گھرا ہوا ہے ۲۔ اس کی غداری معروف ہے ۳۔ اس کے حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ۴۔ اس کی زندگی کا انجام موت ہے ۵۔ اس کی زندگی قابل مذمت ہے ۶۔ اس میں امن و امان نہیں ہے ۷۔ اس کے باشندے بلاؤں اور مصیبتوں کا ہدف ہیں۔

مِنْ قُرْبِ الْجِوَارِ، وَ دُنُوِّ الدَّارِ. وَ كَيْفَ يَكُونُ بَيْنَهُمْ تَزَاوُرٌ، وَ قَدْ طَحَنَهُمْ بِكَلْكَلِهِ الْبِلَى، وَ أَكَلَتْهُمُ الْجَنَادِلُ وَالثَّرَى! وَ كَأَنْ قَدْ صِرْتُمْ إِلَى مَا صَارُوا إِلَيْهِ، وَارْتَهَنَكُمْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعُ، وَ ضَمَّكُمْ ذٰلِكَ الْمُسْتَوْدَعُ. فَكَيْفَ بِكُمْ لَوْ تَنَاهَتْ بِكُمُ الْأُمُورُ، وَ بُعْثِرَتِ الْقُبُورُ: «هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللّٰهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ، وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ». [له]

٢٢٧

و من دعاء له (ع)

يلجأ فيه إلى الله ليهديه إلى الرشاد

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ آنَسُ الْآنِسِينَ لِأَوْلِيَائِكَ، وَ أَحْضَرُهُمْ بِالْكِفَايَةِ لِلْمُتَوَكِّلِينَ عَلَيْكَ. تُشَاهِدُهُمْ فِي سَرَائِرِهِمْ، وَ تَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ فِي ضَمَائِرِهِمْ، وَ تَعْلَمُ مَبْلَغَ بَصَائِرِهِمْ. فَأَسْرَارُهُمْ لَكَ مَكْشُوفَةٌ، وَ قُلُوبُهُمْ إِلَيْكَ مَلْهُوفَةٌ. إِنْ أَوْحَشَتْهُمُ الْغُرْبَةُ آنَسَهُمْ ذِكْرُكَ، وَ إِنْ صُبَّتْ عَلَيْهِمُ الْمَصَائِبُ لَجَؤُوا إِلَى الْاِسْتِجَارَةِ بِكَ، عِلْماً بِأَنَّ أَزِمَّةَ الْأُمُورِ بِيَدِكَ، وَ مَصَادِرَهَا عَنْ قَضَائِكَ.

اَللّٰهُمَّ إِنْ فَهِهْتُ عَنْ مَسْأَلَتِي، أَوْ عَمِيتُ عَنْ طِلْبَتِي، فَدُلَّنِي عَلَى مَصَالِحِي، وَ خُذْ بِقَلْبِي إِلَى مَرَاشِدِي، فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِنُكْرٍ مِنْ هِدَايَاتِكَ، وَ لَا بِبِدْعٍ مِنْ كِفَايَاتِكَ.

اَللّٰهُمَّ احْمِلْنِي عَلَى عَفْوِكَ، وَ لَا تَحْمِلْنِي عَلَى عَدْلِكَ.

٢٢٨

و من كلام له (ع)

يريد به بعض اصحابه

لِلّٰهِ بَلَاءُ (بلاد) فُلَانٍ، فَلَقَدْ قَوَّمَ الْأَوَدَ، وَ دَاوَى الْعَمَدَ، وَ أَقَامَ السُّنَّةَ، وَ خَلَّفَ الْفِتْنَةَ! ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ، قَلِيلَ الْعَيْبِ،

کلکل - سینہ
بلیٰ - بوسیدگی
جنادل - پتھر
ثریٰ - خاک
بعثرت - باہر نکال لئے گئے
تبلو - آزمایا جائے گا
آنس - سب سے زیادہ انس رکھنے والا
ملہوفہ - نگراں
فہہت - عاجز ہوگیا
طلبہ - مطلوب
مراشد - مقامات صلاح و فلاح
نکر - عجیب و غریب
بدع - جدید
قوّم - سیدھا کردیا
اود - کجی
عمد - مرض
خلّف - پیچھے چھوڑ گیا

[له] امام زین العابدینؑ سے کہا گیا کہ حسن بصری کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ ہلاک ہونے والے کے بارے میں تعجب نہیں کہ کیسے ہلاک ہوگیا - نجات پانے والے کے بارے میں تعجب ہے کہ کیسے نجات پاگیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا فلسفہ اس کے بالکل برعکس ہے - ہمیں تعجب ہلاک ہونے والے پر ہوتا ہے کہ رحمت خدا کی بے پناہ وسعتوں کے باوجود کس طرح ہلاک ہوگیا -

کی بالکل قرب و جوار اور نزدیک ترین دیار میں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اب ملاقات کا کیا امکان ہے جب کہ بوسیدگی نے انھیں سینہ سے دبا کر پیس ڈالا ہے اور پتھروں اور مٹی نے انھیں کھا کر برابر کر دیا ہے اور گویا کہ اب تم بھی وہیں پہونچ گئے ہو دہ پہونچ چکے ہیں اور تمھیں بھی اسی قبر نے گرو رکھ لیا ہے اور اسی امانت گاہ نے جکڑ لیا ہے۔

سوچو اس وقت کیا ہوگا جب تمھارے تمام معاملات آخری حد کو پہونچ جائیں گے اور دوبارہ قبروں سے نکال لیا جائے گا۔ وقت ہر نفس اپنے اعمال کا خود محاسبہ کرے گا اور سب کو مالک برحق کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور کسی کی کوئی افترا پردازی کام نے والی نہ ہوگی (۱)

۲۲۷۔ آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس میں نیک راستہ کی ہدایت کا مطالبہ کیا گیا ہے)

پروردگار تو اپنے دوستوں کے لئے تمام انس فراہم کرنے والوں سے زیادہ سبب انس اور تمام اپنے اوپر بھروسہ نے والوں کے لئے سب سے زیادہ حاجت روائی کے لئے حاضر ہے۔ تو ان کے پوشیدہ امور پر نگاہ رکھتا ہے۔ ان کے راز پر اطلاع رکھتا ہے اور ان کی بصیرتوں کی آخری حدوں کو بھی جانتا ہے۔ ان کے اسرار تیرے لئے روشن اور ان کے قلوب ری بارگاہ میں فریادی ہیں۔ جب غربت انھیں متوحش کرتی ہے تو تیری یاد اُنس کا سامان فراہم کر دیتی ہے اور جب مصائب ان پر زیل دئے جاتے ہیں تو وہ تیری پناہ تلاش کر لیتے ہیں اس لئے کہ انھیں اس بات کا علم ہے کہ تمام معاملات کی زمام تیرے ہاتھ ں ہے اور تمام امور کا فیصلہ تیری ہی ذات سے صادر ہوتا ہے۔

خدایا اگر میں اپنے سوالات کو پیش کرنے سے عاجز ہوں اور مجھے اپنے مطالبات کی راہ نظر نہیں آتی ہے تو تو میرے مصالح ں رہنمائی فرما اور میرے دل کو ہدایت کی منزلوں تک پہونچا دے کہ یہ بات تیری ہدایتوں کے لئے کوئی انوکھی نہیں ہے اور تیری حاجت روائیوں کے سلسلہ میں کوئی نرالی نہیں ہے۔

خدایا میرے معاملات کو اپنے عفو و کرم پر محمول کرنا اور عدل و انصاف پر محمول نہ کرنا۔

۲۲۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اپنے بعض اصحاب کا تذکرہ فرمایا ہے)

اللہ فلاں شخص کا بھلا کرے کہ اس نے کجی کو سیدھا کیا اور مرض کا علاج کیا۔ سنت کو قائم کیا اور فتنوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔ دنیا سے اس عالم میں گیا کہ اس کا لباس حیات پاکیزہ تھا اور اس کے عیب بہت کم تھے۔

---

(۱) ابن ابی الحدید نے ساتویں صدی ہجری میں یہ انکشاف کیا کہ ان فقرات میں فلاں سے مراد حضرت عمر ہیں اور پھر اس کی وضاحت میں ۷، ۸ صفحے سیاہ کر ڈالے حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ سید رضیؒ کے دور کے نسخوں میں اس کا کوئی تذکرہ ہے اور پھر اسلامی دنیا کے سربراہ کی تعریف کے لئے لفظ فلاں کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ خطبۂ شقشقیہ میں لفظ فلاں کا امکان ہے لیکن مدح میں لفظ فلاں عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے۔ اس لفظ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کسی ایسے صحابی کا تذکرہ ہے جسے عام لوگ برداشت نہیں کر سکتے ہیں اور امیرالمومنینؑ اس کی تعریف ضروری تصور فرماتے ہیں۔

أَصَابَ خَيْرَهَا، وَ سَبَقَ شَرَّهَا. أَدَّىٰ إِلَى اللّٰهِ طَاعَتَهُ، وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهِ. رَحَلَ وَتَرَكَهُمْ فِي طُرُقٍ مُتَشَعِّبَةٍ، لَا يَهْتَدِي بِهَا الضَّالُّ، وَ لَا يَسْتَيْقِنُ الْمُهْتَدِي.

٢٢٩

و من كلام له ﴿ﷺ﴾

في وصف بيعته بالخلافة

قال الشريف: و قد تقدم مثله بالفاظ مختلفة.

وَ بَسَطْتُمْ يَدِيْ فَكَفَفْتُهَا، وَ مَدَدْتُمُوهَا فَقَبَضْتُهَا، ثُمَّ تَدَاكَكْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكَّ الْإِبِلِ الْهِيمِ عَلَىٰ حِيَاضِهَا يَوْمَ وِرْدِهَا، حَتَّىٰ انْقَطَعَتِ النَّعْلُ، وَ سَقَطَ الرِّدَاءُ، وَ وُطِئَ الضَّعِيفُ، وَ بَلَغَ مِنْ سُرُوْرِ النَّاسِ بِبَيْعَتِهِمْ إِيَّايَ أَنْ ابْتَهَجَ بِهَا الصَّغِيرُ، وَ هَدَجَ إِلَيْهَا الْكَبِيرُ، وَ تَحَامَلَ نَحْوَهَا الْعَلِيلُ، وَ حَسَرَتْ إِلَيْهَا الْكِعَابُ.[۱]

٢٣٠

و من خطبة له ﴿ﷺ﴾

في مقاصد أخرى

فَإِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ مِفْتَاحُ سَدَادٍ، وَ ذَخِيرَةُ مَعَادٍ، وَ عِتْقٌ مِنْ كُلِّ مَلَكَةٍ، وَ نَجَاةٌ مِنْ كُلِّ هَلَكَةٍ. بِهَا يَنْجَحُ الطَّالِبُ، وَ يَنْجُوْ الْهَارِبُ، وَ تُنَالُ الرَّغَائِبُ.

فضل العمل

فَاعْمَلُوا وَ الْعَمَلُ يُرْفَعُ، وَ التَّوْبَةُ تَنْفَعُ، وَالدُّعَاءُ يُسْمَعُ، وَالْحَالُ هَادِئَةٌ، وَالْأَقْلَامُ جَارِيَةٌ. وَ بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ عُمُراً نَاكِساً، أَوْ مَرَضاً حَابِساً، أَوْ مَوْتاً خَالِساً. فَإِنَّ الْمَوْتَ هَادِمُ لَذَّاتِكُمْ، وَ مُكَدِّرُ شَهَوَاتِكُمْ، وَ مُبَاعِدُ طِيَّاتِكُمْ. زَائِرٌ غَيْرُ مَحْبُوْبٍ (محجوب) وَ قِرْنٌ غَيْرُ مَغْلُوبٍ، وَ وَاتِرٌ غَيْرُ مَطْلُوبٍ. قَدْ أَعْلَقَتْكُمْ حَبَائِلُهُ، وَ تَكَنَّفَتْكُمْ غَوَائِلُهُ، وَ أَقْصَدَتْكُمْ

مُتَشَعِّبہ - شاخ در شاخ
تداککتم - ٹوٹ پڑے
ہِیم - پیاسے
ہَدَج - آہستہ آہستہ چل کر آگیا
حَسَرت - نقاب الٹ دی
کِعَاب - دوشیزہ عورتیں
نَاکِس - الٹی
حَابِس - مانع عمل
خَالِس - اچک لینے والی
طِیّات - منازل سفر
قِرن - کفو
واتر - جنایت کار
حَبائِل - جال
غوائِل - ہلکات

[۱] قرآن مجید نے امامت کا معیار یہ بیان کیا تھا کہ عہدِ الٰہی ظالمین تک نہیں جا سکتا ہے - گویا کہ عہدہ خود اپنے حقدار کی تلاش میں رہتا ہے - حقدار عہدہ کے لئے بےچین نہیں رہتا ہے اور نہ جوڑ توڑ اور سازش میں مبتلا ہوتا ہے -

امیرالمومنینؑ نے اپنی اسی حیثیت کا اعلان کیا ہے جو عالم اسلام میں کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکی ہے -

نے دنیا کے خیر کو حاصل کر لیا اور اس کے شر سے آگے بڑھ گیا۔ اللہ کی اطاعت کا حق ادا کر دیا اور اس سے مکمل طور پر خوفزدہ رہ۔ وہ دنیا سے اس عالم میں رخصت ہوا کہ لوگ متفرق راستوں پر تھے جہاں نہ گمراہ ہدایت پا سکتا تھا اور نہ ہدایت یافتہ یقین تک جا سکتا تھا۔

۲۲۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنی بیعت خلافت کے بارے میں)

تم نے بیعت کے لئے میری طرف ہاتھ پھیلانا چاہا تو میں نے روک لیا اور اسے کھینچنا چاہا تو میں نے سمیٹ لیا۔ لیکن اس کے بعد تم اس طرح مجھ پر ٹوٹ پڑے جس طرح پانی پینے کے دن پیاسے اونٹ تالاب پر گر پڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ میری جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا اور عبا کاندھے سے گر گئی اور کمزور افراد کچل گئے۔ تمہاری خوشی کا یہ عالم تھا کہ بچوں نے خوشیاں منائیں۔ بوڑھے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے آگے بڑھے۔ بیمار اٹھتے بیٹھتے پہونچ گئے اور میری بیعت کے لئے نوجوان لڑکیاں بھی پردہ سے باہر نکل آئیں (۱)

۲۳۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

یقیناً تقویٰ الٰہی ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے۔ ہر گرفتاری سے آزادی اور ہر تباہی سے نجات کا ذریعہ ہے۔ اس کے وسیلہ سے طلبگار کامیاب ہوتے ہیں۔ عذاب سے فرار کرنے والے نجات پاتے ہیں اور بہترین مطالب حاصل ہوتے ہیں۔

لہٰذا عمل کرو کہ ابھی اعمال بلند ہو رہے ہیں اور توبہ فائدہ مند ہے اور دعا سنی جا رہی ہے۔ حالات پرسکون ہیں قلم اعمال چل رہا ہے۔ اپنے اعمال کے ذریعہ آگے بڑھ جاؤ جو الٹے پاؤں چل رہی ہے اور اس مرض سے جو اعمال سے روک دیتا ہے اور اس موت سے جو اچانک جھپٹ لیتی ہے۔ اس لئے کہ موت تمہاری لذتوں کو فنا کر دینے والی۔ تمہاری خواہشات کو بدمزہ کر دینے والی اور تمہاری منزلوں کو دور کر دینے والی ہے۔ وہ ایسی زائر ہے جسے کوئی پسند نہیں کرتا ہے اور ایسی مقابل ہے جو مغلوب نہیں ہوتی ہے اور ایسی قاتل ہے جس سے خوں بہا کا مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ اس نے اپنے پھندے تمہارے گلوں میں ڈال رکھے ہیں اور اس کی ہلاکتوں نے تمہیں گھیرے میں لے لیا ہے اور اس کے تیروں نے تمہیں نشانہ بنا لیا ہے۔

---

(۱) کس قدر فرق ہے اس بیعت میں جس کے لئے بوڑھے بچے عورتیں سب گھر سے نکل آئے اور کمال اشتیاق میں صاحب منصب کی بارگاہ کی طرف دوڑ پڑے اور اس بیعت میں جس کے لئے بنت رسولؐ کے دروازہ میں آگ لگائی گئی۔ نفس رسولؐ کو گلے میں رسی کا پھندہ ڈال کر گھر سے نکالا گیا اور صحابۂ کرام کو زد و کوب کیا گیا۔

کیا ایسی بیعت کو بھی اسلامی بیعت کہا جا سکتا ہے اور ایسے انداز کو بھی جواز خلافت کی دلیل بنایا جا سکتا ہے؟ امیر المومنینؑ نے اپنی بیعت کا تذکرہ اسی لئے فرمایا ہے کہ صاحبان عقل و شعور اور ارباب عدل و انصاف بیعت کے معنی کا ادراک کر سکیں اور ظلم و جور۔ جبر و استبداد کو بیعت کا نام نہ دے سکیں اور نہ اسے جواز حکومت کی دلیل بنا سکیں۔

مَعَابِلُهُ، وَ عَظُمَتْ فِيكُمْ سَطْوَتُهُ، وَ تَتَابَعَتْ عَلَيْكُمْ عَدْوَتُهُ، وَ قَلَّتْ عَنْكُمْ نَبْوَتُهُ فَيُوشِكُ أَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِي ظُلَلِهِ وَ احْتِدَامُ عِلَلِهِ، وَ حَنَادِسُ غَمَرَاتِهِ، وَ غَوَاشِي سَكَرَاتِهِ، وَ أَلِيمُ إِرْهَاقِهِ، وَ دُجُوُّ أَطْبَاقِهِ، وَ جُشُوبَةُ مَذَاقِهِ. فَكَأَنْ قَدْ أَتَاكُمْ بَغْتَةً فَأَسْكَتَ نَجِيَّكُمْ، وَ فَرَّقَ نَدِيَّكُمْ، وَ عَفَّى آثَارَكُمْ، وَ عَطَّلَ دِيَارَكُمْ، وَ بَعَثَ وُرَّاثَكُمْ، يَقْتَسِمُونَ تُرَاثَكُمْ، بَيْنَ حَمِيمٍ خَاصٍّ لَمْ يَنْفَعْ، وَ قَرِيبٍ مَحْزُونٍ لَمْ يَمْنَعْ، وَ آخَرَ شَامِتٍ لَمْ يَجْزَعْ.

فضل الجد

فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَالْاِجْتِهَادِ، وَالتَّأَهُّبِ وَالْاِسْتِعْدَادِ، وَالتَّزَوُّدِ فِي مَنْزِلِ الزَّادِ. وَ لَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا كَمَا غَرَّتْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ، وَالْقُرُونِ الْخَالِيَةِ، الَّذِينَ احْتَلَبُوا دِرَّتَهَا، وَ أَصَابُوا غِرَّتَهَا، وَأَفْنَوْا عِدَّتَهَا، وَ أَخْلَقُوا جِدَّتَهَا. وَ أَصْبَحَتْ مَسَاكِنُهُمْ أَجْدَاثاً، وَ أَمْوَالُهُمْ مِيرَاثاً. لَا يَعْرِفُونَ مَنْ أَتَاهُمْ، وَ لَا يَحْفِلُونَ مَنْ بَكَاهُمْ، وَ لَا يُجِيبُونَ مَنْ دَعَاهُمْ. فَاحْذَرُوا الدُّنْيَا فَإِنَّهَا غَدَّارَةٌ غَرَّارَةٌ خَدُوعٌ مُعْطِيَةٌ مَنُوعٌ، مُلْبِسَةٌ نَزُوعٌ، لَا يَدُومُ رَخَاؤُهَا، وَ لَا يَنْقَضِي عَنَاؤُهَا، وَ لَا يَرْكُدُ بَلَاؤُهَا.

و منها في صفة الزهاد: كَانُوا قَوْماً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَ لَيْسُوا مِنْ أَهْلِهَا، فَكَانُوا فِيهَا كَمَنْ لَيْسَ مِنْهَا، عَمِلُوا فِيهَا بِمَا يُبْصِرُونَ، وَ بَادَرُوا فِيهَا مَا يَحْذَرُونَ، تَقَلَّبُ أَبْدَانُهُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِ الْآخِرَةِ، وَ يَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُعَظِّمُونَ مَوْتَ أَجْسَادِهِمْ وَ هُمْ أَشَدُّ إِعْظَاماً لِمَوْتِ قُلُوبِ أَحْيَائِهِمْ.

معابل - جمع معبلہ - طویل عریض تیر
عدوہ - تعدی
نبوہ - وار کا اچٹ جانا
یوشک - قریب ہے
تغشاکم - تم پر غالب آجائے
دواجی - جمع داجیہ - تاریک
ظلل - جمع ظلّہ - بادل
احتدام - شدت
حنادس - جمع حندسہ - انتہائی تاریک
غمرات - شدائد
ارہاق - اچانک دبوچ لینا
دجو - تاریکی
اطباق - جمع طبق - تہ بہ تہ
جشوبہ - بدمزگی
نجی - ہمراز
ندی - ہمنشین
عفی الآثار - آثار مٹا دیے
تراث - میراث
حمیم - دوست
درّہ - دودھ
غرّہ - غفلت
اخلقوا - پرانا کر دیا
اجداث - قبریں
لایحفلون - پرواہ نہیں کرتے ہیں
ملبسہ - پہنانے والی
نزوع - اتار لینے والی
لایرکد - ٹھہرتی نہیں ہے
بادروا - آگے بڑھ کر روک دیا

ں کی سطوت تمھارے بارے میں عظیم ہے اور اس کی تعدیاں مسلسل ہیں اور اس کا وار اُچٹتا بھی نہیں ہے۔ قریب ہے کہ اس کے ں تیرگیاں۔ اس کے مرض کی سختیاں۔ اس کی جاں کنی کی اذیتیں۔ اس کی دم اکھڑنے کی بیہوشیاں۔ اس کے ہر طرف جانے کی تاریکیاں اور بدمزگیاں۔ اس کی سختیوں کے اندھیرے تمھیں اپنے گھیرے میں لے لیں۔ گویا وہ اچانک اس ر د ہوگئی کہ تمھارے رازداروں کو خاموش کر دیا، ساتھیوں کو منتشر کر دیا، آثار کو محو کر دیا، دیار کو معطل کر دیا اور ں کو آمادہ کر دیا۔ اب وہ تمھاری میراث کو تقسیم کر رہے ہیں ان خاص عزیزوں کے درمیان جو کام نہیں آئے اور یدہ رشتہ داروں کے درمیان جنھوں نے موت کو روکا نہیں اور ان خوش ہونے والوں کے درمیان جو ہرگز نہیں ہیں۔

اب تمھارا فرض ہے کہ سعی کرو۔ کوشش کرو۔ تیاری کرو۔ آمادہ ہو جاؤ، اس زاد راہ کی جگہ سے زاد سفر لے لو اور خبردار نھیں اس طرح دھوکہ نہ دے سکے جیسے پہلے والوں کو دیا ہے جو امتیں گذر گئیں اور جو نسلیں تباہ ہوگئیں جنھوں نے اس دودھ دوہا تھا۔ اس کی غفلت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اس کے باقیماندہ دنوں کو گذارا تھا اور اس کی تازگیوں کو رہ بنا دیا تھا اب ان کے مکانات قبر بن گئے ہیں اور ان کے اموال میراث قرار پا گئے ہیں۔ نہ انھیں اپنے پاس آنے والوں ے اور نہ رونے والوں کی پرواہ ہے اور نہ پکارنے والوں کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

اس دنیا سے بچو کہ یہ بڑی دھوکہ باز۔ فریب کار۔ غدار۔ دینے والی اور چھیننے والی اور لباس پہنا کر اتار لینے والی[۲] ہے ی آسائشیں رہنے والی ہیں اور نہ اس کی تکلیفیں ختم ہونے والی ہیں اور نہ اس کی بلائیں تھمنے والی ہیں۔

کچھ زاہدوں کے بارے میں

یہ انھیں دنیا والوں میں تھے لیکن اہل دنیا نہیں تھے۔ ایسے تھے جیسے اس دنیا کے نہ ہوں۔ دیکھ بھال کر عمل کیا اور خطرات سے آگے ے۔ گویا ان کے بدن اہل آخرت کے درمیان کروٹیں بدل رہے ہیں اور وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ اہل دنیا ان کی موت کو بڑی جھ رہے ہیں حالانکہ وہ خود ان زندوں کے دلوں کی موت کو زیادہ بڑا حادثہ قرار دے رہے ہیں۔

ت کا عجیب و غریب کاروبار ہے کہ مالک کو دنیا سے اٹھالے جاتی ہے اور اس کا مال ایسے افراد کے حوالے کر دیتی ہے جو نہ زندگی میں کام اور نہ موت کے مرحلہ ہی میں ساتھ دے سکے۔ کیا اس سے زیادہ عبرت کا کوئی مقام ہو سکتا ہے کہ انسان ایسی موت سے غافل رہے اور چند روزہ کی لذتوں میں مبتلا ہو کر موت کے جملہ خطرات سے بے خبر ہو جائے۔

دنیا کی اس سے بہتر کوئی تعریف نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ ایک دن بہترین لباس سے انسان کو آراستہ کرتی ہے اور دوسرے دن اسے اتار کر سرِ راہ کر دیتی ہے۔ یہی حال ظاہری لباس کا بھی ہوتا ہے اور یہی حال معنوی لباس کا بھی ہوتا ہے۔ حسن دے کر بدشکل بنا دیتی ہے۔ جوانی دے کر کر دیتی ہے۔ زندگی دے کر مُردہ بنا دیتی ہے۔ تخت و تاج دے کر کنج قبر کے حوالہ کر دیتی ہے اور صاحب دربار و بارگاہ بنا کر قبرستان کے ت کدہ میں چھوڑ آتی ہے۔

بْنِ قَيْسٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ: «إِنَّهَا فِتْنَةٌ فَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ، وَشِيمُوا سُيُوفَكُمْ» فَإِنْ كَانَ صَادِقاً[1] فَقَدْ أَخْطَأَ بِمَسِيرِهِ غَيْرَ مُسْتَكْرَهٍ، وَإِنْ كَانَ كَاذِباً فَقَدْ لَزِمَتْهُ التُّهَمَةُ. فَادْفَعُوا فِي صَدْرِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِعَبْدِاللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، وَخُذُوا مَهَلَ الْأَيَّامِ، وَحُوطُوا قَوَاصِيَ الْإِسْلَامِ. أَلَا تَرَوْنَ إِلَىٰ بِلَادِكُمْ تُغْزَىٰ، وَ إِلَىٰ صَفَاتِكُمْ تُرْمَىٰ؟ [2]

۲۳۹

و من كلام له (عليه السلام)

يذكر فيها آل محمد (عليهم السلام)

هُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ، وَ مَوْتُ الْجَهْلِ. يُخْبِرُكُمْ حِلْمُهُمْ عَنْ عِلْمِهِمْ، وَ ظَاهِرُهُمْ عَنْ بَاطِنِهِمْ، وَصَمْتُهُمْ عَنْ حِكَمِ مَنْطِقِهِمْ. لَا يُخَالِفُونَ الْحَقَّ وَ لَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ. وَ هُمْ دَعَائِمُ الْإِسْلَامِ، وَ وَلَائِجُ الْاعْتِصَامِ، بِهِمْ عَادَ الْحَقُّ إِلَىٰ نِصَابِهِ، وَ انْزَاحَ الْبَاطِلُ عَنْ مُقَامِهِ، وَ انْقَطَعَ لِسَانُهُ عَنْ مَنْبِتِهِ. عَقَلُوا الدِّينَ عَقْلَ وِعَايَةٍ وَ رِعَايَةٍ، لَا عَقْلَ سَمَاعٍ وَ رِوَايَةٍ. فَإِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيرٌ، وَرُعَاتَهُ قَلِيلٌ.

اوتار - کمان

شیموا - غلاف میں رکھ لو

ولائج - پناہ گاہ

نصاب - اصل

انزاح - زائل ہوگیا

منبت - اصل

وعایہ - محفوظ کرنا

رعایہ - خیال رکھنا

[1] عبداللہ بن قیس - ابوموسیٰ اشعری کے نام سے مشہور ہے اور یہ روز اول سے منافق اور غدار تھا۔ پہلے جنگ جمل میں لوگوں کو جہاد سے روکا۔ اس کے بعد صفین میں معاویہ سے کھلم کھلا مل گیا

یہی حال عمرو عاص کا بھی تھا کہ وہ کسی قیمت پر حضرتؑ کا مخلص نہیں تھا اور اس کا مقابلہ ابن عباس کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا تھا لیکن قوم نے ابن عباس کو ہٹا کر ابوموسیٰ کو معین کر دیا اور اس طرح دونوں شاطر غدار ایک نقطہ پر جمع ہوگئے اور اسلام کو اس کے واقعی مرکز سے ہٹا دیا

[2] واضح رہے کہ تحکیم کا قصہ جنگ کے بعد کا ہے لہٰذا یہ حصہ دوسرے خطبہ کا ہے یا اس میں تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے۔

"یہ جنگ ایک فتنہ ہے لہٰذا ...
تھ بلا جبر و اکراہ چلنے میں ...
عبداللہ بن عباس ہیں۔ دیکھ ...
تمہارے شہروں پر حملے ...

یہ لوگ علم کی زندگ...
خموشی ان کے کلام سے باخ...
کے ستون اور حفاظت ...
اور اس کی زبان جڑ سے ...
کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس لئ...

لہ ابن ابی الحدید نے ...
دو گمراہ حکم تھے اسی طر...
اور اس کے بعد جب وقت...
حیرت کی بات ...
لیکن اس کے باوجود ...
اس صورت حال ...
لہ سرکار دو عالمؐ نے ...
اس کی نماز باطل او...
نماز نہیں ہے تو اسا...

مصادر خطبہ ۲۳۹ روضہ کافی ص ۳۸۶ ، تحف العقول ص ۱۶۳

کہ "یہ جنگ ایک فتنہ[1] ہے لہٰذا اپنی کمانوں کو توڑ ڈالو اور تلواروں کو نیام میں رکھ لو"۔ اب اگر یہ اپنی بات میں سچا تھا تو میرے ساتھ بلا جبر و اکراہ چلنے میں غلط کار تھا اور غلط کہتا تھا تو اس پر الزام ثابت ہو گیا تھا۔ اب تمہارے پاس عمرو بن العاص کا توڑ عبداللہ بن عباس ہیں۔ دیکھو ان دنوں کی مہلت کو غنیمت جانو اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تمہارے شہروں پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری طاقت و قوت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

۲۳۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آل محمد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے)

یہ لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ ان کا حلم ان کے علم سے اور ان کا ظاہر ان کے باطن سے اور ان کی خموشی ان کے کلام سے باخبر کرتی ہے۔ یہ نہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ حق کے بارے میں کوئی اختلاف کرتے ہیں۔ یہ اسلام کے ستون[2] اور حفاظت کے مراکز ہیں۔ انھیں کے ذریعہ حق اپنے مرکز کی طرف واپس آیا ہے اور باطل اپنی جگہ سے اکھڑ گیا ہے اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی ہے۔ انھوں نے دین کو اس طرح پہچانا ہے جو سمجھ اور نگرانی کا نتیجہ ہے۔ صرف سننے اور روایت کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ علم کی روایت کرنے والے بہت ہیں اور اس کا خیال رکھنے والے بہت کم ہیں۔

[1] ابن ابی الحدید نے اس مقام پر خود ابو موسیٰ اشعری کی زبان سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل میں دو گمراہ حکم تھے اسی طرح اس امت میں بھی ہوں گے۔ تو لوگوں نے ابو موسیٰ سے کہا کہ کہیں آپ ایسے نہ ہو جائیں۔ اس نے کہا یہ ناممکن ہے۔ اور اس کے بعد جب وقت آیا تو طمع دنیا نے ایسا ہی بنا دیا جس کی خبر سرکار دو عالمؐ نے دی تھی۔

حیرت کی بات ہے کہ حکمین کے بارے میں روایت خود ابو موسیٰ نے بیان کی ہے اور حوأب کے سلسلہ کی روایت خود ام المومنین عائشہ نے نقل کی ہے لیکن اس کے باوجود نہ اُس روایت کا کوئی اثر ابو موسیٰ پر ہوا اور نہ اِس روایت کا کوئی اثر حضرت عائشہ پر۔

اس صورت حال کو کیا کہا جائے اور اسے کیا نام دیا جائے۔ انسان کا ذہن صحیح تعبیر سے عاجز ہے۔ اور "ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے"

[2] سرکار دو عالمؐ نے ایک طرف نماز کو اسلام کا ستون قرار دیا ہے اور دوسری طرف اہلبیتؑ کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو مجھ پر اور ان پر صلوات نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے (سنن دار قطنی ص ۱۳۶) جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ نماز اسلام کا ستون ہے اور محبت اہلبیتؑ نماز کا ستون اکبر ہے۔ نماز نہیں ہے تو اسلام نہیں ہے اور اہلبیتؑ نہیں ہیں تو نماز نہیں ہے۔

وَ أَقِلُّ عِتَابَهُ، وَكَانَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ أَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيهِ الْوَجِيفُ، وَأَرْفَقُ حِدَائِهِمَا الْعَنِيفُ. وَكَانَ عَائِشَةَ فِيهِ فَلْتَةُ غَضَبٍ، فَأُتِيحَ لَهُ قَوْمٌ فَقَتَلُوهُ، وَبَايَعَنِي النَّاسُ غَيْرَ مُسْتَكْرَهِينَ وَلَا مُجْبَرِينَ، بَلْ طَائِعِينَ مُخَيَّرِينَ. وَاعْلَمُوا أَنَّ دَارَ الْهِجْرَةِ قَدْ قَلَعَتْ بِأَهْلِهَا وَقَلَعُوا بِهَا، وَ جَاشَتْ جَيْشَ الْمِرْجَلِ، وَ قَامَتِ الْفِتْنَةُ عَلَى الْقُطْبِ، فَأَسْرِعُوا إِلَى أَمِيرِكُمْ، وَ بَادِرُوا جِهَادَ عَدُوِّكُمْ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ

۲

و من كتاب له ﴿؏﴾

إليهم، بعد فتح البصرة

وَ جَزَاكُمُ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ مِصْرٍ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ أَحْسَنَ مَا يَجْزِي الْعَامِلِينَ بِطَاعَتِهِ، وَ الشَّاكِرِينَ لِنِعْمَتِهِ، فَقَدْ سَمِعْتُمْ وَ أَطَعْتُمْ، وَ دُعِيتُمْ فَأَجَبْتُمْ.[1]

۳

و من كتاب له ﴿؏﴾

لشريح بن الحارث قاضيه

و روى أن شريح[2] بن الحارث قاضي أميرالمؤمنين ﴿؏﴾، اشترى على عهده داراً بثمانين ديناراً، فبلغه ذلك، فاستدعى شريحاً، و قال له:

بَلَغَنِي أَنَّكَ ابْتَعْتَ دَاراً بِثَمَانِينَ دِينَاراً، وَ كَتَبْتَ لَهَا كِتَاباً، وَ أَشْهَدْتَ فِيهِ شُهُوداً.

فقال له شريح: قد كان ذلك يا أميرالمؤمنين، قال: فنظر اليه نظر المغضب ثم قال له:

يَا شُرَيْحُ، أَمَا إِنَّهُ سَيَأْتِيكَ مَنْ لَا يَنْظُرُ فِي كِتَابِكَ، وَ لَا يَسْأَلُكَ عَنْ بَيِّنَتِكَ، حَتَّى يُخْرِجَكَ مِنْهَا شَاخِصاً، وَ يُسْلِمَكَ إِلَى قَبْرِكَ خَالِصاً، فَانْظُرْ يَا شُرَيْحُ لَا تَكُونُ ابْتَعْتَ هٰذِهِ الدَّارَ مِنْ غَيْرِ مَالِكَ، أَوْ نَقَدْتَ الثَّمَنَ مِنْ غَيْرِ حَلَالِكَ! فَإِذَا أَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ دَارَ الدُّنْيَا و دَارَ الْآخِرَةِ! أَمَا إِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَتَيْتَنِي عِنْدَ شِرَائِكَ مَا اشْتَرَيْتَ لَكَتَبْتُ لَكَ كِتَاباً عَلَى هٰذِهِ النُّسْخَةِ، فَلَمْ تَرْغَبْ فِي شِرَاءِ هٰذِهِ الدَّارِ بِدِرْهَمٍ فَمَا فَوْقُ.

وَجیف ۔ تیز رفتاری
حِداء ۔ اونٹ ہنکانے کی آواز
دارالہجرہ ۔ مدینہ منورہ
قَلَعوا بہا ۔ ترک سکونت کر دیا
جَاشت ۔ جوش کھا رہا ہے
مِرجَل ۔ دیگ
شاخص ۔ کوچ کرنے والا

[1] اس لفظ سے یہ غلط فہمی نہ ہونے پائے کہ اس خطبہ کا کوئی تعلق اہل بصرہ سے ہے ۔ اس لئے کہ اہل بصرہ ہمیشہ مولائے کائنات کے مخالف رہے ہیں اور انھوں نے جمل کے موقع پر لشکر عائشہ کا ساتھ دیا ہے
اس خطاب کا تعلق اہل کوفہ سے ہے اور انھیں افراد نے حضرت کا مکمل ساتھ دیا ہے اور اطاعت کا حق ادا کیا ہے ۔

[2] شریح نے پیغمبر اسلامؐ کا زمانہ درک کیا ہے لیکن آپ کی زیارت نہیں کی ہے اس لئے اس کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا ہے اسے حضرت عمرؓ نے کوفہ میں قاضی بنا دیا تھا اور اس منصب پر ٦٠ سال تک قابض رہا

مصادر کتاب ۲ النصرۃ للمفیدؒ ص۲۱۵ ، الجمل واقدی ، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص۲۴ ، ارشاد مفیدؒ ص۱۲۳ ، الجمل مفیدؒ ، تاریخ طبری ۳ ص البیان والتبیین جاحظ ، کتاب صفین نصر بن مزاحم

مصادر کتاب ۳ امالی صدوق ص۱۸۷ ، تذکرۃ الخواص ص۱۸۵ ، دستور معالم الحکم ص۱۳۵ ، اربعین شیخ بہائیؒ ص۴۴ بحار الانوار ۱۷ ص۴۴

طلحہ وزبیر کی ہلکی رفتار بھی ان کے بارے میں تیز رفتاری کے برابر تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سخت ترین تھی اور عائشہ تو ان کے بارے میں بیحد غضب ناک تھیں۔ چنانچہ ایک قوم کو موقع فراہم ہوگیا اور اس نے ان کو قتل کردیا۔ جس کے بعد لوگوں نے میری بیعت کی جس میں نہ کوئی جبر تھا اور نہ اکراہ۔ بلکہ سب کے سب اطاعت گذار تھے اور خود مختار۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اب مدینۂ رسول اپنے باشندوں سے خالی ہوچکا ہے اور اس کے رہنے والے وہاں سے اکھڑ چکے ہیں۔ وہاں کا ماحول دیگ کی طرح اُبل رہا ہے اور وہاں فتنہ کی چکی چلنے لگی ہے لہٰذا تم لوگ فوراً اپنے امیر کے پاس حاضر ہوجاؤ اور اپنے دشمن سے جہاد کرنے میں سبقت سے کام لو۔ انشاءاللہ

مکتوب ۲

(جسے اہل کوفہ کے نام بصرہ کی فتح کے بعد لکھا گیا ہے)

شہر کوفہ والو! خدا تمھیں تمھارے پیغمبرؐ کے اہلبیتؑ کی طرف سے جزائے خیر دے۔ ایسی بہترین جزا جو اس کی اطاعت پر عمل کرنیوالوں اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے والوں کو دی جاتی ہے ۔ کہ تم نے میری بات سنی اور اطاعت کی اور تمھیں پکارا گیا تو تم نے میری آواز پر لبیک کہی (۱)

مکتوب ۳

اپنے قاضی شریح کے نام [۱]

کہا جاتا ہے کہ امیرالمومنینؑ کے ایک قاضی شریح بن الحارث نے آپ کے دور میں اسّی دینار کا ایک مکان خرید لیا تو حضرت نے خبر پاتے ہی اسے طلب کرلیا اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے اسّی دینار کا مکان خریدا ہے اور اس کے لئے بیعنامہ بھی لکھا ہے اور اس پر گواہی بھی لے لی ہے۔؟

شریح نے کہا کہ ایسا تو ہوا ہے۔ آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا:

شریح! عنقریب تیرے پاس وہ شخص آنے والا ہے جو نہ اس تحریر کو دیکھے گا اور نہ تجھ سے گواہوں کے بارے میں سوال کرے گا بلکہ تجھے اس گھر سے نکال کر تن تنہا قبر کے حوالہ کردے گا۔

اگر تم نے یہ مکان دوسرے کے مال سے خریدا ہے اور غیر حلال سے قیمت ادا کی ہے تو تمھیں دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ ہوا ہے۔

یاد رکھو اگر تم اس مکان کو خریدتے وقت میرے پاس آتے اور مجھ سے دستاویز لکھواتے تو ایک درہم میں بھی خریدنے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ اسّی درہم تو بہت بڑی بات ہے۔ میں اس کی دستاویز اس طرح لکھتا:

---

[۱] صاحب اغانی نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ امیرالمومنینؑ کا اختلاف ایک یہودی سے ہوگیا جس کے پاس آپ کی زرہ تھی۔ اس نے قاضی سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا۔ آپ یہودی کے ساتھ شریح کے پاس آئے۔ اس نے آپ سے گواہ طلب کئے۔ آپ نے قنبر اور امام حسنؑ کو پیش کیا۔ شریح نے قنبر کی گواہی قبول کرلی ۔ اور امام حسنؑ کی گواہی فرزند ہونے کی بنا پر رد کردی۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے انھیں سردار جوانان جنت قرار دیا ہے اور تم ان کی گواہی کو رد کررہے ہو؟ لیکن اس کے باوجود آپ نے فیصلہ کا خیال کرتے ہوئے زرہ یہودی کو دے دی۔ اس نے واقعہ کو نہایت درجہ حیرت کی نگاہ سے دیکھا اور پھر کلمۂ شہادتین پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ آپ نے زرہ کے ساتھ اسے گھوڑا بھی دے دیا اور ۹۰۰ درہم وظیفہ مقرر کردیا۔ وہ مستقل آپ کی خدمت میں حاضر رہا یہاں تک کہ صفین میں درجۂ شہادت پر فائز ہوگیا۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کا کردار کیا تھا اور شریح کی بدنفسی کا کیا عالم تھا اور یہودی کے ظرف میں کس قدر صلاحیت پائی جاتی تھی۔!

و النسخة هذه: «هٰذَا مَا اشْتَرَىٰ عَبْدٌ ذَلِيلٌ، مِنْ مَيِّتٍ قَدْ أُزْعِجَ لِلرَّحِيلِ، اشْتَرَىٰ مِنْهُ دَاراً مِنْ دَارِ الْغُرُورِ، مِنْ جَانِبِ الْفَانِينَ، وَ خِطَّةِ الْهَالِكِينَ. وَ تَجْمَعُ هٰذِهِ الدَّارَ حُدُودٌ أَرْبَعَةٌ: اَلْحَدُّ الْأَوَّلُ يَنْتَهِي إِلَىٰ دَوَاعِي الْآفَاتِ، وَ الْحَدُّ الثَّانِي يَنْتَهِي إِلَىٰ دَوَاعِي الْمُصِيبَاتِ، وَ الْحَدُّ الثَّالِثُ يَنْتَهِي إِلَىٰ الْهَوَىٰ الْمُرْدِي، وَ الْحَدُّ الرَّابِعُ يَنْتَهِي إِلَىٰ الشَّيْطَانِ الْمُغْوِي، وَ فِيهِ يُشْرَعُ بَابُ هٰذِهِ الدَّارِ. اشْتَرَىٰ هٰذَا الْمُغْتَرُّ بِالْأَمَلِ، مِنْ هٰذَا الْمُزْعَجِ بِالْأَجَلِ، هٰذِهِ الدَّارَ بِالْخُرُوجِ مِنْ عِزِّ الْقَنَاعَةِ، وَالدُّخُولِ فِي ذُلِّ الطَّلَبِ وَالضَّرَاعَةِ، فَمَا أَدْرَكَ هٰذَا الْمُشْتَرِي فِيمَا اشْتَرَىٰ مِنْهُ مِنْ دَرَكٍ، فَعَلَىٰ مُبَلْبِلِ (مُبلىٰ) أَجْسَامِ الْمُلُوكِ، وَ سَالِبِ نُفُوسِ الْجَبَابِرَةِ، وَ مُزِيلِ مُلْكِ الْفَرَاعِنَةِ، مِثْلِ كِسْرَىٰ وَ قَيْصَرَ، وَ تُبَّعٍ وَ حِمْيَرَ، وَ مَنْ جَمَعَ الْمَالَ عَلَىٰ الْمَالِ فَأَكْثَرَ، وَ مَنْ بَنَىٰ وَ شَيَّدَ، وَ زَخْرَفَ وَ نَجَّدَ، وَادَّخَرَ وَ اعْتَقَدَ، وَ نَظَرَ بِزَعْمِهِ لِلْوَلَدِ، إِشْخَاصُهُمْ جَمِيعاً إِلَىٰ مَوْقِفِ الْعَرْضِ وَالْحِسَابِ، وَ مَوْضِعِ الثَّوَابِ وَ الْعِقَابِ[1]: إِذَا وَقَعَ الْأَمْرُ بِفَصْلِ الْقَضَاءِ ﴿وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ﴾ شَهِدَ عَلَىٰ ذٰلِكَ الْعَقْلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَسْرِ الْهَوَىٰ، وَ سَلِمَ مِنْ عَلَائِقِ الدُّنْيَا»

٤

و من كتاب له ﴿عليه السلام﴾

إلى بعض أمراء جيشه

فَإِنْ عَادُوا إِلَىٰ ظِلِّ الطَّاعَةِ فَذَاكَ الَّذِي نُحِبُّ، وَ إِنْ تَوَافَتِ الْأُمُورُ بِالْقَوْمِ إِلَىٰ الشِّقَاقِ وَ الْعِصْيَانِ فَانْهَدْ بِمَنْ أَطَاعَكَ إِلَىٰ مَنْ عَصَاكَ، وَاسْتَغْنِ بِمَنِ انْقَادَ مَعَكَ عَمَّنْ تَقَاعَسَ عَنْكَ، فَإِنَّ الْمُتَكَارِهَ مَغِيبُهُ خَيْرٌ مِنْ مَشْهَدِهِ (شهوده)، وَ قُعُودُهُ أَغْنَىٰ مِنْ نُهُوضِهِ.

٥

و من كتاب له ﴿عليه السلام﴾

الى أشعث بن قيس عامل أذربيجان

وَ إِنَّ عَمَلَكَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ (مطعمة) وَ لٰكِنَّهُ فِي عُنُقِكَ أَمَانَة وَ أَنْتَ مُسْتَرْعىً لِمَنْ فَوْقَكَ. لَيْسَ لَكَ أَنْ تَفْتَاتَ فِي رَعِيَّةٍ، وَ لَا تُخَاطِرَ

يُشْرَع - کھلتا ہے
ضَراعہ - ذلت
مُبَلْبِل - مہلک امراض پیدا کرنے والا
شَیَّد - مستحکم بنایا
نجّد - آراستہ کیا
اعتقد - ذخیرہ کیا
اشخاص - رخصت کرنا
توافیٰ - جمع ہوگئے
متکارہ - سستی کرنے والا
طُعْمہ - لقمہ
تفتات - مستقل طور پر حکم دے

(1) یہ ملک الموت کا بہترین تعارف ہے کہ ان کے قبضہ سے کوئی شخص بچ کر نہیں جا سکتا ہے اور ان کا سلوک ہر شخص کے ساتھ حسب حیثیت ہوتا ہے تاکہ ہر ایک اپنی اوقات کا اندازہ کرلے اور اسے یہ محسوس ہو جائے کہ حکومت کرنا۔ تخت و تاج پر قبضہ کرلینا اور خدائی کا دعویٰ کر دینا آسان ہے لیکن موت کے چنگل سے آزاد ہو جانا آسان نہیں ہے۔

مصادر کتاب ۴ تذکرۃ الخواص ص ٦٦، ۱۲۹
مصادر کتاب ۵ کتاب صفین ص ۲۰، العقد الفرید ۲ ص ۲۸۳، الامامۃ والسیاسۃ ۲ ص ۹۱، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص ۱۵۱

"یہ وہ مکان ہے جسے ایک بندۂ ذلیل نے اس مرنے والے سے خریدا ہے جسے کوچ کے لئے آمادہ کردیا گیا ہے۔ یہ مکان دنیائے پُرفریب میں واقع ہے جہاں فنا ہونے والوں کی بستی ہے اور ہلاک ہونے والوں کا علاقہ ہے۔ اس مکان کے حدود اربعہ یہ ہیں:

ایک حد اسباب آفات کی طرف ہے اور دوسری اسباب مصائب سے ملتی ہے۔ تیسری حد ہلاک کردینے والی خواہشات کی طرف ہے اور چوتھی گمراہ کرنے والے شیطان کی طرف اور اسی طرف اس گھر کا دروازہ کھلتا ہے۔

اس مکان کو امیدوں کے فریب خوردہ نے اجل کے راہ گیر سے خریدا ہے جس کے ذریعہ قناعت کی عزت سے نکل کر طلب و خواہش کی ذلّت میں داخل ہوگیا ہے۔ اب اگر اس خریدار کو اس سودے میں کوئی خسارہ ہو تو یہ اس ذات کی ذمہ داری ہے جو بادشاہوں کے جسموں کا تہ و بالا کرنے والا۔ جابروں کی جان نکال لینے والا۔ فرعونوں کی سلطنت کو تباہ کردینے والا کسریٰ و قیصر۔ تبع و حمیر اور زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنیوالوں مستحکم عمارتیں بنا کر انھیں سجانے والوں۔ ان میں بہترین فرش بچھانے والوں اور اولاد کے خیال سے ذخیرہ کرنے والوں اور جاگیریں بنانے والوں کو فنا کے گھاٹ اتار دینے والا ہے[1] کہ ان سب کو قیامت کے موقف حساب اور منزل ثواب و عذاب میں حاضر کرے جب حق و باطل کا حتمی فیصلہ ہوگا اور اہل باطل یقیناً خسارہ میں ہوں گے۔

اس سودے پر اس عقل نے گواہی دی ہے جو خواہشات کی قید سے آزاد اور دنیا کی وابستگیوں سے محفوظ ہے"۔

مکتوب ۴

بعض امراء لشکر کے نام[1]

اگر دشمن اطاعت کے زیر سایہ آجائیں تو یہی ہمارا مدعا ہے اور اگر معاملات افتراق اور نافرمانی کی منزل ہی کی طرف بڑھیں تو تم اپنے اطاعت گذاروں کو لے کر نافرمانوں کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہو اور اپنے فرمانبرداروں کے وسیلہ سے انحراف کرنے والوں سے بے نیاز ہوجاؤ کہ بادل ناخواستہ حاضری دینے والوں کی حاضری سے غیبت بہتر ہے اور ان کا بیٹھ جانا ہی اُٹھ جانے سے زیادہ مفید ہے۔

مکتوب ۵

آذربائیجان کے عامل اشعث بن قیس کے نام

یہ تمھارا منصب کوئی لقمۂ تر نہیں ہے بلکہ تمھاری گردن پر امانت الٰہی ہے اور تم ایک بلند ہستی کے زیر نگرانی حفاظت پر مامور ہو۔ تمھیں رعایا کے معاملہ میں اس طرح کے اقدام کا حق نہیں ہے اور خبردار کسی مستحکم دلیل کے بغیر کسی بڑے کام میں ہاتھ مت ڈالنا۔

---

[1] جب اصحاب جمل بصرہ میں وارد ہوئے تو وہاں کے حضرت کے عامل عثمان بن حنیف نے آپ کے نام ایک خط لکھا جس میں بصرہ کی صورت حال کا ذکر کیا گیا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ جنگ میں پہل کرنا ہمارا کام نہیں ہے لہٰذا تمھارا پہلا کام یہ ہے کہ ان پر اتمام حجت کرو پھر اگر اطاعت امامؑ پر آمادہ ہوجائیں تو بہترین بات ہے ورنہ تمھارے پاس فرمانبردار قسم کے افراد موجود ہیں۔ انھیں ساتھ لے کر ظالموں کا مقابلہ کرنا اور خبردار جنگ کے معاملہ میں کسی پر کسی قسم کا جبر نہ کرنا کہ جنگ کا میدان قربانی کا میدان ہے اور اس میں وہی افراد ثابت قدم رہ سکتے ہیں جو جان و دل سے قربانی کے لئے تیار ہوں ــ ورنہ اگر بادل ناخواستہ فوج اکٹھا بھی کرلی گئی تو یہ خطرہ بہرحال رہے گا کہ یہ عین وقت پر چھوڑ کر فرار کرسکتے ہیں جس کا تجربہ تاریخ اسلام میں بارہا ہوچکا ہے اور جس کا ثبوت خود قرآن حکیم میں موجود ہے۔!

إِلَّا بِوَثِيقَةٍ، وَ فِي يَدَيْكَ مَالٌ مِنْ مَالِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ أَنْتَ مِنْ خُزَّانِهِ حَتَّىٰ تُسَلِّمَهُ إِلَيَّ، وَ لَعَلِّي أَلَّا أَكُونَ شَرَّ وُلَاتِكَ لَكَ، وَ السَّلَامُ.

۶

و من كتاب له (عليه السلام)

الى معاوية

إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلَىٰ مَا بَايَعُوهُمْ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَخْتَارَ، وَ لَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَرُدَّ، وَ إِنَّمَا الشُّورَىٰ لِلْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ، فَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ رَجُلٍ وَ سَمَّوْهُ إِمَاماً كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضىً، فَإِنْ خَرَجَ عَنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ أَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوهُ إِلَىٰ مَا خَرَجَ مِنْهُ، فَإِنْ أَبَىٰ قَاتَلُوهُ عَلَىٰ اتِّبَاعِهِ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ، وَ وَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلَّىٰ.

وَ لَعَمْرِي، يَا مُعَاوِيَةُ، لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ دُونَ هَوَاكَ لَتَجِدَنِّي أَبْرَأَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ، وَ لَتَعْلَمَنَّ أَنِّي كُنْتُ فِي عُزْلَةٍ عَنْهُ إِلَّا أَنْ تَتَجَنَّىٰ؛ فَتَجَنَّ مَا بَدَا لَكَ! وَ السَّلَامُ.

۷

و من كتاب له (عليه السلام)

اليه أيضاً

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ أَتَتْنِي مِنْكَ مَوْعِظَةٌ مُوَصَّلَةٌ، وَ رِسَالَةٌ مُحَبَّرَةٌ، نَمَّقْتَهَا بِضَلَالِكَ، وَ أَمْضَيْتَهَا بِسُوءِ رَأْيِكَ، وَ كِتَابُ امْرِئٍ لَيْسَ لَهُ بَصَرٌ يَهْدِيهِ، وَ لَا قَائِدٌ يُرْشِدُهُ، قَدْ دَعَاهُ الْهَوَىٰ فَأَجَابَهُ، وَ قَادَهُ الضَّلَالُ فَاتَّبَعَهُ، فَهَجَرَ لَاغِطاً، وَ ضَلَّ خَابِطاً.

وَ مِنْهُ: لِأَنَّهَا بَيْعَةٌ وَاحِدَةٌ لَا يُثَنَّىٰ فِيهَا النَّظَرُ، وَ لَا يُسْتَأْنَفُ فِيهَا الْخِيَارُ. اَلْخَارِجُ مِنْهَا طَاعِنٌ، وَ الْمُرَوِّي فِيهَا مُدَاهِنٌ.

خزّان ۔ جمع خازن
وُلاۃ ۔ جمع والی
تتجنّیٰ ۔ جنایت کار بن جاؤ
مُوَصّلہ ۔ جوڑ جمع کیا ہوا
مُحبّرہ ۔ خوبصورت
تنمیق ۔ حسین کتابت
ہجر ۔ بیہودہ کلام
لاغط ۔ بے معنی جمع آوری
لایثنّیٰ ۔ نظرثانی نہیں کی جاتی ہے
مروّی ۔ سوچ بچار کرنے والا
مداہن ۔ منافق

(۱) چونکہ معاویہ خلفا ثلاثہ کی خلافت کا قائل تھا لہٰذا حضرتؑ نے ان ہی خلافتوں کے اصول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح ان خلافتوں سے اختلاف جائز نہیں تھا اور ان پر نظرثانی کی گنجائش نہیں تھی اور ان کا مخالف قابل قتل و قتال تھا اسی طرح میری خلافت کے بارے میں بھی تیرا طرز عمل ہونا چاہیئے کہ انھیں افراد نے میری بیعت کی ہے اور انھیں اصولوں پر کی ہے جن اصولوں پر پہلے ہوئی تھی بلکہ مجھ پر اتفاق ان خلافتوں سے بھی زیادہ ہے کہ یہاں بنی ہاشم بھی شریک بیعت ہیں

مصادر کتاب ۵ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۲۹، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۹۳، العقد الفرید ۲ ص۲۸۴، ۴ ص۳۲۲، تاریخ طبری ۵ ص۲۳۵، تاریخ دمشق ابن عساکر، بحار الانوار کتاب الفتن والمحن، تذکرۃ الخواص ص۸۲

مصادر کتاب ۶ فتوح اعثم کوفی ۲ ص۴۳۱، کامل مبرد ۱ ص۱۹۳، کتاب صفین ص۶۴، العقد الفرید ۲ ص۲۸۴، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص۲۱۶، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۸۴، تذکرۃ الخواص ص۸۴،

مصادر کتاب ۷ کتاب صفین ص۸۵، العقد الفرید ۲ ص۲۳۲، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۹۵، بحار الانوار ۸ ص۴۷۸

ے ہاتھوں میں جو مال ہے ۔ یہ بھی پروردگار کے اموال کا ایک حصّہ ہے اور تم اس کے ذمہ دار ہو جب تک میرے حوالہ نہ کردو
شاید اس نصیحت کی بنا پر میں تمہارا بُرا والی نہ ہوں گا ۔ والسّلام

مکتوب ۶

معاویہ کے نام

دیکھ میری بیعت اسی قوم نے کی ہے جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور اسی طرح کی ہے جس طرح ان کی بیعت کی تھی کہ نہ کسی حاضر کو نظر ثانی کا حق تھا اور نہ کسی غائب کو رد کر دینے کا اختیار تھا ۔
شوریٰ کا اختیار بھی صرف مہاجرین و انصار کو ہوتا ہے لہٰذا وہ کسی شخص پر اتفاق کرلیں اور اسے امام نامزد کردیں تو گویا کہ اسی میں رضائے الٰہی ہے اور اگر کوئی شخص تنقید کرکے یا بدعت کی بنیاد پر اس امر سے باہر نکل جائے تو لوگوں کا فرض ہے کہ اسے واپس لائیں اور اگر انکار کردے تو اس سے جنگ کریں کہ اس نے مومنین کے راستہ سے ہٹ کر راہ نکالی ہے اور اللہ بھی اسے اُدھر ہی پھیر دے گا جدھر وہ پھر گیا ہے ۔
معاویہ ! میری جان کی قسم ۔ اگر تو خواہشات کو چھوڑ کر عقل کی نگاہوں سے دیکھے گا تو مجھے سب سے زیادہ خونِ عثمانؓ سے پاک دامن پائے گا اور تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں اس مسئلہ سے بالکل الگ تھلگ تھا ۔ مگر یہ کہ تو حقائق کی پردہ پوشی کرکے الزام ہی لگانا چاہے تو تجھے مکمل اختیار ہے ۔ (یہ گذشتہ بیعتوں کی صورتحال کی طرف اشارہ ہے ورنہ اسلام میں خلافت شوریٰ سے طے نہیں ہوتی ہے ۔ جوادی)

مکتوب ۷

معاویہ ہی کے نام

امابعد ۔ میرے پاس تیری بے جوڑ نصیحتوں کا مجموعہ اور تیرا خوبصورت سجایا بنایا ہوا خط وارد ہوا ہے جسے تیرے گمراہی کے قلم نے لکھا ہے اور اس پر تیری بے عقلی نے امضاء کیا ہے ۔ یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے جس کے پاس نہ ہدایت دینے والی بصارت ہے اور نہ راستہ بتلانے والی قیادت ۔ اسے خواہشات نے پکارا تو اس نے لبیک کہہ دی اور گمراہی نے کھینچا تو اس کے پیچھے چل پڑا اور اس کے نتیجہ میں اول فول بکنے لگا اور راستہ بھول کر گمراہ ہو گیا ۔
دیکھ یہ بیعت ایک مرتبہ ہوتی ہے جس کے بعد نہ کسی کو نظر ثانی کا حق ہوتا ہے اور نہ دوبارہ اختیار کرنے کا ۔ اس سے باہر نکل جانے والا اسلامی نظام پر معترض شمار کیا جاتا ہے اور اس میں سوچ بچار کرنے والا منافق کہا جاتا ہے ۔

استاذ عباس محمود عقاد نے عبقریۃ الامامؑ میں اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ خونِ عثمانؓ کی تمامتر ذمہ داری خود معاویہ پر ہے کہ وہ ان کا تحفظ کرنا چاہتا تو اس کے پاس تمامتر امکانات موجود تھے ۔ وہ شام کا حاکم تھا اور اس کے پاس ایک عظیم ترین فوج موجود تھی جس سے کسی طرح کا کام لیا جا سکتا تھا ۔
امام علیؑ کی یہ حیثیت نہیں تھی ۔ آپ پر دونوں طرف سے دباؤ پڑ رہا تھا ۔ انقلابیوں کا خیال تھا کہ اگر آپ بیعت قبول کرلیں تو عثمانؓ کو بآسانی معزول کیا جا سکتا ہے اور عثمانؓ کا خیال تھا کہ آپ چاہیں تو انقلابیوں کو ہٹا کر میرے منصب کا تحفظ کرسکتے ہیں اور میری جان بچا سکتے ہیں ۔ ایسے حالات میں حضرت نے جس ایمانی فراست اور عرفانی حکمت کا مظاہرہ کیا ہے اس سے زیادہ کسی فرد بشر کے امکان میں نہیں تھا ۔

۸

و من كتاب له (عليه السلام)

الى جرير بن عبدالله البجلي لما أرسله إلى معاوية

أَمَّا بَعْدُ، فَإِذَا أَتَاكَ كِتَابِي فَاحْمِلْ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْفَصْلِ، وَ خُذْهُ بِالأَمْرِ الْجَزْمِ (الحزم) ثُمَّ خَيِّرْهُ بَيْنَ حَرْبٍ مُجْلِيَةٍ، أَوْ سِلْمٍ مُخْزِيَةٍ (مجزيه) فَإِنِ اخْتَارَ الْحَرْبَ فَانْبِذْ إِلَيْهِ، وَ إِنِ اخْتَارَ السِّلْمَ فَخُذْ بَيْعَتَهُ وَ السَّلَامُ.

۹

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى معاوية

فَأَرَادَ قَوْمُنَا قَتْلَ نَبِيِّنَا، وَاجْتِيَاحَ أَصْلِنَا، وَ هَمُّوا بِنَا الْهُمُومَ وَ فَعَلُوا بِنَا الأَفَاعِيلَ، وَ مَنَعُونَا الْعَذْبَ، وَ أَحْلَسُونَا الْخَوْفَ، وَاضْطَرُّونَا إِلَى جَبَلٍ وَعْرٍ، وَ أَوْقَدُوا لَنَا نَارَ الْحَرْبِ، فَعَزَمَ اللَّهُ لَنَا عَلَى الذَّبِّ عَنْ حَوْزَتِهِ، وَالرَّمْيِ مِنْ وَرَاءِ حُرْمَتِهِ. مُؤْمِنُنَا يَبْغِي بِذَلِكَ الأَجْرَ، وَ كَافِرُنَا يُحَامِي عَنِ الأَصْلِ. وَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ قُرَيْشٍ خِلْوٌ (خلق) مِمَّا نَحْنُ فِيهِ بِحِلْفٍ يَمْنَعُهُ، أَوْ عَشِيرَةٍ تَقُومُ دُونَهُ، فَهُوَ مِنَ الْقَتْلِ بِمَكَانِ أَمْنٍ.

وَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ (النّاس)، وَ أَحْجَمَ النَّاسُ، قَدَّمَ أَهْلَ بَيْتِهِ فَوَقَى بِهِمْ أَصْحَابَهُ حَرَّ السُّيُوفِ وَ الأَسِنَّةِ، فَقُتِلَ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَ قُتِلَ حَمْزَةُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَ قُتِلَ جَعْفَرٌ يَوْمَ مُؤْتَةَ. وَ أَرَادَ مَنْ لَوْ شِئْتُ ذَكَرْتُ اسْمَهُ مِثْلَ الَّذِي أَرَادُوا مِنَ الشَّهَادَةِ، وَ لَكِنَّ آجَالَهُمْ عُجِّلَتْ، وَ مَنِيَّتَهُ أُجِّلَتْ. فَيَا عَجَباً لِلدَّهْرِ! إِذْ صِرْتُ يُقْرَنُ بِي مَنْ لَمْ يَسْعَ بِقَدَمِي، وَ لَمْ تَكُنْ لَهُ كَسَابِقَتِي الَّتِي لَا يُدْلِي (يدنى) أَحَدٌ بِمِثْلِهَا، إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ مُدَّعٍ مَا

فصل ۔ قطعی حکم
حرب مجلیہ ۔ آوارہ وطن کردینے والی جنگ
فانبذ الیہ ۔ عہد و پیمان کو پھینک دو
اجتیاح ۔ استیصال
ہمّوا بنا ۔ ہم و غم نازل کردیے
افاعیل ۔ مختلف حرکات
عذب ۔ خوشگوار
أحلسونا ۔ لازم کردیا
اضطرّونا ۔ مجبور کردیا
حوزہ ۔ مجمع
جبل وعر ۔ دشوار گذار
احمر الباس ۔ شدید جنگ
حر الاسنہ ۔ نیزوں کی تیزی
موتہ ۔ شام میں ایک علاقہ ہے
سابقہ ۔ فضیلت

(۱) حضرتؑ کے اصحاب کا خیال تھا کہ جریر کے شام پہنچتے ہی جنگ کا آغاز کردیا جائے لیکن حضرتؑ نے مزید مہلت دی اور جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو آخری فیصلہ کے لئے یہ خط روانہ کیا جس کے بعد جنگ کے ٹالنے کا کوئی جواز نہ رہ جائے گا۔

مصادر کتاب نمبر ۹ کتاب صفین ص۸۵، العقد الفرید ۳ ص۳۳۵، انساب الاشراف ص۲۸۲، العیون والمحاسن مفید ۲ ص۷۔، مناقب ص۱۲۶، بحار الانوار ۸ ص۵۴۴، الاخبار الطوال ص۱۵۴

مکتوب ۸

(جریر بن عبداللہ بجلی کے نام جب انھیں معاویہ کی فہمائش کے لئے روانہ فرمایا)

امابعد[1] ۔ جب تمھیں یہ میرا خط مل جائے تو معاویہ سے حتمی فیصلہ کا مطالبہ کر دینا اور ایک آخری بات طے کر لینا اور اسے خبردار کر دینا کہ اب دو ہی راستے ہیں ۔ یا فنا کر دینے والی جنگ یا رسوا کن صلح ۔

اب اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو بات چیت ختم کر دینا اور جنگ کی تیاری کرنا اور اگر صلح کی بات کرے تو فوراً اس سے بیعت لے لینا ۔ والسلام

مکتوب ۹

(معاویہ کے نام)

ہماری قوم (قریش[1]) کا ارادہ تھا کہ ہمارے پیغمبرؐ کو قتل کر دے اور ہمیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے ۔ انھوں نے ہمارے بارے میں رنج و غم کے اسباب فراہم کئے اور ہم سے طرح طرح کے برتاؤ کئے ۔ ہمیں راحت و آرام سے روک دیا اور ہمارے لئے مختلف قسم کے خوف کا انتظام کیا ۔ کبھی ہمیں ناہموار پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کیا اور کبھی ہمارے لئے جنگ کی آگ بھڑکا دی ۔ لیکن پروردگار نے ہمیں طاقت دی کہ ہم ان کے دین کی حفاظت کریں اور ان کی حرمت سے ہر طرح سے دفاع کریں ۔ ہم میں صاحبانِ ایمان اجر آخرت کے طلبگار تھے اور کفار اپنی اصل کی حمایت کر رہے تھے ۔ قریش میں جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے وہ ان مشکلات سے آزاد تھے یا اس لئے کہ انھوں نے کوئی حفاظتی معاہدہ کر لیا تھا یا ان کے پاس قبیلہ تھا جو ان کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور وہ قتل سے محفوظ رہتے تھے ۔

اور رسول اکرمؐ کا یہ عالم تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تھے اور لوگ پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو آپ اپنے اہلبیتؑ کو آگے بڑھا دیتے تھے اور وہ اپنے کو سپر بنا کر اصحاب کو تلوار اور نیزوں کی گرمی سے محفوظ رکھتے تھے ۔ چنانچہ بدر کے دن جناب عبیدہ بن الحارث مارے گئے ۔ احد کے دن حمزہ شہید ہوئے اور موتہ میں جعفر کام آگئے ۔

ایک شخص نے جس کا نام میں بتا سکتا ہوں انھیں لوگوں جیسی شہادت کا قصد کیا تھا لیکن اُن سب کی موت جلدی آگئی اور اس کی موت پیچھے ٹال دی گئی ۔

کس قدر تعجب خیز ہے زمانہ کا یہ حال کہ میرا مقابلہ ایسے افراد سے ہوتا ہے جو کبھی میرے ساتھ قدم ملا کر نہیں چلے اور نہ اس دین میں ان کا کوئی کارنامہ ہے جو مجھ سے موازنہ کیا جا سکے مگر یہ کہ کوئی مدعی کسی ایسے شرف کا دعویٰ کرے جس کو نہ میں جانتا ہوں

---

[1] قریش کی زندگی کا سارا نظام قبائلی بنیادوں پر چل رہا تھا اور ہر قبیلہ کو کوئی نہ کوئی حیثیت حاصل تھی لیکن اسلام کے آنے کے بعد ان تمام حیثیتوں کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے نتیجہ میں سب نے اسلام کے خلاف اتحاد کر لیا اور مختلف معرکے بھی سامنے آگئے لیکن پروردگار عالم نے رسول اکرمؐ کے گھرانے کے ذریعہ اپنے دین کو بچا لیا اور اس میں کوئی قبیلہ بھی ان کا شریک نہیں ہے اور نہ کسی کو یہ شرف حاصل ہے ۔ نہ کسی قبیلہ میں کوئی ابو طالب جیسا محافظ پیدا ہوا ہے اور نہ عبیدہ جیسا مجاہد ۔ نہ کسی قبیلہ نے حمزہ جیسا سید الشہداء پیدا کیا ہے اور نہ جعفر جیسا طیار ۔

یہ صرف بنی ہاشم کا شرف ہے اور اسلام کی گردن پر ان کے علاوہ کسی کا کوئی احسان نہیں ہے ۔!

لَا أَعْرِفُهُ، وَ لَا أَظُنُّ اللَّهَ يَعْرِفُهُ. وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

وَ أَمَّا مَا سَأَلْتَ مِنْ دَفْعِ قَتَلَةِ عُثْمَانَ إِلَيْكَ، فَإِنِّي نَظَرْتُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، فَلَمْ أَرَهُ يَسَعُنِي دَفْعُهُمْ إِلَيْكَ وَ لَا إِلَى غَيْرِكَ، وَ لَعَمْرِي لَئِنْ لَمْ تَنْزِعْ عَنْ غَيِّكَ وَ شِقَاقِكَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ عَنْ قَلِيلٍ يَطْلُبُونَكَ، لَا يُكَلِّفُونَكَ طَلَبَهُمْ فِي بَرٍّ وَ لَا بَحْرٍ، وَ لَا جَبَلٍ وَ لَا سَهْلٍ، إِلَّا أَنَّهُ طَلَبٌ يَسُوءُكَ وِجْدَانُهُ، وَ زَوْرٌ لَا يَسُرُّكَ لُقْيَانُهُ، وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهِ.

۱۰

و من كتاب له (ع)

إليه أيضاً

وَ كَيْفَ أَنْتَ صَانِعٌ إِذَا تَكَشَّفَتْ عَنْكَ جَلَابِيبُ مَا أَنْتَ فِيهِ مِنْ دُنْيَا قَدْ تَبَهَّجَتْ بِزِينَتِهَا، وَ خَدَعَتْ بِلَذَّتِهَا. دَعَتْكَ فَأَجَبْتَهَا، وَ قَادَتْكَ فَاتَّبَعْتَهَا، وَ أَمَرَتْكَ فَأَطَعْتَهَا. وَ إِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَقِفَكَ وَاقِفٌ عَلَى مَا لَا يُنْجِيكَ مِنْهُ مِجَنٌّ (منج) فَاقْعَسْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ، وَ خُذْ أُهْبَةَ الْحِسَابِ، وَ شَمِّرْ لِمَا قَدْ نَزَلَ بِكَ، وَ لَا تُمَكِّنِ الْغُوَاةَ مِنْ سَمْعِكَ، وَ إِلَّا تَفْعَلْ أُعْلِمْكَ مَا أَغْفَلْتَ مِنْ نَفْسِكَ، فَإِنَّكَ مُتْرَفٌ قَدْ أَخَذَ الشَّيْطَانُ مِنْكَ مَأْخَذَهُ، وَ بَلَغَ فِيكَ أَمَلَهُ، وَ جَرَى مِنْكَ مَجْرَى الرُّوحِ وَ الدَّمِ.

وَ مَتَى كُنْتُمْ يَا مُعَاوِيَةُ سَاسَةَ الرَّعِيَّةِ، وَ وُلَاةَ أَمْرِ الْأُمَّةِ؟ بِغَيْرِ قَدَمٍ سَابِقٍ، وَ لَا شَرَفٍ بَاسِقٍ، وَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ لُزُومِ سَوَابِقِ الشَّقَاءِ، وَ أُحَذِّرُكَ أَنْ تَكُونَ مُتَمَادِياً فِي غِرَّةِ الْأُمْنِيَّةِ، مُخْتَلِفَ الْعَلَانِيَةِ وَ السَّرِيرَةِ.

وَ قَدْ دَعَوْتَ إِلَى الْحَرْبِ، فَدَعِ النَّاسَ جَانِباً وَ اخْرُجْ إِلَيَّ، وَ أَعْفِ الْفَرِيقَيْنِ مِنَ الْقِتَالِ، لِتَعْلَمَ أَيُّنَا الْمَرِينُ عَلَى قَلْبِهِ، وَ الْمُغَطَّى عَلَى بَصَرِهِ! فَأَنَا أَبُو حَسَنٍ قَاتِلُ جَدِّكَ وَ أَخِيكَ وَ خَالِكَ

لم تنزع - باز نہ آیا
شقاق - اختلاف
زور - ملاقات
جلابیب - چادریں
تبہجت - آراستہ ہوگئی
مجن - سپر
فاقعس - دور ہوجا
غواۃ - گمراہ
مترف - جسے نعمت سرکش بنادے
ساسۃ - منتظم
باسق - بلند و بالا
امنیۃ - امید
مرین - زنگ آلود

(۱) عقاد نے عبقریۃ الامام میں اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ معاویہ نے امیرالمومنینؑ کے مقابلہ میں خون عثمانؓ کا ہنگامہ کھڑا کرکے حکومت پانے کے بعد پھر کبھی خون عثمانؓ کا نام بھی نہیں لیا جو اس بات کی علامت ہے کہ اسے خون عثمانؓ سے نہیں بلکہ صرف حکومت اور اقتدار سے دلچسپی تھی اور اس راہ میں کچھ بھی کرسکتا تھا۔

مصادر کتاب ۱۰ کتاب صفین نصر بن مزاحم، تاریخ ابن عساکر، انساب الاشراف ص ۲۷۹، العقد الفرید ۲ ص ۳۳

شائد" خدا ہی جانتا ہے ۔ مگر بہر حال ہر حال میں خدا کا شکر ہے ۔
رہ گیا تمہارا یہ مطالبہ کہ میں قاتلان عثمانؓ کو تمہارے حوالے کر دوں (۱) تو میں نے اس مسئلہ میں کافی غور کیا ہے ۔ میرے امکان میں انھیں
ے حوالہ کرنا ہے اور نہ کسی اور کے ۔ میری جان کی قسم اگر تم اپنی گمراہی اور عداوت سے باز نہ آئے تو عنقریب انھیں دیکھو گے کہ
ں بھی ڈھونڈھ لیں گے اور اس بات کی زحمت نہ دیں گے کہ تم انھیں خشکی یا تری ۔ پہاڑ یا صحرا میں تلاش کرو ۔ البتہ یہ وہ طلب ہوگی
کا پالینا باعث مسرت نہ ہوگا اور وہ ملاقات ہوگی جس سے کسی طرح کی خوشی نہ ہوگی ـــ اور سلام اس کے اہل پر ۔

مکتوب ۱۰

معاویہ ہی کے نام

اس وقت کیا کرو گے جب اس دنیا کے یہ سارے لباس تم سے اتر جائیں جس کی زینت سے تم نے اپنے کو آراستہ کر رکھا ہے
جس کی لذت نے تم کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے ۔ اس دنیا نے تم کو آواز دی تو تم نے لبیک کہہ دی اور تمھیں کھینچنا چاہا تو تم کھنچتے چلے
اور اس کے احکام کی اطاعت کرتے رہے ۔ قریب ہے کہ کوئی بتانے والا تمھیں ان چیزوں سے آگاہ کرے جن سے کوئی سپر
نے والی نہیں ہے لہذا مناسب ہے کہ اس دعویٰ سے باز آجاؤ اور حساب و کتاب کا سامان تیار کرلو ۔ آنے والی مصیبتوں کے لئے
ستہ ہو جاؤ اور گمراہوں کو اپنی سماعت پر حاوی نہ بناؤ ورنہ ایسا نہ کیا تو میں تمھیں ان تمام چیزوں سے باخبر کر دوں گا جن سے
افل ہو ۔ تم عیش و عشرت کے دلدادہ ہو ۔ شیطان نے تمھیں اپنی گرفت میں لے لیا ہے اور اپنی امیدوں کو حاصل کر لیا ہے اور
رے رگ و پے میں روح اور خون کی طرح سرایت کر گیا ہے ۔

معاویہ ! آخر تم لوگ کب رعایا (۱) کی نگرانی کے قابل اور امت کے مسائل کے والی تھے جب کہ تمھارے پاس نہ کوئی سابقہ شرف
اور نہ کوئی بلند و بالا عزت ۔ ہم اللہ سے تمام دیرینہ بدبختیوں سے پناہ مانگتے ہیں اور تمھیں باخبر کرتے ہیں کہ خبردار امیدوں کے دھوکہ
اور ظاہر و باطن کے اختلاف میں مبتلا ہو کر گمراہی میں دور تک مت چلے جاؤ ۔

تم نے مجھے جنگ کی دعوت دی ہے تو بہتر یہ ہے کہ لوگوں کو الگ کر دو اور بذات خود میدان میں آجاؤ ۔ فریقین کو جنگ سے
ف کر دو اور ہم تم براہ راست مقابلہ کر لیں تا کہ تمھیں معلوم ہو جائے کہ کس کے دل پر زنگ لگ گیا ہے اور کس کی آنکھوں پر
ے پڑے ہوئے ہیں ۔

میں وہی ابوالحسن ہوں جس نے روز بدر تمھارے نانا (عتبہ بن ربیعہ) ماموں (ولید بن عتبہ) اور بھائی حنظلہ کا سر توڑ کر خاتمہ کر دیا ہے ۔

اس مقام پر سیاست سے مراد سیاست عادلہ اور رعایت کاملہ ہے کہ اس کام کا انجام دینا ہر کس و ناکس کے بس کا نہیں ہے ورنہ سیاست سے مکاری،
اری اور غداری مراد لی جائے تو بنی امیہ ہمیشہ سے سیاست مدار تھے اور ابو سفیان نے ہر محاذ پر اسلام کے خلاف لشکر کشی کی ہے اور اس راہ میں کسی بھی
ر کو نظر انداز نہیں کیا ہے ۔ کبھی میدانوں میں مقابلہ کیا ہے اور کبھی بیعت کر کے اسلام کا صفایا کیا ہے ۔
حضرت کا یہ وہ مطالبہ تھا جس کی عمرو عاص نے بھی تائید کر دی تھی لیکن معاویہ فوراً تاڑ گیا اور اس نے کہا کہ تو خلافت کا امیدوار دکھائی دے رہا
اور پھر میدان کا رخ کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا کہ علیؑ کی تلوار سے بچ کر نکل جانا محالات میں سے ہے ۔!

شَدَخاً يَوْمَ بَدْرٍ، وَ ذٰلِكَ السَّيْفُ مَعِي، وَ بِذٰلِكَ الْقَلْبِ أَلْقَىٰ عَدُوِّي، مَا اسْتَبْدَلْتُ دِيناً، وَ لَا اسْتَحْدَثْتُ نَبِيّاً. وَ إِنِّي لَعَلَى الْمِنْهَاجِ الَّذِي تَرَكْتُمُوهُ طَائِعِينَ، وَ دَخَلْتُمْ فِيهِ مُكْرَهِينَ.

وَ زَعَمْتَ أَنَّكَ جِئْتَ ثَائِراً بِدَمِ عُثْمَانَ. وَ لَقَدْ عَلِمْتَ حَيْثُ وَقَعَ[1] دَمُ عُثْمَانَ فَاطْلُبْهُ مِنْ هُنَاكَ إِنْ كُنْتَ طَالِباً، فَكَأَنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ تَضِجُّ مِنَ الْحَرْبِ إِذَا عَضَّتْكَ ضَجِيجَ الْجِمَالِ بِالْأَثْقَالِ، وَ كَأَنِّي بِجَمَاعَتِكَ تَدْعُونِي جَزَعاً مِنَ الضَّرْبِ الْمُتَتَابِعِ، وَالْقَضَاءِ الْوَاقِعِ، وَ مَصَارِعَ بَعْدَ مَصَارِعَ، إِلَىٰ كِتَابِ اللّٰهِ، وَ هِيَ كَافِرَةٌ جَاحِدَةٌ، أَوْ مُبَايِعَةٌ حَائِدَةٌ.

۱۱

و من وصية له (عليه السلام)

وصّى بها جيشاً بعثه إلى العدو

فَإِذَا نَزَلْتُمْ بِعَدُوٍّ أَوْ نَزَلَ بِكُمْ، فَلْيَكُنْ مُعَسْكَرُكُمْ فِي قُبُلِ الْأَشْرَافِ، أَوْ سِفَاحِ الْجِبَالِ، أَوْ أَثْنَاءِ الْأَنْهَارِ، كَيْمَا يَكُونَ لَكُمْ رِدْءاً، وَ دُونَكُمْ مَرَدّاً. وَلْتَكُنْ مُقَاتَلَتُكُمْ مِنْ وَجْهٍ وَاحِدٍ أَوِ اثْنَيْنِ، وَاجْعَلُوا لَكُمْ رُقَبَاءَ فِي صَيَاصِي الْجِبَالِ، وَ مَنَاكِبِ الْهِضَابِ، لِئَلَّا يَأْتِيَكُمُ الْعَدُوُّ مِنْ مَكَانِ مَخَافَةٍ أَوْ أَمْنٍ. وَاعْلَمُوا أَنَّ مُقَدِّمَةَ الْقَوْمِ عُيُونُهُمْ، وَ عُيُونَ الْمُقَدِّمَةِ طَلَائِعُهُمْ. وَ إِيَّاكُمْ وَالتَّفَرُّقَ: فَإِذَا نَزَلْتُمْ فَانْزِلُوا جَمِيعاً، وَ إِذَا ارْتَحَلْتُمْ فَارْتَحِلُوا جَمِيعاً، وَ إِذَا غَشِيَكُمُ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ كِفَّةً، وَ لَا تَذُوقُوا النَّوْمَ إِلَّا غِرَاراً أَوْ مَضْمَضَةً.

۱۲

و من وصية له (عليه السلام)

وصّى بها معقل بن قيس الرياحي حين أنفذه إلى الشام في ثلاثة آلاف مقدمة له

إِتَّقِ اللّٰهَ الَّذِي لَا بُدَّ لَكَ مِنْ لِقَائِهِ، وَ لَا مُنْتَهَىٰ لَكَ دُونَهُ، وَ لَا تُقَاتِلَنَّ إِلَّا مَنْ قَاتَلَكَ. وَ سِرِ الْبَرْدَيْنِ، وَ غَوِّرْ بِالنَّاسِ،

لم تنزع - باز نہ آ
شقاق - اختلاف والا
زور - طرف
جلاح - سامنے
اشراف - جمع شرف - بلند
سفاح - دامن کوہ
اثناء - موڑ
ردء - مددگار
مرد - محل دفاع
صیاصی - بلندیاں
مناکب - چوٹیاں
ہضاب - ٹیلے
کفہ - دائرہ کی شکل میں
غرار - ہلکی نیند
مضمضہ - جھپکی
بردان - ٹھنڈے اوقات
غوّر - شدید گرمی کے وقت قیام

(۱) یہ حالات کا اندازہ یا تخمینہ نہیں ہے بلکہ ایسی خبر ہے جس کا مدرک الہام خداوندی یا اخبار غیبی کے علاوہ کچھ نہیں ہوسکتا ہے

مصادر کتاب ۱۱ کتاب صفین ص۱۲۳، تحف العقول ص۱۹۱، الاخبار الطوال ص۱۶۶، بحار الانوار ۸ ص۴۷۷، ۲۱ ص۹۸

مصادر کتاب ۱۲ کتاب صفین ص۱۹۸

یہ وہ تلوار میرے پاس ہے اور میں اسی ہمت قلب کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کروں گا۔ میں نے نہ دین تبدیل کیا ہے اور نہ نیا نبی بنایا ہے میں اسی راستہ پر چل رہا ہوں جسے تم نے اختیاری حدود تک چھوڑ رکھا تھا اور پھر مجبوراً داخل ہو گئے تھے۔

تمہارا خیال ہے کہ تم خون عثمانؓ کا بدلہ لینے آئے ہو۔ تو تمہیں تو معلوم ہے کہ اس خون کی جگہ کہاں ہے۔ اگر واقعی مطالبہ ہے تو وہیں جا کر کرو۔

مجھے تو یہ منظر نظر آرہا ہے کہ جنگ تمہیں دانتوں سے کاٹ رہی ہے اور تم اس طرح فریاد کر رہے ہو جس طرح اونٹ سامان کی گرانی سے بلبلانے لگتے ہیں اور تمہاری جماعت مسلسل تلوار کی ضرب اور موت کی گرم بازاری اور کشتوں کے پشتے لگ جانے کی بنا پر مجھے کتاب خدا کی دعوت دے رہی ہے جب کہ خود اس کتاب کی دیدہ و دانستہ منکر ہے یا بیعت کرنے کے بعد بیعت شکنی کرنے والی ہے۔

۱۱۔ آپ کی نصیحت

(جو اپنے لشکر کو دشمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمائی ہے)

جب تم کسی دشمن پر وارد ہونا یا اگر وہ تم پر وارد ہو تو دیکھو تمہارے پڑاؤ ٹیلوں کے سامنے یا پہاڑوں کے دامن میں یا نہروں کے موڑ پر ہوں تاکہ یہ تمہارے لئے وسیلۂ حفاظت بھی رہیں اور دشمن کو روک بھی سکیں۔ اور جنگ ہمیشہ ایک یا دو محاذوں پر کرنا اور اپنے نگرانوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر معین کر دینا تاکہ دشمن نہ کسی خطرناک جگہ سے حملہ کر سکے اور نہ محفوظ جگہ سے اور یہ یاد رکھنا کہ فوج کا ہراول دستہ فوج کا نگراں ہوتا ہے اور اس کی اطلاعات کا ذریعہ مخبر افراد ہوتے ہیں۔ خبردار آپس میں منتشر نہ ہو جانا۔ جہاں اترنا سب ایک ساتھ اترنا اور جب کوچ کرنا تو سب ایک ساتھ کوچ کرنا۔ اور جب رات ہو جائے تو نیزوں کو اپنے گرد گاڑ دینا اور خبردار نیند کا مزہ چکھنے کا ارادہ نہ کرنا مگر یہ کہ ایک آدھ جھپکی لگ جائے۔

۱۲۔ آپ کی نصیحت

(جو معقل بن قیس ریاحی کو اس وقت فرمائی ہے جب انھیں تین ہزار کا لشکر دے کر شام کی طرف روانہ فرمایا ہے)

اس اللہ سے ڈرتے رہنا جس کی بارگاہ میں بہرحال حاضر ہونا ہے اور جس کے علاوہ کوئی آخری منزل نہیں ہے۔ جنگ اسی سے کرنا جو تم سے جنگ کرے۔ ٹھنڈے اوقات میں صبح و شام سفر کرنا اور گرمی کے وقت میں قافلہ کو روک کر لوگوں کو آرام کرنے دینا۔

یہ وہ ہدایات ہیں جو ہر دور میں کام آنے والی ہیں اور قائد اسلام کا فرض ہے کہ جس دور میں جس طرح کا میدان اور جس طرح کے اسلحہ ہوں۔ حرب کی تنظیم انھیں اصولوں کی بنیاد پر کرے جن کی طرف امیرالمومنینؑ نے دور نیزہ و شمشیر میں اشارہ فرمایا ہے۔ حالات اور اسلحوں کے بدل جانے سے اصول حرب و ضرب اور قوانین جہاد و قتال میں فرق نہیں ہو سکتا ہے۔

وَ رَفِّهْ فِي السَّيْرِ، وَ لَا تَسِرْ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ سَكَناً، وَ قَدَّرَهُ مُقَاماً لَا ظَعْناً. فَأَرِحْ فِيهِ بَدَنَكَ، وَ رَوِّحْ ظَهْرَكَ. فَإِذَا وَقَفْتَ حِينَ يَنْبَطِحُ السَّحَرُ، أَوْ حِينَ يَنْفَجِرُ الْفَجْرُ، فَسِرْ عَلَىٰ بَرَكَةِ اللَّهِ. فَإِذَا لَقِيتَ الْعَدُوَّ فَقِفْ مِنْ أَصْحَابِكَ وَسَطاً، وَ لَا تَدْنُ مِنَ الْقَوْمِ دُنُوَّ مَنْ يُرِيدُ أَنْ يُنْشِبَ الْحَرْبَ. وَ لَا تَبَاعَدْ عَنْهُمْ تَبَاعُدَ مَنْ يَهَابُ الْبَأْسَ، حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ أَمْرِي، وَ لَا يَحْمِلَنَّكُمْ شَنَآنُهُمْ عَلَىٰ قِتَالِهِمْ، قَبْلَ دُعَائِهِمْ وَالْإِعْذَارِ إِلَيْهِمْ.

۱۳

و من كتاب له ﴿عليه السلام﴾

الى أميرين من أمراء جيشه

وَقَدْ أَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا[1] وَ عَلَىٰ مَنْ فِي حَيِّزِكُمَا مَالِكَ ابْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرَ فَاسْمَعَا لَهُ وَ أَطِيعَا، وَاجْعَلَاهُ دِرْعاً وَّ مِجَنّاً، فَإِنَّهُ مِمَّنْ لَا يُخَافُ وَهْنُهُ وَلَا سَقْطَتُهُ وَلَا بُطْؤُهُ عَمَّا الْإِسْرَاعُ إِلَيْهِ أَحْزَمُ، وَلَا إِسْرَاعُهُ إِلَىٰ مَا الْبُطْءُ عَنْهُ أَمْثَلُ.

۱٤

و من وصية له ﴿عليه السلام﴾

لعسكره قبل لقاء العدو بصفّين

لَا تُقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ يَبْدَؤُوكُمْ، فَإِنَّكُمْ بِحَمْدِ اللَّهِ عَلَىٰ حُجَّةٍ وَ تَرْكُكُمْ إِيَّاهُمْ حَتَّىٰ يَبْدَؤُوكُمْ حُجَّةٌ أُخْرَىٰ لَكُمْ عَلَيْهِمْ. فَإِذَا كَانَتِ الْهَزِيمَةُ بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَا تَقْتُلُوا مُدْبِراً، وَلَا تُصِيبُوا مُعْوِراً، وَلَا تُجْهِزُوا عَلَىٰ جَرِيحٍ، وَلَا تَهِيجُوا النِّسَاءَ بِأَذًى، وَإِنْ شَتَمْنَ أَعْرَاضَكُمْ، وَسَبَبْنَ أُمَرَاءَكُمْ، فَإِنَّهُنَّ ضَعِيفَاتُ الْقُوَىٰ وَالْأَنْفُسِ وَالْعُقُولِ؛ إِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ

رِفّہ - سہولت سے کام لو
ظَعن - سفر
ینبطح - پھیل جائے
شنان - عداوت
اِعذار - تقدیم عذر
حَیِّز - مکان
دِرع - زرہ
مِجَن - سپر
وَہن - ضعف
سقطہ - لغزش
احزم - مطابق ہوش مندی
امثل - بہترین
معور - عاجز
لاتجہزوا - حملہ نہ کرنا

[1] ان دونوں سے مراد زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی ہیں جنھیں آپ نے بارہ ہزار کے دستہ کے ساتھ روانہ کیا تھا اس کے بعد جب سور الروم کے نزدیک ابوالاعور السلمی سے مڈبھیڑ ہوگئی تو مالک اشتر کو سردار بنا کر بھیجدیا اور دونوں سرداروں کے نام یہ ہدایت نامہ ارسال فرما دیا۔

مصادر کتاب ۱۳ تاریخ طبری ۵ ص ۲۳۸، کتاب صفین ص ۱۳۵، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۷۱، بحار الانوار ۸ ص ۴۷۸

مصادر کتاب ۱۴ تاریخ طبری حوادث ۳۷ھ، کتاب صفین ص ۲۰۳، فروع کافی ۵ ص ۳۸، مروج الذہب ۲ ص ۳۱۷، فتوح اعثم کوفی ۳ ص ۔ وافی فیض کاشانی ۹ ص ۱۸، الجمل المفید ص ۱۶۹، تاریخ یعقوبی ۳ ص ۵۱۸، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص ۲۳۱، ارشاد مفید ص ۱۲۱

سفر کرنا اور اول شب میں سفر مت کرنا کہ پروردگار نے رات کو سکون کے لئے بنایا ہے اور اسے قیام کے لئے قرار دیا ہے۔ سفر کے لئے نہیں۔ لہٰذا رات میں اپنے بدن کو آرام دینا اور اپنی سواری کے لئے سکون فراہم کرنا۔ اس کے بعد جب دیکھ لینا کہ سحر طلوع ہو رہی ہے اور صبح روشن ہو رہی ہے تو برکت خدا کے سہارے اٹھ کھڑے ہونا۔ اور جب دشمن کا سامنا ہو جائے تو اپنے اصحاب کے درمیان ٹھہرنا اور نہ دشمن سے اس قدر قریب ہو جانا کہ جیسے جنگ چھیڑنا چاہتے ہو۔ اور نہ اس قدر دور ہو جانا کہ جیسے جنگ سے خوف زدہ ہو۔ یہاں تک کہ میرا حکم آجائے اور دیکھو خبردار دشمن کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ اسے حق کی دعوت دینے اور حجت تمام کرنے سے پہلے جنگ کا آغاز کر دو[1]۔

۱۳۔ آپ کا مکتوب شریف

(اپنے سرداران لشکر میں ایک سردار کے نام)

میں نے تم پر اور تمھارے ماتحت لشکر پر مالک بن الحارث الاشتر[2] کو سردار قرار دے دیا ہے لہٰذا ان کی باتوں پر توجہ دینا اور ان کی اطاعت کرنا اور انھیں کو اپنی زرہ اور سپر قرار دینا کہ مالک ان لوگوں میں ہیں جن کی کمزوری اور لغزش کا کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ وہ اس موقع پر سستی کر سکتے ہیں جہاں تیزی زیادہ مناسب ہو۔ اور نہ وہاں تیزی کر سکتے ہیں جہاں سستی زیادہ قرین عقل ہو۔

۱۴۔ آپ کی نصیحت

(اپنے لشکر کے نام صفین کی جنگ کے آغاز سے پہلے)

خبردار! اس وقت تک جنگ شروع نہ کرنا جب تک وہ لوگ پہل نہ کر دیں کہ تم بحمد اللہ اپنی دلیل[3] رکھتے ہو اور انھیں اس وقت تک موقع دینا جب تک پہل نہ کر دیں ایک دوسری حجت ہو جائے گی۔ اس کے بعد جب حکم خدا سے دشمن کو شکست ہو جائے تو کسی بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا اور کسی عاجز کو ہلاک نہ کرنا اور کسی زخمی پر قاتلانہ حملہ نہ کرنا۔ اور عورتوں کو اذیت مت دینا چاہے وہ تمھیں گالیاں ہی کیوں نہ دیں اور تمھارے حکام کو برا بھلا ہی کیوں نہ کہیں۔ کہ یہ قوت نفس اور عقل کے اعتبار سے کمزور ہیں اور ہم پیغمبرؐ کے زمانے میں بھی ان کے بارے میں ہاتھ روک لینے پر مامور تھے۔

---

[1] یہ ساری ہدایات معقل بن قیس کے بارے میں ہیں جنھیں آپ نے تین ہزار افراد کا سردار لشکر بنا کر بھیجا تھا اور ایسے ہدایات سے مسلح فرما دیا تھا جو صبح قیامت تک کام آنے والی ہوں اور ہر دور کا انسان ان سے استفادہ کر سکے۔

[2] مالک اشتر ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے ابوذر کے غسل و کفن کا انتظام کیا تھا۔ جن کے بارے میں رسول اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ میرا ایک صحابی عالم غربت میں انتقال کرے گا اور صاحبان ایمان کی ایک جماعت اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرے گی۔

(استیعاب ترجمہ جندب)

[3] یہ دلیل سورۂ حجرات کی آیت ۹ ہے جس میں باغی سے قتال کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ معاویہ اور اس کی جماعت باغی تھی جس کی تصدیق جناب عمار یاسر کی شہادت سے ہو گئی جن کے قاتل کو سرکار دو عالمؐ نے باغی قرار دیا تھا۔

بِـالْكَفِّ عَـنْهُنَّ وَإِنَّهُـنَّ لَـمُشْرِكَاتٌ؛ وَإِنْ كَـانَ الرَّجُـلُ لَـيَتَنَاوَلُ الْمَـرْأَةَ فِي الْجَـاهِلِيَّةِ بِـالْفَهْرِ أَوِ الْهِـرَاوَةِ فَـيُعَيَّرُ بِهَـا وَعَـقِبُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۱۵

و من دعاء له (عليه السلام)

كان (عليه السلام) يقول إذا لقي العدو محارباً:

اللّٰـهُمَّ إِلَـيْكَ أَفْـضَتِ الْـقُلُوبُ، وَمُـدَّتِ الْأَعْـنَاقُ، وَشَـخَصَتِ الْأَبْـصَارُ، وَنُـقِلَتِ الْأَقْـدَامُ، وَأُنْـضِيَتِ الْأَبْـدَانُ. اللّٰـهُمَّ قَـدْ صَرَّحَ مَكْـنُونُ الشَّـنَآنِ، وَجَـاشَتْ مَـرَاجِـلُ الْأَضْـغَانِ. اللّٰـهُمَّ إِنَّـا نَشْكُـوا إِلَـيْكَ غَـيْبَةَ نَـبِيِّنَا، وَكَـثْرَةَ عَـدُوِّنَا، وَتَشَـتُّتَ أَهْـوَائِـنَا «رَبَّـنَا افْـتَحْ بَـيْنَنَا وَبَـيْنَ قَـوْمِنَا بِـالْحَقِّ، وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ».

۱۶

و كان يقول (عليه السلام)

لاصحابه عند الحرب:

لَا تَشْـتَدَّنَّ عَـلَيْكُمْ فَـرَّةٌ بَـعْدَهَا كَـرَّةٌ، لَا جَـوْلَةٌ بَـعْدَهَا حَمْـلَةٌ، وَأَعْـطُوا السُّـيُوفَ حُـقُوقَهَا، وَوَطِّـئُوا لِـلْجُنُوبِ مَـصَارِعَهَا، وَاذْمُـرُوا أَنْـفُسَكُمْ عَـلَى الطَّـعْنِ الدَّعْـسِيِّ، وَالضَّرْبِ الطِّـلَحْفِيِّ، وَأَمِـيتُوا الْأَصْـوَاتَ، فَـإِنَّهُ أَطْـرَدُ لِـلْفَشَلِ. فَـوَالَّـذِي فَـلَقَ الْحَـبَّةَ، وَبَـرَأَ النَّـسَمَةَ، مَـا أَسْـلَمُوا وَلٰكِـنِ اسْـتَسْلَمُوا، وَأَسَرُّوا الْكُـفْرَ، فَـلَمَّا وَجَدُوا أَعْوَاناً عَلَيْهِ أَظْهَرُوهُ.[1]

فہر - پتھر
ہراوہ - عصا
اَفضت - پہنچ گئے
انضیت - لاغر ہوگئے
مکنون الشنان - پوشیدہ عداوت
جاشت - جوش کھانے لگی
مَراجل - دیگیں
اضغان - کینے
کرۃ - حملہ
مصارع - مقاتل
ازمروا - آمادہ کرو
دعسی - شدید نیزہ بازی
طِلَحفی - شدید ضرب

[1] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی زندگی تک لوگ دشمن ضرور تھے لیکن ان میں دشمنی کے اظہار کی ہمت نہیں تھی اور سہارا ظاہری احترام برقرار تھا لیکن آپ کے بعد عداوتیں منظر عام پر آگئیں اور اب ان معرکوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

مصادر کتاب ۱۵ کتاب صفین ص۲۳۱، کتاب صفین جلودی، کتاب النصر المفیدؒ ص۱۸۲، الجمل الواقدی ص۱۶۵، بحار الانوار ۲۱ ص۱۰۱، الجمل المفیدؒ ص۱۶۶، الذکریٰ الشہید الاولؒ

مصادر کتاب ۱۶ فروع کافی ۵ ص۴۱، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۲۱۵، بحار الانوار ۸ ص۶۲۶، ارشاد مفیدؒ ص۱۲۱

...ب کہ وہ مشرک تھیں اور اس وقت بھی اگر کوئی شخص عورتوں سے پتھر یا لکڑی کے ذریعہ تعرض کرتا تھا تو اسے اور اس کی نسلوں کو مطعون کیا جاتا تھا۔

۱۵۔ آپ کی دعا

(جسے دشمن کے مقابلہ کے وقت دہرایا کرتے تھے)

خدایا تیری ہی طرف دل کھنچ رہے ہیں اور گردنیں اٹھی ہوئی ہیں اور آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور قدم آگے بڑھ رہے ہیں اور بدن لاغر ہو چکے ہیں۔

خدایا چھپے ہوئے کینے سامنے آگئے ہیں اور عداوتوں کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں۔

خدایا ہم تیری بارگاہ میں اپنے رسول کی غیبت اور دشمنوں کی کثرت کی اور خواہشات کے تفرقہ کی فریاد کر رہے ہیں۔

خدایا ہمارے اور دشمنوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردے کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

۱۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو جنگ کے وقت اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے)

خبردار تم پر وہ فرار[۱] گراں نہ گذرے جس کے بعد حملہ کرنے کا امکان ہو اور وہ پسپائی پریشان کن نہ ہو جس کے بعد دوبارہ واپسی کا امکان ہو۔ تلواروں کو ان کا حق دے دو اور پہلو کے بھل گرنے والے دشمنوں کے لئے مقتل تیار رکھو۔ اپنے نفس کو شدید نیزہ بازی اور سخت ترین شمشیر زنی کے لئے آمادہ رکھو اور آوازوں کو مردہ بنادو کہ اس سے کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا ہے کہ یہ لوگ اسلام نہیں لائے ہیں بلکہ حالات کے سامنے سپر انداختہ ہو گئے ہیں اور اپنے کفر کو چھپائے ہوئے ہیں اور جیسے ہی مددگار مل گئے ویسے ہی اظہار کردیا۔[۱]

---

[۱] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میدان جنگ میں ایسے حالات آجاتے ہیں جب سپاہی کو اپنی جگہ چھوڑنا پڑتی ہے اور ایک طرح سے فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ بشرطیکہ حوصلۂ جہاد برقرار رہے اور جذبۂ قربانی میں فرق نہ آنے پائے۔

میدان احد کا سب سے بڑا عیب یہی تھا کہ "صحابۂ کرام" جذبۂ قربانی سے عاری ہو گئے تھے اور رسول اکرمؐ کے پکارنے کے باوجود پلٹ کر آنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایسی صورت حال یقیناً اس قابل ہے کہ اس کی مذمت کی جائے اور یہ ننگ و عار نسلوں میں باقی رہ جائے۔ ورنہ فرار کے بعد حملہ یا پسپائی کے بعد واپسی کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر مذمت یا ملامت کی جائے۔

۱۷

و من كتاب له (عليه السلام)

الى معاوية، جواباً عن كتاب منه إليه

وَ أَمَّا طَلَبُكَ إِلَيَّ الشَّامَ فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ لِأُعْطِيَكَ الْيَوْمَ مَا مَنَعْتُكَ أَمْسِ. وَأَمَّا قَوْلُكَ: إِنَّ الْحَرْبَ قَدْ أَكَلَتِ الْعَرَبَ إِلَّا حُشَاشَاتِ أَنْفُسٍ بَقِيَتْ. أَلَا وَمَنْ أَكَلَهُ الْحَقُّ فَإِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَكَلَهُ الْبَاطِلُ فَإِلَى النَّارِ. وَأَمَّا اسْتِوَاؤُنَا فِي الْحَرْبِ وَالرِّجَالِ فَلَسْتَ بِأَمْضَى عَلَى الشَّكِّ مِنِّي عَلَى الْيَقِينِ. وَلَيْسَ أَهْلُ الشَّامِ بِأَحْرَصَ عَلَى الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَى الْآخِرَةِ. وَأَمَّا قَوْلُكَ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ، فَكَذَلِكَ نَحْنُ، وَلَكِنْ لَيْسَ أُمَيَّةُ كَهَاشِمٍ، وَلَا حَرْبٌ كَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَلَا أَبُو سُفْيَانَ كَأَبِي طَالِبٍ، وَلَا الْمُهَاجِرُ كَالطَّلِيقِ، وَلَا الصَّرِيحُ كَاللَّصِيقِ، وَلَا الْمُحِقُّ كَالْمُبْطِلِ، وَلَا الْمُؤْمِنُ كَالْمُدْغِلِ. وَلَبِئْسَ الْخَلَفُ خَلَفٌ يَتْبَعُ سَلَفاً هَوَى فِي نَارِ جَهَنَّمَ.

وَفِي أَيْدِينَا بَعْدُ فَضْلُ النُّبُوَّةِ الَّتِي أَذْلَلْنَا بِهَا الْعَزِيزَ، وَنَعَشْنَا بِهَا الذَّلِيلَ. وَلَمَّا أَدْخَلَ اللَّهُ الْعَرَبَ فِي دِينِهِ أَفْوَاجاً، وَأَسْلَمَتْ لَهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ طَوْعاً وَكَرْهاً، كُنْتُمْ مِمَّنْ دَخَلَ فِي الدِّينِ: إِمَّا رَغْبَةً وَإِمَّا رَهْبَةً، عَلَى حِينَ فَازَ أَهْلُ السَّبْقِ بِسَبْقِهِمْ، وَذَهَبَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ بِفَضْلِهِمْ. فَلَا تَجْعَلَنَّ لِلشَّيْطَانِ فِيكَ نَصِيباً، وَلَا عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلاً، وَالسَّلَامُ.

۱۸

و من كتاب له (عليه السلام)

الى عبدالله بن عباس و هو عامله على البصرة

وَاعْلَمْ أَنَّ الْبَصْرَةَ مَهْبِطُ إِبْلِيسَ، وَمَغْرِسُ الْفِتَنِ، فَحَادِثْ أَهْلَهَا بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوبِهِمْ.

وَقَدْ بَلَغَنِي تَنَمُّرُكَ لِبَنِي تَمِيمٍ، وَغِلْظَتُكَ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّ بَنِي

مہاجر - جو صاحب ایمان ہو کر ہجرت کرے
طلیق - جو گرفتار ہو کر آزاد کر دیا جائے
صریح - صحیح النسب
لصیق - جسے کسی نسب سے جوڑ دیا جائے
مُدغِل - مفسد
نعشنا - بلند کیا
تنمّر - بد اخلاقی

(۱) امیہ کے بارے میں علامہ مجلسیؒ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ ایک رومی غلام تھا اور اسے عبدالشمس نے اپنا فرزند بنا لیا تھا ورنہ اس کا نسل عبد مناف سے کوئی تعلق نہیں تھا (بحار الانوار ۸ ص ۳۸۳)

(۲) حرب کے بارے میں یہ روایت ہے کہ یہ امیہ کا غلام تھا اور فرزند نہ تھا جیسا کہ ابن ابی الحدید نے کتاب اغانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے (شرح ابن ابی الحدید ۳ ص ۴۶۶)

(۳) خود معاویہ کے بارے میں زمخشری نے نقل کیا ہے کہ یہ چار افراد کے درمیان مشکوک تھا اور اس کی ماں مکہ میں مشہور عورتوں میں تھی (شرح ابن ابی الحدید ۱ ص ۶۳)

مصادر کتاب ۱۷ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۴۷۱، المحاسن والمساوی بیہقی ص ۵۳، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص ۱۱۸، کتاب سلیم بن قیس ص ۱۴۴، بحار الانوار ۸ ص ۵۲۰، الاخبار الطوال ص ۱۴۳، مروج الذہب ۳ ص ۲۲، کنز الفوائد کراجکی ص ۲۰۱، فتوح اعثم کوفی ۱۰ ص ۲۵۹،

مصادر کتاب ۱۸ الصناعتین ابوہلال عسکری ص ۲۷۷، اعجاز القرآن باقلانی ا ص ۱۰۳، الطراز السید الیمانی ۱ ص ۲۱۹، ص ۴۱۲، انساب الاشراف ۲ ص ۱۵۸، بحار الانوار ۹ ص ۶۳۶، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۵۷

۱۷۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام۔ اس کے ایک خط کے جواب میں)

تمھارا یہ مطالبہ کہ میں شام کا علاقہ تمھارے حوالے کر دوں۔ تو جس چیز سے کل انکار کر چکا ہوں وہ آج عطا نہیں کر سکتا ہوں اور تمھارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کا خاتمہ کر دیا ہے اور چند ایک افراد کے علاوہ کچھ نہیں باقی رہ گیا ہے تو یاد رکھو کہ جس کا خاتمہ حق پر ہوا ہے اس کا انجام جنت ہے اور جسے باطل کھا گیا ہے اس کا انجام جہنم ہے۔

رہ گیا ہم دونوں کا جنگ اور شخصیات کے بارے میں برابر ہونا۔ تو تم شک میں اس طرح تیز رفتاری سے کام نہیں کر سکتے ہو جتنا میں یقین میں کر سکتا ہوں اور اہل شام دنیا کے بارے میں اتنے حریص نہیں ہیں جس قدر اہل عراق آخرت کے بارے میں فکر مند ہیں۔

اور تمھارا یہ کہنا کہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں تو یہ بات صحیح ہے لیکن نہ امیہ ہاشم جیسا ہو سکتا ہے اور نہ حرب عبدالمطلب جیسا۔ نہ ابوسفیان ابوطالب کا ہمسر ہو سکتا ہے اور نہ راہ خدا میں ہجرت کرنے والا آزاد کردہ افراد جیسا۔ نہ واضح نسب والے کا قیاس شجرہ سے چپکائے جانے والے پر ہو سکتا ہے اور نہ حقدار کو باطل نواز جیسا قرار دیا جا سکتا ہے۔ مومن کبھی منافق کے برابر نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ بدترین اولاد تو وہ ہے جو اس سلف کے نقش قدم پر چلے جو جہنم میں گر چکا ہے۔

اس کے بعد ہمارے ہاتھوں میں نبوت کا شرف ہے جس کے ذریعہ ہم نے باطل کے عزت داروں کو ذلیل بنایا ہے اور حق کے کمزوروں کو اوپر اٹھایا ہے۔ اور جب پروردگار نے عرب کو اپنے دین میں فوج در فوج داخل کیا ہے اور یہ قوم بخوشی یا بکراہت مسلمان ہوئی ہے تو تم انھیں دین کے دائرہ میں داخل ہونے والوں میں تھے یا بہ رغبت یا بہ خوف جب کہ سبقت حاصل کرنے والے سبقت حاصل کر چکے تھے اور مہاجرین اولین اپنی فضیلت پا چکے تھے۔ دیکھو خبردار شیطان کو اپنی زندگی کا حصہ دار مت بناؤ اور اسے اپنے نفس پر راہ مت دو۔ والسلام

۱۸۔ حضرت کا مکتوب گرامی

(بصرہ کے عامل عبداللہ بن عباس کے نام)

یاد رکھو کہ یہ بصرہ ابلیس کے اترنے اور فتنوں کے ابھرنے کی جگہ کا نام ہے لہٰذا یہاں کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کے دلوں سے خوف کی گرہ کھول دینا۔

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم بنی تمیم کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہو اور ان سے سخت قسم کا برتاؤ کرتے ہو تو یاد رکھو کہ

لہ معاویہ نے اپنے خط میں چار نکتے اٹھائے تھے اور حضرت نے سب کے الگ الگ جوابات دئے ہیں اور حق و باطل کا ابدی فیصلہ کر دیا ہے اور آخر میں یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ تمام معاملات میں مساوات فرض کر لینے کے بعد بھی شرف نبوت کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا ہے جو پروردگار نے بنی ہاشم کو عطا کیا ہے اور اس کا بنی امیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ذاتی کردار کے اعتبار سے بھی بنی ہاشم اسلام کی منزل پر فائز تھے اور بنی امیہ نے فتح مکہ کے موقع پر مجبوراً کلمہ پڑھ لیا تھا اور ظاہر ہے کہ استسلام اسلام کے مانند نہیں ہو سکتا ہے۔

تَمِيمٍ[1] لَمْ يَغِبْ لَهُمْ نَجْمٌ إِلَّا طَلَعَ لَهُمْ آخَرُ، وَإِنَّهُمْ لَمْ يُسْبَقُوا بِوَغْمٍ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَاإِسْلَامٍ، وَإِنَّ لَهُمْ بِنَا رَحِماً مَاسَّةً، وَقَرَابَةً خَاصَّةً، نَحْنُ مَأْجُورُونَ عَلَىٰ صِلَتِهَا، وَمَأْزُورُونَ عَلَىٰ قَطِيعَتِهَا. فَارْبَعْ أَبَاالْعَبَّاسِ، رَحِمَكَ اللّٰهُ، فِيمَا جَرَىٰ عَلَىٰ لِسَانِكَ وَيَدِكَ مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ! فَإِنَّا شَرِيكَانِ فِي ذٰلِكَ، وَكُنْ عِنْدَ صَالِحِ ظَنِّي بِكَ، وَلَايَفِيلَنَّ رَأْيِي فِيكَ، وَالسَّلَامُ.

۱۹

و من كتاب له (عليه السلام)

الى بعض عماله[2]

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ دَهَاقِينَ أَهْلِ بَلَدِكَ شَكَوْا مِنْكَ غِلْظَةً وَقَسْوَةً، وَاحْتِقَاراً وَجَفْوَةً، وَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَهُمْ أَهْلًا لِأَنْ يُدْنَوْا لِشِرْكِهِمْ، وَلَاأَنْ يُقْصَوْا وَيُجْفَوْا لِعَهْدِهِمْ. فَالْبَسْ لَهُمْ جِلْبَاباً مِنَ اللِّينِ تَشُوبُهُ بِطَرَفٍ مِنَ الشِّدَّةِ، وَدَاوِلْ لَهُمْ بَيْنَ الْقَسْوَةِ وَالرَّأْفَةِ، وَامْزُجْ لَهُمْ بَيْنَ التَّقْرِيبِ وَالْإِدْنَاءِ، وَالْإِبْعَادِ وَالْإِقْصَاءِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

۲۰

و من كتاب له (عليه السلام)

الى زياد بن أبيه و هو خليفة عامله عبداللّٰه بن عباس على البصرة، و عبداللّٰه عامل أميرالمؤمنين يومئذ عليها و على كور الأهواز و فارس و كرمان و غيرها:

وَ إِنِّي أُقْسِمُ بِاللّٰهِ قَسَماً صَادِقاً، لَئِنْ بَلَغَنِي أَنَّكَ خُنْتَ مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئاً صَغِيراً أَوْ كَبِيراً، لَأَشُدَّنَّ عَلَيْكَ شَدَّةً تَدَعُكَ قَلِيلَ الْوَفْرِ، ثَقِيلَ الظَّهْرِ، ضَئِيلَ الْأَمْرِ، وَالسَّلَامُ.

۲۱

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى زياد أيضاً

فَدَعِ الْإِسْرَافَ مُقْتَصِداً، وَ اذْكُرْ فِي الْيَوْمِ غَداً، وَ أَمْسِكْ مِنَ

غیبت نجم - کمزوری
طلوع نجم - طاقت
اِربع - نرمی کا برتاؤ کرو
دہاقین - جمع دہقان (زمیندار)
یُدنوا - قریب کئے جائیں
یُقصوا - دور کئے جائیں
یجفوا - سختی سے معاملہ کیا جائے
شوب - اختلاط
دَاوِل - متوسط رفتار
کور - علاقہ
فئ - مال غنیمت و خراج
وَفر - مال
ثقیل الظہر - جس کی ذمہ داریاں زیادہ ہوں
ضئیل - کمزور

[1] بنی تمیم اور بنی ہاشم آگے چل کر الیاس بن مضر پر مل جاتے ہیں لہٰذا حضرت نے انھیں اپنا رشتہ دار قرار دیا ہے اور حق قرابت کی طرف متوجہ فرمایا ہے

[2] بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد جناب ام سلمہ کے فرزند عمر بن ابی سلمہ ہیں جو فارس میں حضرتؑ کے عامل تھے اور یہ خط انھیں کے نام لکھا گیا ہے۔

مصادر کتاب نمبر ۱۹ انساب الاشراف ۲ ص ۱۶۱، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۷۹، بحار کتاب الفتن
مصادر کتاب نمبر ۲۰ انساب الاشراف ۲ ص ۱۶۲، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۹۳، المحاسن والمساوی بیہقی ۲ ص ۲۰۱، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۵۰، تاریخ طبری ۴ ص ۱۶۳، فہرست ابن الندیم ص ۱۳۱، الجمل المفیدؒ ص ۲۱، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۱۹۲
مصادر کتاب نمبر ۲۱ انساب الاشراف ۲ ص ۱۶۹، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت ۱ ص ۵۸۲

ہم وہ لوگ ہیں کہ جب ان کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے۔ یہ جنگ کے معاملہ میں جاہلیت یا اسلام کبھی بھی کسی سے نہیں رہے ہیں اور پھر ہمارا ان سے رشتہ داری اور قرابت کا تعلق بھی ہے کہ اگر ہم اس کا خیال رکھیں گے تو اجر پائیں گے اور قطع تعلق کریں گے تو گنہگار ہوں گے لہٰذا ابن عباس خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ ان کے ساتھ اپنی زبان یا ہاتھ پر جاری ہونے والی اچھائی یا بُرائی میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا کہ ہم دونوں ان ذمہ داریوں میں شریک ہیں۔ اور دیکھو تمہارے بارے میں میرا حسن ظن برقرار رہے اور میری رائے غلط نہ ثابت ہونے پائے۔

۱۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اپنے بعض عمال کے نام)

اما بعد! تمہارے شہر کے زمینداروں نے تمہارے بارے میں سختی۔ سنگدلی۔ تحقیر و تذلیل اور تشدد کی شکایت کی ہے اور میں نے ان کے بارے میں غور کیا ہے۔ وہ اپنے شرک کی بنا پر قریب کرنے کے قابل تو نہیں ہیں لیکن عہد و پیمان کی بنا پر انہیں دور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے اور ان پر زیادتی بھی نہیں کی جا سکتی ہے لہٰذا تم ان کے بارے میں ایسی نرمی کا شعار اختیار کرو جس میں قدرے سختی بھی شامل ہو اور ان کے ساتھ سختی اور نرمی کے درمیان کا برتاؤ کرو کہ کبھی قریب کر لو۔ کبھی دور کر دو۔ کبھی نزدیک بلا لو اور کبھی الگ رکھو۔ انشاء اللہ

۲۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(زیاد بن ابیہ کے نام جو بصرہ کے عامل عبداللہ بن عباس کا نائب ہو گیا تھا اور ابن عباس بصرہ اور اہواز کے تمام اطراف کے عامل تھے۔)

میں اللہ کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے خبر مل گئی کہ تم نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں چھوٹی یا بڑی قسم کی خیانت کی ہے تو میں تم پر ایسی سختی کروں گا کہ تم نادار۔ بوجھل پیٹھ والے اور بے ننگ و نام ہو کر رہ جاؤ گے۔ والسلام

۲۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(زیاد ہی کے نام)

اسراف کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کرو اور آج کے دن کل کو یاد رکھو بقدر ضرورت مال روک کر باقی روز حاجت کے لئے آگے بڑھا دو۔

لہ واضح رہے کہ کسی کا قریب کر لینا اور ہے اور اس کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ برتاؤ کرنا اور ہے۔ اسلام عادلانہ برتاؤ کا حکم ہر ایک کے بارے میں دیتا ہے لیکن قربت کا جواز صرف صاحبان ایمان و کردار کے لئے ہے۔ کفار و مشرکین کو تو اس نے حرم خدا سے بھی دور کر دیا ہے اور ان کا داخلہ مسجد و حرم میں بند کر دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آج عالم اسلام میں کفار و مشرکین ہی قریب بنائے جانے کے قابل ہیں اور کلمہ گو مسلمان اس قابل نہیں رہ گئے ہیں اور ان سے صبح و شام سرد جنگ صرف کفار و مشرکین سے قربت پیدا کرنے یا برقرار رکھنے کی بنیاد پر کی جا رہی ہے۔ اللہ دین اسلام پر رحم کرے اور اس امت کو عقل سلیم عنایت فرمائے۔

لہ واضح رہے کہ حضرت اختیاری طور پر کسی ایسے شخص کو عہدہ نہیں دے سکتے ہیں جس کا نسب مشکوک ہو۔ یہ کام ابن عباس نے ذاتی طور پر کیا تھا۔ اسی لئے حضرت نے نہایت ہی سخت لہجہ میں خطاب فرمایا ہے۔

الْمَالِ بِقَدْرِ ضَرُورَتِكَ، وَ قَدِّمِ الْفَضْلَ لِيَوْمِ حَاجَتِكَ.

أَتَرْجُو أَنْ يُعْطِيَكَ (يؤتيک) اللّٰهُ أَجْرَ الْمُتَوَاضِعِينَ وَ أَنْتَ عِنْدَهُ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ! وَ تَطْمَعُ - وَ أَنْتَ مُتَمَرِّغٌ فِي النَّعِيمِ، تَمْنَعُهُ الضَّعِيفَ وَ الْأَرْمَلَةَ - أَنْ يُوجِبَ لَكَ ثَوَابَ الْمُتَصَدِّقِينَ؟ وَ إِنَّمَا الْمَرْءُ مَجْزِيٌّ بِمَا أَسْلَفَ وَ قَادِمٌ عَلَىٰ مَا قَدَّمَ، وَ السَّلَامُ.

۲۲

و من كتاب له ﴿عليه السلام﴾

إلى عبدالله بن العباس رحمه الله تعالى و كان عبد الله يقول: «ما انتفعت بكلام بعد كلام رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِه، كانتفاعي بهذا الكلام!»:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْمَرْءَ قَدْ يَسُرُّهُ دَرْكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيَفُوتَهُ، وَ يَسُوؤُهُ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيُدْرِكَهُ، فَلْيَكُنْ سُرُورُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ آخِرَتِكَ، وَلْيَكُنْ أَسَفُكَ عَلَىٰ مَا فَاتَكَ مِنْهَا، وَ مَا نِلْتَ مِنْ دُنْيَاكَ فَلَا تُكْثِرْ بِهِ فَرَحاً، وَ مَا فَاتَكَ مِنْهَا فَلَا تَأْسَ عَلَيْهِ جَزَعاً، وَلْيَكُنْ هَمُّكَ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

۲۳

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

قاله قبل موته على سبيل الوصية لمّا ضربه ابن ملجم لعنه الله

وَصِيَّتِي لَكُمْ: أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئاً؛ وَ مُحَمَّدٌ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ. أَقِيمُوا هٰذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ، وَ أَوْقِدُوا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ، وَ خَلَاكُمْ ذَمٌّ!

أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ، وَ الْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ، وَ غَداً مُفَارِقُكُمْ. إِنْ أَبْقَ فَأَنَا وَلِيُّ دَمِي، وَ إِنْ أَفْنَ فَالْفَنَاءُ مِيعَادِي، وَ إِنْ أَعْفُ فَالْعَفْوُ لِي قُرْبَةٌ، وَ هُوَ لَكُمْ حَسَنَةٌ، فَاعْفُوا (أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ). وَ اللّٰهِ مَا فَجَأَنِي مِنَ الْمَوْتِ وَارِدٌ كَرِهْتُهُ، وَ لَا طَالِعٌ أَنْكَرْتُهُ؛ وَ مَا كُنْتُ إِلَّا كَقَارِبٍ وَرَدَ، وَ طَالِبٍ وَجَدَ؛ (وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ).

فضل - اضافی مال
متمرغ - کروٹیں بدلنے والا
ما اسلف - جو پہلے بھیج دیا ہے
یفوت - ہاتھ سے نکل جائے
یدرک - حاصل کرلے
خلاکم ذم - ہر طرح کی مذمت سے محفوظ
قارب - رات میں پانی تلاش کرنے والا

(۱) ایسے جو بو کر گیہوں کاٹنے والے ہر دور میں رہے ہیں اور ان کا خیال یہ رہا ہے کہ بدترین اعمال کے بعد بھی بہترین اجر و ثواب حاصل کرلیں گے اور زندگی بھر کوئی عمل خیر نہ کرنے کے باوجود جنت نعیم پر مکمل قبضہ کرلیں گے ایسے دیوانوں کی دنیا میں کمی نہیں ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اسلام دیوانگی کا نام نہیں ہے۔ اسلام کے صحیفہ میں پہلی کتاب "کتاب العقل" ہے لہٰذا اس سے ہٹ کر اسلام و ایمان کا کوئی تصور نہیں ہے۔

(۲) انسان کے لئے جو رزق مقدر ہو چکا ہے وہ مل کر رہے گا اور جو مقدر نہیں ہے وہ بہر حال نہیں ملے گا لہٰذا نہ پہلا موضوع خوشی کا ہے اور نہ دوسرا رنج و غم کا خوشی اور رنج کا تعلق اس آخرت کے ملنے اور نہ ملنے سے ہے جسے حاصل کرنا ہے اور وہ مقدر کا سودا نہیں ہے۔

مصادر کتاب ۲۲ کتاب صفین ص۱۰۷، روضۃ الکافی ص۲۴۰، المجالس ثعلب ص۱۸۶، الامالی ابو علی القالی ۲ ص۹۶، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۴۸، العقد الفرید ۲ ص۱۴۲، قوت القلوب ابوطالب المکی ۱ ص۱۵۸، انساب الاشراف ص۱۱۷، المحاضرات راغب اصفہانی ۲، دستور معالم الحکم ص۹۶، تذکرۃ الخواص ص۱۶۰، عین الادب والسیاسہ ابن ہذیل ص۲۱۰، الطراز السید الیمانی ۲ ص۲۴۰، اعجاز القرآن باقلانی ص۱۹۵، کامل مبرد ۲ ص۳۰۴، الوافی الفیض ۳ ص۵۴، الحکمۃ الخالدۃ ابن مسکویہ ص۱۶۹، تحف العقول حرانی ص۲۰۰، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۸۱، مناقب خوارزمی ص۲۷

مصادر کتاب ۲۳ اصول کافی ۱ ص۲۹۹، مروج الذہب ۲ ص۴۳۶، اثبات الوصیہ مسعودی ص۱۰۳، تاریخ ابن عساکر، الوافی ۲ ص۸۰، الخرائج راوندی ص۱۸۱، تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۸۴

کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ تم متکبروں میں رہو گے اور خدا تمہیں متواضع افراد جیسا اجر دے دیگا یا تمہارے واسطے صدقہ و خیرات کرنے والوں کا ثواب لازم قرار دے دیگا اور تم نعمتوں میں کروٹیں بدلتے رہو گے نہ کسی کمزور کا خیال کروگے اور نہ کسی بیوہ کا جب کہ انسان کو اسی کا اجر ملتا ہے جو اس نے انجام دیا ہے اور وہ اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس نے پہلے بھیج دیا ہے۔ والسلام

۲۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبد اللہ بن عباس کے نام ۔ جس کے بارے میں خود ابن عباس کا مقولہ تھا کہ میں نے رسول اکرمؐ کے بعد کسی کلام سے اسقدر استفادہ نہیں کیا ہے جسقدر اس کلام سے کیا ہے)

اما بعد! کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اس چیز کو پاکر بھی خوش ہو جاتا ہے جو اس کے ہاتھ سے جانے والی نہیں تھی اور اس چیز کے چلے جانے سے بھی رنجیدہ ہو جاتا ہے جو اسے ملنے والی نہیں تھی لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اس آخرت پر خوشی مناؤ جو حاصل ہو جائے اور اس پر افسوس کرو جو اس میں سے حاصل نہ ہو سکے۔ دنیا حاصل ہو جائے تو اس پر زیادہ خوشی کا اظہار نہ کرو اور ہاتھ سے نکل جائے تو بیقرار ہو کر افسوس نہ کرو۔ تمہاری تمامتر فکر موت کے بعد کے بارے میں ہونی چاہیے۔

۲۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے اپنی شہادت سے پہلے بطور وصیت فرمایا ہے)

تم سب کے لئے میری وصیت یہ ہے کہ خبردار خدا کے بارے میں کسی طرح کا شرک نہ کرنا اور حضرت محمدؐ کی سنت کو ضائع اور برباد نہ کرنا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔ اس کے بعد کسی مذمت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

میں کل تمہارے ساتھ تھا اور آج تمہارے لئے عبرت بن گیا ہوں اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد میں باقی رہ گیا تو اپنے خون کا صاحب اختیار میں خود ہوں ورنہ اگر میری مدت حیات پوری ہو گئی ہے تو میں دنیا سے چلا جاؤں گا۔ میں اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لئے قربت الٰہی کا ذریعہ ہوگا اور تمہارے حق میں بھی ایک نیکی ہوگی لہٰذا تم بھی معاف کر دینا "کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے"۔

خدا کی قسم یہ اچانک موت ایسی نہیں ہے جسے میں ناپسند کرتا ہوں اور نہ ایسا سانحہ ہے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ میں تو اس شخص کے مانند ہوں جو رات بھر پانی کی جستجو میں رہے اور صبح کو چشمہ پر وارد ہو جائے اور تلاش کے بعد اپنے مقصد کو پالے اور پھر خدا کی بارگاہ میں جو کچھ بھی ہے وہ نیک کرداروں کے لئے بہتر ہی ہے"۔

ل واضح رہے کہ اس معافی سے مراد دنیا میں انتقام نہ لینا ہے کہ قاتل کے جرم کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ وہ انسانی دنیا میں ایک خون کا ذمہ دار ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں قصاص کا قانون سامنے آتا ہے اور مذہبی دنیا میں حکم الٰہی کی مخالفت کا مجرم ہوتا ہے جس کا انجام آتش جہنم ہے۔ دنیا کے قصاص و انتقام میں فسادات کے اندیشے ہوتے ہیں اور عداوتوں کے شعلے مزید بھڑک اٹھتے ہیں لیکن آخرت کے عذاب میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے صاحبان عقل و دانش یہاں کے انتقام کو نظر انداز کر دیتے ہیں تاکہ مزید فساد نہ پیدا ہو سکے اور اس بات سے مطمئن رہتے ہیں کہ مجرم کے لئے عذاب جہنم ہی کافی ہے اور خدا سے بہتر انتقام لینے والا کون ہے ۔ ؟

قال السيد الشريف رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أقولُ: «و قد مضى بعض هذا الكلام فيما تقدم من الخطب، إلا أن فيه هاهنا زيادة أوجبت تكريره».

٢٤

و من وصية له ﴿؏﴾

بما يعمل في أمواله، كتبها بعد منصرفه من صفين

هٰذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي مَالِهِ، ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، لِيُولِجَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَ يُعْطِيَهُ بِهِ الْأَمَنَةَ (الأمنيّة).

مِنْهَا: فَإِنَّهُ يَقُومُ بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ[1] يَأْكُلُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَ يُنْفِقُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، فَإِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَ حُسَيْنٌ حَيٌّ، قَامَ بِالْأَمْرِ بَعْدَهُ، وَ أَصْدَرَهُ مَصْدَرَهُ.

وَ إِنَّ لِابْنَيْ فَاطِمَةَ مِنْ صَدَقَةِ عَلِيٍّ مِثْلَ الَّذِي لِبَنِي عَلِيٍّ، وَ إِنِّي إِنَّمَا جَعَلْتُ الْقِيَامَ بِذٰلِكَ إِلَى ابْنَيْ فَاطِمَةَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، وَ قُرْبَةً إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و آلِهِ، وَ تَكْرِيماً لِحُرْمَتِهِ، وَ تَشْرِيفاً لِوُصْلَتِهِ.

وَ يَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِي يَجْعَلُهُ إِلَيْهِ أَنْ يَتْرُكَ الْمَالَ عَلَى أُصُولِهِ، وَ يُنْفِقَ مِنْ ثَمَرِهِ حَيْثُ أُمِرَ بِهِ وَ هُدِيَ لَهُ، وَ أَلَّا يَبِيعَ مِنْ أَوْلَادِ نَخِيلِ هٰذِهِ الْقُرَى وَدِيَّةً حَتَّى تُشْكِلَ أَرْضُهَا غِرَاساً.

وَ مَنْ كَانَ مِنْ إِمَائِي ـ اللَّاتِي أَطُوفُ عَلَيْهِنَّ ـ لَهَا وَلَدٌ، أَوْ هِيَ حَامِلٌ، فَتُمْسَكُ عَلَى وَلَدِهَا وَ هِيَ مِنْ حَظِّهِ، فَإِنْ مَاتَ وَلَدُهَا وَ هِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ عَتِيقَةٌ، قَدْ أَفْرَجَ عَنْهَا الرِّقُّ، وَ حَرَّرَهَا الْعِتْقُ.

قال الشريف: قوله ﴿؏﴾ في هذه الوصية: «و ألا يبيع من نخلها وَدِيَّةً»، الوَدِيَّةُ: الفَسِيلَةُ، و جمعها وَدِيٌّ. وقوله ﴿؏﴾: «حتى تشكل أرضها غراساً هو من أفصح الكلام، والمراد به أن الأرض يكثر فيها غراس النخل حتى يراها الناظر على غير تلك الصفة التي عرفها بها فيشكل عليه أمرها و يحسبها غيرها.

٢٥

و من وصية له ﴿؏﴾

كان يكتبها لمن يستعمله على الصدقات

قال الشريف: و إنما ذكرنا هنا جملاً ليعلم بها أنه ﴿؏﴾ كان يقيم عماد الحق، و يشرع

يُولِجَ - داخل کردے
اَمَنَہ - امن و امان
حَدَث - حادثہ (موت)
اَصْدَرَہ - اسی روش پر چلائیں گے
وُصْلَہ - قرابت
ترک علی الاصول - اصل مال کا محفوظ رکھنا
وَدِیّہ - چھوٹے چھوٹے درخت
اطوف علیہن - یہ طواف جنسی تعلقات کا کنایہ ہے۔

[1] ظاہر ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ بنص پیغمبرؐ امام تھے اور سرکار نے ان کے قیام و قعود کی ضمانت لے لی تھی لیکن اس کے باوجود امیرالمومنینؑ نے وصیت نامہ میں طریقہ استعمال کی وضاحت کردی ہے تاکہ یہ تمام صاحبان اموال اور ان کے ورثہ کے لئے بہترین نمونہ رہے اور کوئی شخص مال وقف کو باپ دادا کا ترکہ سمجھ کر آزادی کے ساتھ استعمال نہ کرے جس طرح کہ دور حاضر میں ہو رہا ہے اور متولی اور مالک کا فرق یکسر ختم ہو گیا ہے اور اکثر متولی اپنے کو مالک اور مال کو باپ دادا کی میراث تصور کرنے لگے ہیں۔

مصادر کتاب ۲۴ فروع کافی ۷ ص۴۹، تہذیب شیخ طوسیؒ ۲ ص۳۷۵، بحار الانوار ۹ ص۶۶۲، جمہرۃ رسائل العرب ۱ ص۶۰۶

مصادر کتاب ۲۵ فروع کافی ۳ ص۵۳۶، الغارات، مستدرک الوسائل ۱ ص۵۱۶، بحار الانوار باب الزکوٰۃ، المقنعہ المفیدؒ ص۵۲۴، تہذیب طوسیؒ ۱ ص۳۸۶، ربیع الابرار زمخشری باب۵۲، بحار الانوار ۸ ص۶۴۱، الوصایا ابو حاتم السجستانی ص۱۵۴

سید رضیؒ۔ اس کلام کا ایک حصہ پہلے گذر چکا ہے لیکن یہاں کچھ اضافات تھے لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اسے دوبارہ نقل کر دیا جائے۔

۲۴۔ آپ کی وصیت

(اپنے اموال کے بارے میں جسے جنگ صفین کی واپسی پر تحریر فرمایا ہے)

یہ بندۂ خدا۔ علی بن ابی طالبؑ امیر المومنین کا حکم ہے اپنے اموال کے بارے میں جس کا مقصد رضائے پروردگار ہے تاکہ اس کے ذریعہ جنت میں داخل ہو سکے اور روز محشر کے ہول سے امان پا سکے۔

ان اموال کی نگرانی حسنؑ بن علی کریں گے۔(۱) بقدر ضرورت استعمال کریں گے اور بقدر مناسب انفاق کریں گے۔ اس کے بعد اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آ گیا اور حسینؑ باقی رہ گئے تو ذمہ دار وہ ہوں گے اور اسی انداز پر کام کریں گے۔

اولاد فاطمہؑ کا حق علیؑ کے صدقات میں وہی ہے جو دیگر اولاد علیؑ کا ہے۔ میں نے نگرانی کا کام اولاد فاطمہؑ کو صرف رضائے الٰہی اور قربت پیغمبرؐ کے خیال سے سونپ دیا ہے کہ اس طرح حضرت کی حرمت کا احترام بھی ہو جائے گا اور آپ کی قرابت کا اعزاز بھی برقرار رہے گا۔

لیکن اس کے بعد بھی والی کے لئے یہ شرط ہے کہ مال کی اصل کو باقی رکھے اور صرف اس کے ثمرات کو خرچ کرے۔ وہ بھی ان راہوں میں جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی ہدایت دی گئی ہے اور خبردار اس قریہ کے نخلستان میں سے ایک پودا بھی فروخت نہ کرے یہاں تک کہ زمین دوبارہ بونے کے لائق نہ رہ جائے۔

میری وہ کنیزیں جن سے میرا تعلق رہ چکا ہے اور ان کی اولاد بھی موجود ہے یا وہ حاملہ ہیں۔ ان کو ان کی اولاد کے حساب میں روک لیا جائے اور انھیں کا حصہ قرار دے دیا جائے۔ اس کے بعد اگر بچہ مر جائے اور کنیز زندہ رہ جائے تو اسے آزاد کر دیا جائے گویا اس کی غلامی ختم ہو چکی ہے اور آزادی حاصل ہو چکی ہے۔

سید رضیؒ۔ اس وصیت میں حضرت کا ارشاد "ودیہ بھی فروخت نہ کیا جائے" اس میں ودیہ سے مراد خرمہ کے چھوٹے درخت ہیں جس کی جمع ودی آتی ہے اور "حتی تشکل ارضہا غراسا" ایک فصیح ترین کلام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ زمین میں کھجور کی درخت کاری اتنی زیادہ ہو جائے کہ دیکھنے والا اس کی اصل ہیئت کا اندازہ نہ کر سکے اور اس کے لئے مسئلہ مشتبہ ہو جائے کہ شائد یہ کوئی دوسری زمین ہے۔

۲۵۔ آپ کی وصیت

(جسے ہر اس شخص کو لکھ کر دیتے تھے جسے صدقات کا عامل قرار دیتے تھے)

سید رضیؒ۔ میں نے یہ چند جملے اس لئے نقل کر دئے ہیں تاکہ ہر شخص کو اندازہ ہو جائے کہ حضرت کس طرح ستون حق کو قائم رکھتے تھے اور

(۱) مورخین کے بیان کے مطابق امیر المومنینؑ نے اپنی زندگی میں صرف ارواح و نفوس کی سرزمینوں کو زندہ کرنے کا کام انجام نہیں دیا ہے۔ بلکہ مادی زمینوں میں بھی مسلسل کام کرتے رہے ہیں۔ زمینوں کو قابل کاشت بنایا ہے۔ چشموں کو جاری کیا ہے۔ درختوں کی سینچائی کی ہے اور ایک مزدور جیسی زندگی گذاری ہے اور پھر اپنی ساری زحمتوں اور محنتوں کے نتیجہ کو راہ خدا میں وقف کر دیا ہے تاکہ بندگان خدا استفادہ کر سکیں اور اولاد علیؑ بھی صرف بقدر ضرورت فائدہ اٹھا سکے۔ ایسا کردار اب صرف کاغذات پر رہ گیا ہے ورنہ اس کا وجود دنیا سے عنقا ہو چکا ہے نہ علیؑ والوں میں دیکھنے میں آتا ہے اور نہ اغیار میں۔ سربراہان مملکت فوٹو کھنچوانے کے لئے ہاتھ میں پھاوڑا اور کدال لے لیتے ہیں ورنہ انھیں زراعت سے کیا تعلق ہے۔ زمینوں کا زندہ کرنا ابوتراب کا کام تھا اور انھوں نے اس کا حق ادا کر دیا۔ باقی سب داستانیں ہیں جو صفحۂ قرطاس پر محفوظ کر دی گئی ہیں اور ان میں روشنائی کی چمک ہے۔ کردار اور حقیقت کی روشنی نہیں ہے۔!

أمثلة العدل، في صغير الأمور وكبيرها ودقيقها و جليلها.

إنْطَلِقْ[1] عَلَىٰ تَقْوَىٰ اللّٰهِ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، وَ لَا تُرَوِّعَنَّ مُسْلِماً وَ لَا تَجْتَازَنَّ (تحتازنّ) عَلَيْهِ كَارِهاً، وَ لَا تَأْخُذَنَّ مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِي مَالِهِ، فَإِذَا قَدِمْتَ عَلَىٰ الْحَيِّ فَانْزِلْ بِمَائِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخَالِطَ أَبْيَاتَهُمْ، ثُمَّ آمْضِ إِلَيْهِمْ بِالسَّكِينَةِ وَآلْوَقَارِ، حَتَّىٰ تَقُومَ بَيْنَهُمْ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ، وَ لَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ، ثُمَّ تَقُولَ: عِبَادَ اللّٰهِ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ وَلِيُّ اللّٰهِ وَ خَلِيفَتُهُ، لِآخُذَ مِنْكُمْ حَقَّ اللّٰهِ فِي أَمْوَالِكُمْ، فَهَلْ لِلّٰهِ فِي أَمْوَالِكُمْ مِنْ حَقٍّ فَتُؤَدُّوهُ إِلَىٰ وَلِيِّهِ؟ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: لَا، فَلَا تُرَاجِعْهُ، وَ إِنْ أَنْعَمَ لَكَ مُنْعِمٌ فَانْطَلِقْ مَعَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخِيفَهُ أَوْ تُوعِدَهُ أَوْ تَعْسِفَهُ أَوْ تُرْهِقَهُ، فَخُذْ مَا أَعْطَاكَ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، فَإِنْ كَانَ لَهُ مَاشِيَةٌ أَوْ إِبِلٌ فَلَا تَدْخُلْهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِنَّ أَكْثَرَهَا لَهُ، فَإِذَا أَتَيْتَهَا فَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهَا دُخُولَ مُتَسَلِّطٍ (متسلط) عَلَيْهِ وَ لَا عَنِيفٍ بِهِ وَ لَا تُنَفِّرَنَّ بَهِيمَةً وَ لَا تُفْزِعَنَّهَا، وَ لَا تَسُوءَنَّ صَاحِبَهَا فِيهَا، وَ اصْدَعِ الْمَالَ صَدْعَيْنِ ثُمَّ خَيِّرْهُ، فَإِذَا آخْتَارَ فَلَا تَعْرِضَنَّ لِمَا اخْتَارَهُ. ثُمَّ اصْدَعِ الْبَاقِيَ صَدْعَيْنِ، ثُمَّ خَيِّرْهُ، فَإِذَا آخْتَارَ فَلَا تَعْرِضَنَّ لِمَا آخْتَارَهُ. فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتَّىٰ يَبْقَىٰ مَا فِيهِ وَفَاءٌ لِحَقِّ اللّٰهِ فِي مَالِهِ، فَاقْبِضْ حَقَّ اللّٰهِ مِنْهُ، فَإِنِ اسْتَقَالَكَ فَأَقِلْهُ، ثُمَّ اخْلِطْهُمَا ثُمَّ اصْنَعْ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتَ أَوَّلاً حَتَّىٰ تَأْخُذَ حَقَّ اللّٰهِ فِي مَالِهِ. وَ لَا تَأْخُذَنَّ عَوْداً وَ لَا هَرِمَةً وَ لَا مَكْسُورَةً وَ لَا مَهْلُوسَةً، وَ لَا ذَاتَ عَوَارٍ، وَ لَا تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا إِلَّا مَنْ تَثِقُ بِدِينِهِ، رَافِقاً بِمَالِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّىٰ يُوَصِّلَهُ إِلَىٰ وَلِيِّهِمْ فَيَقْسِمَهُ بَيْنَهُمْ. وَ لَا تُوَكِّلْ بِهَا إِلَّا نَاصِحاً شَفِيقاً وَ أَمِيناً حَفِيظاً، غَيْرَ مُعْنِفٍ وَ لَا مُجْحِفٍ، وَ لَا مُلْغِبٍ وَ لَا مُتْعِبٍ. ثُمَّ احْدُرْ إِلَيْنَا مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ نُصَيِّرْهُ حَيْثُ أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ، فَإِذَا أَخَذَهَا أَمِينُكَ فَأَوْعِزْ إِلَيْهِ أَلَّا يَحُولَ بَيْنَ نَاقَةٍ وَ بَيْنَ فَصِيلِهَا وَ لَا يَمْصُرَ لَبَنَهَا فَيَضُرَّ ذٰلِكَ بِوَلَدِهَا، وَ لَا يَجْهَدَنَّهَا رُكُوباً، وَلْيَعْدِلْ بَيْنَ صَوَاحِبَاتِهَا

ترویع ۔ تخویف
اجتیاز ۔ گذرنا
لاتخدج ۔ بخل نہ کرنا
انعم لک ۔ ہاں کہدے
تعسف ۔ سختی کرنا
ارہاق ۔ سخت برتاؤ کرنا
صدع ۔ مال کو دو حصوں پر تقسیم کرنا
تخییر ۔ اختیار دینا
استقالہ ۔ طلب معافی
عَود ۔ مُسن اونٹ
ہرم ۔ بوڑھے اونٹ
مہلوس ۔ ضعیف
عوار ۔ عیب
مجحف ۔ شدت سے ہنکانے والا
مُلغب ۔ تھکا دینے والا
اُحدُر ۔ تیزی سے لے آؤ
فصیل ۔ بچہ ناقہ
مَصر ۔ سارا دودھ دوھ لینا

[1] اس وصیت نامہ میں چند دفعات بے پناہ اہمیت کی حامل ہیں جن سے ایک مکمل دستور حکومت تیار کیا جاسکتا ہے اور اسے تمام سربراہان مملکت کے لئے ایک آئیڈیل قرار دیا جاسکتا ہے ۔
۱ ۔ اسلام میں دہشت گردی روا نہیں ہے ۔
۲ ۔ اسلام میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ ۳ ۔ اسلام حقوق میں ایک ذرہ اضافہ کا متحمل نہیں ہے ۔ ۴ ۔ اسلام "مان نہ مان میں تیرا مہمان" کا مخالف ہے ۔ ۵ ۔ اسلام صاحب حق کو حق ادا کرنے میں صاحب اختیار قرار دیتا ہے ۔ ۶ ۔ اسلام جانوروں کے امانتدار کو بھی دیندار دیکھنا چاہتا ہے ۔ ۷ ۔ اسلام جانوروں پر بھی ظلم کو روا نہیں رکھتا ہے ۔